الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب

تفسیر حقانی کا پانچواں حصہ جو سورہ حجر سے لیکر سورہ نحل کے آخر تک ۱۴ پارہ کی تفسیر ہے اور جس میں زمانہ حال
کے موافق قرآن مجید کے لطائف وحقائق کو اردو زبان میں ظاہر کیا گیا ہے عسی
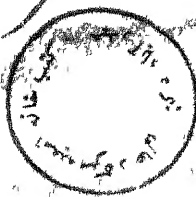
تفسیر فتح المنان

المشہور به

تفسیر حقانی

بعہد ہمایون بنیاد اعلیٰحضرت حضور پرنور نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علیخان بہادر شاہ دکن خلد اللہ ملکہ
بعد ازدیاد فوائد جلیلہ وترمیم وتنقیح بار سوم باہتمام جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب باہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری

مطبع انصاری دہلی میں طبع ہوئی

البیان فی علوم القرآن

مصنفہ مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب

دنیا مین انسان کیلئے مذہب حق کی پیروی سے (ایک آنیوالی نئی زندگی کیلئے) کوئی توشہ بہتر نہین - اسلام کی گردیا کہ اب ایک ہی آسمانی برحق مذہب صفحۂ دنیا پر ہے جو انسان کو ترقی دارین کی راہ دکہاتا ہے -

مگر ان پچہلی صدیونمین اسلامیون کی غفلت اور باہمی خصومات سے مخالفونکو خالی میدان ہاتھ آیا اُنہوننے اسلام کی ایسی کہ جس سے ناواقفونمین خواہ مخواہ نفرت پیدا ہوا دہر دہریت اور فلسفہ کا دریا موجزن ہونے لگا - اور سادہ لوح مسلمان بچون درسگاہون مین داخل ہونا پڑا - مگر ان کے پاس کوئی ایسی کتاب ہی نہ کوئی ایسا فاضل حقیقت شناس ہے جو ان کے شبہات کو اسلیے بمصلحت وقت مقدمہ تفسیر حقانی کو جسکی وجہ سے ہزارون گمراہون کو ہدایت ہوئی ایک ایسے نئے اسلوب مین بد اور صدہا ضروری مضامین کا اضافہ ہوا ہے - اِس لئے اس کا نام ہی البیان - فی - علوم القرآن رکہا گیا -

اس ضخیم کتاب مین جو تخمیناً ۵۰ جزر کی ہے نئے علم کلام کا بنیادی پتہر رکہکر ایک ایسی عمارت یا قلعہ بنایا گیا ہے جو مسلمانون کیلئے ہمیشہ کیواسطے اول علم اور اس کے اقسام اور حقیقت پر تحقیق بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ موجودات کا سلسلہ عالم محسوس ہی تک محدود نہین بلکہ ایک عالم اور غیر محسوسات کا وجود ایک ایسے قادر مطلق کیطرف سے ہے جو ہماری حواس سے محسوس نہین ہو سکتا نہ حواس مین اسکی قابلیت ہے اور وہ خدا تعالی کی ذات و الاصفات پر بحث اور مذاہب باطلہ کا رد ہے - پہر ملائکہ جن ارواح وغیرہا حقائق ثابتہ پر بحث ہے جو جسم عنصری سے پاک ہونیکے سبب جدا پہر ملائکہ جن و روح کی حقیقت اور اُن کے آثار و خواص اور نیز مرنیکے بعد روح کے حالات اور اسپر جزا و سزا کا مرتب ہونا دلائل عقلیہ و نقلیہ دوزخ کی حقیقت پر بحث ہے اور مسئلہ نجات کا فیصلہ ہے اور ضمن مین جملہ مخالفون کا رد ہے پہر نبوت کی حقیقت اور انبیاء کے اسرار بعد مین آنحضرت صلعم کی نبوت ثابت کیگئی ہے اور آپکا حلیہ مبارک و مختصر حال و سیرت پاک کا بہی بیان ہے اور اسکے ضمن مین مخالفون کے حملہ اور مسئلہ نبوت مین جو کچھ مذاہب بیگر مین آمیزش وہم ہوئی ہے اُس کا بہی بیان ہے - پہر عالم کی آفرینش اور نسل انسانی کا حال ہے پہر و عملیات مین انسانی سعادت و شقاوت کی تصویر کہینچکر اس کو آمیزش وہم اور غلط فہمی سے نجات دلائی ہے جو نہ کسی حکیم فیلسوف سے ممکن تھی - پہر علوم قرآنی کا اور جو جو قرآن و اسلام پر مخالفون کے عقلی اور کتابی و تاریخی و فصاحت و بلاغت کے متعلق اعتراض تہے اس طرح سے بیشمار علوم و حقائق کو دلائل سے مدلل کیا گیا ہے -

اس قسم کی کتاب کی جو علوم اسلامیہ پر حاوی ہو کیساتھ موجودہ علوم روشنی کے مذاق پر بہی ہو اس زمانہ مین اشد ضرورت تہی آریہ - ہندو - عیسائی - یہودی وغیرہ حقیقت آشکار اکر کے اہل انصاف کو دکہا دیا ہے کہ وہ انسانی سعادت و شقاوت کیلئے بالکل غیر کافی ہین ایسی کتاب کا طبع ہونا از بس ضروری ہے پہر اس کا انگریزی وغیرہ زبان مشتہر کرنا جسقدر ضروری ہے اس کو اہل عقل و دردمندان اسلام خود خیال کر سکتے ہین جو صاحب اس کار خیر مین جسکے لئے بڑی رقم کثیر درکار ہے بطور عطا وہ بہی بصد شکوری قبول کیجائے گی - قیمت پختہ فی جلد صہ مقرر ہے -

المشتہر محمد عبد القیوم ابن جناب مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلی محلہ بلیماران کوٹہی نواب صاحب

فہرست مضامین جلد پنجم تفسیر حقانی

تمت

سورہ حجر مکہ میں نازل ہوئی — المجلد الخامس — اسمیں ننانویں آیات چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ

یہ ہیں آیتیں کتاب اور کھلے قرآن کی — منکر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے — انکو چھوڑ کہ کھالیں اور برت لیں اور انکو آرزو بھلائے رکھے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا

پھر آیندہ تو معلوم ہی کرلینگے۔ اور ہم نے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لیئے (اول سے) وقت مقرر نہ لکھا گیا ہو — کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہو اور نہ پیچھے رہ سکتی ہو اور کہا (کفار نے) اے

الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ

وہ شخص کہ جسپر نصیحت نازل کی گئی تو تو ضرور دیوانہ ہے — ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر تو — سچا ہے — ہم فرشتے تو فیصلہ ہی کے لیئے بھیجا کرتے ہیں — اور جب تو انہیں مہلت بھی نہ ملے گی

ترکیب رب بالتخفیف والتشدید بضم الراء وفتحہا وما کافۃ ربّ یمکن ان یکون نکرۃ موصوفۃ ای ربّ شیٔ یودہ الذین ربّ حرف جر لا یعمل فیہ ما بعدہ والعامل محذوف تقدیرہ ربّ کافر یود الاسلام الّا ولہا جملہ نعت ہے قریۃ کی لو ما بمعنی ھلا ۔

تفسیر یہ سورہ بھی مکے میں نازل ہوئی اسمیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عبرتناک بات ہے یعنی قوم ثمود کا حال اور حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے الٓر سے مبین تک قرآن کا منجانب اللہ ہونا بیان کرکے دنیا کی لذات شہوات میں مبتلا ہونیوالے کفار کا انجام کار بیان فرماتا ہے کہ ربما یود کہ قیامت کے دن یا بوقت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان لائے ہوتے رب کے معنی بعض کہتے ہیں بہت کے ہیں کہ بہت حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کم کے ہیں مگر مراد یہاں بہت ہی ہے۔ عرب کی عادت ہے کہ کبھی کثیر الوجود چیز کو یقین دلانیکے لیئے بلفظ قلیل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اس شخص کی نسبت کہ جس سے ہر وقت یا اکثر اوقات یاد کرنا متوقع ہو کہتے ہیں کہ کبھی تو ہمیں یاد کرو گے۔ مکے کے مشرک آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں مصروف تھے اور خدا کی اس مہلت پر مست تھے کہ اگر پیغمبر سچا ہے تو ہمپر کوئی آسمانی عذاب کیوں نہیں آتا۔ ہم تو ویسے کے ویسے مزے اڑاتے پھرتے ہیں۔ یہ انکی حالت تھی جسکے رد میں اول تو الٓر فرمایا جسمیں اشارہ ہے کہ یہ قرآن (الف) اللہ نے بواسطہ (لام) جبرئیل (ر) رسول اللہ پر نازل کیا ہے۔ اسمیں کوئی دروغ نہیں۔ دوم اس سورہ حجر کی نسبت جو قرآن مبین کا ایک جزو ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ قرآن مبین اور کتاب الٰہی کی چند آیات ہیں۔ انہیں کے مطالب میں غور کرو۔ آپ معلوم ہو جائیگا کہ یہ مضمون اس فصاحت و بلاغت کیسا جس میں ان کی تکمیل کا پورا نقشہ ہے من اللہ ہے۔ پھر مبین کے لفظ سے اشارہ ہے کہ قرآن کی سب باتیں واضح ہیں۔ کوئی بھی خلاف عقل سلیم نہیں۔ پھر اسکے ماننے میں کیوں تردد ہے۔ سوم مرنیکے وقت جو قریب ہے یا مرنیکے بعد یہ اس جہل و نادانی پر افسوس کریں گے اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے چہارم مہلت کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ چند روزہ ہے۔ اس میں ان کو مزے کر لینے دو۔ ان کی لمبی چوڑی آرزوئیں و دنیاوی کاروبار کی بابت کہ یوں کرینگے انہیں خود غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور یہی طول امل غفلت کا پردہ ہے۔ پھر انکو جلد معلوم ہو جائیگا کہ ہائے کس غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ خصوصاً جبکہ اپنے افعال بد کا نتیجہ دیکھیں گے۔ انسے پہلے بھی بہت قومیں تباہ ہوئی ہیں۔ مگر انکا ایک وقت مقرر تھا اسلیئے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتے تھے اسیطرح انکا بھی وقت معین ہے چنانچہ بدر میں اور قحط شدید میں ہلاک ہوئے پیشینگوئی صادق آئی وہ کفار آنحضرت صلعم کو دنیاوی مشاغل سے بیفکر وار آخرت کی طرف متوجہ دیکھکر کہتے تھے کہ اے محمد تو جو کہتا ہے کہ مجھپر نصیحت یعنی قرآن نازل ہو رہا ہے ضرور دیوانہ ہے جو یہ قول دیوانوں کا تھا اسکا جواب کیا دینا تھا مگر وہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہمیں فرشتے کیوں نہیں لا کر دکھاتا۔ اسکا جواب دیا کہ فرشتے تو جب آتے ہیں فیصلے ہی کے لیئے آتے ہیں خواہ عامہ ہلاکت کے وقت یا موت کے وقت۔ پھر جب وہ آئی تو مہلت توبہ کہاں ۔

ملہ قرآن کی سب باتیں صحیح عقل سلیم کے نزدیک درست اور صحیح ہیں کوئی بات بھی ایسی نہیں کہ جو عقل کے خلاف ہو محض اعتقاداً ماننے پر مجبور کیا گیا ہو ۱۲ منہ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا

ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان بھی ہیں　اور تجھسے پیشتر ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں　اور وہ بھی جب کوئی رسول انکے پاس آیا تو

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا

اُس سے تمسخر ہی کرتے رہے　اسیطرح سے ہم گنہگاروں کے دلوں ہیں ڈالدیتے ہیں　کہ وہ اُسپر ایمان نہیں لاتے اور یہ تو قدیم　دستور چلا آیا ہے　اور　اگر ہم

عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝

اُنپر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھولدیں پھر وہ اُسمیں چڑھنے بھی لگیں تو بھی یہی کہینگے کہ ڈھٹھ بندی کردی گئی ہے بلکہ ہمپر جادو　کیا گیا ہے۔

ترکیب

نحن مبتدا نزلنا خبر جملہ انا کی خبر یا نحن انا کی تاکید۔ کذلک ای الامر کذلک۔ السلک ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی اے سلوکا مثل استھزائھم۔ والضمیر للاستھزاء اے کمثل ادخالنا التکذیب فی قلوب اولئک نسلکہ اے ندخل الاستھزاء فی قلوب المجرمین اے کفار مکۃ ولو فتحنا جملہ شرطیہ لقالوا اس کی جزاء ۔

تفسیر

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہا تھا جس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ جو کچھ رسول ہمکو سناتا ہے وہ کلام الٰہی نہیں دیوانوں کی بڑ اور بکواس ہے (اور کفار جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتیں کہا کرتے تھے اُس کے چند سبب تھے۔ اول یہ کہ رسول شہوات و لذات باطلہ کے ترک اور عبادت نیک و ی کی تاکید کرتے تھے یہ بات اُن پر شاق گزرتی تھی۔ دوم رسوم بد اور مذاہب باطلہ کا ترک کرنا جو پشت در پشت ان میں مروج ہونے کی وجہ سے ایک امر ناحق قرار پا گیا تھا اور بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اب بھی لوگوں کا رسوم و عادات خلاف شرع ترک کرنے میں یہی حال ہے سوم انبیاء فقراء ہوتے تھے نہ اُن کے پاس مال و جاہ تھا نہ اعوان و انصار اسلیئے روساء پر ایسے لوگوں کا مطیع ہونا شاق گزرتا تھا۔ چہارم اُن کا گمراہ ازلی ہونا بڑا سبب تھا) اس کے جواب میں فرماتا ہے انا نحن الخ کہ ذکر یعنی قرآن ہمارا ہی نازل کیا ہوا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں اس **پیشین گوئی** کے مطابق آج تیرہ سو[۱۳۰۰] برس ہونے کو آئے قرآن ایسا محفوظ ہے کہ مشرق سے مغرب تک سب مسلمانوں کی زبان پر یکساں ہے ایک لفظ یا زیر و زبر کا بھی فرق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لیکر اب تک بلکہ قیامت تک حفاظ اور قراء اور علماء کی جماعتیں اس کی محافظت پر کمربستہ ہیں یہ قرآن کا بڑا معجزہ ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں واعلم انہ لم یتفق لشیٔ من الکتب مثل ھذا الحفظ فانہ لا کتاب الا وقد دخلہ التصحیف والتحریف والتغییر۔ شیعہ میں جو متعصب اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں سے عثمانؓ نے فلاں فلاں سورتیں کم کردیں اس آیت اور دیگر آیات سے مردود ہیں وہ بھی شیع الاولین میں داخل ہیں جنہوں نے رسولوں کا انکار کیا ۔ ولقد ارسلنا فرماتا ہے کہ ان کی ایسی باتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ تجھسے پیشتر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلی قوموں میں بھی ہمنے رسول بھیجے تھے اُن کا بھی یہی حال رہا کہ جو رسول آیا اُسکو جھٹلاتے رہے اسیطرح ان کفار کے دلوں میں قضا و قدر نے یہ انکار و تکذیب ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وقد خلت سنۃ الاولین اور پہلوں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا دستور تھا کہ آخر وہ انکو ہلاک کرتا آیا ہے وہ بھی چلا آتا ہے ولو فتحنا الخ یعنی وہ جو کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور فرشتے کیوں نہیں آتے فرشتے تو کیا اگر ہم انکے لیئے آسمان کے دروازے کھولدیتے اور سیڑھی لگادیتے کہ جس سے چڑھکر وہاں کے حالات دیکھ آتے دیا یہ معنی کہ آسمان کے دروازوں سے فرشتوں کو چڑھتے اُترتے دیکھتے) تو بھی یہی کہدیتے کہ یہ نظر بندی ہے اور جادو ۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ○ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ○ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور البتہ ہم نے آسمان میں برج بنائے اور اُسکو دیکھنے والوں کے لیئے سنگار کردیا اور اُسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ مگر جو کوئی چوری سے سُن گیا تو

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ○ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ○ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا

اُسکے پیچھے دہکتا ہُوا انگارا پڑگیا اور ہم نے زمین کو پہیلایا اور اُسپر بوجھے ڈالدیئے اور اُس میں ہر چیز اندازے سے اُگائی اور اُس میں تمہارے لیئے

مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ○ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ○ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ

روزی کیلیئے سامان رکھے اور اُنکے لیئے بھی کہ جنکے تم روزی دہندہ نہیں اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس نہوں اور ہم صرف اُسکو ایک اندازہ معین سے نازل کرتے ہیں اور ہم نے

لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ○ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ○

پھر نیوالی ہوائیں چلائیں پہر آسمان سے پانی اُتارا پہر وہ تمہیں پلایا حالانکہ تمہارے ہاتھ اُسکے خزانے نہیں اور ہم ہی تو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور اخیر مالک ہم ہی ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○

اور ہم کو معلوم ہیں تم میں سے اگلے اور پچھلے تیرا رب اُنکو جمع کرے گا وہ حکمت والا خبردار ہے

ع ۲ / ۱۰ / ۲

سلہ یعنی پہاڑ جن کا ثقل طبعی زمین کو ڈولنے نہیں دیتا ۱۲ منہ

ترکیب

الا من منصوب ہی استثناء منقطع ہونے کی وجہ سے اور جر بھی ہو سکتا ہے۔ من استرق سے بدل ہوکر اور رفع بھی ہو سکتا ہے مبتدا ہوکر۔ والخبر فاتبعہ جاز دخول الفاء فیہ لتضمن المبتدا معنی الشرط والارض منصوب ہے مددنا محذوف سے ومن لستم منصوب ہے جعلنا سے والمراد من العبید والبہائم فانہا مخلوقۃ لنا فصنا۔ اور مجرور بھی ہو سکتا ہے۔ ای لکم ولمن لستم *

تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہی کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سُننے والے کے دل پر بار نہ معلوم ہو اس جگہ جبکہ مسئلہ نبوت میں کلام کرچکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا ہی جس پر کہ اثباتِ نبوت موقوف ہی اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوتِ نبی کو اُس کے اثر سے مشاہدہ کرادینا ہے کہ جسکے مُنہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنے والی نکلی وہ قطعی نبی ہے نہ کہ مجنون۔ ولقد جعلنا الخ توحید کے ثبوت میں دلائل سماویہ سے یہ اول دلیل ہے کہ ہم نے آسمان میں بُرج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیاطین سے اُسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جانہیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور وہاں آسمانی بات سُننے کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹا کہتے ہیں اُسکے پیچھے دوڑتا ہی رجیم رجم سے مشتق ہے جسکے معنی پتھراؤ کرنا یعنی پتھر پھینک پھینک مارنا۔ گالی گلوج اور بہتان لگانے کو بھی اسی لیے رجم کہتے ہیں کہ گویا بیہودہ باتوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ منہ قولہ لارجمنك ای لاسبنك اور اسی مناسبت سے تخمینی اور بے تکی بات کو بھی رجم کہتے ہیں۔ منہ قولہ رجما بالغیب گویا شیاطین پر آتشی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں *

مقدمۂ تفسیر میں بیان ہوچکا ہی کہ شیاطین کو لطافتِ مادہ کی وجہ سے ملائکہ کی باتیں سُننے اور اُن کے دیکھنے اور اونچے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے *

بروج برج کی جمع ہے اسیطرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہی تبارك الذی جعل فی السماء بروجا اور ایک جگہ ہی والسماء ذات البروج اس سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح

اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیواروں پر اور دیگر جگہ ہوتی ہو اسیطرح آسمان پر برج بنے ہوئے ہیں بلکہ یہ مراد کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے سے خرپزے کی پھانکوں کیطرح آسمان کے بارہ حصے یاٹکڑے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔ اور انکی زبان عرب میں یہ نام مشہور تھے۔ حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت ؀

جبکہ طبیعت فلکیہ ایک تھی اور اسی لیئے حکمار کے نزدیک اسکی شکل کروی یعنی گول بنی تو پھر یہ بروج مختلف الطبائع اور آسمان میں یہ گوناگوں چیزیں کسنے بنائیں ان میں کمی وبیشی کسنے کی اور ان اجزا کو کسنے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار وجبار نے۔ پھر اسنے نہ صرف ستاروں کو آسمان کی زیب وزینت بنایا۔ بلکہ وہاں کا انتظام لائق بھی کیا چورے شیطانوں کے لیئے شہاب مبین کو کوتوال بنایا تو پھر کیا وہ انبیار کو بھیجکر انتظام بنی آدم نہ کرتا؟ اور نیز شیاطین کو تو عالم علوی کی طرف رسائی نہیں پھر اگر خدا کا الہام اور جبرئیل امین کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہوگئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ سے کسقدر باتیں ثابت کردیں ؀

والارض مددنٰہا یہ عالم سفلی کے حالات سے **دوسری دلیل** ہو۔ اوّل زمین کو پھیلانا باوجود کروی ہونے کے اس کا ایسا سطح رکھنا کہ جس پر مخلوق بس سکے اُسی کی صنعت ہو۔ دوم القینا فیہا رواسی سفر رواسی اور اس کی جمع راسیات اسکی جمع یعنی جمع الجمع رواسی ہے۔ رواسی ٹھیرنے اور جمنے والی چیزیں جس سے مراد پہاڑ ہیں۔ یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے منجملہ اُن کے وفی الارض رواسی ان تمید بکم اور کبھی ان پہاڑوں کو اوتاد یعنے زمین کی میخیں بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں اِدھر اُدھر سے مٹی گرکے اونچے نیچے مختلف صورتوں کے ٹیلے جورہ گئے تھے متحجر ہوکر پہاڑ بن گئے یا یوں کہو کہ بدر الخلقت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگران کا زمین کے لیئے میخ اور بار اور تھماؤ ہونا کلام تشبیہی ہے گویا فرش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر دھر دیئے ہیں کہ ہلنے نہ پاوے۔ اِس میں بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور اُن کے معادن اور نباتات کے منافع بآواز بلند اپنے خالق یکتا کی توحید وصنّاعی پر گواہی دے رہے ہیں۔ جن کی طرف وانبتنا فیہا من کل شئ موزون میں اشارہ ہے۔ موزون سے مراد اندازہ کی ہوئی چیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ بے انتہا جڑی بوٹیاں اس کے اندازے علمی سے باہر نہیں۔ یا یہ مراد کہ وہ وزن رکھتی ہیں یعنے بیفائدہ اور عبث نہیں عمدہ اور متناسب چیز کو موزون کہتے ہیں جیساکہ کلام موزوں وجعلنا لکم فیہا معایش سوم نہ صرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستم لہ برازقین چارپائے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جن کو اپنے زعم میں تم روزی دیتے ہو اُن کی روزی بھی اُسی نے پیدا کی نہ تم نے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو۔ چارپائے تمہارے غلام وغیرہ انکو بھی خدا ہی نے تمہارے لیئے پیدا کیا ؀

وان من شئ یہاں سے اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدر حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ ہمارے ہاں اسیقدر تھا۔ بلکہ اُس کے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنے ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ بارش وغیرہ سب کا یہی حال ہو وارسلنا الریاح لواقح یہ **تیسری دلیل** ہے کہ ابر اٹھانے والی ہواؤں کا چلانا اور مینہ برسانا اور بندوں کو نفع پہنچانا اُسیکا کام ہے وانا لنحن نحیی ونمیت الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ باوجودیکہ اپنی بقا میں کوئی کیسی ہی کوشش کرے مگر ہم مارتے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسمیں کسیکو بھی دخل نہیں اور اگلے جو ہوچکے ہیں اور آیندہ جو ہوں گے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کرلیں گے۔ یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں۔ اسمیں دار آخرت کا بھی کس عمدگی سے اثبات ہو ؀

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ

اور البتہ بنے انسان کو خشک مٹی سے خمیر دیکر بنایا اور جان کو اس سے پہلے آگ کے شعلہ سے بنایا تھا۔ اور جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے

إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ

کہا کہ میں ایک بشر بنانیوالا ہوں خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر میں جب اسکو ٹھیک بنا چکوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سجدے

الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا خدا نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہوا کہا

لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ

میں ایسا نہیں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تو نے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا۔ خدا نے فرمایا یہاں سے دور ہو بیشک تو پھٹکارا گیا ہی اور بیشک تجھپر لعنت ہی

إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ رَبِّ

قیامت تک اسنے کہا اے رب مجھے مہلت دے اسدن تک کہ مردے جی اٹھیں خدا نے فرمایا البتہ تجھے مہلت ہے وقت معلوم کے دن تک اس نے کہا اے رب

بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ

تو نے مجھے (انسان کی خاطر) خراب تو کیا ہے میں بھی انہیں زمین پر بہ رجھاؤں اور سب کو گمراہ ہی نہ کر ڈالوں تو سہی مگر ان میں سے تیرے خالص بندے خدا نے فرمایا یہ طاعت کی راہ

عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ

مجھ تک سیدھی پہنچتی ہے میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چلیگا مگر اسپر جو تیرا تابع ہوگا سرکشوں میں سے اور جہنم سب کا ٹھکانہ ہے جس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ۝

ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک فرقہ بٹا ہوا ہے۔

ترکیب۔ من حما موضع جر میں صفت ہے صلصال کی باعادۃ الجار۔ والجان منصوب ہے علی شریطۃ التفسیر۔ انی الخ جملہ مقولہ ہے قال کا فاذا شرط ونفخت عطف ہے سویتہ پر۔ فقعوا ف جواب شرط ہیں اور قعوا امر ہے وقع یقع سے تمام جملہ جزا ہیں ہے قال کے الا ابلیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان الخ کیتھ متصل ہوگا اسے ولکن۔ اور اگر متصل مانا جاویگا تو جدا کلام ہوگا سائل کا جواب۔ الحما الطین الاسود وقال ابو عبیدۃ الحماء بسکون المیم والتحریک والجمع الحما مثل تمرۃ وتمر والحما مصدر مثل الہلع والجزع والمسنون قال الفراء ہو المتغیر واصلہ من سنت الحجر علی الحجر اذا احککتہ والخرج منہما یقال لہ اسنانہ۔ وقیل اصلہ من اسن الماء اذا تغیر ومنہ قولہ لم یتسنہ وقولہ من ماء غیر آسن وقال ابو عبیدۃ المسنون المصبوب السن الصب وقال سیبویہ المسنون المصور صلصال طین یابس یتصلصل اذا حرک واذا طبخ بالنار فہو الفخار ۱۲ منہ

تفسیر

یہ پانچویں دلیل ہے توحید پر۔ پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی۔ ان آیات میں انسان اور جن کے پیدا کرنے کا ذکر کرکے اپنی توحید ثابت کرتا ہے جب یہ ثابت ہو چکا کہ حوادث کا سلسلہ غیر متناہی نہیں ضرور اس کی ابتدا ہوتی ہے تو اب انسان کا

سلسلہ کہ جس کی پیدایش پیچھے از دیگرے ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہوگا کہ جو ماں باپ سے پیدا نہ ہوا ہو اور چونکہ انسان زمین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کثیف رکھتا ہے اور اسی لیے اس کو بشر کہتے ہیں (اما تفسیر کونہ بشرًا فالمراد منہ کونہ جسمًا کثیفًا یباشر ویلاقی۔ تفسیر کبیر)

اس لیے ضرور ہوا کہ اس کا مادہ غالب خاک ہو ولقد خلقنا الانسان من صلصال۔ مگر خاک سے بغیر خمیر کیے اور گارا بنائے اس کا پتلا نہیں بن سکتا من حما مسنون۔ لہذا اس سر سلسلہ کو جس کا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا اور پھر اس پتلے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدہ تعظیمی کرایا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا از خود جمع ہونا اور اس میں روح پڑنا از خود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و علیم کا کام ہے۔ اور صرف آدمؑ ہی کو ہم نے قدرت کاملہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اس سے سیکڑوں ہزاروں برس بیشتر جنات کے سر سلسلہ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں*

جان۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے گو بعض نے جان سے مراد ابلیس لیا ہے۔ جان کے معنی لغت میں ساتر یعنے چھپنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن الشئی اذا استرہ۔ چونکہ آدمؑ کے خلاف اس کا غالب مادہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اسلیے یہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھلائی نہیں دیتی اور اسلیے اس قوم کو جن اور اس کے باپ کو جان کہتے ہیں*

خدا تعالیٰ لطیف و خبیر نے اول ملائکہ کو بنایا انکے بعد جن کی قوم کو جنکا مادہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا۔ پھر انسان کو جس کا مادہ کثیف ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کب بنائے۔ آدمؑ سے پہلے یا پیچھے لیکن اسمیں تو کوئی بھی شبہہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سر سلسلہ ہے جس سے یہ انواع پھیلے ہوں گے۔ اس آیت سے یہ بات تو صاف صاف معلوم ہو گئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اس سے پہلے بنی ہے اور اسکا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہونیکی وجہ سے بہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا انکار کرتا ہے اور توجیہ باطل کر کے ان کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے*

ان جنوں کا سر سلسلہ جان نبی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قوم میں جو کافر سرکش ہیں جن کا پہلا پیشوا ابلیس ہے ان کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کسیقدر ہم مقدمہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہ بنائے گئے تھے۔ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں آچکی ہے*

ہر چند آدمؑ خاک سے بنایا گیا مگر اس میں وہ اسرار حکمت رکھے تھے کہ جن کی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو خبر تھی اس لیے اسکے پیدا ہونے سے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دے دیا کہ جب وہ بن کے تیار ہو تو سب کے سب اس کے آگے جھک جانا تعظیم کے لیے۔ فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اسکے مادہ خاکی پر لحاظ کر کے اسکو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تکبر کی راہ سے حکم الٰہی نہ بجالایا اس کی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے بہکانے کا بیڑا اٹھایا۔ اسلیے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہاں سے وقت معین یعنے صور پھونکنے تک کی منظوری ہوئی موت سے چارہ نہ ہوا اور فرما دیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلیگا اور جو تیرے کہنے میں آئے گا جہنم میں جائے گا جسکے سات دروازے یا طبقے ہیں یعنے جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی تیار کر رکھی ہے*

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝

ضرور پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے (کہا جائیگا) ان باغوں میں سلامتی اور امن سے جاکر رہو اور جو کچھ انکے دلوں میں رنجش ہوگی اسکو دور کر دینگے وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی بنے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ وَ

نہ انکو وہاں کچھ رنج پہنچیگا نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ میرے بندوں کو جتلادو کہ میں بڑا معاف کرنے والا رحم کرنیوالا ہوں اور یہ بھی کہ میرا عذاب بھی سخت ہے اور

نَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝

ابراہیم کے مہمانوں کا حال انکو سنادو جبکہ وہ ان کے پاس آئے اور سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمیں تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے وہ بولے کچھ خوف نہ کھائیے ہم آپکو مژدہ دیتے ہیں ایک لائق

قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ۝ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ

ابراہیم نے کہا کیا مجھے اب بڑھاپے میں مژدہ دیتے ہو سو اب کاہے کا مژدہ دیتے ہو انھوں نے کہا آپکو صحیح مژدہ دیتے ہیں پھر آپ ناامید نہ ہوں ابراہیمؑ نے کہا اپنے رب کی رحمت سے ناامید تو کون

رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ

ہوتا ہی بجز گمراہوں کے ابراہیم نے کہا اے خدا کے فرستادو تمہارا کیا قصد ہے؟ انھوں نے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا کنبہ کہ ہم اُن سب کو

أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝

بچالیں گے بجز اُسکی بیوی کے کہ ہمنے ٹھان لیا ہے کہ وہ پیچھے رہجانیوالوں میں سے ہے

ع ۱۶

ترکیب۔ بسلام حال ہے فاعل ادخلوا سے۔ ای سالمین او مسلما علیہم۔ اخوانا حال ہے ہم سے علی سرر بھی حال ہے اور متقابلین بھی۔ علی ان موضع حال میں ہے اے بشرتمونی کبیرا۔ تبشرون کے نون کو مکسور پڑھا ہے نون وقایہ ہے۔

تفسیر۔ توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں دار آخرت کا ذکر آگیا اور وہاں گناہگاروں کے لیے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اسکے بعد نیک لوگوں کا حال اور انجام کا بیان کرنا گویا بیان کو تمام کر دینا ہے فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک و کفر سے بچنے والے یا کبائر سے بھی حتی المقدور باز رہنے والوں کو باغ اور اُن میں نہریں رواں ملیں گے اور فرشتے اُن سے استقبال کرکے کہیں گے اِن باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن سے داخل ہو جاؤ یا سلام علیکم کہینگے۔ اور بہشتیوں کے دلوں میں باہمی کدورت اور رنج نہوگا دنیاوی رنجشیں دل سے نکالدیجاوینگی بھائی بھائی بنے ہوئے سونیکے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے کسیکو کوئی بیماری غیرہ کی تکلیف نہوگی نہ وہاں سے نکلیں گے اس لیے فرماتا ہے کہ بندوں کو کہدو کہ میں غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دونگا اور میرا عذاب بھی سخت ہے۔

توحید اور دار آخرۃ کا ذکر کرکے انبیاء سابقین اور انکی قوموں کے عبرتناک واقعات شروع ہوتے ہیں تاکہ ناظرین کو عبرت اور نصیحت ہو۔ یہاں سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس چند مسافر آئے۔ مہمانی کے طور پر حضرت اُن کے لیے تلا ہوا بچھڑا کھانے کو لائے وہ درحقیقت فرشتے تھے۔ کھانے سے اُنھوں نے ہاتھ روکا ابراہیم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اُس عہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا یہی علامت عداوت تھی کہنے لگے مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیمؑ کی تسلی کی اور حضرت اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوطؑ کی قوم کے ہلاک کرنے کا قصہ بیان کیا۔ بحیرہ لوط کے کنارے قوم لوط کی کئی بستیاں تھیں جنھیں اغلام کی عادت تھی۔ فرشتوں نے کہدیا کہ ہم اس ناپاک قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر لوط نبی اور اُسکے خاندان کو بجز اُنکی بیوی کے کہ وہ قوم میں پیچھے رہجائیگی بچالینگے

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ ۣ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۙ قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ ۝ قَالُوۡا بَلۡ جِئۡنٰكَ بِمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَمۡتَرُوۡنَ ۝ وَاَتَيۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ وَاِنَّا

پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے تو کہا کہ تم اجنبی لوگ ہو وہ بولے بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جسمیں یہ شک کرتے ہیں اور ہم تیرے پاس مقرر ہو کی بات لائے ہیں اور ہم

لَصٰدِقُوۡنَ ۝ فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّيۡلِ وَاتَّبِعۡ اَدۡبَارَهُمۡ وَلَا يَلۡتَفِتۡ مِنۡكُمۡ اَحَدٌ وَّامۡضُوۡا حَيۡثُ تُؤۡمَرُوۡنَ ۝ وَقَضَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ

سچے ہیں پس تو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے سے لے نکل اور تو ان کے پیچھے ہو لے اور تم میں سے کوئی بھی مڑکر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں کا حکم کیا جاوے اور ہم نے لوط کو قطعی طور پر

ذٰلِكَ الۡاَمۡرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۤءِ مَقۡطُوۡعٌ مُّصۡبِحِيۡنَ ۝ وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ ضَيۡفِىۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ ۙ

یہ بات بتلادی تھی کہ اس قوم کی صبح ہوتے ہوتے جڑ کٹ چکے گی (یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ) اور شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ لوط نے اُنسے کہا یہ میرے مہمان ہیں سو مجھے رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ ۝ قَالُوۡۤا اَوَلَمۡ نَـنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَاۤءِ بَنٰتِىۡۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ۝ لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو کہنے لگے کیا تجکو ہمنے دنیا بھر کی حمایت سے منع نہیں کر دیا ہے لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے (اے محمد) آپکی جان کی قسم گویا وہ اپنے نشے میں

يَعۡمَهُوۡنَ ۝ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ ۙ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ

اندھے ہو رہے تھے پھر تو دن نکلتے ہی انکو ہولناک آواز نے آلیا پھر تو ہمنے اُن بستیوں کو زیر و زبر کر دیا اور اُنپر کنکر کے پتھر برسائے البتہ اس میں عبرت کرنیوالوں کے

لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ۝ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ

بڑی نشانیاں ہیں اور وہ بستیاں سیدھے رستے پر واقع ہیں اس میں ایمانداروں کے لیے نشانیاں ہیں

ترکیب - اولم ننہک الاستفہام للانکار والواو للعطف علی مقدر ای لم تتقدم الیک لم ننہک عن ان تکلمنا فی شان احد اذ تصدناہ بالفاحشۃ لعمرک العمر بالفتح والضم واحد لکنہم خصوا القسم بالفتح اختیار اللاخف لکثرۃ الاستعمال و اتفق المفسرون انہ قسم بحیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانہا الضمیر لقریۃ لوط وہی سدوم لبسبیل مقیم ای طریق ثابت والباء بمعنی فی ای ہذہ القریۃ فی سبیل واضح عن المدینۃ الی الشام فیہ آثار غضب اللہ الی زماننا ہذا - ہؤلاء مبتدا بناتی خبر یعمہون حال ہو ضمیر سکرتہم سے و العامل السکرۃ او معنی الاضافۃ - مشرقین وقت شروق الشمس حال ہے

تفسیر - پھر جب فرشتے لوط کے گھر پہنچے تو لوط نے انکو امرد شکلوں میں دیکھکر اور اپنی قوم کی بدعادت پر خیال کر کے اُن کا آنا مکروہ سمجھا چونکہ مہمان تھے گھبرا گئے فرشتوں نے لوط سے بیان کر دیا کہ ہم اس قوم ناپاک کی ہلاکت کے لیے آئے ہیں صبح ہوتے ہوتے یہ غارت ہو چکیں گے تم اپنے خاندان کو لیکر پیچھے سویرے چلدو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھے۔ انکی خبر بستی میں پہنچی پھر کیا تھا بدمعاش شہوت پرستوں نے آکر لوط علیہ السلام کا گھر گھیر لیا اس ارادے سے کہ ان لوگوں سے بدفعلی کریں لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں انکی بے عزتی میری بے عزتی ہے خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو قوم نے کہا ہمنے تجھے منع کر دیا ہے کہ تو دنیا بھر کی حمایت نہ کیا کر یہ تیرے کون ہیں جو تو انکی حمایت کرتا ہے؟ لوط نے پھر کہا خیر اگر تمھیں یہی مقصود ہے تو میری یہ بیٹیاں[1] موجود ہیں انسے نکاح کر لو۔ خدا تعالیٰ حضرت سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے اور بدمست اور سرشار تھے لوط کی کیا سنتے +

حقیقت ہیں جس قوم پر ادبارِ الٰہی نازل ہونیکو ہوتا ہے تب وہ اُس بدفعلی میں ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے۔ آج کل امرائے اسلام کی عجب حالت افسوسناک ہے شرابخواری عیاشی کاہلی بدفعلی فضولی ہیں انتظامِ دنیوی ملک کا بندوبست بیدار مغزی ہر کام میں ہشیاری تو در کنار ملت و مذہب سے بھی ایسے غافل کہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ نہ اسلامیوں کی سی صورت نہ سیرت نہ کسی اسلامی فریضے کے پابند اسپر بیدین ملحدوں کی صحبت جو اسلام کی پابندی کو بربادی کا ذریعہ تبلاتے ہیں +

وانہا الخ یعنے وہ گاؤں الٹے ہوئے قریش کو جب کہ ملکِ شام میں تجارت کے لیے جاتے ہیں تو سیدھے رستہ پر ملتے ہیں ان خرابات کے آثار موجود ہیں پھر کیوں عبرت نہیں کرتے؟

[1] قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ تھا کیونکہ نبی قوم کا باپ ہے انکی بیٹیاں اسکی بیٹیاں ہیں مراد یہ کہ اس کام کے لیے قوم میں لڑکیاں کیا کم ہیں ان سے نکاح کرو ۱۲ منہ

وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا

اور ایکہ کے لوگ بھی بدکار تھے تو اُن سے بھی ہمنے انتقام لیا اور وہ دونوں شہر کھلے شارع عام پر واقع ہیں اور البتہ حجر کے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ باوجودیکہ ہمنے انکو اپنی نشانیاں بھی

فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾

دی تھیں پھر بھی وہ اُنسے روگردانی کرتے رہے۔ اور وہ پہاڑوں میں خاطر جمع سے گھر تراشتے تھے پھر انکو صبح ہوتے ہوتے کڑک نے آلیا۔ پھر تو جو کچھ وہ اپنی حفاظت کے لیے کرتے تھے کچھ بھی کام نہ آیا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ

اور ہمنے آسمانوں اور زمین کو اور اُن کے اندر کی چیزوں کو بغیر حکمت کے نہیں بنایا اور قیامت ضرور آنیوالی ہے پس آپ اُنسے خوش خلقی سے درگزر کیجیے بیشک آپ کا رب ہی پیدا کرنیوالا بڑا جاننے والا ہے ہمنے آپ کو

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾

سات آیتیں دوہری (الحمد) اور قرآن عظمت والا دیا آپ اِن اقسام اقسام کی چیزوں کی طرف جو ہمنے انکو برتنے کے لیے دی ہیں اپنی نظر نہ دوڑائیے اور نہ اُنپر رنج کیجیے اور ایمان داروں کے لیے جھک جائیے

وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا

اور کہدو کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں (ہمنے اسیطرح نازل کیا) جسطرح تقسیم کرنیوالوں پر نازل کیا وہ کہ جنھوں نے قرآن کو متفرق کردیا تمہارے رب کی قسم ہم اُن سب سے پرسش کرینگے کہ وہ کیا کیا

يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾

کرتے تھے پھر جس کا آپ کو حکم ہے وہ کھول کر کہدو اور مشرکوں سے کنارہ کرو ہم کافی ہیں آپ کی طرف سے ٹھٹھا کرنے والوں کو اُن کو جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مقرر کرتے ہیں پس وہ ابھی معلوم کرینگے

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

اور ہم جانتے ہیں کہ آپکا دل گھٹتا ہے ان کی باتوں سے پس آپ تو اپنے رب کی تسبیح کیجیے حمد کے ساتھ اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے

ترکیب الایکۃ جماع الشجر ومجمع الشیٔ والجمع الایک فی الاصل اسم للشجر الملتف المراد بہا الموضعۃ التی ہی محل اشجار مزوجۃ وقیل اسم قریۃ قال ابو عبیدہ ایکہ ولیکہ مدینتہم کمکۃ وبکۃ وہما قوم شعیب کانا اہل مدین امۃ علیہ السلام والحجر دیار ثمود قال ابن جریر ہی ارض بین الحجاز والشام + کما انزلنا کاف موضع نصب میں ہے لغت ہے مصدر محذوف کی ای لقد آتیناک سبعا من المثانی ایتاء کما انزلنا لان آتیناک بمعنی انزلنا۔ وقیل ہو وصف لمفعول النذیر اقیم مقامہ ای مثل العذاب الذی انزلنا علیہم عضین اجزاء جمع عضۃ واصلہا عضوۃ۔ بما تؤمر ما مصدریہ ہے تو حذف نہیں اور جو بمعنے الذی ہے تو عائد محذوف۔ والمثانی جمع مثناۃ من التثنیۃ وہی التکریر وقیل جمع مثنیۃ وہی القرأۃ بعد قرأۃ قال الزجاج تثنی بما یقرء بعدہا معہا۔ الازواج الاصناف۔

تفسیر وان کان یہ تیسرا قصہ اصحاب الایکہ کا ہے ایکہ درختوں کے بن کو کہتے ہیں یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے جو حوالی مدین میں بستی تھی بعض کہتے ہیں اہل مدین ہی کو اصحاب الایکہ یعنی بن والے کہتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انکی بستی کے پاس درختوں کے بہت جھنڈ تھے مدین قلزم کے مشرقی کنارہ کی طرف عرب کے گوشہ مغرب شمال میں آباد تھا وہاں کے لوگ بڑے بدکار تھے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہیں مانتے تھے تب خدا نے اس قوم بد سے انتقام لیا پہلے زلزلہ کی ہیبتناک آواز محسوس ہوئی اور زمین سے مادہ آتشیں اور گرم بخارات نکلکر دھواں سا ابر کی طرح نمودار ہوا اسی لیے انکی ہلاکت کے دن کو یوم الظلہ کہتے تھے اس حادثہ میں وہ قوم نیست و نابود ہوگئی۔ یہ قصہ بھی عرب میں مشہور و معروف تھا وانہما یعنی سدوم وغیرہ لوط کی بستیاں جو شام کے جنوبی حصہ میں جبیل مردار پر واقع تھے اور شعیب کی بستی مدین بعض کہتے ہیں انہما سے مراد مدین اور ایکہ ہے جو اسی کے پاس ایک دوسری بستی تھی اسکے لوگ بھی حضرت شعیب ہی کی قوم تھے اور وہ بھی بدکاری میں مدین والوں کے مانند تھے اسی حادثہ میں ساتھ ہی وہ بھی ہلاک کیے گئے ہوں یعنی یہ دونوں مقام عبرت خیز لبامام مبین کشادہ رستہ پر واقع ہیں آتے جاتے میں قریش مکہ کو وہاں کے آثار باقیہ نظر آتے ہیں عبرت عبرت!! ولقد کذب اصحاب الحجر یہ چوتھا قصہ اصحاب حجر کا ہے یعنی حجر کے رہنے والوں کا حجر اس وادی کو کہتے ہیں جو

عرب و شام کے درمیان واقع ہی یعنی قوم ثمود صالح پیغمبر علیہ السلام کی امت - یہ قوم بھی بدکار تھی اطمینان سے پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے۔ صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا اور نیز بہت سی آیات قدرت موجود ہیں کسی میں غور نہ کیا ہلاک ہوئے۔ اسکی تفصیل سورۂ اعراف میں دیکھو۔ اگرچہ اُنھوں نے صرف ایک نبی صالحؑ کو جھٹلایا مگر صالحؑ وہی باتیں کہتے تھے جو اور انبیاءؑ فرما گئے تھے اسلیئے اُنھوں نے سب انبیاء کو جھٹلایا۔ وما خلقنا السموات الی ہو الخلاق العلیم ان قصوں کو سن کر یہ کہ مشرک یہ خیال کرتے ہونگے (اور منکر بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں) کہ پہلی قوموں کے لیے خدا تعالی نشانیاں دکھلاتا تھا اب کیوں نہیں دکھلاتا اور پھر انکی سرکشی پر ہلاک کر دیتا تھا اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور اسپر بہت اصرار کرکے پیغمبر علیہ السلام سے تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بس جو کچھ انسان کے لیے سعادت وشقاوت ہے وہ اسی دنیا میں ہے، قیامت کیسی اور دار آخرۃ کیسا؟ اور اچھا یوں ہے تو پھر دنیا میں منکروں کو کیوں پیدا کرتا ہی اور کیوں انکو عیش وآرام دیتا ہی؟ ان چاروں باتوں کا جواب اس آیت کے چاروں جملوں میں کس لطف اور شان کبریائی کے ساتھ دیتا ہی وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یہ پہلی بات کا جواب ہی کہ آسمانوں اور زمین اور انکی ہر چیز کو اور انکی تغیرات کو دیکھو کہ انمیں ہماری کسقدر نشانیاں ہیں ہر چیز کو ہمنے کس اسلوب کے ساتھ بنایا ہی؟ اب غور کرنے والوں کے نزدیک انسے بڑھکر اور کونسے معجزات آسکتے ہیں وان الساعۃ لاٰتیۃ اسمیں دوسری بات کا جواب ہے کہ اب قیامت بہت قریب آ لگی ہی وہیں جزا جلد ہو جاوے گی اور پہلوں کو تمہارے لیے نظیر بنا دیا ہے اب قرب قیامت میں تم کس کے لیے نظیر ہوگے معاملہ قریب آ لگا نہ اب وہ عمریں ہیں نہ وہ قوے ہیں اسلیئے تمسے ویسا نہیں کیا جاتا فاصفح الصفح الجمیل میں ایسے نادانوں حمقا سے اعراض کرنے کا حکم دیا۔ اسمیں تیسری بات کا جواب ہے وہو الخلاق العلیم میں چوتھی بات کا جواب ہے کہ اس میں جو کچھ حکمتیں ہیں انکو وہی علیم جانتا ہی۔ ولقد آتیناک الی قولہ النذیر المبین ان جملوں میں انکی تیسری بات کا اور بھی رد کرتا ہے کہ وہ اسباب دنیا فانی پر فخر کرکے اے پیغمبر تجھسے کیا تمسخر کرتے ہیں ہمنے تجکو دولت سرمدیہ عطا کی ہی وہ کیا؟ سبعا من المثانی (المثانی مثنیۃ یا ثنا سے مشتق ہی) اسمیں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی سات آیات مراد ہیں کہ جو نماز میں دوہرائی جاتی ہیں اور جن میں خدا کی ثنا وصفت بھی ہی اور قرآن عظیم بھی عطا کیا جسکے مقابلہ میں اور کوئی دولت ونعمت نہیں اسلیئے لا تمدن انکے اسباب دنیا اور اسکے تجملات کی طرف اے پیغمبر (خطاب گو حضرتؐ کی طرف ہی مگر مراد اہل ایمان ہیں) نظر بھی نہ ڈال اور وہ اس دنیا فانی پر غرور وتکبر کرتے ہیں تو اس نعمت عظمے پر اے پیغمبر ایمانداروں کے لیے جھک جا نرمی اور فروتنی کر (چنانچہ آپ ایسا ہی کرتے تھے) اور کہدے کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں تمپر بلا آنے والی ہے۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں صاف یہ ہی کہ ہم باقی مخالفین پر اسطرح سے بلا نازل کرینگے کہ جیسے ہم نے ان لوگوں پر کی تھی کہ جنہوں نے قرآن کو بانٹ کر حصے کیے تھے۔ اسمیں بھی مفسرین کئی طریق بیان کرتے ہیں مگر عمدہ یہ ہی کہ مشرکین مکہ میں سے چند شریر اور سرکش تھے جنھوں نے ایام حج میں مکہ کے رستے بانٹ رکھے تھے ہر ایک کو ایک رستے پر بٹھلا دیا تھا کہ جو لوگ اس راہ سے آئیں انکو کہدے کہ یہ محمد جادوگر ہی ایسا ایسا اسکی بات نہ ماننا اور انہیں نے تمسخر کی راہ سے قرآن کی سورتوں کے ناموں پر خیال کرکے اسکے حصے کیے تھے کوئی کہتا تھا کہ بقرہ میں لونگا عنکبوت تجھے دیتا ہوں علی ہذا القیاس یہ لوگ بُری موت مرے اسپر اور لوگوں کو متنبہ کرتا ہی اور پھر حضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان تمسخر کرنیوالوں کو تیری طرف سے ہم کافی ہیں سو وہ کافی ہوا چونکہ مشرکین کی باتوں سے آنحضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا اور یہ ایک فطری بات ہی اسلیئے آپ کو تسلی دی کہ آپ کے طرف سے ہم انکو کافی ہیں انکا کوئی کید آپ پر غالب نہ آئیگا نہ وہ اس چشمۂ ہدایت کو بند کر سکینگے سو ایسا ہی ہوا بھی اسکے بعد جملہ ہموم وغموم دفع کرنیوالے عمل کیطرف رغبت دلاتا ہی اور تبلیغ رسالت کے بعد اصلی کام وہی ہے جس سے روح کو قوت ہوتی ہی وہ کیا فسبح بحمد ربک الخ کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کر جب بندہ اُس خالق ومالک کی جملہ اوصاف ذمیمہ سے تنزیہ کرتا ہی اور اسیکو تسبیح بھی کہتے ہیں اور اسکے ساتھ اُسکی بیحد نعمتوں کی شکرگزاری اور اُسکے اوصاف حمیدہ پر خوبیاں زبان سے یا دلالت حال سے بیان کرتا ہی تو ایک انجذاب بارگاہ قدس تک پیدا ہوتا ہی پھر بارگاہ قدس میں بندہ کو بجز عبادت الٰہی کے خواہ ذکر ہو یا مراقبہ ہو چارہ ہی نہیں ہوتا اسلیئے اسکے بعد یہ بھی فرما دیا واعبد ربک کہ اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہا کرو مگر جبتک یہ رابطہ دائمی قائم نہیں ہوتا بندہ کی تکمیل نہیں ہوتی اسلیئے اسکو مقید کر دیا عارف سالک کو حضور میں پہونچاتا ہے ۵ بدر یقیں پردہ ہائے خیال ۔ نماند سراپردہ الا جلال ۔ یہ تسبیح وعبادت کاروبار رسالت کی تکان کیلیئے

سورۂ نحل مکیہ ہے اسمیں ایکسو اٹھائیس آیات سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

خدا کا حکم آگیا پس اسکی جلدی نہ کرو وہ پاک اور بری ہے اُنکے شریک ٹھہرانے سے وہ اپنے بندوں میں سے جسکے پاس چاہتا ہو فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے متنبہ کردو کہ

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ

میرے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں پھر مجھسے ہی ڈرا کرو اسی نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا ہے پاک ہو اُنکے شریک ٹھیرانے سے۔ آدمی کو اسی نے پانی کی بوند سے پیدا کیا پھرہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا

مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝

اور چارپایوں کو بھی اُسی نے بنایا تمھارے لیے ان میں جڑاول ہے اور فائدہ بھی اور بعض کو انمیں سے تم کھاتے بھی ہو اور تمھارے لیے ان میں زینت بھی ہوتی ہے جبکہ تم ان کو شام کو چرا کر واپس لاتے ہو اور جبکہ چرانے لیجاتے ہو

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

اور وہ تمھارے بوجھے بھی اٹھاکر ان شہروں تک لیجاتے ہیں کہ جہاں تک تم بجز جانکاہی کے نہیں پہنچ سکتے بے شک تمہارا رب بڑا شفیق مہروالا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی اُسنے تمہاری سواری

وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور زیبایش کے لیے پیدا کیے اور بہت سی ایسی چیزیں بناتا ہو جنہیں تم جانتے بھی نہیں اور سیدھا رستہ تو دہر اللہ تک پہنچاتا ہو اور بعض ٹیڑھے رستے بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سبکو سیدھا رستہ ہی دکھا دیتا

وقف النبی علیہ السلام

ف یعنے اُن کی کھال اور بالوں سے بہت سے کپڑے بنائے ہو ۱۲ منہ

ع ۹

ترکیب

اتی صیغہ ماضی مگر معنی ہیں مستقبل کے ہے۔ ہ ضمیر امر اللہ کی طرف راجع ہے بالروح اے بالوحی موضع نصب میں حال ہوکر ملائکہ سے ای ومعہ الروح من امرہ روح سے حال ہے۔ ان انذروا بمعنی اے لان الوحی یدل علی القول فیفسر بان۔ انہ الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول انذروا ہوکر۔

تفسیر ۔ یہ سورہ بالاتفاق۔ مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ حسن عکرمہ جابر بن عبد اللہ ابن عباس ابی قتادہ کا بھی یہی قول ہے اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی عنقریب آنے والا ہے منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو نہیں آیا اگر تو سچا ہے تو جلد بھیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ اسلیے اس سورہ میں سب سے اول انکی اس دلیری اور جلد بازی کا جواب آیا کہ امر اللہ یعنی عذاب الٰہی عالم غیب میں تم پر مقرر ہو چکا اور تم پر آچکا گو ظہور اسکا کسی حکمت و رحمت سے وقت معین پر ہوگا پھر کس لیے جلدی کر رہے ہو۔ فصحا، بلغا، قطعی ہونے والی اور قریب تر ہونے والی بات کو ماضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان افعال پر کوئی بلا بھی آئے تو کیا پروا ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں دیوتا کہ جو خدا کے ہاں کار مختار ہے اور اس کے ساتھ قضا و قدر میں شریک ہم اُن کی مورتیں پوجتے ہیں نذر و نیاز کرتے ہیں وہ ہماری بلا کو دفع کر دیں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے سبحانہ و تعالے عما یشرکون کہ وہ جن کو تم اُس کا شریک بناتے ہو اُن سے بری ہے یعنی اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں تو ہم کو خدا فرشتے کے ذریعہ سے کیوں نہیں مطلع کر دیتا۔ اے محمدؐ تجھ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے۔ اس کا جواب دیتا ہے ینزل الملائکۃ الخ کہ یہ اللہ کے اختیار کی بات ہے جس کو نبوت کے قابل دیکھتا ہے

اُس کے پاس فرشتوں کو وحی دے کر بھیجدیتا ہے کہ لوگوں کو مُطّلع کردے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو
مجھی سے ڈرو۔ الملائکۃ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد اس سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور واحدی اس کی تائید کرتے ہیں
کہ سردار اور رئیس کو محاورہ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اسکے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور قرآن
ہے قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن و وحی پر یہ لفظ بولا گیا ہے ازآنجملہ قولہ تعالیٰ وکذالک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ وجہ اس
کی یہ ہے کہ روح نورانی چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظلمانی چیز ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اسمیں روح انسانی
ڈالی تو نور کے آثار اس کے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اس میں بھی کسیقدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھ اسکو منور کیا لیکن عقل بمنزلہ آنکھ کے
ہے اور آنکھ جب تک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تو اس کی ظلمت آفتاب وحی والہام کے ساتھ دور کی پس
قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیاتِ ابدی قائم ہوتی ہے۔ اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفید نہیں
وہ نہ صرف اندھیرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیاتِ ابدی سے بھی محروم ہیں جب کہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بذریعہ وحی توحید پر بقولہ
انہ لاالہ الخ اور تقوے پر بقولہ فاتقون مُطّلع فرمایا تھا جو باعتبارِ تکمیل قوّتِ نظریہ وعملیہ کے سعادت دارین کے دو رکن تھے اب
خلق السموات والارض الخ میں اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل قائم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جن میں اسکا بندوں پر بے حد انعام ولطف
پایا جاتا ہے جن کے سُننے سے دانشمند کا دل اپنے مولیٰ منعم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تو
تمھارے حال پر اس قدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کرتے جاتے ہو اور اسپر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار مفسدوں کے لیے
مقرر ہے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں ان کا خاتمہ ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور متکبر انواع واقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر کیڑے پڑ پڑ کر
مرے اور اُخروی سزا جہنّم کی طرف روانہ کیے گئے۔

ان دلائل کے چند قسم ہیں **اوّل قسم**۔ آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک اندازے پر پیدا کرنا بآواز بلند اس کی یکتائی پر
گواہی دے رہا ہے اور زمین و آسمان کا ہر ہر جزو بآواز بلند یہی کہہ رہا ہے تعالیٰ عما یشرکون۔

دوسری قسم۔ خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔ آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان
ہے۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے اوّل بدن دوم نفس۔ اب اس کی دونوں جزوں سے استدلال کرتا ہے۔ اول سے
یوں کہ انسان کے بدن کی بنیاد نطفہ یعنی منی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانے کے بعد خون بن جاتے ہیں پھر
گوشت کا لوتھڑا پھر اعضا نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادّہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اس میں سے کسی کے ہاتھ
پاؤں۔ ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضا۔ پھر وہ اعضا بے ڈول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بال آنکھ
کی جگہ آنکھ۔ اب دیکھو یہ کس کا کام ہے۔ ماں باپ کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ اندر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ اگر کہو طبیعت یا مادّہ کا
جیسا کہ بعض کہتے ہیں تو پوچھنا چاہیئے کہ اول تو افعال طبعیہ یکساں ہوتے ہیں۔ اِس کا مقتضٰے یہ تھا کہ انسان کی شکل کروی
ہوتی۔ آدمی ایک گول مول گیند سا ہوتا۔ جیسا کہ حکما۔ آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت کہتے ہیں اور مان لو کہ طبیعت کا فعل ہے

تو پھر پوچھو کہ یہ طبیعت کسنے پیدا کی اس کل کو کسنے چلایا۔ آخر وہی حکیم و علیم گر ٹھیرے گا۔ دوسرے جزو سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو انڈے سے نکلتے ہی دوست دشمن کو پہچاننے لگتا ہے بلی چیل سے بھاگتا ماں کے پیچھے ہولیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انھیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی۔ پھر وہ کون ہے کہ جس نے اس کو چالاک اور صاحب ادراک کر دیا کہ صاحب ادراک ہوتے ہی آسمانوں اور زمین کے قلابے ملانے لگے۔ دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اس نے ایجاد کی ہی تھیں بارے اب پیغمبروں سے مقابلہ کرنے لگے قیامت اور خدا کے منکر بن گئے۔ فاذا ہو خصیم مبین میں اسی طرف اشارہ ہے

والانعام خلقها الی قوله ان ربکم لرءوف رحیم یہ **تیسری قسم** ہے۔ اس میں انعام کے پیدا کرنے سے اور اُن سے انسان کے لیے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے۔ الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں۔ اول تو ان کی پیدائش میں غور کیجیے کہ ہر ایک کو اُس کے مناسب حال پر بنایا۔ اگر اونٹ کی لمبی گردن نہ ہوتی تو بوجھ اُٹھا کر اُس سے اُٹھا نہ جاتا علی ہذا القیاس پھر جو اُنسے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں غور کیجیے۔ پہلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشم اس میں بہت مستعمل ہوتی ہے۔ دف گرمی کو کہتے ہیں۔ دوم اور بہت سے فائدے ہیں ومنافع۔ سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری فائدے ہیں اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ ولکم فیها جمال الخ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور اُن کے مالک ان گلوں اور ریوڑوں کے انتظار میں گاؤں کے کنارے نکل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اس وقت اُن کو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے۔ اُنہیں کے دل سے پوچھنی چاہیے۔ اسی طرح جب صبح کو چرنے جاتے اور غل و شور مچاتے ہیں تو وہ بھی عجب کیفیت ہوتی ہے۔ یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمہارے قابو میں کر دیا۔ ورنہ زور و طاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس کے سوائے ان پر بوجھ لاد کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہو کہ اگر خود اُٹھا کر لے جاتے تو حقیقت معلوم ہوتی۔ یہ سب باتیں اُسکی رحمت سے ہیں۔ ان ربکم لرءوف رحیم۔ اس پر بھی عذاب کی جلدی کرتے ہو۔

والخیل والبغال والحمیر الخ یہ **چوتھی قسم** ہے چارپایوں میں سے بالخصوص اُن کے ساتھ استدلال ہے کہ جو بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ہوتے ہیں۔ ان چند چیزوں کو شمار کر کے اجمالاً ان سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو ہنوز ظہور میں نہیں آئی تھیں یا آئندہ آئینگی جیسا کہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز یا جن کو عرب جانتے نہ تھے۔ ویخلق ما لا تعلمون وعلی اللہ قصد السبیل ومنها جائر ولو شاء لهدىكم اجمعين دلائل توحید بیان فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا رستہ بیان فرمائے چنانچہ اُسنے انبیاء بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر کوئی کہے اسنے ایسا کیوں ہونے دیا۔ اس کا جواب دیتا ہے کہ اس کی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کرتا مگر نہ کی۔ بعض مفسرین وعلی اللہ الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو انبیاء کی معرفت دنیا میں قائم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے۔ یعنی شریعت انبیاء پر چلنے والا اللہ تک یعنی اُسکی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں ولو شاء الخ میں قدریہ کا صاف رد ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَ

وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا جسمیں سے تم پیتے ہو اور اسی سے پیڑ لگتے ہیں جن میں تم مواشی چراتے ہو تمہارے لیے اس سے کھیتی اُگاتا ہے اور زیتون اور

النَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے بھی۔ البتہ اس میں ایک نشانی ہے اُس قوم کے لیے جو غور کرتی ہے اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کر دیا اور آفتاب اور چاند کو بھی

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ۝

اور ستارے اُسکے حکم کے تابع ہیں البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں عقلمند قوم کے لیے اور جو زمین پر رنگ برنگ کی چیزیں پیدا کی ہیں وہ بھی تمہارے لیے ہیں البتہ اسمیں اُس قوم کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ دار ہیں

منہ شراب جملہ اور نیز منہ شجر دونوں جملے ماء کی صفت ہیں وما ذرا (**ترکیب**) محل نصب میں ہے خلق یا انبت محذوف سے مختلفاً حال ہے واصل السوم الابعاد فی المرعی قال الزجاج من السومۃ وہی العلامۃ لانہا تؤثر فی الارض (**تفسیر**) علامات برعیہا یقال سامت السائمۃ تسوم سوماً رعت فہی سائمۃ۔

عالم سفلی میں حیوان کے بعد اشرف الاجسام نباتات ہیں۔ پس حیوان کے عجائب حالات سے خداتعالیٰ کا قادر مختار ہونا ثابت کر کے نباتات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ نباتات کے پیدا ہونے کا سبب مینہ ہے اسلیئے سب سے اول فرماتا ہے کہ ہوالذی الخ یعنے ہی تو آسمان سے یعنے بادل سے پانی اُتارا یعنے برسایا جسکا پہلا فائدہ یہ ہے کہ تم اسکو پیتے اور پیکر جیتے ہو۔ جہاں کنووں اور نہروں کا پانی نہیں وہاں تو اسی پر زندگی ہے اور کنووں نہروں کا پانی بھی برسات نہو تو خشک ہو جاتے۔ دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخ یہ کہ اُس سے شجر یعنی گھاس اُگاتا ہے جس سے تمہارے چارپایوں کی زندگی ہے نجم اُس گھاس کو کہتے ہیں جو زمین پر لپٹی ہوئی ہوتی ہے بیل اور شجر وہ جو اُٹھا ہوا ہوتا ہے اور اگر شجر سے درخت بھی مراد لیے جاویں تو درختوں کے پتے بھی اکثر حیوانات کی روزی ہے۔ حیوانات کی روزی بیان فرما کر اب اس پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا ذکر فرماتا ہے اور چونکہ اناج سب سے ضروری چیز ہے جس بغیر سرنا ہی نہیں سب سے اول اسیکا ذکر کرتا ہے ینبت لکم بہ الزرع یہ تیسرا فائدہ ہے والزیتون اسکے بعد بہت کار آمد چیز ہے۔ والنخیل والاعناب پھر کھجور اور انگور میووں میں سب سے اسلیے بڑھکر ہیں کہ صرف انہیں کو کھا کر انسان مہینوں جی سکتا ہے اسکے بعد بیشمار میووں اور پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ومن کل الثمرات۔

اب غور کرو کہ بادلوں میں پانی کا ہونا اور پھر اس سے یہ چیزیں پیدا کرنا پھر انکے پتوں اور پھولوں میں یہ گلکاری کرنا ایک دانہ کو زمین میں ڈالکر اُس سے یہ باتیں ظہور میں لانا کیا بغیر کسی قادر مختار حکیم علیم کے ہو سکتا ہے؟ آپ سے آپ یہ چیزیں اس اسلوب سے کبھیں ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بڑے حکیم کا کام ہے مگر ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون اس نشانی کو غور و فکر کرنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی کوتاہ فہم ان چیزوں کو ان کے اسباب ظاہری آفتاب و مہتاب و ستاروں کی تاثیروں رات کی گرمی سردی کی طرف منسوب کرے تو اُسکو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ اسباب کس کے بس میں ہیں کسنے انکو تمہارے کام پر لگا رکھا ہے وسخر لکم اللیل الخ اسی قادر مختار نے کیونکہ آفتاب و مہتاب اجسام ہیں ان میں یہ تفاوت اگر جسم من حیث الجسم ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اس میں سب برابر ہیں۔ پھر آخر اور کوئی ہے جسنے یہ تفاوت کیا اسکو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون۔ اچھا اگر انہیں کی تاثیر ہے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہیئے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی ریت ہے ایک ہی پانی دیا جاتا ہے مگر پھر ماذرا لکم فی الارض مختلفاً الوانہ۔ رنگ برنگ کے پتے ہیں۔ ان فی الخ۔ مگر اس بات کو بجز اہل عقل کے حمقا کیا سمجھ سکتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن

اور وہی تو ہو کہ جسنے تمہارے بس میں دریا کر دیا تاکہ تم اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ اُس سے زیور (مونگا موتی) نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور اے مخاطب تو اسمیں جہاز دیکھتا ہو کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور اسلئے

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَلَامَاتٍ

کہ تم اُسکے فضل[1] کو تلاش کرو اور اسلیئے بھی کہ تم شکر کرو اور زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیئے تاکہ تمہیں لیکر نہ ڈگمگائے اور تمہارے لیے نہریں اور رستے بنائے تاکہ تم[2] راہ پاؤ اور نشانیاں بھی بنائیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور ستاروں سے وہ رستہ پاتے ہیں پھر کیا (ان سے کا) بنانیوالا اسکے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتا یعنے تمہارے معبودوں کے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو بھی تو شمار نہ کر سکو گے البتہ اللہ بڑا بخشنے

ترکیب

وتستخرجوا معطوف ہے تاکلوا پر تلبسونہا جملہ حلیۃ کی صفت۔ وتری کا مفعول ثانی مواخر من المخر یعنی شق الماء فیہ مواخر سے متعلق جملہ البحر کے بیان حال کے لیے۔ ولتبتغوا عطف ہے لتاکلوا پر ولعلکم اسپر۔ ان تمید اے مخافۃ ان۔ لحما طریا والمراد بہ السمک وانما وصفہ بالطراوۃ اشعارا بلطافتہ۔ والطراوۃ ضد الیبوسۃ۔ اے غضا جدیدا یقال طریت کذا اے جددتہ واطریت فلانا اے بالغت فی مدحہ مدحۃ باحسن ما فیہ۔

تفسیر

اول بار ذاتِ الٰہی کا ثبوت اجرام سماویہ سے کیا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ میں انسان کے بدن اور اس کے نفس سے تیسری مرتبہ میں عجائب خلقت حیوانات سے چوتھی مرتبہ میں نباتات کے عجائب حالات سے۔ اب پانچویں مرتبہ میں خدا کا موجود و قادر و یکتا ہونا۔ اُس کی اُس صنعت سے دکھاتا ہے جو عناصر کے ساتھ متعلق ہے۔ سب سے اول پانی کا ذکر کرتا ہے بقولہ ہو الذی سخر البحر۔ بحر سے مراد سمندر ہے جو زمین کے چاروں طرف محیط ہے جس میں سے تقریباً چہارم حصہ کے قریب زمین کھلی ہوئی ہے جسپر یہ حیوانات نباتات انسان رہتے ہیں۔ اب اول تو اس پانی کو دیکھیے کہ کہاں سے آیا اور کس نے اُس کو پیدا کیا؟ پھر اسکو غور کیجیے کہ خدا نے ایسا گہرا پانی کہ جہاں آدمی کا پتا بھی نہ لگے انسان کے لیے کس طرح سے مسخر کر دیا اُسکے قابو میں کیسا کر دیا کہ اول تو اس سے لحم طری یعنے تازہ گوشت نکالکر کھاتے ہیں وہ کیا مچھلی اور عام اقوام کے لیے کچھوے وغیرہ دیگر چیزیں بھی کہ سمندر سے نکالکر کھاتے ہیں کیا قدرت ہو کہ آدمی جو پانی میں دم بھر میں ڈوب مرتا ہے وہ پانی کے جانوروں کو کس طرح سے پکڑتا ہے اور لطف یہ کہ سمندر کا پانی شور اور وہاں کے جانوروں کا گوشت خصوصاً مچھلی کا شور نہیں دوم تستخرجوا منہ حلیۃ الخ کس طرح انسان کے ساتھ سیکڑوں گز گہرے پانی سے غوطہ لگا کے (لیکن وہ غوطہ یوں نہیں لگتا اسکی اور تدبیر ہوتی ہے جسکے ذکر کی یہاں گنجایش نہیں) زیور نکالتے ہو یعنی موتی اور اُسکے عمدہ عمدہ سیپ اور مونگا جن کو طرح طرح سے زیور بنا کے پہنتے ہیں پہنتی تو عورتیں ہیں مگر مردوں سے اسلیئے خطاب کیا کہ عورتوں کے پہننے سے مردوں کا دل خوش ہوتا ہے اور نیز بعض مرد بھی پہنتے ہیں سوم وتری الفلک الخ کہ بڑی بڑی کشتیاں جو ہوا کے زور سے چلتی ہیں پانی کو چیرتی پھاڑتی کس تیزی کے ساتھ آتی جاتی ہیں ہوا کو بھی انسان کے کیا بس میں کیا ہے عنصر ہوا کا بھی اور نیز آگ کا بھی اسمیں مجملاً ذکر آ گیا کیونکہ دخانی جہاز یا اگبوٹ یا سٹیم سمندر میں اسطرح اودھر اُدھر دوڑتے پھرتے ہیں کہ جس طرح زمین پر لگام کے اشارہ سے گھوڑا ادھر اُدھر دوڑتا ہے گویا سمندر کو سطح زمین کر دیا لاکھوں من

[1] فضل سے مراد اسباب معاش ہیں جو دریائی سفر سے حاصل ہوتے ہیں تجارت ملک گیری اور دیگر اشیاء دریائی جو کار آمد ہیں اور علمی منافع بھی یہ سب اُسکے فضل و کرم سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ بہت سے جہاز ڈوب بھی جاتے ہیں جس کام کے لیئے جاتے ہیں اسمیں ناکامی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] تمہارے اسباب معاش تمہیں حاصل ہو جاویں اور ان میں تمہیں کامیابی ہو۔ اسطرف بھی اشارہ ہے

اسباب دور دراز ملکوں سے کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالداری کا جلد باعث ہو جاتی ہے ولتبتغوا من فضلہ میں یہی مراد ہے کیونکہ فضل رب سے روزی اور فراخ دستی کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تسخیر بحر ہوگی اسی نے یہ تدابیر تم کو تعلیم فرمائیں لعلکم تشکرون تاکہ تم اسکا شکر کرو مگر شکر تو درکنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاریگری پر نازاں ہو کر خدائے تعالی ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الخ (المید الحرکۃ والاضطراب یمیناً وشمالاً یقال ماد یمید میداً یعنے مید کے معنے ادھر اُدھر ہلنے کے ہیں) اب عنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ جسپر رہکر یہ بنی آدم غرور کرتے ہیں اور بعض تو سرے سے خدا تعالی کے ہی منکر ہیں اور بعض اسکے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی ادہر اُدہر ہلا کرتی ہے اور جب اُس میں کچھ بوجھ پتھر ڈالدیتے ہیں تو اُسکے دباؤ سے نہیں ہلتی۔ یہی حال زمین کا تھا پھر جب خدا نے اسپر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا تو ہلنے سے رُک گئی ؎ زمیں از تپ و لرزہ آمد ستوہ ✦ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ✦

مگر اس تفسیر کے ظاہری معنی پر چند اعتراض ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جسطرح پانی اپنی جگہ پر میل طبعی کی وجہ سے ٹھیرا ہوا ہے تو زمین جو اس سے بھی ثقیل ہے بدرجہ اولی اپنے حیز طبعی پر ٹھیری ہوگی پھر اسکے ہلنے کے کیا معنے۔ کچھ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اسپر ہے اس کے ارد گرد سمندر لپٹا ہوا ہے دوم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر پھوڑے اور پھنسیاں اُبھر آتی ہیں ایسا ہی پہاڑوں کو سمجھ لو پھر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا؟ اور یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ پہاڑ بعد میں زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اسکا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کاتب الحروف کے نزدیک سرے سے اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا کیونکہ صاف معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین پر رواسی بوجھے ڈالے یعنی اسکی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن رکھا۔ اور پہاڑ چونکہ اسکے اجزا میں سے سخت اور ثقیل تر اجزا ہیں اسلیئے یہ ثقل اُنکی طرف منسوب کیا گیا اور انکو زمین کی میخیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنیٰ سے سبب سے حرکت کرنے لگتی اسلیئے اسپر سکون مشکل ہے بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہ مسئلہ بھی حکمائے حال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی یہ حرکت اینی یا وضعی جو کچھ ہو وہ نہیں کہ جس سے اس کے رہنے والے ہلنے لگیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو جاوے جیسا کہ اسکی کرویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہ کیا احسان باری ہے۔

وانہاراً وسبلاً وعلامات یہ تین باتیں اور بیان فرماتا ہے جو اسکی قدرت کاملہ کی دلیل اور بندوں کے حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جنسے آبادی ملک ہے اور رستے بھی پہاڑوں اور دروں میں اُسنے رکھے اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کر دیں اگر سب زمین یکساں ہوتی تو بڑی مشکل پڑ جاتی۔

وبالنجم ہم یہتدون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں اُنکے لیے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو لق و دق بیابانوں میں ستاروں کی سیدھ میں قافلے چلتے ہیں

افمن الخ پھر جسنے یہ چیزیں بنائیں کیا وہ تمہارے بتوں کے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ ان سب کے بعد فرماتا ہے کہ میری اور بیشمار نعمتیں ہیں جنکو تم شمار نہیں کر سکتے۔ اسپر بھی تم ناشکر اور غیر معبودوں کی طرف مائل ہو جسکی سزا میں یہ نعمتیں چھین لینا بجا تھا مگر اسپر بھی ہم بڑے غفور رحیم ہیں درگزر ہی کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ یہہ جنکو خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے حالانکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں۔ وہ تو مردے ہیں بیجان

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ

اور انہیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ کب لوگ زندہ کئے جاوینگے۔ تمہارا معبود تو خدای واحد ہے۔ پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ سرکش ہیں۔ ضرور

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک اوسکو غرور کرنے والے پسند نہیں اور جب اُنسے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے ربنے کیا نازل کیا تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگونکے قصے

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ ع

تاکہ قیامت کے دن اپنا بھی پورا بارگناہ اٹھاوین اور انکا بھی کہ جنکو ناسمجھی سے گمراہ کر رہے ہین۔ دیکھو کیا بڑا بوجھا ہے کہ جسے وہ اپنے اوپر لادے چلے جارہے ہین۔

ترکیب

لا یخلقون خبر ہے والذین کی اموات خبر ثانی غیر احیاء تاکید ہے۔ ایان منصوب ہے یبعثون سے فالذین مبتدا قلوبہم جملہ خبر۔ ان اللہ الخ جملہ لاجرم بمعنی حق و ثبت کا فاعل جملہ ان اللہ الخ ما استفہامیہ ذا موصلہ والعائد محذوف اساطیر الاولین خبر ہے مبتدا محذوف کی لیحملوا ای قالوا ذلک لیحملوا لام العاقبۃ۔ ومن اخفش کے نزدیک زائدہ ہے۔ والاساطیر جمع اسطورۃ کی احادیث جمع لاحدوثۃ واضاحیک جمع۔ اضحوکۃ واعاجیب جمع اعجوبۃ بغیر علم حال من الفاعل ای یضلون الناس جاہلین۔

تفسیر

واللہ یعلم الخ اس میں ایک اور فرق الہ حق اور فرضی معبودون میں تبلایا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر و باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودونکو نہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ الخ جمہور مفسرین کے نزدیک انسے مراد انکے بت ہین کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پرستش کرتے تھے جلالین مین ہے وہم الاصنام تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یون کی ہے فاعلم انہ تعالیٰ وصف ہذہ الاصنام بصفات کثیرۃ الخ پھر انکے بتون کی قدرت کو یون باطل کرتا ہے لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون۔ کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیئے جاتے ہین سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں۔ زندگی کا بطلان یون کرتا ہے اموات غیر احیاء کہ بے جان ہین حس و حرکت بھی نہین انکی علم و دانائی کو یون باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ نہین جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہین کہ انسان مرکر کب زندہ ہونگے پھر جب یہہ تینوں باتین نہین تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلیئے فرمایا الٰہکم الٰہ واحد کہ خدا صرف ایک ہی خدا ہے مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہوجاتے تھے اور دلمیں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسم و عادت سے اُنکی پرستش نہیں چھوڑتے تھے دلمیں توحید نہیں سماتی تھی اور نہ انکا تکبر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لا یحب المتکبرین تک بیان فرماتا ہے۔

واذا قیل لہم اب انکی ضد اور تکبر اور عناد کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب اُنسے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے تو اُس کے الہامی مطالب سے قطع نظر کرکے طعن کی راہ سے اسکے پند آمیز قصون کو اگلے لوگونکی کہانیان کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لیے۔ لیحملوا الخ ولا تزر وازرۃ وزر اخری کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہان یہ مراد نہین کہ دوسرونکا گناہ اٹھا کر انکو بری کردینگے بلکہ یہہ کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ اُٹھاوینگے دوم جنکو گمراہ کیا ہے انکی گمراہی کا گناہ بھی انہین کے سر پر رہیگا اور ولا تزر الخ میں یہہ مراد کہ ایک دوسرے کو بری نہ کریگا۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

ان سے پہلے لوگون نے بھی مکر کیا تھا - پر اللہ نے انکی عمارت کو جڑون سے آلیا پھر اسکی چھت انھیں پر اوپر سے گر پڑی اور اُنپر وہان سے عذاب آپہنچا کہ جدھر کی

لَا يَشْعُرُوْنَ ○ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ط قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ

انکو خبر بھی نہ تھی پھر قیامت میں بھی انکو خدا رسوا کریگا اور پوچھیگا کہ کہان ہیں میرے وہ شریک کہ جنمین تم جھگڑا کیا کرتے تھے (انکو تو جواب بھی نہ آویگا لیکن علم والے (انبیا) کہہ اٹھینگے کہ

الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ ص فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ط بَلٰٓى

آج کے دن رسوائی اور خرابی ہی منکرون کی یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی فرشتون نے ایسی حالت مین روحین نکالی تھین کہ وہ اپنے اوپر ستم کر رہے تھے پھر تو سر جھکا دینگے کہ ہم تو کچھ بھی بُرائی نکیا کرتے تھے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(فرشتے کہینگے) ہان ہان اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے - پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازونمین داخل ہو کہ وہان ہمیشہ رہا کرو پھر متکبرون کا بھی کیا ہی برا ٹھکانا ہے

ترکیب

فاتی اللہ اے قصد - من فوقہم متعلق ہے خرّ سے ویجوز ان یکون من لابتداء الغایۃ وان یکون حالا اے کائنا من فوقہم یوم القیامۃ ظرف ہے یخزیہم کا الیوم کا عامل الخزی الذین جملہ الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر تتوفہم سے السلم بمعنی القول جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فالقوا الیہم القول ما کنا تفسیر السلم کی -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ وہ کافر قرآن کو مکر و فریب سے قصے کہانیاں بتلاتے ہیں لوگون کو بہکانے کے لیے اب فرماتا ہے کہ کچھ انھین پر منحصر نہین انسے پہلون نے بھی دین حق کے مقابلہ میں بہت کچھ مکر و فریب کیے تھے کہ جنکو خدا نے برباد کر دیا - فاتی اللہ الخ بعض مفسرین کہتے ہین آیت کے ظاہری معنے مراد ہین کہ از راہ مکر کے قدیم زمانہ میں کفار نے مقامات بلند بنائے تھے خدا نے انکو جڑ سے گرا دیا چھت انکی اوپر آپڑی دبکر یکایک مر گئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد بابل شہر مین ایک نہایت بلند برج بنایا تھا بعض کہتے ہیں یہہ ایک محاورے کی بات ہی کہ انکے منصوبون کو ڈھا دیا جیسا کہ کسی منصوبے کے پورا نہ ہونیکے موقع پر کہتے ہیں کہ چُنا چُنایا گھر گر پڑا - ثم یوم القیامۃ پھر فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پر منحصر نہین بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کریگا کہ ان سے پوچھیگا کہ وہ میرے شریک جو تمنے اپنے نزدیک قرار دے رکھے تھے کہان ہیں؟ ادھر طعن و توبیخ کے طور پر اہل علم (مومنین - یا انبیاء - یا ملائکہ) انہیں کہین گے کہ آج کفار کی رسوائی اور بُرائی ہے -

الذین تتوفہم الملائکۃ[1] یہ کفار کی رسوائی قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اُس روز انسے خدا پوچھیگا کہ جنکو تمنے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا وہ کہان ہین جواب نہ آئے گا سرنگون ہو جائینگے انکی سرزنش کیلئے علماء - انبیاء - ملائکہ کہین گے کہ یہ بڑے بدنصیب اور قابل سزا ہین مرتے دم تک یعنی اُسوقت تک کہ فرشتے جان نکالنے آئے اپنی اسی بت پرستی اور بدکاری مین اپنی جانون پر ستم ڈہا رہے تھے اُسوقت بھی انکو توبہ نصیب ہوئی اسپر وہ بدبخت سر نیچا کر کے ان اہل علم کے جواب مین کہینگے ہم تو دنیا میں کوئی بھی برا کام نہیں کرتے تھے انکی اس دروغگوئی پر ملائکہ کہین گے کہ تم جھوٹے ہو تمہارے اعمال خدا کو معلوم ہین اسکے بعد انکو فیصلہ سنایا جاویگا کہ چلو جہنم کے دروازون مین گھسو جہان تمکو سدا رہنا ہوگا یعنے عمر قید اسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ کیا ہی برا ٹھکانا ان متکبرون کا ہے یعنی بہت بری سزا کے مستوجب ہین -

[1] کہان ہے وہ نیچر مفسر جو فرشتون کا انکار کرتا ہے اور انکو کبھی انسانی قوتین اور کبھی صفات باری اور کبھی نباتات کی قوتین بتلاتا ہے ۱۲ منہ

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

اور پرہیزگاروں سے جو کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو کہتے ہیں اچھی چیز جنہوں نے نیکی کمائی ہے انکے لئے اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی خوب ہے اور پرہیزگاروں کا

دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝

کیا ہی خوب گھر ہے رہنے کے باغ کہ جنمیں داخل ہونگے وہاں انکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں انکے لیے جو چاہیں گے موجود ہوگا۔ اسی طرح اللہ بدلا دیتا ہے پرہیزگاروں کو

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

انکو کہ جنکی فرشتے ایسی حالت میں روح قبض کرتے ہیں کہ وہ آلائش گناہ سے پاک و صاف ہوتے ہیں انسے آکر سلام کرتے اور کہتے ہیں کہ جنت میں چلو اپنے عملوں کی وجہ سے کہ جنہیں تم کیا کرتے تھے کیا کسی بات کے

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

انکے پاس فرشتے آویں یا تیرے رب کا حکم آجاوے انسے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اللہ نے تو کچھ بھی ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

پھر انکو انکے اعمال بد کے نتیجے ملے۔ اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر آنازل ہوا

ترکیب ماذا محل نصب میں ہے انزل سے جیسا کہ ماذا کے جواب قالوا خیرا اے انزل خیرا سے معلوم ہوتا ہے۔ جنت عدن مخصوص بالمدح نعم کا یدخلونہا اس سے حال اور ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو کہ یدخلونہا اسکی خبر ہو یا محذوف ہو طیبین حال من المفعول وہو القوی وقیل من الفاعل مقارنۃ او مقدرۃ

تفسیر کافروں کے مقابلہ میں مومنین کا ذکر کرتا ہے وقیل للذین الخ کہ انسے جو قرآن کا حال پوچھا جاتا ہے تو اسکو بہتر اور عمدہ بتلاتے ہیں۔ مکہ کے مشرکین ایام حج میں بدمعاش لوگوں کو مکے کے رستوں پر بٹھلا دیتے تھے اور عرب کے قبیلوں میں آنحضرت صلعم کے دین اور قرآن کا ایک حیرت خیز چرچا پھیلا ہوا تھا وہ اپنے ایلچی ان ایام میں اس امر کے دریافت کرنیکو بھیجتے تھے یہہ رستوں پر بیٹھنے والے انسے کہہ دیتے تھے کہ قرآن بہت بری چیز ہے پھیر بعض ان میں کچے مزاج کے اسکو سچ جانکر اپنی قوم میں برائی سے یاد کرتے تھے۔ اور نیک طینت مکہ میں حضرتؐ کے صحابہ سے ملکر اصل حال سے واقف ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں جاکر بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے اس آیت میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ للذین احسنوا الخ یہاں سے نیکی کا نیک بدلہ ملنا بیان فرماتا ہے۔ فی ہذہ الدنیا کو بعض مفسرین احسنوا سے متعلق کرتے ہیں تب یہہ معنی ہونگے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکو دار آخرت میں نیک بدلا ہے۔ اور اکثر حسنہ سے متعلق کرتے ہیں اور یہی قوی ہے یعنی نیکوں کو اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی کچھ ہے۔ دنیا میں بھلائی ملنا عام ہے نیکنامی ہو یا فراخ دستی خوشحالی ہو یا مخالفوں پر فتحیابی ہو۔ یا روح کا نور و سرور ہو۔ پھر دار آخرت کے اجر کا بیان فرماتا ہے کہ جنت ہے اور وہیں یہہ یہہ نعمتیں ہیں۔ الذین سے نیکوں کی صفت بیان فرماتا ہے کہ فرشتے جو انکی جان قبض کرنے آتے ہیں تو اسوقت وہ طیب ہوتے ہیں (یہہ بھی بڑا وسیع المعنی لفظ ہے شامل ہے گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہونیکو اور نیز علائق دنیا دل سے دور ہونیکو اور اصلی گھر میں جانیکی خوشی کو اور شوق دیدار الٰہی کو) فرشتے انسے سلام علیکم کہتے ہیں اور جنت کا مژدہ دیتے ہیں۔ ہل ینظرون سے یہ بات بتلاتا ہے کہ منکر بجز موت کے فرشتوں کے دیکھنے کے یا عذاب الٰہی دیکھنے کے نہیں مانینگے برخلاف ایماندارون کے کہ وہ پہلے ہی سے ایمان رکھتے ہیں سو یہ کچھ نئی بات نہیں پہلے بھی ایسا ہی کرتے تھے جو بلا میں پڑے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اس کے سوا اور کسیکی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اسکے حکم کے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے ان سے

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

پہلون نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر رسولون پر اس کے سوا اور کیا ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دین اور ہم ہر قوم میں ایک نہ ایک رسول اسی بات کے لیے بھیجتے رہے ہین کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتون سے بچو

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

پھر ان میں سے کسیکو تو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی سوار ہو گئی پھر ملک میں پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والون کا کیا انجام ہوا۔

ترکیب نحن تاکید بضمیر عبدنا من دونہ من شیٔ من الاولی والثانیۃ زائدتان الطاغوت من الطغیان یذکر و یونث و یقع علی الواحد والجمع والمراد بہ کل معبود دون اللہ کالشیطان والصنم وکل من دعا الی الضلال۔

تفسیر نبی علیہ السلام جب کفار کو انکی بُری باتون سے منع کرتے اور عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہہ بھی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہہ شرک کرنا بُت پوجنا اور اسی طرح بتون کے نام کی چیزون کو تعظیماً حرام سمجھنا جیساکہ بحیرہ اور سائبہ ہے کچھ آج سے نہین بلکہ باپ دادا کے زمانۂ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو ہمیں کرنے دیتا نہ ہمین خود کرنے دیتا کیونکہ بندہ اُسکے بس مین ہے اب اسکو ای رسول تمہاری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت ؟ کذالک فعل الذین چونکہ یہہ جبر و قدر کا نازک مسئلہ اس قابل نہ تھا کہ جسکو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندہ کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز انکی یہہ حجت معاندانہ تھی جس سے انکار نبوت مقصود تھا اسلیئے فرمایا کہ انسے پہلے جُہلا بھی یون ہی حجت کرتے آئے ہیں انبیاء کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف سمجھا دینے کا ہے اور ہر قوم مین رسول آکر بُت پرستی سے منع کرتے آئے ہین اور توحید کا حکم دیتے آئے ہین جس طرح آج تم میں سے جو ازلی نیک ہیں رسول کے مطیع اور بدبخت ازلی رسول کے نافرمان ہین وہ بھی ایسے ہی تھے پھر تمنے یہہ کہان سے ثابت کرلیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عادت یون جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیجکر بُری باتون سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضامندی پر محمول کرتے۔ حاصل یہہ کہ ہمیشہ سے ہر جگہ رسول بُری باتون سے منع کرتے آئے ہین انکا کام حکم پہنچا دینا تھا پہنچا دیا لیکن گمراہون نے نہ مانا سو تم بھی انکی پیروی کر رہے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہین اب تم زمین پر پھر کر دیکھ لو کہ رسولون کے جھٹلانے والون کا کیا انجام ہوا؟ کسی پر کچھ مصیبت آئی کسی پر کچھ گاؤن اور شہر اجڑے پڑے ہیں انکے آثار اور بقیہ علامات انکے حال زار پر اشک حسرت بہا رہے ہین۔ یہہ دلیل ہے اس بات کی کہ پہلون کی بُری باتین بھی قابل سزا تھین۔

اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ کچھ پہلون ہی پر وبال الٰہی کا آنا منحصر نہین گو اللہ تعالیٰ غصہ کا دھیما اور بہت فروگزاشت کرنیوالا ہے جھٹ پٹ انسان کو دنیا میں اس کے بُرے کام پر سزا نہین دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الٰہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا مین عذاب اُترتا ہے کسیکو دشمن کی تیغ بیدریغ کا لقمہ کرتا ہے کسیکو افلاس و نفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی قوم کو ہیضہ سے کسی کو زلزلہ سے کسی کو پہاڑون کے آتش فشان مادے سے کسی کو قحط شدید سے ہلاک کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ

اگر آپ انکی ہدایت کی حرص کرتے ہین تو کیا اس لیئے کہ اللہ جسکو گمراہی پر رکھنا چاہتا ہے اسکو ہدایت نہیں کرتا اور نہ انکی کوئی مدد کرسکتا ہے اور منکر اللہ کی سخت سخت قسمین کھا کر کہتے ہین کہ اللہ مردوں کو

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝

ہان ہان اسکا پکا وعدہ ہے۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے نہین۔ (وہ ضرور زندہ کریگا) تاکہ جو اسمین اختلاف کررہے ہین انکو معلوم کردے اور اس لیئے بھی کہ کافرون کو معلوم ہو جاوے کہ وہ جھوٹے تھے

ع ۵ نصف ۱۱

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○

ہم جس چیز کے کرنیکا ارادہ کرتے ہین تو اس کے لیے ہمارا اتنا کہنا ہی بس ہے کہ ہم کہتے ہیں ہوجا پھر وہ ہوہی جاتی ہے۔

ترکیب ان تحرص شرط۔ لاتقدر جواب محذوف فان اللہ اسکی جگہہ قائم ہے۔ من یضل مفعول ہے لا یہدی کا۔ لیبین یبعث مقدر سے متعلق قولنا مبتدا لشئ موصوف اردناہ صفت قولنا سے متعلق ان نقول خبر۔ جہد ایمانہم الجہد بالفتح المشقۃ وبضمہا الطاقۃ ونصبہ علی المصدریۃ والمعنی حلفوا جاہدین غایۃ اجتہادہم وذلک انہم کانوا یقسمون بابائہم والہتہم فاذا کان الامر عظیما اقسموا باللہ تعالے وعدا مصدر موکد لما دل علیہ بلی

تفسیر پچھلی آیتون میں ظالموں اور نبی کے منکرون کا انجام کار بیان فرمایا تھا اب آنحضرت صلعم کو تسلی دیجاتی ہے کہ آپکی ہدایت وتلقین میں کوئی قصور نہیں لیکن جسطرح پہلے زمانہ مین ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہانتک کہ ہلاک ہوگئے آپ کی قوم کے ازلی گمراہون کا بھی یہی حال ہے یہ سب انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے اب آپ تبلیغ کر چکے انکی ہدایت پر حرص نہ کرین فائدہ مند نہوگا کیونکہ یہہ ازلی گمراہ ہین انکو کون ہدایت دے سکتا ہے۔ واقسموا باللہ جہد ایمانہم یہہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جسکا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا وہ یہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسمین کھا کھا کر کہتے تھے کہ مرکر کوئی زندہ نہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب آدمی مرگیا اور اس کے اجزاء بدن ریزے ریزے ہوکر خاک مین اسطرح ملگئے کہ جنکا بہم کرنا انکے خیال مین محال در محال تھا تو پھر انکا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن تھا اور جب انسان کو یہہ خیال پیدا ہوجاوے کہ مرکر نیست ہوجاتا ہے تو پھر نیکی اور بدی کی اسکو کچھ بھی پروا نہیں رہتی دنیا ہی کی کامیابی اور ناکامی کو یہہ نجات اور عذاب سمجھنے لگتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہین۔ بلی وعدا علیہ حقا سے انکے اس خیال باطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کردیتی ہے اسلیئے اسکو بلی وعدا سے لیکر انہم کانوا کاذبین تک تمام کیا عرب کے مشرکین انبیاء سابقین کے حقیقی یا ادعاے پیروون سے یہ سنتے آئے تھے کہ خدا نے پہلی کتابون مین پہلے انبیا کی معرفت مرنیکے بعد زندہ کرنیکا وعدہ کرلیا ہے تاکہ وہان انسان کے نیک وبد کام کی کامل سزا وجزا ملے لیبین ولیعلم میں اسیطرف اشارہ ہے بس خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا خدا کا وعدہ جھوٹا نہین ہوسکتا۔ انما قولنا الخ یہہ دلیل عقلی ہے کہ ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ اس عالم گوناگون کو قادر مختار نے بنایا ہے اور نیز وہ کسی بات مین عاجز نہین جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہو سو وہ اسیوقت ہوجاتی ہے اسکے اسباب بھی معاً بہم ہو جاتے ہین پھر انسان کا بار دگر زندہ کرنا اور موجود کرنا اسکے نزدیک کیا محال ہے؟ وہ قادر مطلق ہے جسنے انسان کو نطفۂ منی سے بنایا وہ اسکو بار دگر بھی بنا سکتا ہے۔

وقفہ لازم

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۙ الَّذِينَ

اور جنہون نے کہ اللہ کے لیئے گھر چھوڑ دیئے ظلم اٹھانے کے بعد البتہ ہم انکو دنیا میں بھی اچھی جگہہ دین گے اور آخرت کا بدلا تو بہت ہی بڑا ہے کاش انہیں معلوم ہوجاتا انکو کہ جنہون نے

صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۙ

صبر کیا اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کئے رہے۔ اور ہمنے آپ سے پہلے بھی تو انسان ہی بھیجے تھے جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ پھر اگر تمہیں معلوم نہو تو یاد رکھنے والون سے پوچھ دیکھو

نصف

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ط وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○

انکو ہمنے معجزے اور کتابین دیکر بھیجا تھا اور آپ کے پاس بھی ہمنے قرآن بھیجا تاکہ جو کچھ لوگون کے لیے حکم بھیجا گیا ہے آپ انکو بیان کردین اور تاکہ وہ خود بھی سوچین

ترکیب والذین الخ مبتدا لنبوئنہم خبر حسنۃ لنبوئنہم کا مفعول ثانی کیونکہ لنبوئنہم بمعنی اعطینہم ہے۔ اور ممکن ہے کہ بمعنی ننزلنہم ہو فالتقدیر ننزلنہم

فی الدنیا دار حسنۃ۔ الذین صبروا موضع رفع مین ہے علی اضمار ہم۔ بالبینات متعلق ہے ارسلنا محذوف سے۔

تفسیر پہلی آیتون مین تھا کہ کفار قسم کھا کر قیامت کا انکار کرتے ہین پھر جب دار جزا سے انکو اسقدر انکار تھا تو ایسی حالت مین کہ مکہ مین نہین کا غلبہ اور زور تھا وہ بیندار مسلمانون پر کیا کچھ ظلم و ستم نہ کرتے ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہہ آیت چھ صحابہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو قریش مکہ کے غلام تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے اپنر بڑا ظلم و ستم ہوتا تھا منجملہ انکے صہیب بلال و عمار ہین (ک) اسلیئے والذین ہاجروا سے لیکر و علی ربہم یتوکلون تک ایمانداروں کو صبر برداشت اور توکل کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور دنیا اور آخرت مین اسکے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا یعنی اول کفار کی ایذائین سہنا انکی مار پیٹ سب و شتم پر برداشت کرنا پھر لاچار ہو کر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جبکہ وہان رہنا مشکل ہو جاوے جیسا کہ ابتداء اسلام مین ہوتا تھا ایسے لوگون کے لیئے دو وعدے کرتا ہے اوّل لنبوئنہم الخ یہہ کہ ہم دنیا مین بھی حیران و سرگردان نہیں رہنے دینگے بلکہ انکو اچھے طور سے جگہہ دینگے جیسا کہ صحابہ کو مدینہ مین عمدہ جگہہ دی (حسن شعبی۔ قتادہ) دوم ولاجر الاخرۃ اکبر یعنی دار آخرت مین انکے لیئے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاودانی اور حیات ابدی کی بادشاہت ان دونون صفتون کے مقابلہ مین دو انعام کا وعدہ ہوا۔ پھر ان دونو وصفون کی عام طور پر تشریح فرماتا ہے الذین صبروا یعنے مخالفون کی ایذائین سہارنا اور حق پر ثابت قدم رہنا وعلی ربہم یتوکلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی امید پر ہجرت کرنیکی ترغیب دلاتا ہے۔ صبر تو ظلموا سے متعلق ہے اور توکل ہاجروا سے اسمین یہہ بھی اشارہ ہے کہ کچھ کفار کے ستم اٹھا کر ہجرت کرنے ہی پر یہہ وعدہ آلہی منحصر نہین بلکہ صبر و توکل پر جہاں کہین ہو اور کسی بات مین ہو خواہ گناہون کے ترک کرنے پر اور نفس ظالم کے صدمات اٹھا کر اسکو اسکی بری خواہشون سے روکنے پر یا دین آلہی مین کوئی محنت و مشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج و افشا پر خواہ کفر و بت پرستی چھوڑ کر خدا کی طرف آنے مین۔ گویا یہہ آیت جسطرح اسکی راہ مین صبر و توکل کرنیوالون کے لیئے انعام آلہی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لیئے بھی اعلان ہے کہ خدا تعالی سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہین اس رستہ مین بڑا مستحکم ہو کر مصائب پر صبر کرنا چاہیئے وما ارسلنا من قبلک الخ ان آیتون مین پھر اسی بات کی طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانون اور نبی علیہ السلام کو تکلیفین دیتے تھے جنپر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت مین حکم دیا گیا تھا اور وہ بات یہہ تھی کہ عرب کے لوگ حضرت صلعم کا وعظ سنکر کہ جسمین اسلام اور ناپاک اور مکروہ افعال کی مذمت اور بت پرستی کی قباحت اور مکارم اخلاق کی تاکید تھی یہہ کہتے تھے کہ اگر خدا کو ہمین سمجھانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیون نہین بھیجدیا؟ چنانچہ یہہ شبہ انکا مع الجواب قرآن مجید مین اور مقامات پر بھی ذکر ہوا ہے۔ اب اس شبہ کا اس آیت مین یون جواب دیتا ہے کہ چند در چند اسرار و مصالح کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہین اور وہی خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہین اگر تمہین یہ بات معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔ اور اسی لیئے ہمنے اے محمد آپ پر بھی ذکر یعنے قرآن نازل کیا تاکہ لوگونکو آپ احکام آلہی بتادین اور آیات قدرت سے نصیحت حاصل کرنا سکھا دین اور تاکہ وہ خود بھی فکر و غور کرین۔

فوائد

(۱) فسئلوا اہل الذکر مین علما کے کئی قول ہین ابن عباسؓ کہتے ہین اہل تورات یعنی یہود مراد ہین۔ زجاج کہتے ہین عموماً اہل کتاب مراد ہین کیونکہ وہ سب جانتے ہین کہ پہلے انبیاء بھی انسان تھے۔ اور عرب کے مشرک اہل کتاب کو اہل الذکر یعنی اہل علم سمجھتے تھے اسلیئے انسے دریافت کرنیکا مشرکین کو حکم دیا بعض کہتے ہین عموماً اہل علم مراد ہین۔

(۲) اس آیت سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہل کتاب کے پاس بلا تحریف موجود تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۳) بالبینات والزبر ارسلنا کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ آیت کا سیاق اور سباق چاہتا ہے نہ کہ فاسئلوا سے۔

(۴) اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بات خصوصاً شرعی مسئلہ از خود معلوم نہو تو جو اسکو جانتا ہو اُس سے دریافت کرلینا چاہیئے۔ یہہ بات بھی مان لینی چاہیئے کہ دریافت کرنے مین کسی کی خصوصیت نہین کہ کس سے دریافت کرے کوئی اہل علم ہو خواہ روایات احادیث و اقوال علماء سلف صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ماہر ہو اور ان سے جواب دے خواہ قرآن و احادیث سے استنباط کر کے اصول فقہ مین علماء نے اس بات کو طے کردیا ہے کہ اول قرآن سے پھر احادیث سے پھر اجماع سے حجت پکڑی جاتی ہے اور پھر جب کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ قرآن مین ملے نہ احادیث مین نہ اجماع سے ثابت ہو تو پھر وہان استنباط کی ضرورت ہے اور استنباط خود پیغمبر علیہ السلام نے بھی کیا ہے اور صحابہؓ نے بھی اسلیئے دین مین استنباط بھی ایک مستند چیز مانی گئی اور ضرور ماننی چاہیئے کیونکہ بغیر اسکے قرآن مجید تفصیلاً لکل شئی نہین ہوسکتا ہان یہہ بات ضرور ہے کہ استنباط کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور اسکے شروط بھی ہیں اور استنباط کو فقہاء قیاس بھی کہتے ہین پس جو استنباط نہ کرسکتا ہو اسکو اُس مسئلہ مین جو اسکو کتاب و سُنّت و اجماع مین نہ ملے تو مستنبط یعنی مجتہد سے پوچھ کر اسپر عمل کرنا چاہیئے اور اسی کو تقلید شرعی کہتے ہین جسکی ضرورت سمجھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ

پھر کیا جو لوگ بڑی بڑی تدبیرین کیا کرتے ہیں انکو اس بات کا بھی کچھ خوف نہیں رہا کہ خدا انکو زمین میں دھسا دے یا ان پر اس طرف سے عذاب آجاوے کہ جدھر کی انھیں خبر بھی نہو یا خدا انھیں چلتے پھرتے پکڑ لے

فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؀ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا

پھر وہ اسکو ہرا بھی نہ سکین یا انکو خوفناک حالت مین آپکڑے اسمیں شک نہیں کہ تمہارا رب ہی نہایت شفیق رحم کرنے والا ہے۔ کیا وہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیز کو نہین دیکھتے کہ

ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ؀ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ

انکے سائے کبھی دائین طرف کبھی بائین طرف جھکے جارہے ہین نہایت عجز کے ساتھ خدا کو سجدہ کررہے ہین اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور زمین پر سب چلنے والے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ؀ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ؀

وہ سب کے سب انکساری کے ساتھ اللہ ہی کو سجدہ کررہے ہیں اپنے بالادست رب سے ڈر ڈر کر اور جو کچھ انکو حکم ہے اسکو بجالاتے ہین

ترکیب

السیئات صفت ہے المکرات مفعول محذوف کی لاے مکروا المکرات السیئات ان یخسف الخ جملہ مفعول امن او یأتیہم معطوف ہی یخسف پر اسی طرح یاخذ اور یاخذ ثانی علی تخوف موضع حال مین ہے فاعل یا مفعول سے جو یاخذہم مین ہے۔ یتفیئو بمعنی ظلال جمع ظل۔ یا تو واحد کو موضع جمع میں استعمال کیا ہے یا ہر روز کے سایہ کے لحاظ سے یا وقتاً فوقتاً پھیلنے کے لحاظ سے ایک سایہ کو متعدد سایون کے ساتھ تعبیر کیا یعنی لفظ جمع ظلال استعمال کیا گیا عن واسطے مجاوزۃ کے یتجاوز الظلال الیمین الی الشمال۔ شمائل جمع۔ سجداً حال ہے ظلال سے وہم داخرون بھی انہین سے حال ہے انکو ذی عقل قرار دیکر۔

تفسیر اب اُن سرکشون کو کہ جو بڑے مکر و فریب کرتے تھے (یعنی مخفی طور پر اسلام کے مٹانے کی تدبیرین کیا کرتے تھے) اپنے قہر و جبروت سے دھمکاتا ہے کہ کیا انکو ان چار باتون سے بھی ڈر نہین اور کیون اطمینان اور امن ہوگیا؟ (۱) ان یخسف اللہ بہم الارض کہ اللہ انکو زمین مین دھسا دیوے پہلی بھی اور پچھلی صدیون مین کیا بلکہ حال میں بھی زلزلہ آکر زمین پھٹ گئی اور بڑے بڑے جبار و شہوت پرست مع مکانات زمین میں سما گئے قارون بھی سما گیا تھا۔

(۲) او یاتیہم العذاب من حیث لایشعرون کہ انپر ایسے طور یا ایسی جگہہ سے عذاب آوے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہو آسمان سے دفعۃً اولے کیا بلکہ بڑی بڑی سلیں سنے لگین چنانچہ ابھی کئی سال کا عرصہ گذرا کہ مرادآباد اور اُسکے نواح مین بڑے بڑے اولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صدہا آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے اور سیکڑون درخت گر پڑے خاص دہلی میں میرے ایک دوست نے جو ایک اولا تولا تو آدھ سیر کا تھا اور پہلی امتون میں بھی اولے مائیت سے مستحیل ہو کر حجر بیت بن آگئے تھے اور بڑے بھاری پتھر بنکر برسے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی بستیون پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعۃً رو آکر غارت کر دے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدھی رات کے قریب جبکہ لوگ خواب راحت مین تھے شہر پٹیالہ مین ایسی رو آئی کہ مکانون اور بازارون مین گزون پانی تھا جس سے صدہا آدمی ڈوب مرے صدہا مکانات گر گئے یا ایسی تند ہوا آجاوے جو بربادی کا باعث ہو الغرض خدا کی صدہا بلائین ہین جو دفعۃً آجاتی ہین جسمین بادشاہ سے لیکر رعیت تک کسیکا کچھ زور نہین چلتا (۳) او یاخذہم فی تقلبہم فما ہم بمعجزین اسکی کئی طور پر تفسیر ہو سکتی ہے اوّل یہہ کہ انکو سفر مین مبتلائے بلا کر کے ہلاک کرے کیونکہ جو وطن مین ہلاک ہو سکتا ہے وہ سفر مین بھی اور وہان کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہان نہ کوئی یار ہوتا ہے نہ غمگسار اور بھی سخت ہوتی ہے اور قریش بکہ سفر کے عادی تھے اور لفظ تقلب بمعنی سفر بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت مین لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد دوم یہہ کہ انکو حالات انقلابات اور تدابیر مین کامیاب نہونے دے اور ہلاک کر دے اور یہہ معنی اس آیت سے ماخوذ ہین وقلبوا لک الامور (۴) او یاخذہم علی تخوف تفعل ہے خوف سے (یقال خوفت الشی وتخوفتہ) یہہ معنی کہ دفعۃً بلا نازل نہ کرے بلکہ اُسکے پہلے علامات و آثار نمایان کرے اور لوگون مین ہلاک سے پہلے خوف اور پریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہو جاوین جیسا کہ قحط شدید اور وبا یا دشمنون کے غلبہ مین ہوتا ہے مگر خدا رؤف ہے اس لیئے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ما خلق اللہ الخ اپنا رؤف رحیم ہونا ان آیات مین ظاہر فرماتا ہے کہ جنمین اسکے آثار جبروت اور قدرت کاملہ کا بیان ہے جن سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے مسخر ہے تاکہ یہہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اسکو دفعۃً یا تدریجاً ہلاک کرنیکی بھی قدرت ہے پھر اس سے نڈر ہونا اور باوجودیکہ درختون اور جمیع سایہ دار چیزون کے سائے اسکو سجدہ کر رہے ہین (انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے) اور اسی طرح آسمانون اور زمین کے تمام رہنے والے چار پائے اور فرشتے اُسکے آگے سربسجود اور اُسکے فرمانبردار اور خائف ہین پھر بندہ کا نافرمان ہونا اور حجتین کرنا اور اسکے ہادیون اور انکے پیروون کو ستانا کیسی لغو بات ہے۔

یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل یتفیؤ تفعل من الفی کہتے ہیں فاء الظل یفیٔ اذا رجع وعاد۔ فی کے معنی اصلی رجوع کرنے کے ہیں جیسا کہ آیا ہے فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم ازہری کہتے ہین تفیؤ الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں مگر یہان عام مراد ہے بموسم گرمی اور سردی اور آفتاب و مہتاب اور خط استوا کے قرب و بعد اور شام و صبح کے لحاظ سے کبھی سایہ دائین طرف سے کبھی بائین طرف سے جاتا ہے۔ یمین مفرد اور شمائل جمع لانے میں کئی باتیں ہین یا تو یہہ کہ یمین گو لفظ مفرد ہے مگر مراد جمع ہے جیسا کہ یولون الدبر یا یہ کہو کہ شئی چونکہ لفظاً مفرد ہے اسکے لحاظ سے یمین لفظ مفرد آیا اور معناً جمع ہے اسکے لحاظ سے شمائل جمع آیا گویا دونوکی رعایت کی۔ یا یوں کہو کہ عرب جب دو صیغے جمع کے لانا چاہتے ہین تو ایک کو مفرد کر کے لاتے ہین جیسا کہ جعل الظلمات والنور اور ختم اللہ علی قلوبہم وسمعہم مین سجدا للہ وہم داخرون سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا عرب کہتے ہین سجد البعیر جبکہ وہ سوار ہونیکے وقت گردن جھکا دیوے چونکہ خدا تعالی نے آفتاب و مہتاب و ستارون کو کہ جن سے اجسام کثیفہ پر سایہ پڑتا ہے ایک چال خاص پر مامور کر رکھا ہے جس سے اون سایون مین فرق نہیں آتا سو یہہ فرق نہ آنا اور ایک خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنون میں یہ آیت ہے والنجم والشجر یسجدان وقولہ وظلالہم بالغدو والاصال یا یوں کہو کہ سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جسطرح عابد زمین پر سر رکھکر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہہ مراد ہے۔ اور غرض اس کلام سے اسکا جبروت و تسلط عالم پر ظاہر کرنا ہے اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عالم حسی مین یہہ اشیاء جو وجود حقیقی کا ظل ہین اسکے حکم کے پابستہ ہین۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اللہ فرما چکا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ خدا تو ایک ہی خدا ہے پھر مجھی سے ڈرا کرو اور اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور بندگی ہمیشہ اُسیکے لیئے

وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

سزاوار ہے پھر کیا تم اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے سب اللہ ہی کیطرف سے ہے پھر جب تمپر سختی آتی ہے تو اسی کی طرف آہ و زاری کرتے ہو پھر جب وہ تمہاری مصیبت دور

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ

تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتی ہے تاکہ جو کچھ نعمتیں ہمنے دین تھیں انکی ناشکری کریں تو خیر دنیا میں چند روزہ مزے کر لو پھر آخرت مین تو تمکو معلوم ہی ہو جائیگا اور جنکو وہ جانتے بھی نہیں تحقیق

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ

انکی لیئے ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ایک حصہ مقرر کرتے ہین قسم ہے خدا کی (یعنی اپنی) تمسے ضرور ضرور تمہاری افترا پردازی پر بازپرس ہوگی اور یہ منکر فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہین سبحان اللہ اپنے لئے تو بیٹیاں اور انکے لئے

مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ

وہ جسکو دل چاہے (یعنی فرزند) - حالانکہ جب انمیں کسیکو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دیجاتی ہے تو غم کے مارے چہرہ سیاہ پڑجاتا ہے - بیٹی کی خبر کی عار سے قوم سے چھپا چھپا پھرتا ہے -

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(سوچتا ہے) آیا اسکو اس ذلت پر رہنے دے یا اسکو خاک مین گاڑ دے دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کر رہے ہیں - جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حالت تو انہیں کی بری ہے اور اللہ کی تو بلند شان ہے اور وہ زبردست

ترکیب - اثنین تاکید ہے الہین کی اور مفعول ثانی لاتتخذوا کا بھی ہوسکتا ہے وفیہ ما فیہ - واصبا ای دائما حال ہے الدین سے اور عامل اسمین معنی ظرف کے ہیں - ما بمعنی الذی بکم اسکا صلہ من نعمۃ حال ہے ضمیر سے جو جار میں ہے فمن اللہ خبر دوسری وجہ بھی ممکن ہے - تجئرون ترفعون اصواتکم بالاستغاثۃ - سبحانہ جملہ معترضہ مسودا خبر ظل - یتواری حال ہے ضمیر کظیم سے اذا کشف الم اذا شرطیہ اذا فریق فجائیۃ جواب الشرط - لیکفروا لام کے قبیل لام العاقبۃ -

تفسیر - پچھلی آیتوں میں یہ ثابت کرکے کہ تمام عالم اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اسی کے آگے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہے قال اللہ سے لیکر فارھبون تک توحید خالص کا حکم دیتا ہے پھر ولہ ما فی السموات والارض سے لیکر تتقون تک ایک اور دلیل قائم کرتا ہے کہ عبادت کا مدار دو چیزوں پر ہے اول یہ کہ کسی کا خوف ہو کہ اگر نذر و نیاز اور دیگر عبادت نکرینگے تو وہ ہمکو جانی یا مالی کوئی نقصان پہونچا دیگا جیسا بت پرستوں کا اپنے معبودوں کی نسبت خیال ہے سو یہ بھی اللہ کے سوا اور کسیکا مرتبہ نہیں کسلئے کہ ایسا وہ کرسکتا ہے کہ جسکا مخلوق پر کوئی اختیار و اقتدار ہو سو یہ ہے نہیں اسلیئے اول ایای فارھبون فرمایا اور وجہ اسکی ولہ ما فی السموات الخ مین ذکر فرمائی اسکے بعد وہی بات کو بطور نتیجہ و دلیل عادہ کیا افغیر اللہ تتقون دوئم یہ کہ کسیکی نعمت تندرستی مال و جاہ وغیرہ اوس سے حاصل ہو اس طرح مین عبادت کی جاتی ہے یہ بات بھی اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہین کس لئے کہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جو کچھ نعمتین تمہارے پاس ہین سب اللہ کی طرف سے ہین اول تو اس لیئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کے پاس دھرا ہی کیا ہے جو تمکو دیگا دوئم جب تمپر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو فطرت انسانیہ اللہ ہی کیطرف فریاد کرنیکو مجبور کرتی ہے اُسوقت اپنے معبودوں کو بھول جاتے ہو عوارض جہل اٹھ جاتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ بنی آدم کے دلوں مین بھی اصلی اعتقاد اسی بات کا ہے مگر جب وقت نکل جاتا ہے اور جہل و خرمستی کے پردے تو فطرت پر کائی کیطرح پھر آپڑتے ہین تو پھر اپنے فرضی معبودوں یا اسباب کے استقلال اور اپنی تدبیر کی درستی پر تکیہ کرنے لگتے ہین اور یہہ پوری نمکحرامی اور کامل ناشکری ہے جسکا یہ نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائیگا یا تو دنیا ہی مین بار و گرفتار مصیبت ہونے پر یا دار آخرت میں منجملہ نمکحرامیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ جن معبودوں کی اصل

حقیقت بھی انہیں معلوم نہیں کہ آیا وہ فرضی نام ہین جنکو باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہین یا وہ کچھ تھے بھی اور تھے تو انکا مخلوق پر کیا اختیار و اقتدار تھا انکے لئے ہماری دی ہوئی چیزون میں سے مال مین سے اولادیں سے حصہ مقرر کرتے ہین کھیتی مین سے ایک حصہ اور اولادین سے کوئی ایک بیٹا بتون کے نام سے نامزد کرتے تھے اور بتون پر اولاد اور مواشی کی قربانیان کرتے تھے انکے نام کے سانڈ اور جانور چھوڑتے تھے اسپر جو السے کہا جاتا تھا کہ ان ارواح غیر مرئیہ کو خدا کے کارخانہ مین کیا دخل ہے اور وہ اس سے کیا تعلق رکھتے ہین تو مشرکین کہدیا کرتے تھے کہ یہہ خدا کی لاڈلی بیٹیاں ہیں انکی بڑی خاطر منظور ہے یہ جو کچھ چاہتی ہین کرتی ہین یہہ دیویان اور لال پری کالی پری ہندمین انہیں کے نمونہ ہین ویجعلون للہ البنات مین انکا ذکر ہے اسکے ردمین ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے لیئے تو بیٹیاں ہونا پسند ہی نہین کرتے حالانکہ خود بیٹیون کے بقاء نسل مین محتاج ہین اسپر بھی بیٹی پیدا ہونیکی خبر سنکر غم کے مارے چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے زندہ گاڑ دینے کی کبھی ٹھیراتے ہو کبھی بڑی ذلت سمجھکر انکو رہنے بھی دیتے ہو پھر خدائے بے نیاز کو اولاد اور بیٹیون سے کیا تعلق ہے جسکی شان بلند اور اعلے ہے حدوث و احتیاج سے پاک ہے برخلاف تمہارے وللہ المثل الاعلی

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور اگر خدا لوگون کو انکے گناہون پر پکڑتا تو کسی جاندار کو بھی زمین پر نہ چھوڑتا لیکن ایک مدت مقرر تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب انکا وقت آتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہین

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۗ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

نہ آگے بڑھ سکتے ہین اور یہہ منکر اللہ کے لئے وہ چیزین تجویز کرتے ہیں کہ جنکو آپ بھی پسند نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہین کہ آخرت کی بھلائی انہین کے لئے ہے بھلا

مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ

جسمیں سب سے اول داخل کیئے جائینگے۔ اللہ کی قسم یعنی اپنی ہمنے آپ سے پہلے بھی قومون مین رسول بھیجے تھے پر شیطان نے انکے اعمال بد انکو عمدہ کر دکھائے سو آج بھی انکا وہی دوست بنا ہوا ہے اور انکو عذاب الیم ہونا ہے

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ہمنے آپ پر اسلیئے کتاب اُتاری ہے کہ جن چیزون مین وہ اختلاف کررہے ہین آپ انکو کھولکر بیان کردین اور نیز یہ کتاب ایمانداروں کیلئے ہدایت اور رحمت بھی ہے

ترکیب ۔ الکذب بالنصب مفعول ہے تصف کا ان لہم الحسنی اس سے بدل ۔ الکُذُبُ بضم الکاف والذال والباء جمع کذوب جیسا کہ صبور وصُبُر تبا یہہ السنۃ جمع لسان کی صفت ہوگا واللسان یذکر ویونث ۔ وہُدیً معطوف ہے لتبین پر اے للتبئین والہدایۃ والرحمۃ ۔

تفسیر مشرکون کے قبائح اور اقوال فاسدہ بیان کرکے یہہ ظاہر فرماتا ہے کہ ہم صرف اپنی رحمت سے درگزر کرتے ہین جو دنیا مین عمر معین تک جینے دیتے اور نعمتیں سلب نہیں کرلیتے ورنہ انکے گناہون پر جاوین تو دنیا پر کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑین انکی نحوست سے بلا آجاوے ۔ ویجعلون للہ سے اوس بیہودہ بات پر کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں بار دگر سرزنش فرماتا ہے بالخصوص اسلیئے کہ اس نالایق قول و فعل و اعتقاد پر دعوے کے ساتھ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ دار آخرت کے درجات ہمارے لیئے ہین کیونکہ ہماری یہ وسیلے ہین آپسر فرماتا ہے کہ آخرت کی بھلائی کی جگہ انکے لئے اس جرم پر ضرور جہنم ہے جس میں سب سے اول داخل ہونگے وانہم مفرطون نافع اور قطیبہ اور کسائی کی روایت سے مفرطون کو بکسر الراء پڑھتے ہین اور باقی بفتح الراء ۔ اول قرأت پر یہہ معنی ہوئے کہ وہ گناہون مین یا خدا پر جھوٹ بولنے مین افراط یعنی زیادتی کرنے والے ہیں ۔ دوسری قرأت پر یہہ معنی انہم متروکون فی النار یعنی آگ مین ڈالے گئے وہان چھوڑے گئے ۔ کہتے ہین ما افرطت من القوم احداً اے ما ترکت یا یہہ معنی انہم معجلون یعنی آگ کی طرف ان افعال سے جلدی کر رہے ہین سب سے پہلے جا رہے ہین واحدی کہتے ہیں عرب بولتے ہین فرط الرجل اصحابہ یفرطہم فرطاً و فروطاً اذا تقدمہم لتدبیر حوائجہم یعنی اورونکا قافلہ سالار بن کر پہلے جہنم مین جھنڈے لئے جا رہے ہین ۔ تاللہ الخ سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہمنے قومون کیطرف رسول بھیجے تھے سو شیطان نے ان قومون کو

ایسا بہکایا کہ بُری باتوں کو انکی نظروں میں بھلا کر دکھادیا آج کے دن بھی وہی شیطان ان لوگوں کا رفیق بنکر بہکا رہا ہے جہنم کا رستہ تیار ہا ہے اسلیئے ہمنے اے محمدؐ تمپر قرآن نازل کیا کہ آپ انکو مطلع کردیں اور نیز نیکوکاروں کے لیئے یہ قرآن ہدایت و رحمت بھی ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۞ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ

اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا پھر اُس سے مرجانے کے بعد (خشک ہو جانیکے بعد) زمین کو زندہ کردیا۔ بیشک اسمیں سننے والوں کے لیئے بڑی نشانی ہے اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی ایک غور کا مقام ہے

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۞ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

کہ انکے پیٹوں میں سے گوبر اور خون میں سے جدا کرکے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کو رچتا پچتا ہے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں بھی عبرت ہے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞

جن میں سے تم نشا بناتے ہو اور عمدہ روزی بھی قرار دیتے ہیں۔ بیشک اسمیں بھی عقلمندوں کے لیئے بڑی نشانی ہے۔

ترکیب

لعبرۃ اسم ان لکم خبر۔ بطونہ بطون جمع بطن۔ بمعنی شکم۔ بطونہ کی ضمیر انعام کیطرف راجع ہے کیونکہ انعام مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی۔ من بین للابتداء متعلق ہے نسقیکم سے لبنا مفعول ثانی ہے نسقیکم کا خالصاً سائغاً اسکی صفت ومن ثمرات الخ محذوف سے متعلق ہے اے نسقیکم من ثمرات الخ تتخذون جملہ مستانفہ یا صفت ہے محذوف کی تقدیرہ شیئاً تتخذون منہ اے وان من ثمرات النخیل شیئاً۔

تفسیر۔ قرآن مجید کا دستور ہے کہ وہ ایک اصول میں گفتگو کرکے دوسرے اصول کیطرف متوجہ ہوتا ہے الٰہیات[1] کے بعد معاد[2] اور کبھی نبوات[3] اور کبھی اصلاح[4] افعال اور اعتقاد عباد کیطرف رجوع کرتا ہے اور یہی چاروں باتیں کتاب آلٰہی کے اصل اصول ہیں۔ اسی قاعدہ سے کلام تمام کرکے اب الٰہیات میں کلام کرتا ہے اور اپنا قادر و مختار ہونا ثابت کرتا ہے (جسمیں توحید اور صفات باری کا کامل ثبوت ہے وہ دلائل کہ جن سے خدا تعالیٰ کا وجود اور اسکا وحدہ لاشریک ہونا اور ہر چیز کا اُسی کے دستِ قدرت میں ہونا ثابت ہوتا ہے) پانچ قسم کے ہیں۔ اوّل[1] آسمانی چیزیں جنمیں سے یہاں پانی کا ذکر کرتا ہے واللہ انزل من السماء ماء کہ اللہ نے آسمان سے یعنی بادلوں سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین یعنی خشک زندہ ہو جاتی ہے یعنی ہری بھری جڑی بوٹیاں گھاس اور درخت اور کیا کیا کار آمد انسان چیزیں اُگتی ہیں جسمیں اسکے آثار قدرت و رحمت نمودار ہیں دوم[2] انسان کے حالات اور اسکی پیدائش سوم[3] حیوانات کی پیدائش اور انسے انسان کے لیئے نفع دینے والی چیزوں کا پیدا کرنا جنکی طرف وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ میں اشارہ ہے کہ حیوانات گائے بھینس بھیڑ بکری اونٹنی وغیرہ کا دودھ بھی ایک غور کرنیکی بات اور اسکی بڑی نشانی ہے اسکو ہم پلاتے ہیں پر یہہ تو دیکھو کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ جانور کے شکم میں گھاس جاکر گوبر لید مینگنی بنجاتی ہے اُسکا عطر کھینچکر جگر میں رہا اور جگہ بقول حکماء حال) خون بنتا ہے پھر عروق کے ذریعہ سے وہ خون ان جانوروں کے تھنوں میں (پستان) میں جو نرم گوشت ہے اور جسکی تاثیر یہ ہے کہ خون کو دودھ کردے) دودھ بنجاتا ہے غور کرو گوبر اور خون میں سے جو شکم میں ملے جُلے تھے ایک دوسرے کا کسطرح امتیاز کرتا ہے اور ان میں سے خوشگوار شیریں دودھ کسطرح سے نکالکر تمہیں پلاتا ہے پھر یہہ کام بجز اسکے اور کون کرسکتا ہے؟ دیکھو وہ کیسا منعم ہے۔ چہارم[4] نباتات جنمیں سے یہاں کھجور اور انگور کا ذکر کرتا ہے کہ تتخذون منہ سکراً سکر سے مراد شراب ہے چونکہ خطاب قریش مکہ کی طرف ہے اور نیز مکہ میں شراب حرام بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدینہ میں آکر اسلیئے ان لوگوں کو انکے فوائد بتلاتا ہے۔ ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں سکر سے مراد نبیذ ہے یعنی کھجور یا انگور کا شیرہ جسکو یہاں تک جوش دیا جاوے کہ دو حصہ جل جاویں جو گلاس میں نشا نہیں ہے یہ حلال ہے ورزقاً حسناً یعنی تم انگور اور کھجور سے سکر اور اچھی چیزیں کھانے کی بناتے ہو سرکہ اور شکر اور بہت چیزیں بنتی ہیں اور وہ خود بھی عمدہ غذا ہیں اور نفیس میوے ہیں پھر کیسی بنائی ہوئی ہیں کہ جسنے انمیں لذت اور شیرینی پیدا کی ہے؟ پانچویں[5] پہاڑ زمین و دریا جنکا ذکر آگے آتا ہے

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان ٹٹیوں میں جنہیں لوگ چھاتے ہیں اپنے چھتے بنا پھر ہر طرح کے پھلوں کو کھایا کر پھر اپنے رب کے راستوں میں سمٹ کر

رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

آیا جایا کرے انکے پیٹوں میں سے پینے کی ایک ایسی چیز نکلتی ہے جسکی مختلف رنگتیں ہوتی ہیں اس میں لوگوں کے لیئے شفا ہے۔ بیشک اسمیں بھی غور کرنے والوں کے لیئے بڑی نشانی ہے۔

ترکیب ان مفسرہ ہے اتخذی جملہ تفسیر اوحی کی لفظ نحل اگرچہ مذکر ہے مگر معنی کے لحاظ سے مؤنث کا صیغہ آیا۔ بیوتا اتخذی کا مفعول ومن الشجر معطوف ہے من الجبال پر ذللا جمع ذلول کی یہہ حال ہے ضمیر اسلکی سے یا سُبل سے اے اسلکی سبل ربک انت ذلل منقادۃ او اسلکی سبل ربک حال کونہا مذللۃ ذللہا اللہ تعالےٰ لے وسہلہا یخرج جملہ مستانفہ جسمیں شہد کی مکھیوں کے الہام کا نتیجہ بتاتا ہے۔

تفسیر حیوانات میں چرندوں میں سے دودھ کا نکالنا بیان ہوچکا۔ اب پرندوں میں جو کچھ منافع انسان کے لیئے رکھے ہیں انکا ذکر فرماتا ہے یا یوں کہو وہاں چارپایوں سے دودھ نکالنا بیان کیا تھا جنکو انسان دانہ چارہ بھی کھلاتا ہے یہاں پرندوں سے شہد کا نکلنا بیان فرماتا ہے ان پرندوں میں سے کہ جنمیں ہنر بھی رکھا ہوا ہے وہ کون شہد کی مکھیاں جنکو عربی میں نحل اور ہندی میں مُہال کہتے ہیں۔ اور اوحی کے لفظ میں یہہ بھی اشارہ ہے کہ نہ صرف انسان کو انبیا کی معرفت ہم وحی الہام کے ذریعہ سے انکے فوائد دنیاویہ واُخرویہ تعلیم کرتے ہیں بلکہ حیوانات خصوصاً پرندوں کو بھی انکے کارآمد باتیں الہام ہوتی ہیں جسکو الہام فطری کہنا چاہیئے مگر کمبخت انسان اپنے روحانی سرداروں کا مقابلہ کرتا ہے برخلاف مہال کے کہ انمیں جو ایک بڑی مکھی ہوتی ہے جسکو یعسوب کہتے ہیں سب اسکی اطاعت کرتی ہیں ان اتخذی الخ یہہ پہلی بات ہے جو انکے دل میں القا کیگئی ہے کہ پہاڑوں اور درختوں کی چوٹیوں یا پتوں میں اپنا گھر بنایئے اور نیز ان چھتوں میں بھی کہ جنکو انسان چھاتے ہیں چھپر وغیرہ یا انگور کی بیلوں کے چھتوں میں تاکہ ہر ایک کا وہاں ہاتھ نہ پہنچے انکے گھر کو کوئی نہ بگاڑے یا زمین سے مرتفع رہنے میں ابخرات و فاذورات زمین کا ان تک اثر نہ پہنچے پھر انکے گھروں کو یعنی سوراخوں کو دیکھیئے کہ مسدس بنے ہوئے ہوتے ہیں جس سے ذرا بھی جگہہ بیکار نہیں جاتی اور کس پرکار سے ناپے ہوئے ہوتے ہیں کہ ذرا بھی کم زیادہ نہیں ہوتے۔

ثم کلی من کل الثمرات پھر یہہ القا ہوا کہ بلا قید ہر قسم کے پھل کھایا کرے بعض کہتے ہیں درختوں کے پتوں پر شبنم کی وجہ سے ایک شیریں چیز جمی ہوتی ہے اسکو مکھیاں چاٹتی ہیں اور وہی شہد ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ ان کے پیٹ میں ہر چیز جاکر شہد ہوجاتی ہے اور چونکہ پھلوں میں مٹھاس ہے بیشتر شہد کی مکھیاں انہیں کو کھاتی ہیں فاسلکی سبل ربک ذللا یہ وہ تیسری بات ہے جو انکو الہام کی گئی ہے۔ جو علماء ذللا کو سبل ربک سے حال ڈالتے ہیں وہ یہہ معنی قرار دیتے ہیں کہ آنے جانے کے رستے جو خدا نے مکھیوں کے لیئے سہل کر رکھے ہیں انمیں چلنے کا القا کیا جیسا کہ اس آیت میں ہے جعل لکم الارض ذلولا بعض کہتے ہیں یہ ضمیر اسلکی سے حال ہے تب ذللا کے معنی منقاد اور فرمانبردار ہوکر چلنے کے ہیں سبل ربک وہ اسکے سوراخ ہیں جنکو اللہ ہی نے بنایا ہے اور مسخر ہوکر چلنا بتایا یعنی سمٹ کر کیونکہ پر کھول کر مکھی انمیں نہیں گھس سکتی نہ نکل سکتی یہہ ہیں ذللا کی معنی یخرج من بطونہا شراب یہ نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ مختلف رنگ کا شہد انکے پیٹ سے نکلتا ہے سفید زرد جسمیں بیشتر امراض کے لیئے شفا ہے بعض کہتے ہیں فیہ شفاء للناس قرآن مجید کی بابت جملہ ہے کہ قرآن میں روحانی مرض کی شفا ہے کسطرح دلائل سے توحید و دار آخرت و نبوت کا ثبوت کرتا ہے شہد میں شفا ہونے کے یہہ معنی کہ اکثر امراض کی شفا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمکو مارتا بھی ہے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک بھی پہونچائے جاتے ہیں کہ جنکو علم کے بعد کچھ بھی معلوم نہیں رہتا بیشک اللہ بڑا علم اور قدرت والا ہے اور اللہ ہی نے تم میں سے

ع ۱۵

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ایک کو دوسرے پر روزی میں فضیلت دی ہے　پھر جنکو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دیڈالتے　تاکہ پھر وہ برابر ہوجاتے　پھر کیا اللہ کی نعمتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِا

انکار کرتے ہو۔ اور اللہ نے تمہارے لیئے تمہیں میں سے جوڑے (بیویین) پیدا کیئے اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کیئے اور تمکو اچھی اچھی چیزیں کھانیکو دین　پھر کیا

الْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جھوٹے معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں　اور وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں　اور اللہ کے سوا انکی عبادت کرتے ہیں کہ جو آسمانوں اور زمین سے انکی روزی کا انکےلئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں

ترکیب۔ شیئًا بصریوں کے نزدیک مصدر سے منصوب ہے اور کوفیوں کے نزدیک لیعلم سے فہم فیہ سواء مبتدا خبر سے ملکر یہہ جملہ واقع ہے موقع میں فعل و فاعل کے فالتقدیر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ماملکت ایمانہم فیستووا اور یہہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہوکر اور مرفوع بھی ہوسکتا ہے شیئًا رزقًا سے منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر بمعنی مرزوق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے۔

تفسیر۔ ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے اول واللہ خلقکم الخ کہ اللہ ہی نے تمکو پیدا کیا نطفہ کا رحم میں انسان بنانا اور اسکے موافق اسکو اعضاء عطا کرنا یہہ ضرور کسی مدبر حکیم کا کام ہے طبیعت اور مادہ تو خود بےشعور ہیں اور اچھا یہہ بھی سہی تو پھر یہہ طبیعت اسمین کسنے رکھی ہے؟ ثم یتوفٰکم یہہ بھی اسکے آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کسی حکیم فیلسوف سے موت کا بندوبست نہیں ہوا نہو گا ومنکم من یرد الخ ایسی بڑی عمر تک پہنچنا جسمین کہ تمام علوم و فنون بھول جاوے پھر وہی لڑکپن آجاوے اُسیکا کام ہے ان اللہ علیم قدیر میں ان امور کی حکمت کیطرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے دوم واللہ فضل الخ کہ کوئی غنی ہے کوئی فقیر ہے یہہ بھی اسیکی طرف سے ہے اگر یہہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی بدعقل جاہل مالدار اور عالم و دانا خوار نہوتا حالانکہ معاملہ بالعکس ہے۔ پھر فما الذین سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ہر چند روزی رزق ہم دیتے ہیں مگر باینہمہ تم اپنے نوکروں غلاموں کو اپنا مساوی اور برابر کا اسمین نہیں کرنا چاہتے پھر خدا تعالی کیونکر اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنے برابر کریگا؟ لیکن تم اللہ کی نعمتوں کا انکار کرکے ان نعمتوں کو فرضی معبودوں کیطرف منسوب کرتے ہو کہ تندرستی فلان دیوتا نے عطا کی بیٹا فلان بزرگ نے دیا یہہ کام فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوا۔ یا یہہ معنی کہ باوجودیکہ روزی میں تم اور تمہارے غلام برابر ہیں کچھ انکو تم نہیں دیتے بلکہ ہم دیتے ہیں مگر پھر ہمنے تمکو فضیلت دے رکھی ہے اس کا شکر یہ ادا نہیں کرتے　سوم واللہ جعل لکم من انفسکم الخ کہ اللہ نے تمہارے لیئے بیویں بنائیں اگر مرد کو عورت نہ ملے تو دنیا کا عیش تلخ ہوجائے اسمین کسیکی حکمت اور علم اور طبیعت کو کیا دخل ہے؟ پھر عورتیں بھی کیسی تمہاری جنس اور قبیلے کی جنکی مجانست سے تمہیں پوری موانست ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اہل قرابت کام آنیوالے نہوتے تو بھی مشکل پڑجاتی اسلیئے بنین وحفدۃ بیٹے پوتے اقارب بھی پیدا کیئے اسپر رزقکم من الطیبت اچھی چیزیں کھانیکو دیں پھر اسپر بھی لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہوتے ہیں کیونکہ ان نعمتوں کو اور وں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اونکی عبادت کرتے ہیں جنکو روزی میں اختیار ہے نہ قدرت ہے

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

پس اللہ کے لیئے (اپنی اٹکل سے) مثالیں نہ گھڑو کیونکہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔　(دیکھو) اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے　تابعدار　کہ جو کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے

۵ انسان ہے کہ ماں کے پیٹ سے جو اسکی پہلی منزل ہے اپنی عمر کی منزلیں بے اختیار طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اسکی عمر کی ریل گاڑی کس سرعت کے ساتھ رات دن کے اسٹیشنوں کو طے کرتی ہوئی جارہی ہے یہ لڑکپن چاہے کہ چندروز لڑکپن یا جوانی کے ملک میں ٹھہری مگر کیا ٹھہر سکتا ہے ۵ لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے ۔ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے ۔ سب کی منزل مقصود معبود حقیقی کے ہاں جانا ہے ۔ بہم ہوئی جلدی کوئی دیر میں ایسا بڈھا ہوکر جاتا ہے کہ لڑکوں کی طرح پھر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ پھر قیامت میں اگر دوبارہ زندہ کرے تو کیا تعجب ہے جسپر کفار تعجب کرتے ہیں ۱۲ منہ

له حفدہ جمع حافد کی ہے اور معاقد اس کو کہتے ہیں جو بلا عوض خدمت کرے حفد خدمت کرنا دعاء قنوت میں بھی آیا ہے ونحفد بیان اس کا اطلاق اقارب پر ہوا ہے جو کام آتے ہیں جنمیں پوتا بھی داخل ہے بعض کہتے ہیں خاص پوتے پر بولا گیا ہے ۱۲ عبدالحق

مِّنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ

جسکو ہمنے اپنے ہان سے خوب روزی دے رکھی ہے سو وہ آہین سے چھپا کر اور دکھا کر خرچ کرتا ہے کیا دونو برابر ہین ؟ (وہ کہینگے نہیں تو کہہ الحمد للہ (اتنا تو سمجھے) مگر ان مین سے اکثر تو یہہ بھی نہیں جانتے اور خدا دوسری ایک اور مثال آدمیو دو

اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کہ انہیں سے ایک تو گونگا ہے (اپاہج) کچھ بھی نہیں کرسکتا اور وہ (اسیلے) اپنے آقا پر بار بھی ہے جہاں کہیں جاتا ہے بھلائی لیکر نہیں آتا۔ کیا یہ اور وہ برابر ہے کہ جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے رستہ پر قائم ہے ؟

ترکیب عبداً موصوف مملوکاً صفت اول لا یقدر صفت ثانی پھر یہہ بدل ہی مثلاً سے ومن معطوف ہے عبداً پر یہہ بھی مجموعہ میں شامل ہوکر مثل سے بدل ہوگا۔

سراً وجہراً حال ہے ضمیر ینفق سے اور اسی طرح رجلین مثلاً سے بدل ہے پھر احدہما سے رجلین کا بیان ہے۔

تفسیر مشرکین رد شرک کے یہہ دلائل سنکر جواب میں یہہ مثالین بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا میں کوئی شخص بادشاہون سے انکے وزیرون اہل کارون کے ذریعہ بغیر عرض حال نہین کرسکتا اور نیز جسطرح بادشاہوں نے اپنے تمام کارخانون کے مختار کر رکھے ہیں اسی طرح خدا تعالی نے بھی انکے جواب مین فرمایا ہے فلا تضربوا الخ کہ یہہ مثالیں بناؤ خدا کا معاملہ بندون کا سا نہین ان اللہ یعلم الخ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اسکے بعد خدا تعالی دو مثالیں بیان فرماتا ہے جن سے یہہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ کے آگے اسکی تمام مخلوق عاجز اور اسیکی دست نگر ہے اسکے حکم بغیر ذرہ بھی حرکت نہین کرسکتا خصوصاً بت پرستون کے بت کہ وہ تو بے حس ہی ہیں پہلی مثل کو ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے شروع کرتا ہے کہ ایک تو غلام ہو اور غلام بھی کیسا مملوکا آزاد کیا نہو یا اُسے کاروبار تجارت میں اجازت نہو نہ مولی نے اپنے مرنے کے بعد اس کی آزادی مقرر کی ہو نہ کسیقدر مال ادا کرنے پر اسکی آزادی معین ہوئی ہو اسپر طرہ یہہ ہو کہ لا یقدر علی شئ خانہ داری کے امور مین بھی کسیکو دینے لینے کی اسکو کچھ بھی قدرت نہو اور ایک وہ امیر با اختیار ہو کہ جسکو اپنے مال میں چھپے کھلے ہر طرحکے تصرف کی نہ صرف قدرت ہی ہو بلکہ وہ تصرف بھی کرتا ہو پھر کیا یہہ دونو برابر ہو سکتے ہین ؟ ہرگز نہیں اللہ کے سوا جسقدر اسکی مخلوقات ہے کہ جسکو مشرکین پوجتے ہین اور نئے نئے طریقون سے انکو حاجت برآری کا ذریعہ جانکر انکو پکارتے اور انکی نذر و نیاز کرتے ہین جیساکہ عرب میں دستور تھا) سب اسکے آگے اس غلام کی طرح محتاج ہے کہ جسکو اسکی اجازت بغیر کچھ بھی قدرت نہین نہ لینے کی نہ دینے کی اور امیر با اختیار کی مثال اللہ قدیر کی ہی جسکو ہر طرح کے تصرف کی قدرت ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر کیسی بیوقوفی ہے کہ گھر کے مالک کو جو بڑا داتا اور کریم بھی چھوڑکر اسکے ایسے بے بس غلام سے سوال کیا جاوے ؟ اس مثال کے بعد یہی جواب دینگے کہ ہرگز برابر نہین اسپر فرماتا ہے الحمد للہ کہ اسقدر تو سمجھ ہے کہ دونون برابر نہیں۔ مگر اکثرہم لا یعلمون اکثر کو تو یہہ بھی خبر نہین اسقدر جاہل و بے تمیز ہین۔ دوسری مثال وضرب اللہ مثلا رجلین میں ہے یہہ دو شخصون کی مثال ہے جنمین سے ایک تو گونگا ہو اور اپاہج بھی اور نکما بھی جہان جائے کوئی کام نباکر نہ آئے دوسرا حکیم و دانا ہو کہ لوگوں کو بھی نیکوکاری عدل و انصاف کا حکم دیتا ہو اور خود بھی راہ مستقیم پر قائم ہو بھلا یہہ دونون برابر ہو سکتے ہین ہرگز نہین پہلے شخص سے انکے معبود دوسرے سے وہ خدائے قادر حکیم مراد ہے مشرکین دو قسم کے تھے بلکہ اب بھی ہین ایک وہ جو پتھر یا اور چیزونکی مورتون کو پوجتے تھے انکے معبودونکی مثال اخیر مین ذکر کی اور ایک وہ جو بزرگونکو پوجتے تھے انکی مثال اول ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ

اور آسمانون اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کو معلوم ہین اور قیامت کا معاملہ تو بس ایسا ہی ہے کہ جیسا پلک کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر کیونکہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ ہی تو ہے کہ جسنے تمکو تمہاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

ماؤن کے پیٹ سے باہر نکالا جسوقت کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمکو کان اور آنکھ اور دل عطا کئے تاکہ تم شکر کرو کیا پرندون کو نہیں دیکھتے کہ بندھے ہوئے ہیں۔

فِي جَوِّ السَّمَآءِ ط مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

آسمان کے تھلے انکو کون سنبھال رہا ہے اللہ کے سوا البتہ اسمین بھی ایماندارون کے لئے بڑی نشانیان ہین اور اللہ نے تمہارے گھرونکو تمہارے لئے آرام کی جگہہ بنایا اور تمہارے لئے

جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ لا وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ○ وَاللّٰهُ

چارپایون کی کھال کے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر اور اقامت میں بہت ہلکے پاتے ہو اور انکی اون اور روؤں اور انکے بالون سے بھی بہت سے سامان اور ایک وقت تک کارآمد چیزین بنائین اور اللہ ہی نے

جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ط كَذٰلِكَ يُتِمُّ

اپنی پیدا کی ہوئی چیزون میں سے بعض کو تمہارے لئے سایہ دار بنایا اور تمہارے لئے پہاڑون مین چھپنے کی جگہیں بنائین اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہین اور زرہ بھی جو تمہیں جنگ میں

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

اپنی نعمتین پوری کیا کرتا ہے تاکہ تم جھکو پھر اگر نہ مانین تو ائے رسول تمپر تو صرف کھولکر حکم پہنچا دینا ہے۔ وہ اللہ کی نعمتیں پہچانتے بھی ہین پھر مکرتے ہین اور بہت سے تو ناشکر ہی ہیں

ترکیب۔ اَو ہو اقرب او للتمثیل او للتخییر وقیل لشک المخاطب وقیل بمعنی بل والجملۃ تمثیل لسرعۃ وقوع القیامۃ۔ مسخرات حال من الطیر۔ سکنا بمعنی مسکون اذا تعلمون جلہ حال ہے ضمیر منصوب امہاتکم سے ما یمسکہن جملہ حال ہے مسخرات سے ظعن سفر۔ اثاثا معطوف ہے سکنا پر اور دونوین من اصوافہا جار مجرور کا فصل مستقبح نہیں ہے کیونکہ جار مجرور بھی مفعول ہے اور ایک مفعول کا دوسرے پر مقدم کرنا قبیح نہین الظعن بفتح العین وسکونہا کالنہر وہو سیر اہل البادیۃ من موضع الی موضع والصوف للغنم والوبر للابل والشعر للمعز۔ اکنانا جمع کن وہو ما یستکن بہ۔

تفسیر۔ ان آیات میں خدا تعالی انکی ان معبودون کے مقابلہ مین کہ جنکو دو مثالون میں عاجز اور کمزور ثابت کیا تھا اپنے کمال قدرت واحسان کو ذکر فرماتا ہے۔ ولله غیب الخ میں اپنا علم بیان کرتا ہے اور غیب کی نادر چیزون مین سے قیامت کا قائم ہونا تھا اسلئے اسکو بھی ذکر کرتا ہے کہ نہ صرف ہمکو اسکا علم ہے بلکہ وہ ہمارے قبضہ قدرت میں بھی ہے پلک جھپکنے سے بھی جلد وہ ظاہر ہوگی ہمکو ہر چیز پر قدرت ہے۔ اسمین اسکی قدرت کا بھی اظہار ہے پھر اس قدرت کی دلیل کہ جسمین بندونپر احسان بھی ہے واللہ اخرجکم الخ سے شروع کرتا ہے کہ تمکو پیدا کیا تمکو علم دیا اور اکو یا معدوم سے موجود کردیا اگر اپنی وہ حالت یاد نہو تو ہوا میں اڑنیوالے جانورونکو دیکھو کہ ادھر میں اسیکا ید قدرت انکو تھامے رہتا ہے۔ اور اپنے اوپر روزمرہ احسانون کو غور کرو کہ جنمیں سے ایک تمہارے رہنے کے مکانات ہیں پھر سفر کے مکانات کہ جنکا ساتھ لیچلنا آسان ہے جانورونکی کھال اور بالون کے خیمے تمکو دیئے عرب میں اونٹ یا اور جانورونکی کھال کے رنگکر خیمہ بناتے تھے اور دنبے بھیڑ کے بالون سے جنکو صواف (جمع صوف) کہتے تھے اور اونٹ کے بالون سے جنکو اوبار (جمع وبر) کہتے تھے اور بکری کے بالون سے جنکو اشعار (جمع شعر) کہتے تھے خیمے وغیرہ بناتے تھے ان چیزون کے بنانے کا تمکو علم دیا پھر انسے کیسے کیسے کپڑے اور دریاں تیار کرتے ہو جو مدتون تمہارے کارآمد ہوتی ہیں۔ اور مخلوق آلہی میں سے ایسے اجسام بھی بنائے جنکے سایہ مین آرام پاتے ہو اور پہاڑون مین غار وغیرہ بھی اس طور کے طیار کئے جنمیں چھپکر دشمنون سے امان پاتے ہو اور بارش وغیرہ سے بھی پناہ لیتے ہو اور تمہیں کپڑے سینے کا بھی علم دیا کہ اسطرح سے کرتے بناتے ہو جنسے دہوپ سے بچتے ہو اسکے سوا لوہے کے بھی کپڑے زرہ و خود وغیرہ بنانے سکھائے جن سے جنگ میں محفوظ رہتے ہو۔ یہہ سب ماؤن کے پیٹ سے باہر آنیکے بعد کی انسانی علمی ترقی ہے اور اس اور اک عطا کرنیکا نتیجہ اسپر بھی اسکی طرف نہ جھکیں تو جہنم مین جائین رسول پر معجز پیغام رسانی کے کوئی مطالبہ نہیں۔ یہہ بھی جانتے ہیں کہ یہہ نعمتیں اللہ کی طرف سے ہین جنمین انکے معبودونکا کوئی بھی دخل نہین۔ مگر بت پرستی کر کے سبکا انکار کئے دیتے ہین۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اسدن کو یاد کرو جسدن کہ ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ کھڑا کرینگے پھر تو کافرون کو اجازت نہ ملیگی اور نہ انکا کوئی عذر قبول کیا جاویگا اور جبکہ ستمگار عذاب دیکھینگے پھر تو نہ ہو تخفیف عذاب

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ

ہوگی نہ انکو مہلت ہی دیجائیگی اور جبکہ مشرک اپنے معبودونکو دیکھینگے تو کہینگے اے ہمارے رب یہی ہیں ہمارے وہ معبود کہ جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے

فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

پھر وہ انہیں جواب دینگے کہ تم سراسر جھوٹے ہو اور وہ اسدن اللہ کے سامنے سر جھکا دینگے اور دنیا میں جو ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے سب گئے گزرے ہوجائینگے جو لوگ دنیا میں خود منکر ہوئے اور دوسرونکو بھی

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

اللہ کی راہ سے روکتے رہے انکی بدمعاشی کی سزا میں ہم انکے لیے عذاب پر عذاب بڑھاتے جائینگے (اسدن کو یاد کرو) جسدن ہر ایک گروہ میں سے انکے اوپر انہیں میں کا ایک گواہ لا کھڑا کرینگے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

اور اے نبی آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائینگے۔ (اسلیئے) کہ آپ پر ہمنے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جسمیں ہر چیز کا بیان کافی ہے اور وہ مسلمانون کیلیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے

ترکیب یوم اذکر محذوف سے منصوب ۔ یستعتبون لا یطلب منہم العتبیٰ اے الرجوع الی ما یرضی اللہ ۔ قالوا ربنا جواب ہے اذا رأ الذین کا ۔

تفسیر منکرین انعام الٰہی اور انکے ان بیہودہ حرکات کا ذکر کرکے جو آخرت میں بازپرس کے قابل ہین یوم بعث سے لیکر آخر تک روز حشر کی کیفیت بازپرس اور حساب و کتاب بیان فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ بلائینگے جو اس قوم مشرک و کافر کے مقابلہ میں گواہی دیگا کہ ہمنے انکے پاس توحید و احکام الٰہی پہنچائے پر انہوں نے نہ مانا گواہی دینے والے انبیاء یا انکے جانشین ہین جن سے کوئی گروہ خالی نہیں) گواہی کے بعد وہ اجازت مانگینگے کہ ہم پھر دنیا مین جائین یہ قبول نہوگا عذر و معذرت کرینگے یہ بھی نہ سنا جاویگا ۔ پھر مشرکین دنیا میں اللہ کے سوا جن معبودونکو پوجتے اور انکو حاجت روا جانکر پکارتے تھے وہان انکو دیکھکر کہینگے کہ الٰہی ہم انکو پوجتے تھے یعنی انہیں کا اشارہ تھا گویا اپنے اوپر سے الزام اوٹھانا چاہیں گے ۔ اس کے جواب میں وہ کہیں گے تم جھوٹے ہو ہمنے تمسے کب کہا تھا کہ تم ہمکو حاجت روا جانیو تبیانا لکل شئی اس سے دنیاوی باتیں مراد نہیں بلکہ دینی کیونکہ قرآن کے بعد اور کوئی کتاب نہیں آئیگی پھر اسمین بھی سب دینی مسائل نہون تو کیا ہو ۔ تبیان یعنی کھولکر بیان کرنا قرآن کا سب مسائل کو حاوی ہونا[۵] دو وکیلون کے ذریعہ سے ہے اول سنت یعنی جو کچھ قرآن کے بعد مسائل تھے انکو انکے اصول مودوعہ سے جو قرآن میں ودیعت رکھی گئی ہین رسولؐ نے بیان کردیا اور جو اسنے بھی بچی ان کو مجتہدین نے استنباط کرکے بیان کردیا اور آئندہ استنباط کے اصول فقہ میں قواعد مقرر کردئے ۔ اس اعتبار سے مجتہد بھی قرآن کا وکیل یا ترجمان ہے غیر مجتہد پر بضرورت اسکی تقلید کرنا قرآن کو ماننا ہے ۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

ضرور اللہ انصاف کرنیکا اور سلوک کرنیکا اور قرابت دارون کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بیحیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے نہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ عہد قائم کرچکو اور قسمون کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو ۔ حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن بھی کرچکے ہو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے

[۵] کیونکہ اگر یہ دو وکیل تسلیم نہ کئے جاوین تو دعوی تبیان لکل شئی صحیح نہو سکیگا کیونکہ بہت سے مسائل نصوص قرآنیہ مین نہین ہین ان احادیث میں ہین اسی طرح بہت سے احادیث میں بھی نہیں وہ استنباط قرآن و حدیث سے ظاہر ہوتے ہین اس لیئے اس مقام پر بیضاوی وغیرہ کہتے ہین من امور الدین علی التفصیل او الاجمال بالاحالۃ الی السنۃ او القیاس انتہی ۱۲ منہ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا

اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ کہ جو اپنا سوت مضبوط کات کر ٹکڑے ٹکڑے (کر ڈالتی تھی) تاکہ تم اپنی قسمونکو آپس مین حیلہ بنانے لگو (یہہ سمجھ کر) کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زبردست ہے اللہ تمہاری

يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

اسمین آزمائش کرتا ہے - اور جس چیز مین تم اختلاف کرتے ہو اسکو ضرور وہ قیامت میں ظاہر کردیگا

ترکیب۔ انکاثا جمع نکث بمعنی المنکوث اے المنقوض شکستہ مفعول ثانی ہے کیونکہ نقضت بمعنی صیرت - اور حال بھی ہوسکتا ہے غزلہا سے تتخذون جملہ حال ہے ضمیر تکونوا سے ان تکون اے مخافۃ ان تکون - امۃ اسم کان ہی اربیٰ جملہ خبر کان -

تفسیر۔ روز حشر کی کیفیت کے بعد وہ باتین ذکر فرماتا ہے کہ جنپر عمل کرنیسے حشر مین کامیابی ہو - ان اللہ الخ اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق اور تدابیر منزل سیاستِ مدن کے سب مسائل آگئے جنکی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے انسان کے یا تو وہ معاملات ہین جو خدا تعالیٰ سے متعلق ہین عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ یا وہ ہیں جو باہم آپسمین ایک دوسرے کے متعلق ہین بیع شرا سیاست ملک والدین و اولاد و اقارب کے ساتھ برتاوا - ان دونون قسمون کے پھر صدہا اقسام ہین پس ان سبکو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے یہہ عبادات معاملات سب مین ہے یہہ حکم سب پر فرض ہے اسکے بعد اسپر ایک عمدگی کا مرتبہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں - عبادات مین احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث رواہ البخاری) کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کرکہ مین اسکو دیکھ رہا ہون اگر یہہ نہو تو یون خیال کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور معاملات میں احسان اپنے حقوق اور انتقام سے درگذر کرنا غیر کو اسکے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تو اسکو دعا دے جو تجھسے توڑے تو اس سے رشتہ محبت جوڑ - چونکہ اس احسان مین زیادہ تر منظور نظر اہل قرابت ہیں انسے سلوک کرنیکی بھی تیسری مرتبہ مین تصریح فرمائی اسیطرح ان تینون باتونکے مقابلہ میں تین چیزون سے منع کیا اول فحش خواہ وہ زبان سے ہو گالی دینا بیشرمی کی باتین کرنا یا افعال سے جیسا کہ زنا لواطت وغیرہا یہہ قوت شہوانیہ کا اثر ہے پھر منکر سے یعنی ناپسند باتون سے جو قوت غضبیہ کا اثر ہے پھر بغی یعنی سرکشی سے جو قوت وہمانیہ کا اثر ہے اور یہی تین قوتین انسان کو ہلاکت مین ڈالتی ہین - یہہ ایسی جامع آیت ہی کہ کوئی بات اسمین رہ نہیں گئی عثمان بن مظعون وغیرہ بہت سی لوگ اس آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے - اسکے بعد قسم اور عہد کی پابندی کی تاکید فرماتا ہے جسپر تمام دینی و دنیاوی کامون کا مدار ہے اور فرماتا ہے کہ قسم کھاکر نہ توڑو جسطرح کوئی بیوقوف عورت سوت کات کر توڑ ڈالے بعض کہتے ہین قریش میں ایک ایسی عورت تھی بعض کہتے ہین محض تمثیل مقصود ہے کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہین - جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب انکے مقابلہ مین دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم توڑ کر انکے ساتھ ہو جاتے تھے اس سے بھی منع کرتا ہے کہ یہہ آزمائش کا مقام ہے عہد سے ہر عہد عموماً مراد ہی مگر اسمین بالخصوص اوس عہد الست اور اوسکے بعد اوس عہد یعنی بیعت کیطرف بھی ایماء ہے جو مسلمانون نے رسول کریم سے بوقت قبول اسلام باندھا تھا کہ جو کچھ ہو اسپر ثابت رہنا اور اسکے مقابلہ میں جو کفار اسلام سے پھیرلانے مین شبہات و شکوک پیش کرین انکی طرف التفات نکرنا کیونکہ وہ سب ملمع کاری ہے جسکو اللہ قیامت میں تختِ عدالت کے سامنے کھول دیگا - ان آیات میں کس خوبی کے ساتھ معاد کے مسئلہ کو احکام مفیدہ کے بعد بیان فرمایا ہے -

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ وَلَا تَتَّخِذُوا

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہے گمراہی مین پڑا رہنے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور البتہ تم سے پوچھا جائیگا کہ تم کیا کرتے تھے اور تم اپنی قسمونکو

قال الداعی الاعظم والد علی المفضل والخیانۃ قال الرجل کل ما دخل عیب قبیل ہو دخول فیہ و دخل ۱۲ منہ

وَلَا تَتَّخِذُوٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

آپس کے لیے فریب بناؤ تاکہ یہ نہو کہ جمنے پیچھے قدم اکھڑ جائے اور تمکو برائی کا مزہ چکھنا پڑے کہ لوگون کو اللہ کے رستہ سے روکا تھا اور تمہارے لیے بڑی سزا بھی ہو

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ط اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط

اور خدا کے عہد کو تھوڑے سے داموں پر نہ بیچو جو کچھ اللہ کے ہان ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو تمام ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہتا ہے

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج

اور ہم صبر کرنیوالون کو انکی اچھے کامون کا ضرور بدلہ دین گے جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم دنیا مین بھی اسکی زندگی اچھی بسر کرائیں گے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

اور آخرت مین بھی انکے کامون کا عمدہ بدلہ دین گے

ترکیب - فتزل جواب ہے نہی لا تتخذوا کا و تذوقوا جواب پر معطوف انما متصل لکھا جاتا ہے ورنہ یہ ان اور ما صولہ ہے ہو ضمیر اسکی طرف راجع من ذکر الخ من کا بیان ہے - و ہو مؤمن جملہ حال ہے من سے فلنحیینہ جواب ہے من عمل کا و لنجزینہم اسپر معطوف -

تفسیر - پہلے فرمایا تھا کہ جس چیز میں تم اختلاف کر رہے ہو (کہ بعض تم میں سے اپنے طریقے کو اچھا اور بعض اسکو برا کہتا ہی) اس پر سوال ہوگا۔ یا ناظرین کو تسلی دیتا ہی کہ یہ اختلاف بھی قضا و قدر سے ہے ورنہ خدا چاہتا تو سبکو امۃ واحدۃ یعنی متفق العقائد والمذہب کر دیتا مگر یہ ہدایت و گمراہی اسکے ہاتھ مین ہے پھر اسپر اس سے کون سوال کرسکتا ہی کہ تو نے یون کیون کیا بلکہ تم سے سوال ہوگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟ موت کے بعد ہی اس سوال و حساب کا وقت آجاتا ہی ولا تتخذوا الخ یہانسے پھر اُسی قسم و عہد پر قائم رہنے کی تاکید و تہدید فرماتا ہی۔ دستور تھا اور اب بھی ہے کہ قسم کھا کر دوسرے کو فریب دیتے تھے اس سے منع کرتا ہے اور نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بعض قبائلِ عرب ایسا کیا کرتے تھے - فرماتا ہی کہ اگر قسم توڑ کر بدعہدی کرو گے اور قدم جما کر پھسلاؤ گے تو دنیا ہی میں برا مزہ چکھو گے اور آخرت میں بھی عذاب الیم پاؤ گے - ولا تشتروا الخ عہد الٰہی دین اور خدا کے رسولؐ کی فرمانبرداری کا اقرار ہے جو ازل میں ہر ایک نے کیا تھا اور نیز دنیا میں بھی زبان سے لوگ حضرتؐ سے عہد کرتے تھے اور خدا کے نام پاک کی قسم کھا کر اقرار کرنا یہ بھی عہد الٰہی ہی - پھر اس عہد کو بیشتر لوگ دنیاوی طمع مین آکر یا اسپر قائم رہنے مین مال کا نقصان جانکر توڑ ڈالتے تھے اسکو تھوڑے سے داموں پر فروخت کرنا فرمایا اور اس سے منع کیا اور پھر دنیا کی بے ثباتی بیان کی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ٹھہر جاتا ہی اسکو فنا ہے خود تمکو بھی فنا ہے اور خدا کے ہان جو کچھ اجر آخرت ہے وہ ہمیشہ رہیگا - اور جو اس امر میں تکالیف و خسارت مال کی برداشت کریگا عہد الٰہی پر قائم رہیگا خدا اسکے اچھے عملوں کا اچھا بدلا دیگا۔ من عمل الخ سے عام بندوں کو بشرطیکہ وہ مومن ہوں اطلاع دیتا ہی کہ نیکوں کو دنیا میں بھی خوش رکھینگے اور آخرت میں بھی اجر نیک دین گے -

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ○ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

پھر جب آپ قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ اسکا اثر کچھ بھی قابو نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِينَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُونَ ○ ع

اسکا قابو تو انھیں پر چلتا ہے کہ جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں اور خدا کے ساتھ شریک ٹھیرایا کرتے ہیں -

ع ۱۳ ۱۱ ۱۹

ترکیب - فاذا قرأت اے اردت قرائۃ شرط فاستعذ جواب - سلطانہ اے الشیطان مبتدا علی الذین خبر یتولونہ اے الشیطان والذین معطوف ہی الذین پر

مجرور ہے علی کا بہ اے اللہ اے سلطان الشیطان علے الذین یشرکون باللہ -

تفسیر - پہلے فرمایا تھا من عمل صالحا الخ اور نیک کاموں میں قرآن مجید کا پڑہنا ایک اعلی درجہ کا کام ہے - اور انسان جب قرآن پڑہتا ہے تو اُسکی قوت الملکیہ کو غلبہ اور بہیمیہ کو (جو شیطان ابلیس یا اسکی ذریت کا مرکب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اسکی اعانت کے لیئے اس فعل مین تشویشات ڈالتا ہے اسلیے اسکی دفعہ کیلیئے خدا تعالی سے پناہ لینی چاہیئے منجملہ تشویشات شیطانیہ کے ایک یہہ بھی ہے کہ وہ انسانکو اسکی نیک کام پر غرور و خود بینی کیطرف اُبھارتا ہے اسلیے فرمایا فاذا قرأت القرآن الخ آیت میں گو خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے مگر مراد سب لوگ ہین کیونکہ جب ایسے بڑے جلیل القدر انبیا کو پناہ مانگنے کا حکم ہوا تو اورونکو بدرجۂ اولی حکم ہے اور اسیطرح جب قرأت قرآن کی وقت استعاذہ کا حکم ہے حالانکہ قرآن کی حفاظت کا بارگاہ آلہی نے ذمہ بھی لیلیا ہے بقولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وبقولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو اور کاموں مین بھی استعاذہ بدرجۂ اولی ہونا چاہیئے -

جمہور کے نزدیک یہہ حکم ندب کیلیے ہے خواہ قرآن نماز مین پڑہا جاوے یا نماز سے باہر تو اول مین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا مندوب یعنی بہتر اور عطا وغیرہ کے نزدیک بلکہ عطا ظاہر الفاظ پر خیال کرکے اس حکم کو وجوب پر محمول کرتے ہین یعنی استعاذہ واجب ہے خصوصاً جبکہ قرآن نماز میں پڑہا جائے - شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت مین قرآن کا پڑہنا ایک ایک مستقل پڑہائی ہے اسلیے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑہا جاوے اعوذ کہنا چاہیئے - مگر حنفیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ سب رکعات کا حکم ایک ہے متعدد قرأت نہیں بلکہ یہہ ایک ہی قرأت ہے سلام پھیرنے تک اسلئے ایکبار اعوذ کہنا اولیکن کافی ہے فاستعذ کی ف تعقیب کے لیے ہے اسلیے ظاہری معنی پر خیال کرکے اہل علم کی ایک جماعت جنمیں ابو ہریرہؓ اور امام مالکؒ اور داؤد ظاہریؒ وغیرہ ہین یہہ کہتے ہین کہ قرأت کے بعد اعوذ کہنی چاہیئے تاکہ جو اسکو اس نیک کام سے عجب پیدا ہو دور ہو جاوے مگر جمہور اسکے برخلاف ہیں کیونکہ محاورہ کے موافق افعال سے مراد ان افعال کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جیساکہ آیا ہے اذا اکلت فقل بسم اللہ واذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم جس سے یہہ مراد نہین کہ جب کھا چکو تب بسم اللہ کہو بلکہ جب کھانیکا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو اسی طرح یہاں حکم ہے اور اسیکو عقل چاہتی ہے -

اس حکم سے یہہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں مین قدرت تصرف ہے نیک بد سب پر اسکا زور چلتا ہے اس شبہ کو اس قول سے دفع کردیا انہ لیس لہ سلطان الخ کہ ایمانداروں اور خدا پر بھروسہ کرنیوالوں پر اسکا کچھ بھی زور نہین چلتا کبھی بشریت سے جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے دفع ہو جاتا ہے وہ اسپر جمتے نہین اور جو گناہ بھی سرزد ہو جاتا ہے اسکے وسوسہ سے تو اسکے بعد وہ توبہ و استغفار کرکے اُسکو دھوڈالتے ہیں - ہاں اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسکو دوست بنائے رکہتے ہیں یعنی قوت بہیمیہ اور لذائذ شہوانیہ میں گرفتار ہیں اور خدا تعالی کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں -

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

اور جب ہم ایک آیت کی جگہہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ ہی خوب جانتا ہے جو نازل کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو از خود گھڑ لیتا ہے نہیں نہیں بلکہ اکثر انہیں سے جانتے ہی نہیں آپ کہدین کہ اسکو تو روح القدس

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

میرے رب کے پاس سے سچائی کیساتھ لایا ہے تاکہ جو ایمان لاچکے ہیں انکو ثابت رکھے اور فرمانبرداروں کے حق مین ہدایت اور خوشخبری ہو اور ای نبی ہمکو خوب معلوم ہے کہ منکر کہتے ہیں کہ اسکو کوئی آدمی سکھایا کرتا ہے حالانکہ

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اِنَّمَا

جسکی طرف یہہ نسبت کرتے ہیں اسکی زبان عجمی ہے اور یہہ (قرآن) تو فصیح عربی ہے - بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ بھی انکو ہدایت نہیں دیتا اور انکے لیے آخرت مین سخت عذاب ہے

آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○

جھوٹ تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور دراصل وہی جھوٹے ہیں

ترکیب اذا شرطیہ واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ شرط اور جزا ہیں قالوا جملہ جواب شرط۔ مفتر صیغہ اسم فاعل افتری یفتری سے ی گر گئی مفتری تھا۔ وہدًی و بشریٰ دونو محل نصب میں ہیں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ان کا لیثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت۔ اعجمی لسان الذی کی خبر۔ لا یہدیہم خبر ہے ان کی الذین یفتری کا فاعل۔ افترا کسی پر جھوٹ سے کوئی بات بنانا۔ العجمۃ الاخفاء وہی ضد البیان والعرب۔ یقال رجل اعجمی وامرأۃ اعجمیۃ ورجل اعجم وامرأۃ عجماء لے لا یفصحان۔ وقیل العجمی منسوب الی العجم والاعجمی من لا یفصح سواء کان من العرب والعجم وقیل الاعجمی من لا یفصح والاعجم الذی من العجم وقال الراغب الاصفہانی بالعکس یعنے الاعجمی الذی من العجم والاعجم من فی لسانہ عجمۃ وان کان من العرب۔

تفسیر اس مقام سے منکرین نبوت کے شبہات کا جواب شروع ہوتا ہے (۱) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ایک آیت میں کوئی سخت حکم نازل ہوتا اور اس کے بعد کوئی ایسی آیت نازل ہوتی جسمیں حکم نرم ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمدؐ تمسخر کرتا ہے از خود جو چاہتا ہے بنا کر سنا دیتا ہے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (کبیر) یعنی ایک آیت کی جگہہ دوسری آیت بدلنے سے مراد احکام آیات میں نسخ واقع ہونا ہے جسپر کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ ہے کہ انہیں کیا خبر ہے حقیقت قرآن و مصالح نسخ اللہ ہی جانتا ہے پھر اسکا جواب دیتا ہے کہ محمدؐ میں از خود نہیں بنا لاتا بلکہ جبرئیل خدا کے ہان سے لیکر نازل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ تم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو (نسخ کی پوری بحث مقدمہ تفسیر میں ہو چکی)

(۲) ولقد نعلم یہہ ایک اور بیہودہ شبہہ کا جواب ہے جو کفار قریش کرتے تھے۔ مکہ میں بعض غلام فارسی یا رومی بھی تھے جنکو صاف طور سے عربی میں بات بھی کرنی نہیں آتی تھی چونکہ وہ عیسائی یا فارسی مذہب سے کسیقدر سن سنا کر واقفیت رکھتے تھے مکہ کے جاہلوں میں وہی لائق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیسا کہ دیہات میں ادنیٰ ملا کو بڑا مولوی سمجھ لیتے ہیں قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم نہ ہوئی تو یہی کہہ دیا کہ اسکو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر یعنی وہی غلام تعلیم کرتا ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اسکو تو عربی میں صاف طور پر بات بھی کرنی نہیں آتی اعجمی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اسکو غور کیا لیاقت ہی جو وہ اور کو ایسے مضامین الہامیہ تعلیم کریگا اور پھر انکو اس پاکیزہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لائیگا کہ جسکا مثل مکہ کے تمام فصحا سے نہ ہوسکا۔

ف الحاد میل لحد و الحد اذا مال عن القصد اور لحد جو قبر میں ایک طرف یعنی مائل وسط سے ہوتی ہے اسلیئے اسکو لحد کہتے ہیں۔ ملحدین سے مائل یعنی برطرف ہوتا ہے اسلیئے اسکو ملحد اور اسکے فعل کو الحاد کہتے ہیں۔ ع۔ج۔م۔ کا مادہ کلام عرب میں ابہام اور اخفا کے لیئے موضوع ہے جسکے بیان میں صفائی نہو اسکو اعجمی کہتے ہیں اور اسی لیئے چارپائے کو عجما اور عرب کے سوا اور ملکون کے رہنے والوں کو اعجام کہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

جو کوئی ایمان لائے پیچھے اللہ کا منکر ہو جائے (اگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان پر برقرار ہو تو خیر لیکن وہ جو دل کھولکر منکر ہوگا) تو اسپر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

اور انکے لیئے بہت بڑا سخت عذاب ہے۔ یہ اسلیئے کہ انہوں نے دنیا کے جینے کو آخرت سے عزیز سمجھا اور نیز اسلیئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہہ وہی لوگ ہوتے ہیں جنکے

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ مہر کر دیا کرتا ہے انکو کچھ بھی خبر نہیں ضرور وہی لوگ آخرت میں گھاٹے میں رہیں گے

ترکیب من کفر بدل ہے الکاذبون سے یا اولئک سے یا الذین لا یؤمنون سے اور ممکن ہے کہ مبتدا ہو فعلیہم اسکی خبر۔ الا من استثنا مقدم بعض کہتے ہیں مقدم (نہیں بلکہ لبید کے اس شعر) کی طرح ہے۔ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل۔ من شرطیہ جواب اسکا محذوف جسپر فعلیہم دال ہے۔ یہ استثنا متصل ہے۔

تفسیر یہاں سے پھر اسی عہد پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بوقت اسلام باندھا جاتا تھا اسلیے اور بھی زیادہ تر قائم رہنے کی تاکید و تہدید ہے کہ جیلا رکمہ طرح طرح کے شبہات سے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتے تھے اسپر بار بسیٹ بھی غریب ایماندارونسے کیا کرتے تھے فرماتا ہے کہ جو کوئی اس عہد کو توڑ کر کافر ہوگا تو اسکو سخت سزا ہے مگر ان میں سے ان مسکینوں کو مستثنےٰ کرتا ہے کہ جنکے دلمیں ایمان تھا مار کے ڈر سے کلمات کو منھ سے نکالدیتے تھے کیونکہ مکہ میں کفار قریش غربا اہل اسلام بہت کچھ ظلم و ستم کیا کرتے تھے اور انکو مجبور کرکے آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف باتیں کہلواتے تھے بعض مرنا اور مار کھانا گوارا کرتے مگر ایسی باتیں منھ سے نہ نکالتے تھے اور بعض نکالدیتے تھے اور دلسے ویسے ہی مطیع اسلام رہتے مگر اسپر بھی انکو بڑی پشیمانی ہوتی تھی اور مکہ کے کفار بھی کچھ عجب نہیں کہ انپر جھوٹھ بولنیکا طعن کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے متعصبین بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹھ کی اجازت دی۔ اسلیے کذب کی بُرائی کے بعد اس مسئلہ کا بھی ذکر فرما دیا اور اسمیں ایمان لاکر کافر ہونیکی سزا بھی بیان ہوگئی من کفر باللہ الخ یعنی جھوٹھے وہی ہیں جو ایمان لاکر کافر ہوتے ہیں یا یوں کہو جو ایمان لاکر بغیر کسی کی زبردستی کے خود بخود کفر کریگا تو اسپر اللہ کا غضب ہے اور آخرت میں ہوگا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ مستثنیٰ ہے کہ اسکو کسی نے مجبور کردیا ہو باینہمہ اسکے دلمیں ایمان راسخ ہو اور وہ جان بچانیکے لیے کلمہ کفر زبان سے کہدے تو معاف ہے منقول ہے کہ مکہ میں بہت سے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی گئیں بعض تو در اصل دین سے پھر گئے اور بعض نے ہر تکلیف گوارا کی مگر زبان سے بھی کلمہ کفر نہ نکالا جیسا کہ بلالؓ و خبابؓ و سالمؓ و یاسرؓ اور سمیہؓ انکو مار مار کر تھک گئے سمیہ کے پیشاب گاہ میں ابوجہل نے نیزہ گھسیڑ دیا وہ مرگئیں اسی طرح اسکا خاوند یاسر بھی شہید ہوا اور انکا بیٹا عمار ظاہر میں کلمہ کفر کہہ بیٹھا لوگوں نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ عمار مرتد ہوگیا فرمایا کبھی نہیں اسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے اپنے ہاتھوں سے انکے آنسو پونچھ کر فرمایا کچھ غم نہ کر۔ الغرض ایسی حالت اکراہ میں زبان سے کلمہ کفر کہنے کی شرع نے اجازت دی ہے مگر صبر کرنے پر ثواب ہے۔ اکراہ کہ اسکو قتل یا کسی عضو کاٹنے کی دھمکی دیجائے اور اسکو یقین ہوجاوے تو ایسی حالت میں بظاہر ایسے قول یا فعل کی رخصت ہی مگر نہ کرنا افضل ہے ذلک الخ سے کفر اختیار کرنے کی وجہ ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا یہ ازلی گمراہ ہیں آخرت میں جلیں گے خسارہ میں رہیں گے ایسے لوگونکو ہدایت ازلی سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اس بات کو دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کرنے سے بطور استعارہ کے ذکر کیا۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰہَدُوۡا وَ صَبَرُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِہَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿ع﴾ یَوۡمَ تَاۡتِیۡ

پھر تیرا رب انکے لیے کہ جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے پیچھے گھر بار چھوڑ دیا پھر جہاد کیا اور مصائب کی برداشت کی بیشک تیرا رب انکی اس مساعی جمیلہ کے بعد غفور رحیم ہے جسدن کہ ہر شخص

کُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّفۡسِہَا وَ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ○ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرۡیَۃً کَانَتۡ اٰمِنَۃً مُّطۡمَئِنَّۃً

اپنے ہی لیے کوشش کرتا ہوا آئیگا اور ہر شخص کو اسکے عمل کا پورا بدلا دیا جاویگا اور انپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثل بیان فرماتا ہے کہ جو امن چین سے تھا۔ اسکی روزی بھی

یَّاۡتِیۡہَا رِزۡقُہَا رَغَدًا مِّنۡ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الۡجُوۡعِ وَ الۡخَوۡفِ بِمَا کَانُوۡا یَصۡنَعُوۡنَ ○ وَ لَقَدۡ

بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اسنے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر تو اللہ نے انکے ان بُرے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے انکو بھوک اور خوف کا جامہ پہنا دیا اور انکے پاس

جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡہُمۡ فَکَذَّبُوۡہُ فَاَخَذَہُمُ الۡعَذَابُ وَ ہُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ○

انہیں میں کا رسول بھی آیا مگر انہوں نے اسکو جھٹلا دیا تب تو انکو بدکاری کرتے ہوئے ہی عذاب نے آپکڑا

ترکیب - ان ربک کی خبر لغفور رحیم اور انّ دوسرا اور اسکا اسم تاکیداً مکرر آیا اور ممکن ہے کہ انّ اولی کی خبر محذوف ہو کیونکہ انّ ثانیہ کی خبر اسپر دال ہے فتنوا مجہول کا صیغہ یعنی لوگوں نے انکو فتنہ میں ڈالا مار پیٹ کر کلمہ کفر منھ سے نکلوایا۔ صیغہ معروف بھی آیا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیا تھا اور دیکھے ساتھ

تفسیر - عہد الٰہی توڑنے والوں کی سزا اور انجام کار بیان فرماکر انکے مقابلہ میں اُن لوگوں کی جزا بیان فرماتا ہے جو ایمان پر ثابت قدم رہے کفار کی ایذاؤں کو برداشت کیا آخرالامر حضرتؐ کے ساتھ جا ملے اور وہاں بھی جاکر جان توڑ اسلام میں کوششیں کیں اور اطمینان دلایا کہ جو کچھ قصور ادائے اطاعت میں انسے اس حالتِ مصیبت میں ہوگیا ہے خدا غفور رحیم ہے اور اگر فتنوا معروف پڑہا جاوے تو یہہ معنی ہوتے ہیں کہ عہد شکنوں میں سے یا کفار میں سے کہ جنہوں نے نومسلمانوں کے ساتھ طرح طرح کی بدسلوکیاں کر کے انکو فتنہ میں ڈالدیا تھا توبہ و استغفار کر کے اسلام میں مساعی جمیلہ کرنے اور مصائب پر ثابت قدم رہنے پر مغفرت اور رحم کا مژدہ دیتا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سُہیل اور ولید بن المغیرہ و سلمہ بن ہشام و عبداللہ بن ابی اسید ثقفی کے باب میں نازل ہوئی ہے مشرکین نے انکو فتنہ میں ڈالکر شر پر برانگیختہ کیا تھا لیکن پھر لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے انکے گناہ معاف ہوگئے (معالم) ابن عامر فتنوا کو بفتح التاء والفاء پڑہتے ہیں انکے نزدیک یہ آیت اُن مشرکین مکہ کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہوگئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن الولیدؓ۔ الغرض یہہ آیت توبہ کرنے والوں کے لیئے مژدہ ہے اسکے بعد اس ہولناک دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ یوم تاتی الخ جسدن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا اور ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اُسدن جو کسی کے لیئے مغفرت اور رحمت الٰہی ظہور کرے تو کیسی بڑی چیز ہے۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ آج جو قبیلہ کی حمایت اور اپنے معبودوں کی عبادت کے بھروسہ پر یہہ کچھ نافرمانی اور بدکاری کر رہے ہیں اُسدن ان میں سے کوئی بھی کسی کے کام نہ آئیگا تجادل تخاصم و تحج اپنے ہی لیئے برأت کی حجتیں پیش کریگا۔ ضرب اللہ یہاں سے مکہ کے بدبست مشرکوں کو جو کعبہ کے طفیل امن سے تھے اور ہر طرف سے انکے لیئے رزق آتا تھا ایک ایسی مثال سے سمجھایا جاتا ہے جو ہر ایک ایسی صفت کی بستی پر صادق آتی ہے جہاں کے لوگ خدا کی نعمت کی ناشکری کریں اور جو رسول سمجھانے آئے تو اُسے بھی نہ مانیں اسی بدکاری کی حالت میں عذاب الٰہی آپڑے نعمتوں کے بدلے بھوک اور پیاس اور امن کے بدلے خوف و ہراس ان پر ایسا طاری ہوا کہ لباس کی طرح ہر طرف سے گھر لے۔ پھر بتاؤ انکا کیا حال ہوگا مکہ کے مشرکوں کی امن اور نعمت پاکر رسول کی تکذیب و مقابلہ کرنے میں وہی حالت تھی اب صرف ان پر عذاب الٰہی آنے کی دیر تھی جو بعد میں آیا بدر میں بڑے بڑے سردار مارے گئے گھر گھر ماتم چھا گیا ادہر سات برس کا سخت قحط پڑا کہ مردار اور ہڈیوں اور کتوں کے کھانے کی نوبت آگئی اور امن بھی جاتا رہا ہر دم آنحضرت صلعم کی چڑھائی کا دغدغہ رہنے لگا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قریہ سے مراد خاص مکہ ہے اور انہیں کی حالت موجودہ اور آیندہ کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صفت ماضیہ کا امم ماضیہ میں کوئی شہر تھا جنپر انکی ناشکری کے سبب ایسی مصیبت بھوک اور خوف کی پیش آئی تھی مگر شمل ہیں جو قریہ ہے وہ سب کو شامل ہے تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں لباس الجوع یہ استعارہ ہے کہ لباس کو جو انسان کو ہر طرف سے ڈہانک لیتا ہے انسان کی اُس مصیبتناک حالت کے لیئے استعارہ کیا ہے جو اسپر لباس کی طرح چھا جائے یہاں دو چیزیں ہیں ایک مستعار یعنی لباس دوسری مستعار لہ انسانی زبون حالت بھوک ہراس اسلیئے اسکے ادراک کے لیئے لفظ ذوق استعمال ہوا جو ایسی حالتوں کے ادراک میں مستعمل ہوتا ہے یہ استعارہ مجردہ ہے جیسا کہ اس شعر میں ؎ غمر الرداء اذا تبسم ضاحکا ٭ غلقت لضحکتہ رقاب المال

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

پھر تمکو اللہ نے جو کچھ حلال طیب روزی دی ہے اُس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسکی پرستش کرتے ہو تمپر حرام تو صرف مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا

اور سور کا گوشت کیا ہے اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو پھر جو کوئی بھوک کے مارے بیتاب ہی ہو جاوے نہ تو وہ باغی ہو نہ عادی (حد سے بڑھ جانیوالا) تو ایسی حالتمیں اگر ان چیزوں کو بھی کھالیگا تو خدا غفور رحیم ہے

حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ٥ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥

حلال اور یہہ حرام ہے کہ خدا پر الٹے بہتان باندہنے لگو کیونکہ جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندہتے ہیں فلاح نہیں پاتے دنیا تو تھوڑا سا اسباب ہے اور (آخر تو) انکے لئے عذاب دردناک ہے

ترکیب۔ وما اہل اے رفع الصوت لغیر اللہ بہ والاہلال رفع الصوت عند رویۃ الہلال وبکاء الصبی والتلبیۃ۔ غیر باغ منصوب علی الحال من فاعل اضطر۔ الکذب بفتح الکاف والباء وکسر الذال۔ یہہ منصوب ہے تصف کی وجہ سے وما مصدریہ اور ممکن ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف اور الکذب اس سے بدل اور بضم الکاف والذال و فتح الباء بھی آیا ہے یہ جمع ہے کذاب مخفف کی جیسا کہ کتاب وکتب اور بضم باء السنۃ کی صفت ہوگا۔

تفسیر۔ کفار کفران نعمت اور اسپر زوال نعمت اور نزول عذاب بیان فرماکر مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کے کھانیکی اجازت دیتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو شوق سے کھاؤ پیو مگر شکر کرو کیونکہ نزول عذاب نعمتوں کے کھانے سے نہیں بلکہ کھاکر ناشکری کرنے پر وابستہ ہے۔ لیکن نعمتوں کے کھانے میں شتر بے مہار نہ ہوجاؤ بلکہ فلاں فلاں چیزیں جو مضر ہیں انکو حتی المقدور نہ کھاؤ اسکے بعد ممنوع اشیاء کا حال بیان فرماتا ہے اسکے بعد جو پہلے انبیاء کی معرفت اشیاء ممنوع کی گئی تھیں انکا اسلیئے ذکر فرماتا ہے کہ یہہ قید ممانعت کوئی نئی بات مسلمانوں کے لیئے نہیں اور کبھی بعض اشیا کسی جرم کی سزا میں بھی حرام کردی گئی ہیں جیساکہ یہود کے ساتھ ہوا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلوا کا خطاب ان کفار کی طرف ہے جنکو ناشکری میں سزا ہوئی تھی۔ بار دیگر انکو ہر قسم کی روزی عطا کرکے فرماتا ہے کلوا مما رزقکم اللہ کہ لو خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اسکا شکر کرو۔ حلالاً طیباً سے مجملاً ناپاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت سمجھی جاتی تھی مگر اسکی تصریح بھی کردی۔ بقولہ انما حرم علیکم الخ کہ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جاوے یا وقت ذبح غیر کا نام اسپر لیا جاوے پھر یہہ چیزیں بھی بحالت اضطرار درست ہیں۔

انما حصر کا کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار ماکولات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۃ انعام میں بھی بقولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم اور یہہ دونو سورتیں مکیہ ہیں پھر سورۃ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورہ مائدہ میں احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم سے اور ما یتلی علیکم کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ میں کھولدیا۔ اور یہہ دونو سورتیں مدنیہ ہیں پس نطیحہ اور متردیہ وغیرہا حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ ہم انکے موقع پر بیان کرآئے ہیں انما حرم سے افراط سے منع کیا تھا کہ شتر بے مہار نہ ہوجاؤ ناپاک اور گندی چیزیں نہ کھاؤ اسی طرح ولا تقولوا سے تفریط سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نکرو یہہ افراط وتفریط ناشکری ہے ایسی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔ ناشکری کرکے جو اسکی نعمتوں سے مزا اٹھاتے ہیں اور منعم سے غافل وسرکش رہتے ہیں ایسے نفس پروروں کے لئے خاتمہ آیت میں یہہ بھی کہدیا کہ متاع قلیل یہہ دنیا کے مزے چند روزہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم اور حقیر ہیں انکو بہرت لو آخر مرنے کے بعد تو ایسے ناشکروں اور منکروں کے لیئے عذاب الیم بڑی دکھہ دینے والی سزا ہے ان الوان نعمت کے بدلہ زقوم ہے اور ان عمدہ کپڑوں کے بدلہ رال اور گندہک کا لباس ہے

(فوائد)

(۱) حلالاً طیباً حلال کے بعد طیب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جو چیزیں حلال ہیں وہ طیب بھی ہیں یعنی پاکیزہ اور ستھری ان میں جسمانی یا روحانی کوئی بھی ناپاکی نہیں اور جنمیں ناپاکی ہے انھیں کو حکیم مطلق نے بندوں پر اس لئے حرام یعنی منع کردیا ہے کہ غذا کا اثر معدے میں ضرور پہونچتا ہے جسکا اطباء انکار نہیں کرسکتے حال کے

ك اس آیت کا نزول اگر اس قحط کے بعد کا ان لیا جائے تو یہہ ربط نہایت مناسب ہے ۱۲ منہ
ك تو ماکولات میں سے نہیں بلکہ مشروبات میں سے اسکا حرام ہونا اس حصر کے منافی نہیں ۱۲ منہ
ك یعنی کفران نعمت علاوہ سے کہ ایک پہ کہ افراط کرے یعنی شتر بے مہار ہوکر حلال حرام طیب وغیر طیب کی کچھہ بھی پرواہ نکرے خون اور مردار یعنی غیر ذبح معبودوں کے چڑہاوے نذر ونیاز جو بسبب نجاست ظاہری وباطنی کے خدا نے منع کردئے ہیں کھانے لگے دوم یہہ کہ خدا کی نعمتوں کو بتقاضائے حلال چیزوں کو حرام کرلے جیساکہ مشرکین کی عبادت ہے یہ تفریط ہے سوم یہہ کہ ان نعمتوں پر منعم حقیقی کا شکر نکرے۔ اسکے ذمہ ایمان اسکی عبادت کرے نماز و روزہ کا پابند ہو یا انکو بتوں اور غیر معبودوں کی عطا و مہربانی سمجھے سبب صورتوں میں بعد مرنے کے عذاب الیم ہے اور دنیا میں بھی یہ نعمتیں اسکی چھین لی جاتی ہیں جیساکہ تمثیل بلفظ اشارہ کیا ہے ۱۲ منہ

ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ سور کے انچ بھر گوشت میں ہزار سے زیادہ کیڑے خوردبین سے دکھائی دیے ہیں جو صحت جسمانی کے لئے سخت مضر ہیں۔

(۲) ناپاکی دو قسم پر ہے ایک جسمانی کہ وہ جانور یا وہ چیز گندی ہو جسکے کھانے سے طبائع سلیمہ نفرت کیا کرتی ہیں جیسا کہ گوہ موت پیپ جانوروں میں سور اور ہر قسم کے درندے شیر بھیڑیا وغیرہ پرندوں میں پنجوں اور جنگل سے شکار کرنے والے باز چیل وغیرہ یا زمین کے حشرات سانپ بچھو وغیرہ۔ اسمیں مردار جانور بھی شامل ہے کہ جو از خود مر جاوے جس سے علماء نے غیر مذبوح جانور مراد لیا ہے بسبب ان تشریحات کے جو پیغمبر علیہ السلام نے فرمائی ہے جنکا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ اسی طرح خون بھی جسکو جاہلیت میں تووں پر پکا پکا کر کھاتے تھے کیونکہ جسطرح غیر مذبوح کے گوشت میں وہ لطافت نہیں رہتی جو مذبوح کی ہوتی ہے یہاں تک کہ دونوں کی کھال میں بھی بڑا تفاوت ہوتا ہے مضبوطی اور غیر مضبوطی کے لحاظ سے اسیطرح خون کے کھانے یا پینے میں بھی صحت میں فرق آجاتا ہے اور دل پر بھی ایک قسم کی درندگی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جنمیں جسمانی ناپاکی ہے اور صحت و اخلاق پر بھی برا اثر پیدا کرتی ہیں ان سب کی حرمت اس طیبا کی قید سے ثابت ہے جسکی تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اسی لئے علما کا بھی انکی حرمت پر اتفاق ہوگیا ہے۔ دوسری قسم کی نجاست روحانی ہے وہ کیا ہے کہ اس جانور یا اس چیز میں بت پرستی کی نجاست سرایت کر گئی ہو اس کا ذکر اس جملہ میں ہے وما اہل بغیر اللہ بہ یہہ جملہ کہیں لفظ بہ کی تقدیم کہیں تاخیر سے قرآن مجید میں چار جگہہ وارد ہے۔ بعض مفسرین نے اسکے بعد عند الذبح کی قید بڑھائی ہے کہ ذبح کے وقت جسپر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے وہ حرام ہے مگر مطلق کو قید لگا کر مقید کرنا یا عام کو خاص کوئی ہلکا سا کام نہیں کس لیئے کہ یہہ بھی ایک قسم کا نسخ ہے اور آیت کو کسی کا قول منسوخ کر نہیں سکتا اس کے لئے یا تو کوئی آیت ہونی چاہیئے ورنہ کم سے کم کوئی ایسی حدیث ہو کہ جو صریح الدلالۃ بھی ہو اور اسکے ثبوت میں بھی کسیکو کلام نہو ہمنے ہرچند غور اور بہت تلاش کی مگر اس قسم کا کوئی مخصص ہمکو نہیں ملا پھر صرف مفسروں کی اس قید سے یہہ آیت کیونکر مقید یا خاص ہوسکتی ہے ان مفسرین نے بھی جہانتک ہماری سمجھ میں آیا یہہ قید احترازی نہیں لگائی ہے بلکہ ایک بیان واقع کیا ہے یعنی اسوقت اکثر بت پرست ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ بتوں پر جانوروں کو انکے نام سے ذبح کیا کرتے تھے۔ اب یہاں ایک تو لفظ قابل بحث ہے دوئم اہل بہ سوم غیر اللہ ما کا لفظ بھی عام ہے اسمیں جانور کی کوئی تخصیص نہیں جانور ہو یا کھانا کپڑا ہو جو بتوں کے نام سے پکارا جاوے یا انپر چڑھایا جاوے حرام ہے۔ اہلال لغت میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد پکار کر کہتے ہیں ہذا ہلال یعنے یہہ چاند ہے پھر اسکا استعمال لڑکے کی آواز پر بھی ہونے لگا جو وقت ولادت ہوتی ہے کہتے ہیں استہل الصبی اور حج میں تلبیہ پکار کر کہنے پر بھی اور پھر اور مواقع پر آواز بلند کرنے پر بھی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز پر بہ قصد عبادت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے عام ہے کہ ذبح کے وقت یا اوس سے پہلے کہ یہہ جانور فلاں کے لئے ہے تو وہ حرام ہوگیا خواہ وہ جانور اصل میں حلال تھا بکرا بکری گائے بھینسا اونٹ وغیرہ یا نہ تھا اب وہ نجاست اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے دور نہیں ہوتی جیسا کہ نجاست ظاہری۔ اگر کوئی سور یا کتے کو اللہ کا نام لیکر ذبح کرے تو کیا وہ گوشت حلال ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر نجاست روحانی تو اوس سے بھی زیادہ عند اللہ مکروہ ہے وہ تو جب ہی زائل ہوسکتی ہے کہ جب وہ شخص توبہ کرے اور پکار کر کہے کہ میں اس سے باز آیا تب اگر وہ بسم اللہ کہکر ذبح کیا جاوے تو درست ہوسکتا ہے لغیر اللہ بہ یہی مطلق ہے اللہ کے سوا کسیکے نام سے بہ نیت تقرب کوئی چیز پکاری جاوے حرام ہے۔ بنیت تقرب نہیں بلکہ تملیک وغیرہ کا اظہار مقصود ہے تو اس سے مستثنیٰ ہے مثلاً کسی بکرے کے لئے کوئی پکار کر کہدے کہ یہہ فلاں کا ہے یعنی اسکا وہ مالک ہے یا میں نے اسکو ہبہ کردیا تو اس سے وہ حرام نہیں ہوجاتا کسلیئے کہ اہلال لغیر اللہ میں تقرب ہی مقصود ہوتا ہے۔

(۳) گرچہ حلالا طیبا کی قید سے جملہ ناپاک اور گندی چیزیں جنمیں نجاست جسمانی ہو یا روحانی سب حرام ہوگئیں مگر ان میں سے ان چار چیزوں کو ان میں زیادہ تر نجاست تھی

اور عرب کے مشرکین زیادہ تر استعمال کرتے تھے مخصوص کر کے حرام ہونا بیان کر دیا اور کلمہ اِنّمَا جو حصر کا فائدہ دیتا ہے تو یہہ حصر اضافی ہے یعنی حلال و طیب چیزوں کے مقابلہ میں بالفعل بصراحت یہی چار چیزیں حرام ہیں کیونکہ غیر حلال و غیر طیب سب چیزیں حرام ہیں انھیں میں سے یہہ چار چیزیں بھی ہیں جنکا اس آیت میں ذکر ہوا اور دیگر چیزوں کا وقتاً فوقتاً خود قرآن مجید نے یا حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اظہار فرمایا جیسا کہ خمر یعنی شراب اور نطیحہ[1] و متردیہ[2] اور درندوں کا کھایا ہوا جانور اور بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ جسمیں بھوک کے مارے ہلاک ہو جانے یا سخت بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو جسکا اندازہ تین روز کا فاقہ عام حالت پر قیاس کر کے کیا گیا ہے ورنہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ سات روز میں بھی انپر ہلاکت کا اندیشہ نہیں اور بعض کسی مرض یا معدہ کی حرارت کے سبب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک دن کھانا نہ ملے تو غشی طاری ہو جائے انکے لیئے وہی حالت اضطرار ہے۔ مگر اس اجازت میں بھی قید ہے وہ یہہ کہ باغی اور حد سے بڑھنے والا نہو جسکے معنے اکثر علماء نے یہہ کیئے ہیں کہ کھانے میں سد رمق کھاوے پیٹ بھرنے کا قصد نہ کرے نہ عادی ہو کہ پھر ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ کرے امام ابو حنیفہ اور انکے اتباع کا بھی یہی قول ہے بعض کہتے ہیں کہ باغی بغاوت سے مشتق ہے کہ امام برحق سے لڑنے میں اسکو یہہ بھوک پیاس پیش آوے تو اسکے لیے اس حالت میں بھی رخصت نہیں غرض حالت معصیت میں رخصت نہیں کس لیئے کہ رخصت رحمت و عنایت ہے جسکا عاصی مستحق نہیں۔ اگر کوئی چوری کے لیئے چلا یا قتل ناحق کے لئے یا زنا کرنے کے لیئے یا اور کسی بُرے کام کے لیئے پس نہ دسکے لیئے حالت اضطرار میں جسکو مخمصہ کہتے ہیں ان ممنوع چیزوں کے کھانے کی رخصت ہے نہ سفر میں قصر نماز اور افطار کی رخصت ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے پہلے قول کے موافق عاصی کو بھی رخصت ہے کیونکہ معصیت اور چیز ہے باقی احکام میں تعمیم ہے + اسکے بعد فرمایا فان اللہ غفور رحیم کہ یہہ کوئی اچھی بات نہ تھی بات تو بُری تھی مگر اسکو خدا معاف کر دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ کھانے میں سد رمق سے زائد اس حالت اضطرار میں کھایا جانا ایک معمولی بات ہے اسلیئے غفور رحیم فرمایا ورنہ رخصت کے بعد ان اشیاء میں کوئی حرمت باقی نہیں رہتی۔

(۵) اب جیسا کہ بعض اشیاء سے بمقتضی حکمت روکا تھا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرماتا ہے کہ تم جھوٹھ موٹھ بغیر علم یہہ نہ کہدیا کرو کہ یہہ چیز حرام یہہ حلال ہے کس لیئے کہ اشیاء کی حلت و حرمت خدا ہی کے سپرد ہے۔ جاہلیت میں مشرکین اور انکے گرد حلال اشیاء کو اپنے اوپر خدا کی عبادت سمجھکر حرام کر لیتے تھے سائبہ بحیرہ وغیرہ بتوں کے نام سے چھوڑتے تھے انکو بھی حرام سمجھتے تھے بتوں کی عزت و تعظیم کے لیئے کیونکہ ایسا کرنے میں خدا پر بہتان باندہنا ہے اور خدا پر بہتان باندہنے والے فلاح نہیں پاتے انکا آخرت میں انجام بد ہے دنیا میں چند روز سے مزے ہیں اور انہیں پھر تو دردناک عذاب ہے ممکن ہو کہ متاعٌ قلیل الخ سے انکے لیئے تنبیہ ہو جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نہیں بچتے یا اسکی حلال نعمتیں کھا کر شکر نہیں کرتے اور پوری شکر گزاری یہہ ہے کہ اسپر ایمان لائے اور اس کے امر و نواہی پر ایمان لائے زبانی شکر کہہ دینا کافی نہیں +

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

اور یہودیوں پر ہمنے وہ چیزیں حرام کی تھیں جنھیں تم کو پہلے بتا چکے ہیں اور ہمنے تو انپر کچھ بھی ظلم نہ کیا تھا لیکن وہی اپنے نفسوں پر آپ ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر آپ کا رب اُن کے لیئے

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا

جو بیخبری میں بُرے کام کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدہر گئے۔ بیشک آپ کا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے بیشک ابراہیم پیشوا ہو گزرے ہیں۔ وہ خدا کے بڑے فرمانبردار

لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ

ایک طرفہ بندے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اسکی نعمتوں کے بڑے شکر گزار تھے خدا نے اُنکو برگزیدہ کیا تھا اُنکو راہ راست دکھائی تھی اور ہمنے انکو دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور وہ آخرت میں اپنے لوگوں میں ہونگے

ترکیب - علی حرمنا متعلق ہے من قبل قصصنا سے - الفسہم ظلمون کا مفعول - بجہالۃ عملوا سے متعلق - کان جملہ ان کی خبر - امۃ اما کان کی خبر اول قانتا خبر ثانی اسی طرح حنیفا بھی خبر ہے - ولم یک جملہ معطوف ہے کان پر اسی طرح شاکرا بھی خبر کان -

تفسیر یہاں سے وہ تحریم بیان کی جاتی ہے جو اگلے لوگوں پر انکی سرکشی سے واقع ہوئی تھی فرماتا ہے وعلی الذین ھادوا حرمنا یعنی یہود پر ہمنے وہ چیزیں حرام کردیں تھیں جنکا ذکر اسے پہلے ہمنے آپ سے سورہ انعام وغیرہ میں کیا ہے جیسا کہ فرمایا تھا حرمنا علیہم کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما کہ ہمنے یہودیوں پر کھروالا جانور حرام کر دیا تھا گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کردی تھی یہود پر اشیاء کے حرام ہونے کا مسئلہ تحریم اشیاء کے بعد اسلیے مذکور ہوا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہوکہ تحریم دو قسم کی ہے ایک یہہ کہ خود ان اشیاء میں کوئی مضرت ہے حکیم نے شفقت سے منع کردیا دوئم یہہ کہ ان میں کوئی بھی مضرت نہیں بلکہ انکی سرکشی کی وجہ سے انکو ان چیزوں کے استعمال سے روک دیا تاکہ اس ورزش میں انکی نفس کی تیزی ٹوٹے جیساکہ روزے میں ہوتا ہے مسلمانوں پر جو چیزیں حرام ہوئی ہیں تو قسم اول کی تحریم ہے برخلاف یہودیوں کے کہ انپر قسم دوئم کی بھی تحریم تھی یہہ مسلمانوں پر احسان ہے کہ انپر اس قسم کی تحریم جاری نہیں فرمائی اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے - فرماتا ہے یہہ یہودی کا ظلم اپنے نفسوں پر تھا سرکشی کرتے تھے اشیاء انپر حرام ہوتی جاتی تھیں اور سرکشی کے بعد توبہ کی طرف توجہ دلاتا ہے - بقولہ ثم ان ربک کہ جو لوگ بیخبری میں گناہ کرتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے توبہ کرلی اُن کے لیئے خدا غفور رحیم ہے - ایک آیت میں یہہ آگیا ہے کہ جو موت تک گرفتار گناہ رہتے ہیں اور موت طاری ہونے کے وقت توبہ کرتے ہیں انکی توبہ مقبول نہیں کما قال ولیست التوبۃ الایہ اس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ اگر دیوانگی میں بھی کسی نے برائی کی ہے اور مرنے سے پہلے اسنے توبہ قبول کرلی وہ بھی مقبول ہے جمہور اہل علم کا اسی پر اتفاق ہے مشرکین مکہ جو حضرت علیہ السلام کی نبوت میں کلام کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے یا اینہمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اسیطرح یہود بھی انکے قائل تھے اور اپنے خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے توراۃ میں جو کچھ احکام میں سختی ہوئی اور پاک چیزیں انپر حرام ہوئیں انکو سنت ابراہیمیہ سمجھتے تھے اس لیئے ان دونوں فریق کے سنانے کو ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ انکی خیالات فاسدہ کا بطلان ہو - پس فرماتا ہے ان ابراہیم الخ اول صفت انکی امۃ اسکے چند معنی ہیں وہ تن تنہا پیشوا دین ہونے کی وجہ سے بمنزلہ امت یعنی ایک جماعت کے تھے مجاہد کہتے ہیں اپنے اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابلہ میں وہی موحد تھے اس لیئے وہ بھی ایک گروہ قرار دیئے گئے یا امۃ بروزن فعلۃ بمعنی مفعول جیساکہ رحلۃ وبغیۃ یعنی مقتدا (۲) قانتا یعنی حکم کے تابعدار (۳) حنیفا بمعنی مائل الی الاسلام (۴) لم یک الخ وہ مشرک نہ تھے (۵) شاکرا کہ بڑے شکرگزار تھے (۶) اجتباہ خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا ایک عالم انکو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہداہ انکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الخ دنیا میں بھی وہ پھلے پھولے انکی نسل میں برکت دی گئی - (۹) دار آخرت میں مقام بلند پر پہنچے - اب جو ابراہیم کے رستہ پر ہے وہی ان کا وارث برکات کا مستحق -

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ

پھر ہمنے اونبی آپ کیطرف یہ وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کریں جو خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے - سبت تو انھیں پر مقرر ہوا تھا جو اسمیں اختلاف کرتے آئے ہیں -

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اور آپ کا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا کہ جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کردیگا (اے نبی لوگوں کو) اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ

وعظ سے بلائیے اور انسے بحث بھی کرو تو ایسے پیرایہ سے کرو جو بہت اچھا ہو کیونکہ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکا ہے اور وہ انکو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں اور اگر تم تنگی کرو

فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ○ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

تو اتنی کرو جتنی تمسے کی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے اور صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ ہی کے ساتھ ہے اور نہ ان پر کچھ رنج کیجئے اور نہ آپ

فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ○ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ○

انکے مکروں سے دل تنگ ہوں کس لئے کہ جو پرہیزگاری اور لوگوں سے نیکی کرتے ہیں اللہ ان کے ساتھ ہے

ع ۹ ۱۶ ۲

ترکیب۔ ان اتبع اوحینا کی تفسیر ہے بالتی ای بالمجادلۃ التی۔ عاقبتم جمہور کے نزدیک الف وتخفیف کے ساتھ ہے اور بعض نے بغیر الف کے تشدید کے ساتھ بھی پڑھا ہے عقبتم ای تتبعتم بمثل باب زائدہ ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ تقدیریہ ہے بسبب مماثل لما عوقبتم بہ ضمیر صبر یا عفو کی طرف پھرتی ہے وہ تو پر کلام دال ہے ضیق مصدر ہے ضاق کا جیسا کہ سار اسیرا یا ضیق کا مخفف جیسا کہ میت میت کا الا باللہ ای بتوفیقہ۔

تفسیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف مذکورہ میں مشرکین ویہود پر تعریض ہے کہ تمکو بھی ابراہیم کا اتباع ضرور ہے تم تو انکے برخلاف کام کرتے ہو اسکے بعد انپر ایک اور تعریض کرتا ہے کہ ثم اوحینا الیک الخ اے محمد ہمنے بعد اسکے کہ ابراہیم کا طریقہ لوگوں نے محرف کر دیا تھا (لفظ ثم اسی طرف اشارہ کرتا ہے) آپ کی طرف اے نبی حکم بھیجا کہ طریقہ ابراہیم پر قائم ہو اور اسپر چلو یعنی محمد علیہ السلام نے دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں نکالا جو تم اسکے قبول کرنے میں پھیشش و پنج کرتے ہو یہ تو اسی برگزیدہ نبی کا رستہ ہے کہ جسکے اتباع کا تمکو دعوے ہے ہاں تمنے اس طریقہ کو بگاڑ دیا مشرکین نے تو شرک کرکے کیونکہ ابراہیم ہرگز مشرک نہ تھے یہود نے دیگر رسوم باطلہ سے۔

یہود آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہہ بھی کرتے تھے کہ آپ طریقہ ابراہیمؑ کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں ابراہیم کے دین میں یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم خاص تھی وہ آپنے ترک کی اسکی جگہہ جمعہ کا دن مقرر کیا اس کے جواب میں فرماتا ہے انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ کہ سبت[1] کا دن ابراہیم علیہ السلام پر مقرر نہوا تھا بلکہ انہیں یہود پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں کہ جنہوں نے اسمیں اختلاف کیا یعنی اسکی تعظیم بجا نہ لائے بہت نے انکے بزرگوں میں سے اسکی بے حرمتی کی اسدن ہیں کاروبار و شکار کیا جسپر مبتلائے بلا ہوئے اختلفوا فیہ میں ایک قسم کی تعریض ہے کہ یہہ جو آج اسکی تعظیم کا دم بھرتے ہیں انہیں نے اس میں اختلاف بھی کیا۔ اختلفوا فیہ کے یہی معنی ہیں کہ بالاتفاق سب نے اسکی تعظیم برابر نہیں کی یا یہہ معنی کہ نصاریٰ بھی باوجودیکہ توریت کی پابندی کا دم بھرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور انکے احکام کو بھی برحق مانتے ہیں لیکن سبت کو نہیں مانتے اسکی جگہہ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ کتب علے الذین میں نصاریٰ بھی داخل ہیں اور یہود بھی پھر انمیں ہی باہم اس سبت میں اختلاف ہے یہودی اسکے قائل عیسائی نہیں بلکہ اسکی جگہہ اتوار کو قائم کرتے ہیں اور ہر ایک دلیلیں قائم کرتا ہے اسلئے فرماتا ہے ان ربک لیحکم الخ کہ خدا قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دیگا ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پچھلے ہیں مگر سب سے پہلے ہیں قیامت کے دن صرف فرق یہہ ہے کہ انکو پہلے کتاب ملی ہے اور ہمکو پیچھے پس وہ دن کہ جو خدا نے انپر فرض کیا تھا اسمیں انہوں نے اختلاف کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ دن بتلا دیا کہ وہ ہمارے پیچھے رہ گئے یہود ایک روز نصاریٰ اسکے بعد ایک روز (صحاح)

جب آنحضرت صلعم ابراہیم علیہ السلام کی مسند نبوت پر بیٹھے اور انسے بھی بڑھ گئے تو انکو حج کے لئے لوگوں میں منادی کا حکم ہوا تھا واذن فی الناس بالحج تو آپ کو تمام عالم کی دعوت کا حکم ہوا کہ سب کو راہ راست کی طرف بلائیں فقال ادع الی سبیل ربک مگر دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں اول اعلیٰ درجہ کے حکماء و کملا جنکا مقصود

[1] ہفتہ کا دن ابراہیم کے دین میں نہ تھا یہود پر مقرر ہوا تھا ۱۲ منہ

اصلی یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہی سو انکی دعوت بالحکمۃ ہوتی ہے یعنی دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ انکے دل میں عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا۔ اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ یہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا نہ ہوں بلکہ انکے فہم و استعداد کے موافق دوئم اوسط درجہ کے لوگ انکے افہام دلائل اقناعیہ ہی پر بس کر لیتے ہیں سو انکو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور یہی دلائل موعظت حسنہ ہیں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں سوئم ادنی درجہ کے لوگ جنکی روح مکدر اور عالم غیب کے نورانیت کا حصہ نہیں پائے ہوئے ہوتی ہے سو یہ لوگ دعوت کے قابل نہیں بلکہ انکے مسلمات سے انکا بند کر دینا ہی مطلوب ہوتا ہے اسلیئے انکے لیئے فرمایا وجادلہم بالتی ہی احسن اور اسی لیئے اشرار اہل کتاب کے لیئے ایک جگہہ یوں آیا ہے ولاتجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور چونکہ یہہ لوگ ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں الزام کھانے کے بعد بھی بک بک کئے جاتے ہیں اس لیئے آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ الخ یعنی آپ کچھ غم نہ کریں کہ کیوں نہیں مانا کسلیئے کہ خدا کو گمراہ اور ہدایت یافتہ معلوم ہیں سزا جزا اسی کے ہاتھ ہے جو شخص خلائق کی ہدایت پر کمر باندھکر انکو انکے مذہب آبائی اور رسوم و عادات موروثیہ سے منع کرنا چاہے تو لوگ اسکے اور اسکے اعوان و انصار کی تکلیف اور ایذا میں ہاتھ سے زبان سے کچھ اٹھا نہیں رکھتے اسلیئے آنحضرت صلعم کو اور آپ کے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ کہ اگر بدلہ ہی لینا ہو تو اسیقدر کہ جسقدر تمکو تکلیف دی گئی ہے یہہ عام قانون عدالت کے موافق حکم ہے مگر انبیاء اور انکے پیروؤں کا مرتبہ اس سے بھی بلند ہے انکو صبر و برداشت کرنا ہی بہتر ہے اسلیئے فرمایا ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین اسپر آنحضرت صلعم کی شان اس سے بھی اعلے ہے اسلیئے آپکو بہ تاکید صبر کا حکم دیا واصبر الخ اور نیز آپ کو انکی گزشتہ حرکات ناشائستہ پر رنج کرنے اور آئندہ جو وہ مکر و فریب کریں گے یا کرتے ہیں اس سے دل تنگ ہونے کی بھی ممانعت کر دی ولاتحزن الخ اور اپنی مدد کا بھروسہ دلا دیا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون جسطرح سورہ حجر کا خاتمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یاد الہی کے حکم پر کیا تھا جس سے روح میں قوت اور تکالیف کی برداشت کی طاقت پیدا ہوتی ہے اسی طرح اس سورہ کا خاتمہ جملہ مصائب کی برداشت پر کیا جو خدا پرستی میں پیش آتی ہیں اسی لیئے کہا گیا ہے الصبر مفتاح الفرج صبر کشادہ کاری کی کنجی ہے دنیا کے کام تو نے لیکر خدا پرستی اور عرفان الہی تک جسنے صبر نہیں کیا کچھ بھی نہیں پایا اور یہاں صبر پر کامیابی کا بھی وعدہ ہے کسلیئے کہ خدا کی معیت سے زیادہ اور کوئی کامیابی نہیں جسکے ساتھ خدا ہے اسکے ساتھ سب کچھ ہے

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

پاک ہے وہ کہ جسنے راتوں رات اپنے بندہ محمدؐ کو مسجد حرام سے اس انتہائی مسجد تک سیر کرائی کہ جسکے آس پاس ہمنے برکتیں دی رکھی ہے تاکہ اسکو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں کیونکہ وہ سنتا دیکھتا ہے

ترکیب سُبحٰن اسم ہے بمعنی تسبیح بمعنی التنزیہ۔ اور کبھی علم بھی ہو کر مستعمل ہوتا ہے تب اضافت سے منقطع ہوگا اور غیر منصرف ہوگا ۵ قد قلت لما جاءنی فخرہٗ سبحان من علقمۃ الفاخر۔ اور اسکا نصب فعل محذوف سے ہے جو متروک الاظہار ہے۔ اسریٰ و سریٰ ایک معنی میں ہے وقیل لا لیلاً منصوب ہے اسریٰ کا مفعول فیہ ہو کر جو کہ منصوب ہے مفعول بہ یا فیہ ہو کر بارکنا کا الذی اسریٰ سے متعلق ہے۔

تفسیر چونکہ پہلی دونوں صورتوں کے خاتمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت و تسبیح اور اسپر صبر یعنی اسکے تکالیف برداشت کرنے اور اسپر مداومت کا حکم دیا گیا تھا جسکی آپ نے بخوبی تعمیل کی اب اس سورہ کی ابتدا میں اس عبادت و صبر کا نیک نتیجہ ظاہر فرماتا ہے وہ کیا ہے؟ حضرت کو معراج ہونا جس میں صدہا اسرار غیب اور آسمانوں اور جنت و دوزخ کے حالات دکھلائے گئے یہ امر نبوت کی اعلیٰ ترقی ہے۔ جملہ مفسرین متفق ہیں کہ عبدہ سے مراد اس جگہ حضرت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسراء رات میں سیر کرانا لیجانا لیکن لیلاً کا لفظ نکرہ کر کے لانا اسلیئے ہے کہ تمام رات کی سیر نہ کوئی سمجھ لے بلکہ یہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا وہ یہ کہ مسجد الحرام سے حضرت کو مسجد اقصیٰ تک لیگئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے آس پاس کی جگہ یعنی صحن۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھ بیدار کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس براق لائے الخ اور بعض روایات میں ہے کہ اُس رات آپ اُم ہانی کے گھر میں تھے اسکی تطبیق علماء نے یوں کی ہے کہ اُم ہانی کا گھر حرم میں واقع تھا اور یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم کو روحانی طور پر بھی کئی بار معراج ہوئی ہے اُم ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو نہ یہ کہ جسکا یہاں ذکر ہے اور اسی طرح وہ جو بعض اہل علم معراج کو خواب بینی کہتے ہیں غالباً انکی مراد بھی خواب کی معراج ہوگی نہ یہ کہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونو کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصےٰ تک ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر آگے آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو بحالت مجموعی حد تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے سلف سے خلف تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اسکو اقصیٰ بمعنی بعید اسلیئے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہ اس دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد نہ تھی غرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اسکو مسجد اقصیٰ کہتے تھے اسکے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ میں مسجد اقصیٰ ہے ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اسکے سوا اسکے گرد حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات اور آثار باقیہ ہیں جو سراسر برکات ہیں اور یہ سیر کسلیئے کرائی کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اپنے نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ ان کے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبوت کے مرتبہ کی تکمیل ہو جائے جو تمام عالم کے نبی کے لیئے ضروری تھی۔ سمیع و بصیر اس مقام پر عجب لطف دے رہا ہے۔ بصیر اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لیئے آیا ہے مسافر کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بیہودہ سوالات پر تہدید کے لیئے آیا۔ آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا احادیث صحیحہ میں مفصلاً مذکور ہے۔

ابحاث

(۱) یہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ستائیسویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ کتب سے ثابت ہے۔ (۲) آنحضرت صلعم نے جب صبح کو اس معراج کی کیفیت بیان فرمائی تو اہل مکہ اور بھی تمسخر کرنے لگے چنانچہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کے لیئے گئے ہوئے تھے قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ شبا شب بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو رستہ میں ضرور دکھائی دیئے ہونگے اگر آپ سچے ہیں تو انکی پوری کیفیت بیان فرمائیے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور انہیں کیا واقعہ ہوا تھا چنانچہ آپ نے انکی سب مفصل کیفیت بیان کر دی اور جب وہ قافلے واپس آئے تو لوگوں نے انسے پوچھا کہ فلاں شب تم کہاں تھے اور کیا معاملہ تم میں گزرا تھا انہوں نے وہی بیان کیا جسکی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔

۵ مسجد اقصےٰ بیت المقدس یہ انبیاء سابقین کا قبلہ رہا ہے یہ مسجد جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہیں ملک فلسطین سیریہ و سلم شہر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے تخمیناً پانسو برس بعد تعمیر کی تھی بنی اسرائیل کی شرارت و بدکاری سے کئی بار مسمار ہو کر گری اور پھر بنی آنحضرت صلعم کے عہد میں قیصر ارادہ روم طیطس کی نگرانی میں مسجد کا ایک ڈھیر پڑا تھا مسجد اسی جگہ کا نام ہے نہ عمارت کا کیونکہ عمارت باقی رہی تھی مسجد نہیں بنی تھی اسکے آس پاس عیسائیوں نے مذہبی عمارت تعمیر کر رکھی تھی اس زمانہ میں انکو بھی بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کہتے تھے جنکے نشانات آنحضرت صلعم نے قریش کے پوچھنے پر بیان فرمائے ۱۲ ۵ آنحضرت صلعم ... ہیں

سوال احادیث میں یہہ موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیت المقدس کے مکانات کا پتہ پوچھنا شروع کیا اور آپ جب بتلاتے بتلاتے گھبرا گئے تو جبرئیل نے بیت المقدس کو آپکے سامنے لاکر حاضر کردیا۔ اوّل تو بیت المقدس جو خاص ہیکل سلیمانی سے عبارت ہے بخت نصر کے حادثہ میں گرایا گیا اور پھر جو اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو انطاکیہ کے بادشاہ انٹیوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرادیا پھر اسکے بعد جو تعمیر ہوئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تمام نہیں ہوئی تھی جسکی سرپرستی ہیرودس حاکم شام کرتا تھا جو قیاصرہ روم کا گورنر تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے تخمیناً چالیس[۴۰] برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے بیخ و بنیاد سے گرادیا اور اسپر ہل چلوادی پھر جو کسی نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو نہ کرسکا اسکی بنیادوں میں سے مدتوں تک آگ کے شعلے نکلتے رہے جو یہود پر مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے قہر الٰہی تھا آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی وہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا پھر اسکو عمرؓ نے تعمیر کیا یہہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالاتفاق مانی گئی ہے پس آپنے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اسکے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے اس عہد کے پیشتر صدہا سال سے ہی اسکو کسینے نہیں دیکھا تھا وہ اسکے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟ دوم جو کچھ ہو پھر اسکے حضرت کے روبرو مکہ میں حاضر ہونے کے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جنکو کوئی بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔

جواب مسجد اس جگہ کا نام ہے جو وہ عمارت کے گرجانے یا بدل جانے سے نہیں بدلتی گو وہ خاص ہیکل منہدم تھی مگر اسکے آس پاس عیسائیوں نے مکانات تعمیر کر رکھے تھے جنکو خود عیسائی اور عوام ہیکل اور بیت المقدس ہی کہتے تھے جنکو قریش مکہ نے جب وہ اس ملک اور شہر میں تجارت کے لیئے آتے جاتے تھے بارہا دیکھا تھا انہیں کو آنحضرت صلعم نے مطابق سوال کے بتلادیا۔ رہا اسکا مکہ میں آپ کے سامنے موجود ہوجانا جسے دیکھ دیکھ کر آنحضرت قریش کو جواب دیتے اور نشان بتلاتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اس سے یہہ مراد نہیں کہ ان مکانات کو اٹھاکر لاکر مکہ میں لے آئے تھے بلکہ آپ پر انکشاف روحانی ہوا اور تمام عمارت قلبی آنکھوں کے سامنے آگئی آپ تو سید المرسلین مؤید بالہام تھے معمولی لوگوں کے سامنے غائب چیزوں کا تصور میں پورا نقشہ کھنچ جاتا ہے وہ چیزیں اس عالم میں آنکھوں کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ پادری صاحب ایسے واہی تباہی شبہات سے جنکے پیش کرنیسے عاقل و اہل علم شرم کرتے ہیں جاہل مسلمانوں کے عقائد میں فتور ڈالا کرتے ہیں اور اسکو مشن کی عمدہ کارگزاری سمجھکر فخر کیا کرتے ہیں شرم شرم۔

(۳) جسم عنصری کا تھوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا اور اس سے بڑھکر یہہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکماء نے اسکے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق والتیام کے محال ہونے پر دلائل قائم کیئے ہیں اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں اسی لیئے آج کل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات کے بچنے کے لیئے۔ **جواب** جسم عنصری کا ایسی حرکت سریع کرنا خصوصاً جبکہ اسکی عنصریت روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جاوے کچھ بھی محال نہیں آجکل ریل اور تار برقی کی حرکت کو ملاحظہ کر لیجیئے اور اسی طرح آسمانوں کا خرق والتیام جن خیالات فاسدہ سے محال ثابت کیا تھا انکی پوری پوری حکماء اسلام نے علم کلام میں قلعی کھولدی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ وہ حکماء یونان اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتے تھے جنکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آج کل حکماء یوروپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہو تو کیا ہوا پر جو اناجیل و بائبل کو مانتے ہیں انپر ان باتوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے دیکھیئے انجیل مرقس کے سولہویں[۱۶] باب انیسویں[۱۹] ورس میں یہہ ہے یعنی مسیح خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا اور خداتعالےٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا یعنی حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چلے گئے۔ اور اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ ایلیاہ (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) اور الیسع باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے اسمیں چڑھکر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قسیس ولیم ہیٹ اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت اخنوخؑ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ اور اہل اسلام تو قاطبۃً اسپر متفق ہیں دس بیس ملحدوں کا کیا ذکر ہے اور عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو

۹ یعنی [illegible] علیہ السلام [illegible]

حضرت کو اس سے پیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیساکہ معالم میں ہے)

(۴) یہہ معراج روحانیت کا کامل غلبہ ہے عبادت و تسبیح کے سبب جس سے روح جسم پر غالب آگئی اور جسمانیت میں سرایت کرگئی اور جسم بھی بمنزلہ روح کے لطیف ہوگیا تھا اور یہہ بات اہل کمال پر مخفی نہیں۔

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ

اور ہمنے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اسکو بنی اسرائیل کے لیئے ہادی بنایا تھا (اسمیں حکم تھا) کہ میرے سوا کسیکو کارساز نہ بنانا اے نسل انکی کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کرلیا تھا بے شک وہ

عَبْدًا شَکُوْرًا ۝ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ

شکرگزار بندہ تھا - اور ہمنے کتاب میں بنی اسرائیل کے لیئے ٹھیرا دیا تھا کہ تم زمین پر دو بار فساد کروگے اور بڑی ہی سرکشی کروگے پھر جب ان میں سے

وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ

اول وعدہ آیا تو ہم نے تمپر اپنے ایسے بندے کھڑے کردیئے جو بڑے لڑنے والے تھے اور وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑے اور اللہ کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا پھر ہمنے تم کو

الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ

دشمنوں پر غلبہ دیا اور تمکو مال اور اولاد میں ترقی دی اور تمکو بڑی جماعت والا بنادیا - اگر تمنے نیکی کی تو اپنے ہی لیئے کی تھی اور اگر بدی کی تھی تو

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءُا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝

اپنے ہی لیئے کی تھی پھر جب دوسرا وعدہ آیا (تو پھر دشمنوں کو ابھار دیا) تاکہ وہ تمہارے منھ بگاڑدیں اور مسجد مقدس میں گھس پڑیں جیساکہ اس میں اول بار گھس پڑے تھے اور جس چیز پر قابو پاویں اسکا ستیاناس کر ڈالیں

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝

کچھ دور نہیں کہ تمہارا رب تمپر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور جہنم کو تو منکروں کا قید خانہ ہی بنا رکھا ہے

ترکیب الا تتخذوا اصل میں ان لا تھا - ان مفسرہ ہے اس چیز کا کہ جسکو کتاب شامل تھی امر و نہی سے - وکیلا مفعول ہے لا تتخذوا کا اور مفعول ثانی یا ذریۃ ہے والتقدیر لا تتخذوا ذریۃ من حملنا وکیلا اے ربا مفوضا الیہ - اس صورت میں من دونی حال ہوگا وکیلا سے یا من دونی خود مفعول ثانی ہے - اس صورت میں ذریۃ کا نصب منادیٰ مضاف ہونیکی وجہ سے ہے یا باضمار اعنی مرتین مصدر ہے غیر لفظ سے وعد اولٰہما اے موعود اولی المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا -

تفسیر آنحضرت صلعم کی بزرگی ذکر فرماکر (یعنی معراج کا ذکر کرکے) بتلاتا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے ہمنے موسے کو بھی کتاب یعنی تورات دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیئے ہدایت تھی اس میں بڑا تاکیدی حکم یہ تھا کہ اے نوح اور اسکے ساتھ کشتی میں سوار ہونیوالونکی نسل میرے سوا اور کسیکو کارساز حاجت روا نہ بنانا - مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے -

ذریۃ من حملنا مع نوح فرمانے میں اسطرف اشارہ ہے کہ اسوقت لوگوں کی شرارت سے انکو غرق کیا تھا اور نوح اور اسکے ساتھ والوں کو کشتی میں خداپرستی کی وجہ سے بچالیا تھا پھر اب جو تم دنیا میں پھیلے ہوئے ہو سب انھیں النعام یافتوں کی نسل ہو تمکو ذرا اپنے بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس عذاب کا بھی کہ جو اسوقت دنیا پر نازل ہوا تھا - چونکہ کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلیئے انکا وصف بھی ظاہر کردیا انہ کان عبداً شکورا کہ وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا - اب تم اسکی اولاد ہو کر کس طرح سے کفران کرتے ہو شرماؤ شرماؤ - ذریۃ من حملنا مع نوح میں اس شرارت پر سزا نازل ہونا اشارۃً ذکر فرماکر اس واقعہ کی تصریح فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل کیلیے

بطور پیشین گوئی کے ذکر ہوا تھا بقولہٖ وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیراً ۔ فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی بأس شدید فجاسوا خلال الدیار الخ۔

قضاء قطع کرنا فیصلہ کرنا استحکم کرنا۔ ادا کرنا۔ حکم کرنا۔ مگر یہاں مراد قطعی طور پر بتلا دینا ہے۔ وعد اولٰھما یعنی اولی المرتین بأس قتال ومنہ قولہ تعالیٰ وحین البأس قال اللیث الجوس والجوسان التردد۔ فجاسوا ابن عباسؓ اسکے معنی کرتے ہیں فتشوا۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں طلبوا من فیہا ابن قتیبہ کہتے ہیں عاثوا وافسدوا۔ الخلال ہوالانفراج بین الشیئین والدیار دیار بیت المقدس۔

بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توارت مراد لی ہے اور یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہ بات اول سے سنادی ہو کہ تم ملک میں دوبار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کرو گے تو تم پر ہم بڑے جنگ آور بندے مسلط کرینگے جو تمہارے گھروں میں گھس گھس کر تمہیں قتل کرینگے۔ اسکے بعد ہم پھر تمکو دولت و ثروت اولاد و حشمت دینگے مگر تم پھر فساد و شرارت کرو گے تو ہم پھر تم پر ایک قہار قوم مسلط کرینگے جو تمہارے منہ بگاڑ دیگی اور اول بار کی طرح بیت المقدس تک انکی نوبت آویگی اسکے بعد شاید خدا تم پر مہربانی کرے اور جو تم پھر بدی و شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر تمکو سزا دینگے۔ مگر اب بالفعل جو اہل کتاب کے پاس توریت کے نام سے ایک کتاب ہے اسمیں اس صراحت کے ساتھ یہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقروں سے نکلتا ہے۔ اُس اصلی توریت میں یہ مضمون ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یعنی یہ بات بنی اسرائیل کے لیے ہمنے دفتر قضا و قدر میں لکھدی تھی۔ وقال ابن عباسؓ وقتادہ یعنی قضینا علیہم فالی بمعنی علیٰ والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ۔ معالم۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب اے علمناہم واخبرناہم فیما آتیناہم من الکتاب انہم سیفسدون (معالم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کاتب الحروف کے نزدیک یہی قول قوی ہے اب ہم جو آجکل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکو اہل کتاب الہامی مانتے ہیں انہیں سے کتاب یشعیاہ (شعیا) اور یرمیاہ (ارمیاہ) اور حزقیل اور ہوسیع اور یوئیل اور عاموس اور میکیاہ اور حبقوق علیہم السلام کی کتابوں میں یہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرمایا ہے وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب الخ

اب یہ بات باقی رہ گئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت و بت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے اپر مسلط کیا تھا؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ بخت نصر بابل کا بادشاہ ہے مگر اسکی چڑہائی کا باعث جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے خون کا انتقام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کسلئے کہ بخت نصر جسکو اہل کتاب بنوکد نضر کہتے ہیں حضرت یحییٰؑ سے صدہا سال پیشتر گزرا ہے۔ اور پچھلی مرتبہ جسنے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ہے بعض کے نزدیک وہ شاہ انیٹوکس انطاکیہ کا بادشاہ ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی تھی جیسا کہ عسیٰ ربکم ان یرحمکم سے پایا جاتا ہے تو بنی اسرائیل نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ بھی بڑی بدسلوکی کی تو ان عدتم عدنا کے موافق خدا نے شہزادۂ روم طیطس کو چڑھایا جسنے بالکل ستیاناس کر دیا اسی کے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔

اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لیں گے کہ اس آیت کا مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے اور کونسا واقعہ اس سے زیادہ چسپاں ہے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

چونکہ مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں واقع ہے کہ جسکو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہیں تو ہم کو ضرور ہوا کہ اس کا مفصل حال بیان کریں تاکہ پھر شب معراج میں آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں تشریف لیجانا ذہن نشین ہو اور اسپر جو مخالفین نے شبہات کئے ہیں وہ بھی دفع ہو جاویں اور نیز پچھلی آیتوں کا مطلب بھی بخوبی واضح ہو جاوے۔

فصل اول

مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس اوس مسجد کا نام ہے کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا جسکو اہل کتاب **ہیکل** کہتے ہیں۔ یہ مسجد شہر شلیم یا جیروسلم میں واقع ہے جو ملک **فلسطین** میں ہے اور اس ملک کو یہودیہ اور ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور **کنعان** بھی کہتے ہیں اور کبھی ملک **شام** بھی۔ جغرافیہ فرانس کے صفحہ ۲۲۴ میں ہے وکنعان اسم قدیم شام است کما قال الیاقوت کنعان بالفتح ثم السکون وعین مہملۃ وآخرہ نون یقال ابن الکلبی الشام ومنازل الکنعانیین ینسبون الی الکنعان بن حام بن نوح۔ وکنعان موضع من ارض الشام کان منزل یعقوب علیہ السلام فی قریۃ یقال لہا سیلون بین سجل ونابلس وبہا الجب الذی القی فیہ یوسف علیہ السلام۔

کنعان شام کے اس حصہ کا نام ہے جس کے ایک گاؤں میں جس کا نام سیلون ہے سجل اور نابلیس کے درمیان حضرت یعقوب رہا کرتے تھے اور یہیں وہ کنواں بھی ہے جسمیں حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے ڈالدیا تھا اور شام کے ملک میں ایک گاؤں کا بھی کنعان نام ہے۔ اسی طرح فلسطین بھی اس ملک کو کہتے ہیں یعنے ملک شام کا وہ جنوبی و مغربی حصہ جو بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس میں عسقلون اور لقیرون اور یافہ اور غازہ وغیرہ شہر آباد ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ملک میں فرقہ کوش کے لوگ رہتے تھے جنکا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تھا۔ اور سیریہ کہ جس کو زمانہ قدیم میں آرام کہتے تھے ایشیا ترکی کا ایک حصہ ہے جسمیں شہر آلیپو یعنی حلب واقع ہے کبھی شام وسیع معنی میں اطلاق ہوتا ہے جس سے ملک فلسطین بھی مراد لیا جاتا ہے اب ہم اس ملک فلسطین یا کنعان کا حال بیان کرتے ہیں کہ جسمیں شہر جیروسلم یا یروسلم واقع ہے۔ اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہیں شمال میں ملک سُریا یعنی شام اور مغرب میں شمالی حصہ تک بحیرہ روم جسکے کنارہ پر طرابلس عسرہ یافہ صیدا عسقلون عکہ صور بیروت لاذقیہ قلیسارَۃ وغیرہ شہر واقع ہیں اور جنوب میں ملک عرب کے شمالی حصے۔ اور مشرق میں یردن ندی اور بحر المیت کہ جسکو بحر لوط بھی کہتے ہیں یعنی وہ شور جھیل کہ جسکا طول تخمیناً ستر میل اور عرض دس میل ہے جسکے کناروں پر حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمانی سے وہ پانچ گاؤں جو غارت ہوگئے بستے تھے۔

اس ملک کا طول شمالاً وجنوباً سُریا سے لیکر عمالیقیون کی زمین تک اسّی کوس اور عرض پورب پچھم بحیرہ روم سے لیکر موآبیوں کی زمین تک چالیس کوس اور پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہوگئے تھے۔ قدیم زمانہ میں اس ملک پر بابل اور

نینوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کر کے اس ملک یہودیہ یا شام میں آرہے تھے۔ اس عہد میں شاید یہاں نینوی کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی یا ہوگی تو کامل طور پر نہ ہوگی بلکہ توریت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوائف الملوکی تھی۔
اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلہ جنوب و مغرب کیطرف چلتے ہیں اور اس مقام کو لبنان کہتے ہیں تھوڑی دور اسیطرح چلکر مغربی سلسلہ شہر صور کے دو کوس اُتر طرف بحیرہ روم کے کنارہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی پھر دو شاخیں ہو کر دکھن کیطرف چلتی ہیں ان دونوں میں سے مشرقی سلسلہ کا نام ایک موقع پر حرمون ہے یہ پہاڑ بعض جگہہ تو ہزار بعض جگہہ گیارہ ہزار فٹ بلند ہے جسکی چوٹیوں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ دریای جلیل کے قریب مشرق کیطرف الجلعاد کہلاتا ہے پھر اور آگے یردن ندی کے قریب کوہ جلعاد کہلاتا ہے جہاں سے روغن بلسان آیا کرتا تھا پھر آگے چلکر اسکو ابریم کا پہاڑ اور مدیانیوں کی زمین کے قریب اسکو کوہ شعیر کہتے ہیں جسمیں ایک چوٹی کا نام کوہ حور ہے جہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی تھی پھر یہ بحیرہ قلزم میں جاکر تمام ہوگیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ چلا ہے جسکو جلیل کے پاس کوہ تبور اور آگے چلکر کوہ کرمل کہتے ہیں جسکے معنی امرکا باغ ہے یہاں کی سرسبزی اور انواع و اقسام کے پھول ضرب المثل ہیں اسکی چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے الیاس علیہ السلام نے بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا تھا۔ اس کے اور تبور پہاڑ کے بیچ سمندر سے لیکر دریا ئے یردن تک یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھہ کوس ہے اور سیدھا دکھن کیطرف چلکر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ اور یہودیہ کے پہاڑ کہلاتے ہیں انہیں میں کوہ جرزیم بھی ہے جسکی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں سامریوں نے دوسری ہیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ میں کوہ موریہ ہے جسپر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد قصی یا ہیکل تعمیر کی اور کوہ صیحون بھی کہ جسپر شہر یروسلم واقع ہے گویا موریاہ و صیحون اس ایک ہی پہاڑی کے نام ہیں۔ یہ شہر چار پہاڑ ونپر آباد ہے۔ موریہ صیحون۔ اکرا۔ بزیتھا۔ زمانہ قدیم میں سب کو موریہ کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہاں ایک قوم اموری بستی تھی او صیحون انکا ایک بادشاہ گزرا ہے پھر اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہوگیا۔
یہ شہر یروسلم کہ جسمیں مسجد قصی یا ہیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اڑتیس فٹ بلندی پر واقع ہے اور دریائے یردن کہ جہاں حضرت مسیح نے اصطباغ لیا تھا جسکا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی گنگا جلی کیطرح تبرکا لیجاتے ہیں یروسلم سے اٹھارہ میل دور ہے اور شہر حبرون دکھن کیطرف دس بارہ میل اور سامریہ شمال کیطرف ۳۶ میل۔ اور دمشق سے یروسلم دکھن اور پچھم کے رخ ایکسو بیس میل پر ہے اور بغداد سے ساڑھے چار سو میل مغرب کے رخ میں۔ نابلس کہ جس کے قریب حضرت یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یروسلم سے شمال کیجانب ۳۳ میل اور بندر یافہ کہ جہاں سے ہیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تھیں یروسلم سے دکھن طرف باسٹھ میل اور شہر ناصرہ کہ جہاں حضرت مسیح مصر سے آکے رہے تھے جسوجہ سے انکی امت نصاریٰ کہلاتی ہے ستر میل اور بیت اللحم کہ جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تخمیناً چار میل اور مصر وہاں سے جنوب و مغرب میں تخمیناً دو سو ساٹھ میل ہے اور کوہ طور دو سو میل اور مدینہ منورہ تخمیناً چھ سو میل اور شہر یریحو کہ جس کے پاس سے بنی اسرائیل یردن ندی کو دو حصہ کر کے اُتر آئے تھے پورب اور اُتر کی طرف تخمیناً سولہ میل ہے اور مکفیلہ کے غار جہاں کہ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے مزار ہیں بیس میل آج کل اس جگہہ کو کہ جہاں یہ مزارات مقدسہ ہیں خلیل کہتے ہیں جو ایک عمدہ شہر آباد ہے۔
یہ ملک شام یا سر یہ حضرت سلطان ترکی خلد اللہ ملکہ کے قبضہ میں ہے۔ اس ملک میں مسلمان یہودی عیسائی رہتے ہیں بیشتر مسلمان ہیں اور تقریباً کل ملک کی مادری زبان سیکڑوں برسوں سے عربی ہے۔ زوار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہیں تو سویز سے جہاز میں سوار ہو کر بحیرہ

روم کے کسی بندر پر اتر جاتے ہیں وہاں سے گھوڑا گاڑی میں سوار ہوکر ایک رات میں یروسلم پہونچ جاتے ہیں اونٹ اور گھوڑے کی سواری ملتی ہے۔ اس شہر میں حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلم سے مشرق کیجانب تھوڑے سے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہاں رات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی آپ کو گرفتار کرکے پلاطوس کے پاس لیگئے تھے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے کہ جسکو کِدرون کہتے تھے بارش کے ایام میں اسمیں زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی میں خشک ہوجاتا ہے۔ اس پہاڑ کے دامن میں مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تھا جسکو گتسمنی کہتے تھے اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی جانب بیت عینا اور بیت فاگا دو گاؤں آباد تھے

پادریوں

کی الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ رومن مرزاپور ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۵-۱۶ میں لکھا ہے کہ شہر یروسلم کا بانی ملک صدق تھا جس کا ذکر کتاب پیدائش کے ۱۴ باب ۱۸ درس میں یوں ہے کہ ملک صدق سالم کا بادشاہ تھا اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے آباد ہونے کے سو برس بعد اس کو یبوسیوں نے اپنے قبضہ میں کرلیا اور شہر پناہ کو بڑھایا اور کوہ صیحون پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یابوس نام رکھا گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتھ شامل کیا گیا یعنی یبوسلم یا فصاحت کے واسطے یروسلم جیسا کہ آج تک جاری ہے ایجاد ہوا یشوع کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت میں ہے کہ جب یشوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اسکے (یعنی یروسلم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اسوقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یبوسی دونوں ملے جلے رہتے تھے۔ پھر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یشوع نے یروسلم بنیامین کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اس کے کہ یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تھا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کرکے لے لیا تھا اسواسطے یروسلم کبھی بنیامین اور کبھی یہوداہ کا کہلایا اور جب خدا نے یروسلم کو اپنی ہیکل کے لیے چن لیا تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دار السلطنت مقرر ہوا اور کسی خاص فرقہ کا حصہ کہلایا۔ ربی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا نہ کہہ سکا اور عید کے ایام میں سب اپنے پردیسی بھائیوں کو بغیر کرایہ کے مکان میں ٹھیراتے تھے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلم میں سال میں تین بار حاضر ہوتے تھے عید فصح یعنی عید فرعون کے ظلم و قبضہ سے رہا ہونے کے یادگار میں تھی جس میں قربانی کرتے اور فطیری روٹی کھاتے تھے۔ دوسری عید خیمہ یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان میں رہنے کی یادگاری میں کیا کرتے تھے اسمیں پتوں اور شاخوں کے جھونپڑے بناکر سات روز میاں ان میں رہتے تھے سوم عید پنتکوسٹ یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی پچاسواں یہ عید یا مصر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت پانے کی یادگاری میں مقرر ہوئی تھی۔ ان عیدوں میں ہزارہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے جسطرح اہل اسلام مکہ میں حاضر ہوتے ہیں

الغرض یہ شہر اسوقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کرکے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے عہد میں انکا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور تجمل کی حالت میں تھا۔ اسکی شہر پناہ اور اسکے عمدہ برج اور پھاٹک حیرت انگیز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد و سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لئے لائے تھے۔ اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خواب میں باتیں کی تھیں اور اسی لیے اس جگہہ کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا۔ یہی جگہہ ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کے حکم و الہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی پھر یہی مسجد اور یہی شہر ہزارہا انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اور زیارت گاہ رہا اسکا قرب و جوار انبیاء کا مدفن اور مورد برکات ہے اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

اہل کتاب اب تک اسکی وادی یہوشفات میں دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسکی طرف منہ کرکے مدتوں نماز پڑھی ہے اور شب معراج میں اسجگہہ تشریف لائے ہیں۔ یہ شہر مقدس اور یہ مسجد متبرک بارہا ظالم بادشاہوں کے ہاتھوں سے برباد و منہدم ہوئی اور پھر بنائی گئی چنانچہ آگے چلکر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کی شہر اور مسجد کا کچھ ذکر سناتے ہیں۔

یروشلم جدید کی شہر پناہ کا گھیر جسکو سنہ ۱۵۳۴ء میں سلطان سلیمان بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ڈھائی میل کا ہے۔ یوسفس مورخ کے دنوں میں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گھیر تھا اور شہر تین دیواروں سے گھرا ہوا تھا جس میں سے ایک میں ساٹھ دوسرے میں چالیس تیسرے میں چھیاسٹھ برج بنائے گئے تھے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادوں پر قایم کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اطراف میں ایسی بہی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی چنانچہ نصف صیحون کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے جو پہلے اندر تھی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنکریلے پتھروں سے ٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس میں جابجا برج اور توپیں چڑھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ شہر کے سات دروازے ہیں دو شمال کیجانب ایک مغرب کیجانب اور ایک مشرق کیجانب ایک باب الحرم کہلاتا ہے اور دو دکھن کے رخ میں۔ شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں ایک وہ جسکو باب الدمشق کہتے ہیں جو شمال و مغرب کیطرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچھم جاتی ہے تیسرے غمخواروں کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تھے انکے سوا سات سڑکیں اور ہیں جو ان سے چھوٹی ہیں جنکے یہ نام ہیں کوچۂ مسلمین کوچۂ نصاریٰ کوچۂ یہود کوچۂ ارمنی کوچۂ ظاہرہ کوچۂ مغربین کوچۂ باب حوت۔

پادری چارلس ٹیل ایم اے کہتا ہے کہ آخر اگست سنہ ۱۸۶۷ء میں جو لفٹننٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا انکے بیانکے موجب شہر کی شہر پناہ طول میں پورب کی طرف دو ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور شمال کی طرف تین ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو پچاس فٹ اور دکھن کی طرف سے تین ہزار تین سو پچاس فٹ ہے۔

اس جگہہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد قصیٰ) اور مسیح کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے ان کے پاس اور بھی مقامات ہیں کہ جو اوسط درجہ کے خیال کیجاتی ہیں الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب میں اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس مقامات گنوائے ہیں (۱) بیت اللحم کا پھاٹک (۲) دمشق کا پھاٹک (۳) افرائیم کا پھاٹک (۴) مقدس استیفان کا پھاٹک (۵) سنہرا پھاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہے (۶) مسجد قصیٰ کا پھاٹک (۷) غلیظ کا پھاٹک (۸) صیحون کا پھاٹک (۹) آرمینیوں کی خانقاہ (۱۰) ہیپنیس کا قلعہ (۱۱) بنت سبع کا کنڈ (۱۲) حاجیٔ مستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیوں کی خانقاہ (۱۴) کھنڈر مکان (۱۵) قبر کا گرجا۔ قبرستان۔ کلوری (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس انتا کی مسجد (۱۸) پلاطوس کا محل (۱۹) بیت حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت ب محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانوں کا خیال ہے کہ اسپر آنحضرت قیامت میں عدالت کریں گے ج صدر عیسیٰ کے منارہ کا دروازہ (۲۱) الصخرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک و بازار (۲۴) انناس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروشلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داؤد علیہ السلام کا مزار (۲۹) عام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوام کا کنڈ۔ اس شہر میں تخمیناً تیس ہزار آدمی بستے ہیں جس میں زیادہ مسلمان ہیں پھر یہود پھر عیسائی اور ارمنی مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں اور عیسائی اپنی خانقاہوں اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے دامن میں اور اسکے آس پاس کے نشیب میں۔ اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ

یروشلم کا بیان

رہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلم کو سمجھتے ہیں۔

اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں ایک لاطینی دوسری ارمنی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور لاطینی دکھن پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ میں ہزار آدمی رہ سکتے ہیں۔ آرمینیوں کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اسمیں اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آتے۔ کبھی کبھی ان دونوں قوموں میں علاوہ زبانی بحث کے لاٹھی سونٹے کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

یروسلم کے جنوب میں سلوآم کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چوبیس فٹ ہے۔ یروسلم میں ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جسمیں انگلستانی کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے اسکے لئے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیوں کی ناراضی سے ہنوز وہ عمارت قائم نہیں ہونے پائی۔

یروسلم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جسکا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفات کہتے ہیں جس کے معنی یہوواہ (خدا) کی عدالت کے ہیں اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لیے یہود یہاں دفن ہونا سبب نجات جانتے ہیں۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک مقبرے ہیں جن میں سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہیں۔

یروسلم کے جنوب میں ایک وادی گیہنّوم یعنی جہنم کہلاتی ہے۔ یوسیا بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہاں مالک بت کی پرستش کرتے تھے یہ بت پیتل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا اور اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے گویا یہ اپنے عابدوں کو گود میں لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کرکے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈالتے اور ان کے چلّانے کی آواز دبانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے اس عہد میں ان ڈھولوں کے نام سے اسکو وادی توف (ڈھول) کہتے تھے پھر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلیظ وہاں پڑنے لگا جسکے جلانے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی اس مناسبت سے اس کو جہنم کہنے لگے۔ جسطرح فلسطی ایک بت داجون کی پرستش کرتے تھے جسکا مچھلی کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھ پاؤں تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت ممانعت کے بنی اسرائیل نے اون کی صحبت سے یہ بت پرستی اختیار کرلی تھی۔

قسطنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ وہ یروسلم میں آئی مسیح کی قبر پر سے ایک بت جو اسپر قائم کیا گیا تھا اوکھڑوا کر وہاں ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کیا جو آجتک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور جسقدر عیسائی یروسلم میں حج کو جاتے ہیں اسکی زیارت ضرور کرتے ہیں۔ اس میں گھستے ہی مجاور ایک بڑا پتھر دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تھوڑی دور آگے بڑھکر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونوں پر بنی ہے مسیح کی قبر بتاتے ہیں جسپر انہوں نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکھا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہوکر حاجی اس کمرے میں داخل ہوتے ہیں جو چٹان میں کندہ ہے یہ مقام ساڑھے چھ فٹ مربع سے زیادہ نہوگا یہاں سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی میں حضرت مسیح کی لاش کا رکھا جانا قرار دیتے ہیں اور اسکی چھت میں بڑے بڑے عمدہ جھاڑ لٹکتے ہیں جو بادشاہوں کی نذر گزرانے ہوئے ہیں اس مقام میں ایسی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کا گزر نہیں۔ اس گرجے میں یونانی لاطینی ارمنی عیسائی سب شریک ہیں۔ اور ہر سال وقت مقرر پر مسیح کے مصلوب

ہونے اور زندہ ہونے کا سوانگ بناتے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔

اہل اسلام وہاں کے کل مقدس مقاموں کو مانتے ہیں بجز اس گرجا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہے بلکہ یہ مقبرہ یہودا اسکریوطی کا ہے جو ان کی جگہہ دفن ہوا اور مسیح کے شبہہ میں سولی پر لٹکایا گیا۔

فصل دوم

اس شہر میں جو سب سے مقدس اور عمدہ اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا تھا جو مسجد الصخرہ کے نام سے نامزد ہے۔ جسوقت مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرکے اسکو لیلیا تو عیسائیوں کے بطریک یعنے امام سے مسجد کے لئے بہتر جگہہ دریافت کی گئی اسنے سلیمان کی ہیکل کی اوجاڑ جگہہ کو دکھایا اور کہا کہ یہی وہ جگہہ ہے کہ جہاں حضرت سلیمان نے ہیکل بنائی تھی۔ اسی مقام پر حضرت عمرؓ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہیں زمانہ حرب صلیب سے وہاں کوئی عیسائی جانے نہیں پاتا۔ ڈاکٹر ریچرڈسن کہتا ہے کہ میں طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کرکے تین بار اسکے اندر گیا ہوں۔ اس لیے وہ وہاں کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی میں ایک ہزار چار سو ننانوے فٹ ہے یعنی مسجد قصلی کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض میں تو سو چانوے فٹ ہے اس احاطہ میں نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہیں۔ اسی احاطہ کے درمیان ایک تخت سنگ مرمر کا تخت ہے یا چبوترہ جو چار سو چاس فٹ مربع ہوگا جسکی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چودہ فٹ ہوگی۔ اسپر چڑھنے کے واسطے چاروں طرف سے اچھی اور کشادہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں چنانچہ مغرب کے رخ تین اور شمال کے رخ دو اور پورب کے رخ ایک اور دکھن سمت دو اور ہر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے۔ اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اسکے بعض پتھر بہت پُرانے ہیں جنپر طرح بطرح کی صورتیں تراشی ہوئی ہیں جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہیں۔ اس تخت کے اردگرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں موذن اور خدام اور سامان مرمت رہتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے بیچوں بیچ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہیں اسوجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسکی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اسوقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہ یہیں پڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ سب اگلے نبی اسی پر بیٹھکر نبوت کرتے تھے یہ پتھر اوڑکر جانے کو تھا کہ جبرئیل نے ہاتھ سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روک دیا پھر حضرت نے اسکو ہمیشہ کے لئے قایم رکھا (یہ روایات اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں) یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساٹھ فٹ کا ہے اس میں چار باب ہیں باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنۃ ایک دروازہ پر سائبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ ہیکل کے پتھر ہیں سب دیواریں دُلدار بنی ہوئی ہیں ایک دیوار کے پتھر مربع دوسرے کے ہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر خوبصورتی کے لئے جابجا نیلاہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ میں کوئی کھڑکی نہیں ہے مگر اوپر کے درجہ میں ہر ایک پہل میں ساٹھ ساٹھ اونچی کھڑکیاں ہیں اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بنی ہے جنپر چاروں طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہیں یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہیں ہوئی۔ مسجد مذکور

میں صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہیں جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

لم بتلاتے ہیں پھر ایک سبز پتھر چودہ تسو
ے بعد انہیں سے ایک کیل غائب ہو جاتی
ے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا یہ بھی اسلام
لام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نونوے
ہے انتہی ملخصاً۔
قی رہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ

یک کھڑکی ہیں سے شمع لیکر نیچے اترتے
اس مسجد کی زیارت اور وہاں جاکر نماز پڑھنا
ت سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوا
ں کی طرف سے ملتا ہے۔
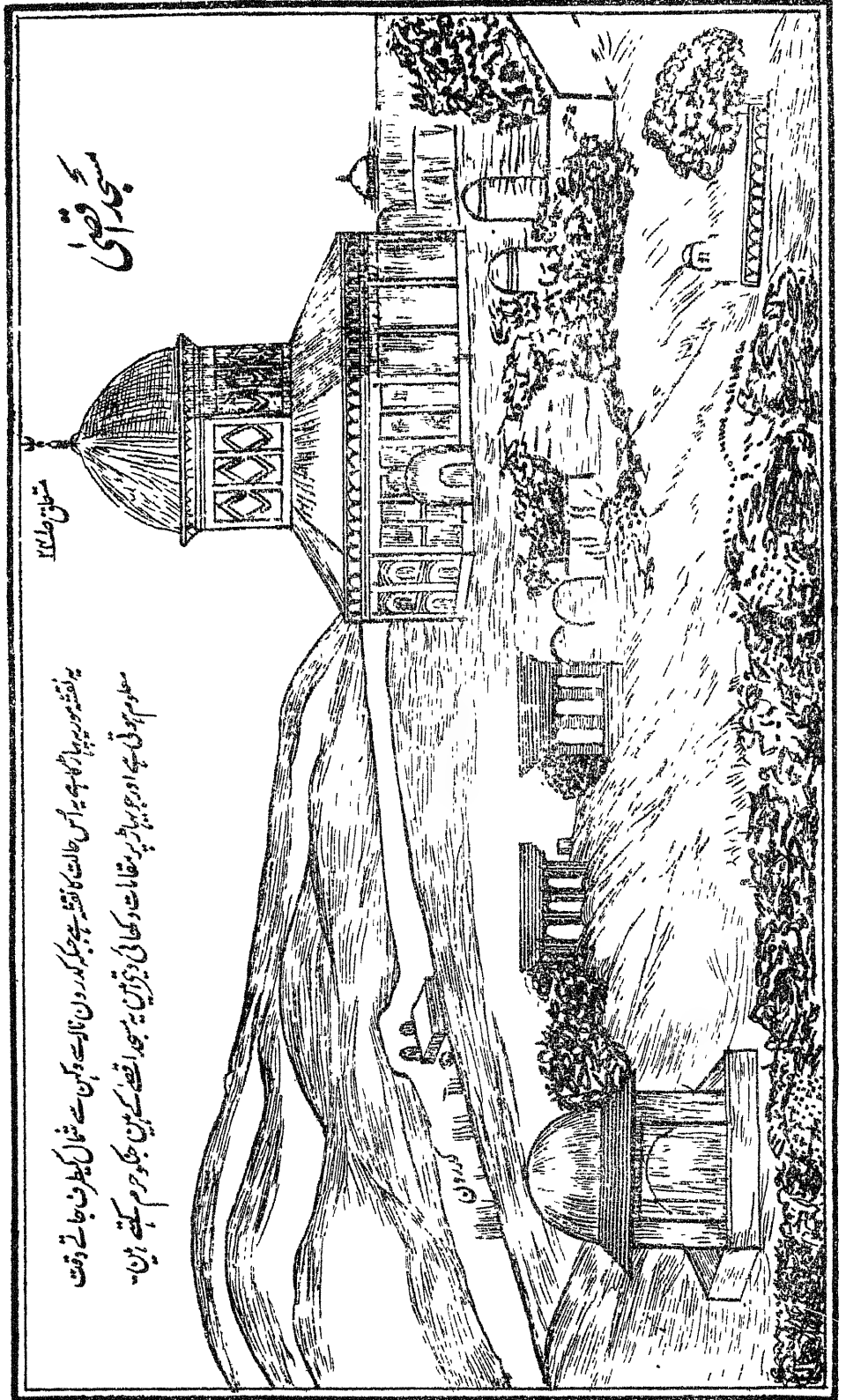
ے لئے نکلے اور وہ مہینے سوا مہینے کا رستہ
ہ کے ریگستان میں اس بیشمار بھیڑ کو لئے
ں برس کے عمر کے تھے رستہ ہی میں مرکپ
ے وارث ہوئے۔ ان میں یوشع سے لیکر
ں بادشاہ بنی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام
ہم کام یہ تھا کہ انھوں نے یبوسی لوگوں کو جبر
کا نام داؤد کا شہر رکھا اور دار السلطنت قرار دیا۔
انے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیب بتلائی
کا اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی اونچائی اتنی ہو اور اسکے اندر مقدس چیزیں رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا فلاں

میں صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہیں جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

اور ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول صلے اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں پھر ایک سبز پتھر چودہ تسو مربع ہے جسمیں اٹھارہ سوراخ کیل کے لایق بنے ہوئے ہیں۔ اسکی یہ خاصیت بتلاتے ہیں کہ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد اسمیں سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے چنانچہ اس میں سے ساڑھے چودہ غائب ہو گئے ہیں اور ساڑھے تین باقی ہیں کہتے ہیں ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا (یہ بھی اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں خیالات عامہ ہیں) یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نونوے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھروں سے بنی ہے جسپر سے تمام یروسلم دکھائی دیتا ہے انتہی ملخصاً۔

یہ عمارت حضرت عمرؓ کے عہد کی نہیں ہے بلکہ اسکے بعد بنی امیہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا پھر اور اور تعمیرات ہوتی رہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ غالباً سلطان سلیمان کی ہے۔

حال میں صحن مسجد میں سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد میں سے ایک کھڑکی میں سے شمع لیکر نیچے اترتے ہیں نیچے جاکر حضرت سلیمان علیہما السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہاں جاکر نماز پڑھنا نہایت ثواب اور قبولیت کا کام ہے اسلئے سیکڑوں زوار جاتے ہیں۔ شہر میں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لئے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جسکو وہاں تکیہ کہتے ہیں وہاں کھانا پینا شیخ تکیہ کی معرفت سلطان کی طرف سے ملتا ہے۔

فصل سوئم

ہیکل سلیمانی کی کیا صورت و ہیئت تھی

جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے لاکھوں بنی اسرائیل کو ملک شام میں وعدہ الہی کے بموجب لیجانے کے لئے نکلے اور وہ مہینے سوا مہینے کا رستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے چالیس برس کا سفر بن گیا۔ چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان میں اس بیشمار بھیڑ کو لئے ٹکراتے پھرے یہانتک کہ بجز چند آدمیوں کے موسیٰ اور ہارونؑ اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصر میں بیس برس کے عمر کے تھے رستہ ہی میں مر کھپ گئے پھر ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک فلسطین فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوئے۔ ان میں یوشع سے لیکر ساؤل یعنی طالوت تک سردار ہوتے تھے پھر انکے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قائم ہوئی ساؤل کی بعد سب سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ یہ بموجب قول یوسفس مورخ کے حضرت یشوع سے پانسو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے انکا پہلا اہم کام یہ تھا کہ انھوں نے یبوسی لوگوں کو جو کنعان کی اولاد اور شہر یروشلم میں رہتے تھے مغلوب کیا۔ داؤد نے یبوسیوں کو قلعہ سے نکالکر شہر یروشلم کو از سر نو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دار السلطنت قرار دیا۔ انہیں بیابانوں میں مارے مارے پھرنے کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیمہ عبادت بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیب بتلائی کہ اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی ایسی قنات ہو اور اسکے اندر صندوق شہادت رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا فلاں

مقام ہوا اور اسکے عود سوز اور دیگر آلات سنہری روپہلی اتنے اور ایسے ہوں اور اسکے کاہن یا امام فلاں ہوں اور ان کا ایسا لباس ہو اور خیمہ کے محافظ اور
اسکے اوٹھانے والا اسرائیل کا فلاں فرقہ اور فلاں لوگ ہوں جسکی مفصل کیفیت توریت میں موجود ہے جسکو ہمنے بخوف تطویل ترک کرنا مناسب جانا۔
چنانچہ حضرت موسی جس مقام سے کوچ کرکے جس مقام پر جاتے تھے وہ خیمہ مع سازوسامان ساتھ جاتا تھا اور ایک جگہہ سے اُکھیڑ کر دوسری جگہہ نصب کیا
جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسی سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لئے یہی کپڑے کی مسجد یا ہیکل رہی پھر جب یہ خیمہ یا مسکن بمقام سیلا
استادہ تھا تو وہیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی ماں نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سموئیل پیدا ہوے عیلی کاہن کے عہد میں۔ اسی زمانہ میں صندوق
شہادت جسکو تابوت سکینہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں فلسطیون کے ہاتھ آگیا تھا۔ پھر ساول کے عہد میں وہ خیمہ شہر نوب میں
قایم ہوا پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے اُس وعدہ کے موجب جو خدا تعالی نے موسی سے کیا تھا اوس جگہہ پر استادہ کیا کہ جو
زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لیے پسند کر رکھی تھی جس کا کتاب استثنا کے ۱۲ باب ۱۴ ورس اور دیگر مقامات میں اشارہ ہے یعنی شہر یروسلم میں
کوہ صیحون پر جس جگہہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکھا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑ دیا تھا۔ اب خدا تعالی کا منشا ہوا کہ میری عبادتگاہ
پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنوں کے قتال وجدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان مہیا کیا تھا اس لیے مرتے وقت حضرت
سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی اور وہ سب زوسامان بھی حوالہ کیا اور ہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے ہیکل بنائی۔ اور اُس خیمہ کی عبادتگاہ
کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنا دیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین میں نہایت تشریح کے ساتھ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کے لئے یوسفس
مورخ کی کتاب سے کسیقدر نقل کرتے ہیں وہو ہذا۔ تاریخ یوسفس حصہ ہشتم باب سوم۔

سلیمان نے اپنے تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد ہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسی از مصر) سے پانسو یا نوے برس بعد اور ابراہیم کے
مسوپٹومیا سے نکل کے ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم
کی پیدایش سے کہ سب کا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا ہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونے سے
دو سو چالیس برس بعد اور حیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد ہیکل کی تعمیر شروع ہوئی۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط ہیکل کی نیو کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کھدوا کے ہیکل کی بنیاد
رکھی تاکہ مدتوں قائم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ ہیکل ساٹھ ہاتھ عرض اور ساٹھ ہاتھ طول اور ساٹھ ہاتھ بلند تھی اور اسکے
اوپر ایک اور مکان بطور بالاخانہ کے بنا تھا اور اس طرح ہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوئی اور اس کا رخ پورب کی طرف تھا اور ہیکل کے سامنے
ایک برآمدہ بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا بنایا اور ہیکل کے چاروں طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنائے اور

۵۴ کتاب اول سلاطین کے ۶ باب میں ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لیے بنایا طول اوس کا ساٹھ ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ اور بلندی اسکی تیس ہاتھ
تھی + اور کتاب ۲ تواریخ کے ۳ باب ۳-۴ درس یوں ہے طول ساٹھ انگلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھ اور سامنے کے اُسارے کی لمبائی گھر کی
چوڑائی کے موافق بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ ان کتابوں کو عیسائی الہامی کہتے ہیں پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھہ نہیں کی سمجھہ میں آتی ہوگی
یوسفس کے عہد میں شاید ان کتابوں میں ایسا ہو یا یوسفس کو یہ کتابیں نہ ملی ہونگی یا وہ سمجھہ نہ سکا ہوگا ۱۲ منہ

ہر ایک کمرہ پانچ ہاتھ اور اسی قدر چوڑا تھا اور بیس ہاتھ اونچا اور یہ کمرے زیر و بالا سہ منزلہ بنائے گئے اور انکی بلندی ہیکل کی نصف بلندی تک پہونچی اور تمام ہیکل کی چھت سرو کی مصفا شہتیروں اور تختوں سے پاٹی گئی اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو مڑھ دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہو گئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہیں جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا اور بالاخانہ پر جانے کے لئے ایک زینہ دیوار کے متصل بنایا گیا اور بالاخانہ کے کمروں میں کھڑکیاں بنائیں۔

(۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ میں تقسیم کر کے اندر کے درجہ کو جو بیس ہاتھ عرض و طول میں یکساں بنایا اسکو نہانی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا اسے مقدس کمرہ قرار دیا اور اس میں سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے اور سونے کی چادروں سے اوسے منڈھ دیا اور اوسپر قسم قسم کی تصویریں بنائیں اور ان کے آگے نیلے و ارغوانی و قرمزی رنگ کے باریک کتان کے پردے بنائے اور ان کو لٹکا کر اونپر بھی عجیب و غریب نقش و نگار بنائے پھر اوس کے نہانی درجہ کے لئے دو کروبی خالص سونے کے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھ اونچی تھی اور ان میں سے ہر ایک کے بازو پانچ ہات لمبے پھیلے ہوئے تھے اور ایک کروبی کا بازو دیوار جنوبی سے ملا تھا اور دوسرے کروبی کا دوسرا بازو شمالی دیوار سے ملا تھا اور بیچ میں عہد کا صندوق رکھا اور ہیکل کے دروازے بڑے بڑے کواڑ لگائے اور اون پر سونے کی چادریں جڑوائیں اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سونے کی چادروں سے منڈھ دیا تھا اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی مانند پردے تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا۔

(۴) سلیمان نے ایک کاریگر حیرام نامی ملک سور سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیلی تھے یہ شخص ہر کام میں ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پیتل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سب کام سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دو ستون اٹھارہ ہاتھ بلند کہ جنکا محیط بارہ ہاتھ تھا اور ان کے سر پر پانچ ہاتھ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کھجور اور سوسن کے پھول بنائی تھی اور ان پر دو سو انار بنائے اور ان ستونوں میں سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام بوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلان حوض نصف کرہ کی مانند پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھ کا تھا اور اس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا کہ جسکا قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اونکی پشت پر یہ حوض تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لئے دس چوکوتے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چھ ہاتھ تھی اون کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دو ستون کے درمیان ایک بیل تھا اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک شیر ببر اور دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قد کے جانور بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن میں سے پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور بڑا حوض سامنے تھا۔ اوس میں کاہن لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھو کے (یعنی وضو کرکے) قربان گاہ میں جاتے تھے اور حوضوں میں ان جانوروں کو دھوتے تھے کہ جنکو قربانی میں گزرانتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پیتل کی بنائی سوختنی قربانی کے لئے کہ جس کا عرض بیس ہاتھ کا اور طول بھی بیس ہاتھ کا اور دس ہاتھ بلند تھی اور اسکے تصرف کے لئے دیگ اور چمچے اور دست پناہ وغیرہ یہ سب چیزیں نہایت عمدہ پیتل سے بنائیں تھیں اور اسنے دس ہزار میز دوسرے کاموں کے واسطے بنائیں کہ جنپر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں اور دس ہزار شمعدان جن میں سے ایک بڑا شمعدان رات دن ہیکل میں روشن رہتا تھا یہ جنوب میں رکھا گیا اور

٥٢ یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور راسیات الآیہ سورہ سبا۔

وہ سونے کی میز کہ جس پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ انکے درمیان رکھی اور باقی برتن اس مکان میں رکھے جو چالیس ہاتھ لمبا بیس ہاتھ چوڑا اور ہیکل کے چاروں طرف تین ہاتھ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس میں جانے نپاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہاں خاص پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔

اور اس دیوار کے باہر ایک غار چھوڑ کے زمین کو بلند کرا کے اوسپر ایک دوسری ہیکل چھوٹی بہ نسبت اس بڑی کے تعمیر کرائی اور اسکے اندر بڑے بڑے ظرف بنا کے اور چار دروازے لگائے اور اس چھوٹی ہیکل کے سامنے دور تک دورویہ مکانات کی قطار بنائی اور اس میں چاندی کا ملمع کیا۔

سلیمان کی دعا

یہ ہیکل مع سازوسامان سات برس میں بنکر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر میں سور کے بادشاہ حیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی اور خود سلیمان[ع] نے اس کام کے لئے تیس ہزار آدمی مقرر کئے تھے کہ جو کوہ لنبان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے اور یہاں بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جنکو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی باربرداری کا کام اور اسّی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ تراش ہیکل کی نیو کے واسطے بڑے بڑے پتھر تراشیں اور انکو وہیں درست کر کے شہر میں لاویں۔

جب یہ ہیکل اور اسکا سب سازوسامان تیار ہو چکا تو حضرت سلیمان نے تمام بنی اسرائیل کو دعوت دی اور بڑی دھوم دھام سے صندوق شہادت اندر رکھا جب کاہن لوگ سب چیزیں بترتیب اندر رکھکے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اسکی مقبولیت کا یقین ہوا تب سلیمان علیہ السلام نے سر سجدہ میں رکھ کے یہ مناجات کی کہ تو آسمان و زمین بر و بحر کسی مکان میں سما نہیں سکتا اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جسوقت بندے تیرے عبادت کرنے آئیں دعا مانگیں تو ان سب کی بندگی قبول کر اور ان کی دعائیں سن اور ان کی حاجات کو بر لا اگرچہ تو اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہے مگر جو تجھسے ڈرتے ہیں تو انکا زیادہ تر نگہبان اور انپر بڑا مہربان ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر قربانی بیشمار جانوروں کی گزرانی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اتر کر کھا گئی جس سے سب کو مقبول ہونے کا یقین ہوا پھر تمام لوگوں کو رخصت کیا وہ سب خوشیوں کے نعرے مارتے ہوئے اپنے اپنے شہروں اور گاؤں اور گھروں میں چلے گئے۔

آج کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا بنی اسرائیل کے لیے نہوا ہوگا آج آفتاب اقبال و دولت نصف النہار پر تھا پھر زوال شروع ہوا۔

فصل چہارم

ہیکل کی بربادی

سلیمان علیہ السلام چالیس برس سلطنت کر کے چورانوے برس کی عمر میں جان بحق ہوئے ان کے بعد انکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا یہ شخص اوباش اور بدعقل اور اوباشوں کا دوست تھا تھوڑے ہی دنوں میں اقتدار سلطنت حاصل کر کے پورا بیدین ہو گیا جسکا ثمرہ یہ ہوا کہ بارہ فرقوں میں سے صرف دو فرقے بنی اسرائیل کے اسکی حکومت میں رہگئے اور دس کا ایک شخص یربعام نامی بادشاہ ہو گیا۔

سیسق کا حملہ

اس کے چندروز بعد سیساق شاہ مصر دو سو رتھ اور ساٹھ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اگرچہ شہر کو ڈھایا نہیں مگر ہیکل کو گرایا

[ع] بعض مورخ اپنی کتاب کے حصہ ہشتم باب میں کہتا ہے کہ سلیمان کے پاس ایسے بھی منتر تھے کہ جن سے دیو دفع ہو جاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اثر اپنے مشاہدہ میں آنا بھی لکھتا ہے یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ جن اور دیو ان کے مسخر تھے اس بات کا استعجاب ان کو ہے کہ جو دیو اور جن کا صرف اپنے مشاہدہ میں نہ آنے سے انکار کرتے ہیں جس لئے تاریخی واقعات کی غلط توجیہیں کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس تقدیر پر جنوں سے کام لینا بھی کچھ بعید نہیں جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲ منہ

انکو اس مندر اور بیت المقدس سے چاندی کا اسباب بے تعداد قیمت کا تھا سب لے گیا جس کے بعد رحبعام نے پیتل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان

ں اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت
سلطنت میں ضعف آگیا تھا اور
ر اسی عرصہ میں توریت بھی اور صندوق
بیہ صرف کیا یہ بادشاہ دیندار تھا اس کے
بھی تھا۔ یوسیا کا ملک چونکہ بیچ میں
ہ) اس کے بعد اسکا بیٹا یہو آخذ یروسلم
ں میں جاکر مصر لے گیا اور یہاں جاتی
ت یروسلم پر بٹھادیا اور اس کا نام بدل کر
ہ کی مصیبت تھی مگر ابتک سلیمانی ہیکل

پنا باج گزار بنایا اور بہت کچھ مال و
لام اور اسکے تین رفیق بھی تھے۔
ں ماں کے ماتم اور دیگر علائق میں مبتلا
ہ کا حکم دیا ان لوگوں نے چاروں طرف سے
، باہر پھینکدیا۔
شہر کو فتح کرکے یکونیاہ اور اسکی ماں اور
کے برتنوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر
ہر کا والیس ہونا تھا کہ آس پاس کے
ہ اپنی سلطنت کے نویں سال یہ بدعقل
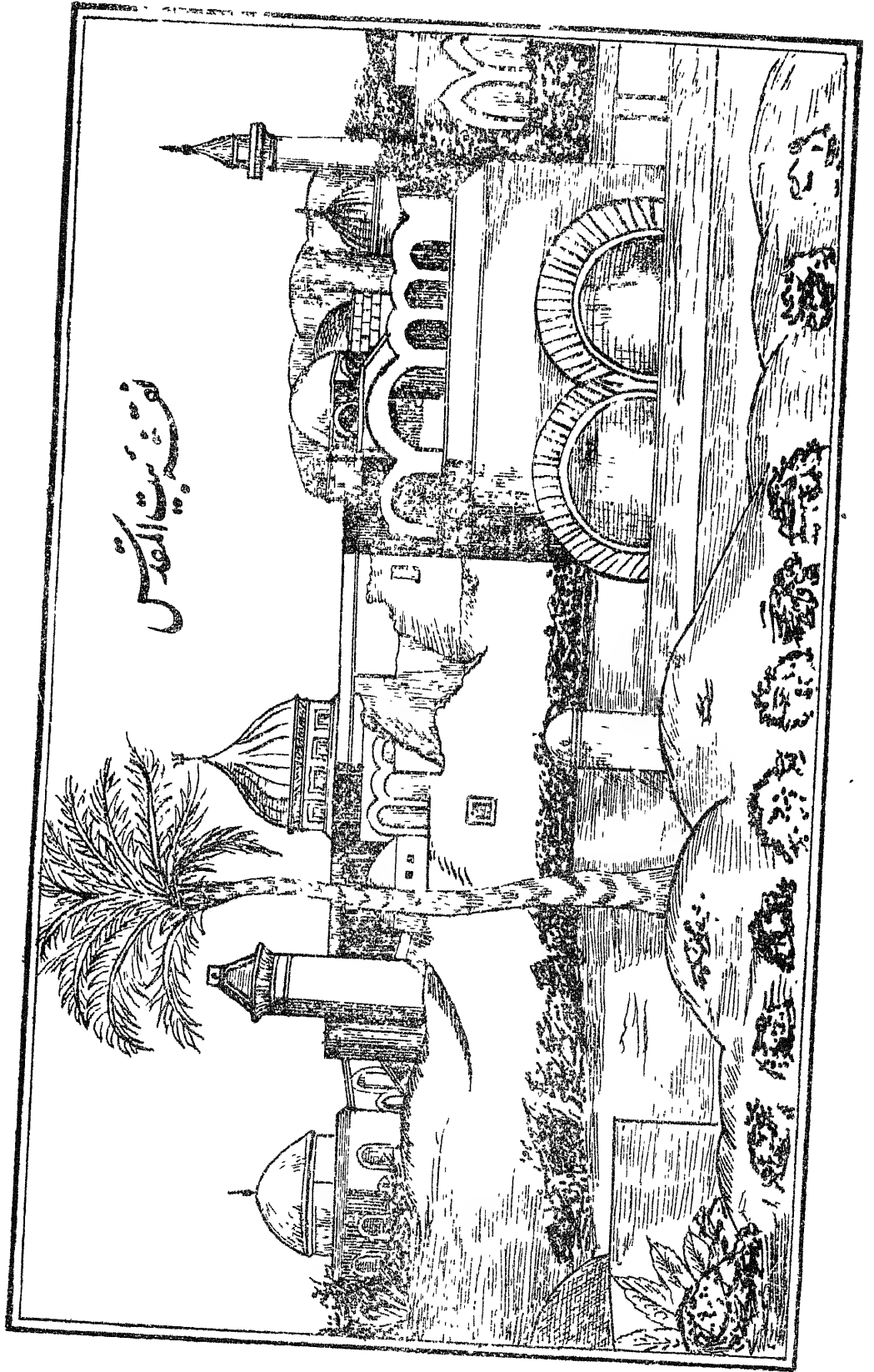
... سونے چاندی کا اسباب بے شمار قیمت کا تھا سب لے گیا جس کے بعد رحبعام نے پیتل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہیکل اور یروشلم پر آئی۔

بار دوم

رحبعام سے یوسیا کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ ہے۔ یروشلم میں متعدد بادشاہ گزرے اور ان میں اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت میں جو دو ٹکڑے ہو کر دو سلطنت قائم ہو گئیں تھیں باہم بہت کچھ جدال و قتال بھی ہوئے جس سے بنی اسرائیل کی سلطنت میں ضعف آ گیا تھا اور ان میں بت پرست بادشاہ بھی ہوئے جن کی بے التفاتی سے ہیکل خراب و خستہ اور بے مرمت پڑی رہی اور اسی عرصہ میں توریت بھی اور صندوق شہادت کے تبرکات بھی جاتے رہے مگر یوسیا نے پھر ہیکل کی مرمت کی اور اسکی مرمت میں بہت کچھ روپیہ صرف کیا یہ بادشاہ دیندار تھا اس کے عہد میں مصر کے بادشاہ فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑھائی کی اس کا ایک صوبہ شاہ بابل نیوپلیر بخت نصر کا باپ بھی تھا۔ یوسیا کا ملک چونکہ بیچ میں حائل تھا یہ شاہ مصر کا معارض ہوا آخر باہم جنگ ہوئی جس میں یوسیا زخمی ہو کر مر گیا (یہ یرمیاہ علیہ السلام کا زمانہ ہے) اس کے بعد اسکا بیٹا یہوآخز یروشلم کے تخت پر بیٹھا اسکی تخت نشینی کے تیسرے مہینے پھر وہی مصر کا بادشاہ یروشلم پر حملہ آور ہوا اور اس شہزادہ کو زنجیروں میں جکڑ کر مصر لے گیا اور وہاں جاتے ہی مر گیا۔ اور شہر یروشلم اور ہیکل پر بھی قدرے دست تطاول دراز کیا اور اسکی جگہ یوسیا کے دوسرے بیٹے ال یقیم کو تخت یروشلم پر بٹھا دیا اور اس کا نام بدل کر یہویقیم رکھا اور چار لاکھ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالیانہ باج گزاری کا مقرر کیا یہ شہر یروشلم پر دوسری دفعہ کی مصیبت تھی مگر ابتک سلیمانی ہیکل اور شہر کے شاہی مکانات اور شہر پناہ بدستور قائم تھی جنکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔

بار سوم

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ملک یہودیہ پر چڑھائی کی اور یروشلم کو فتح کر کے یہویقیم کو اپنا باج گزار بنایا اور بہت کچھ مال و دولت لوٹا اور خاندان شاہی میں سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنا کر لے گیا۔ ان اسیروں میں حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور انکے تین رفیق بھی تھے۔

اس کے تھوڑے دنوں بعد یہویقیم نے بد عہدی کر کے شاہ بابل کی اطاعت سے انحراف کیا شاہ بابل ان دنوں اپنی ماں کے ماتم اور دیگر علائق میں مبتلا تھا خود تو نہ آسکا لیکن اسنے یہودیہ کے آس پاس کے سرداروں کو جو سیریانی اور موابی اور عمونی وغیرہ تھے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں نے چاروں طرف سے ملک پر تاخت و غارت گری کر کے گیارہ برس تک یہویقیم کا ناک میں دم کر دیا آخر اسکو قتل کر کے یروشلم کے پھاٹک کے باہر پھینکدیا۔

اس کے بعد اسکا بیٹا یکونیاہ یروشلم کے تخت پر بیٹھا اسکے تیسرے مہینے خود بخت نصر ایک جرار لشکر لیکر یروشلم پر چڑھ آیا شہر کو فتح کر کے یکونیاہ اور اسکی ماں اور دیگر بیگموں اور شہر کے امیروں اور ہر قسم کے کاریگروں لوہاروں اور سنگتراشوں کو اور شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کے برتنوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر لے گیا اور یکونیاہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص صدقیاہ کو حکومت دے گیا اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لکھا لیا۔ بخت نصر کا واپس ہونا تھا کہ آس پاس کے سرداروں نے اپنی دوستی اور بخت نصر کی بغاوت پر آمادہ کرنے کے لیے ایلچی بھیجنے شروع کئے ادھر شاہ مصر نے ہمت دلائی آخر اپنی سلطنت کے نویں سال یہ بد عقل

شاہزادہ شاہ مصر کا اعلانیہ معاہدہ ہوگیا اور شاہ بابل سے کھلم کھلا انحراف ظاہر کردیا۔

باب چہارم

اس کے دو برس بعد بخت نصر بڑے بھاری لشکر کے ساتھ یروشلم کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ مصر نے بھی اپنی کمک صدقیاہ کے لیے بھیجی مگر اس خونخوار فوج کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا جو بنی اسرائیل کے اوباش اور فاسق اور مرتد بادشاہوں سے انتقام لینے کے لیے قہر الٰہی کا نمونہ تھی آخر شہر فتح کرلیا صدقیاہ روپوش ہو کر بھاگتا ہوا گرفتار ہوا اور شہر ربلہ میں قید کرکے بھیجا گیا وہاں اُسکے بیٹے قتل ہوئے اور اُسکی آنکھیں پھوڑ کر زنجیریں پہنا کر بابل میں بھیجا گیا جہاں جاکر وہ جلد مرگیا۔

بخت نصر کے سپہ سالار نے یروشلم اور ہیکل کے سب مال واسباب کو جمع کرکے باقی تمام شہر اور ہیکل میں آگ لگادی اور سب کو جلا کر خاک کردیا اور ہیکل اور شہر کو بنیادوں تک اُکھاڑ کر میدان بنادیا اور ہزارہا مرد وزن کو اسیر کرکے بابل میں پہنچا دیا اور ہیکل کے وہ برنجی ستون اور وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالیدار پیتل کے سامان اور وہ بیل اور وہ کروبی جنکو زمانہ کے منتخب کاریگروں نے کس محنت سے بنایا تھا سب بابل روانہ کیا اور بیشتر کو توڑ پھوڑ دیا توریت کو بھی جو ایک نقلی نسخہ تھا وہیں جلادیا آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہوگیا آج وہ ہیکل سلیمانی جسکا دنیا میں نظیر نہ تھا منہدم ہوگئی شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہوگئے آج یہودیہ کا ملک اور کوہ صیحون بنی اسرائیل کو کس اشک حسرت کے ساتھ رخصت کرتے اور بابل کے سفاک سپاہیوں کے ہاتھ میں انکی زنجیریں دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے بقول اکثر مورخین پانسو چھیاسی برس پیشتر گزرا ہے یعنے تخمیناً چارسو پندرہ برس بعد تعمیر ہونے کے ہیکل برباد ہوئی ہے۔ ؎۱

حضرت یرمیاہ علیہ السلام چونکہ صدقیاہ بدبخت کو اس پیش آنیوالی مصیبت سے مطلع کرکے اسکی بدکاری اور بت پرستی سے نصیحت فرماتے تھے اسلیے ان کو صدقیاہ نے قید کردیا تھا اسی طرح اس سے پیشتر بھی یروشلم کے بدبخت بادشاہوں نے انبیاء علیہم السلام کو قتل وقید کیا تھا۔

شاہ بابل کے ملازموں نے حضرت یرمیاہ کو قید سے رہائی دیکر ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور آزادی دی کہ جہاں چاہو رہا کرو اب شہر بلکہ ملک اُجاڑ پڑا ہے اور جو چند کنگال یہودی گرد و نواح میں باقی تھے جنکو کاشت وخدمت کے لئے رکھا تھا ان پر جدلیاہ بن اخی عام کو حاکم مقرر کرکے مصفاہ میں رہنے کا حکم دیا۔

غالباً وہ شخص کہ جسکا قصہ قرآن مجید میں ہے قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا الایہ یہی حضرت یرمیاہ ہیں جو ہیکل اور یروشلم کی بربادی دیکھکر دل میں کڑھتے اور روتے تھے انہوں ہی نے حسرت سے یہ کہا تھا کہ یہ شہر اب کیونکر آباد ہوگا خدا نے کرشمۂ قدرت دکھانے کے لئے انکی روح قبض کرلی اور ان کی سواری کا گدھا بھی مرگیا اس پر سو برس کا عرصہ گزر گیا لیکن اس عرصہ میں بنی اسرائیل بابل سے رہا ہوکر پھر یہاں آئے اور دوبارہ ہیکل اور شہر تعمیر ہوگیا اسکے بعد خدا نے یرمیاہ کو بھی زندہ کردیا اور ان سے پوچھا کہ کتنی دیر تک تم مرے پڑے رہے انہوں نے کہا ایک دن یا کچھ کم پھر خدا نے ان کے روبرو ان کے گدھے کو بھی زندہ کردیا اور فرمایا کہ تم پورے سو برس تک مرے رہے اور انہیں کے سامنے انکی سواری کے گدھے کو بھی زندہ کیا اور فرمایا ہماری قدرت دیکھو کہ ہمنے اُجڑے شہر کو کیسا آباد کردیا۔

؎۱ وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ہ فاذا جاء وعد اولٰہما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الایہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مطلع کردیا تھا کہ تم دوبار سرکشی نہایت درجہ کی کروگے پس جب اول سرکشی ہوگی تو ہم تم پر ایک زور آور قوم مسلط کریں گے اسمیں بخت نصر کیطرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا اصل نمونہ تمہارا تھا پس ان پر بخت نصر مسلط ہوا جسنے انکو برباد کردیا اسکو بعد پھر بنی اسرائیل اپنے ملک میں آباد ہوگئے ہیکل اور شہر آباد ہوا تو پھر دوبارہ سرکشی اور کفر و بت پرستی کرنے لگے اسلیے دوبارہ ان پر عذاب نازل ہوئی جسمیں ٹیٹوکس طیطیس شاہ روم کی چڑھائی کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

بعض لوگ اسکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یرمیاہ سو گئے تھے اور خواب میں ان کو خدا تعالیٰ نے یہ کیفیت دکھلائی تھی۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی مورخ بھی اس قصہ کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تھے وہیں مرے۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل میں ستر برس تک یہودی رہے اس عرصہ میں اپنے دینی دستورات بلکہ اکثر اپنی اصلی زبان سے بھی ناآشنا ہو گئے تھے جب شاہان بابل کا ایران کی بادشاہ خسرو کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے تخمیناً پانسو برس بیشتر خسرو شاہ ایران کے حکم سے بیالیس ہزار یہودی جنمیں یشوع سردار کاہن اور زروبابل بھی تھے پھر اپنے ملک یہودیہ کو روانہ ہوئے اور ان کو شہر اور ہیکل کی تعمیر کی اجازت بھی ملی اور ہیکل کا بچا کچا اسباب بھی ملا مگر باقی یہودی بابل ہی میں رہے اور حضرت حزقیل اور دانیال علیہ السلام یہیں فوت ہو گئے تھے بنی اسرائیل نے اگرچہ تعمیر شروع کی مگر لوگوں کی غمازی سے کمبی سیس نے روک دیا نو برس تعمیر رکی رہی پھر شاہ دارا کے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس میں ہیکل اوسی جگہہ اور اسی نمونہ پر تعمیر ہوئی فرقہ سامری نے بھی شریک ہونا چاہا مگر یہودیوں نے ان کی شرکت سے انکار کیا سامری بھی یہودی تھے انکو آسور کا بادشاہ شالمنذر مسیح سے سات سو اکیس برس بیشتر اسیر کر کے لیگیا تھا اور وہاں انکی نسل غیر قوموں سے مخلوط ہو گئی اور عرصہ کے بعد پھر یہ دوغلی قوم اپنے ملک سامریہ میں آبسی یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے اُس دوسری سلطنت کے لوگ ہیں جنہوں نے ربعام کی ماتحتی میں ایک دوسری سلطنت قائم کی تھی تب سامریوں نے ایک کو لاوی کے فرقہ میں سے اپنا کاہن یعنی امام بنا کر ان کے مقابلے میں اپنے لیے کوہ جرزین پر ایک اور ہیکل بنائی ہے اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم ۔ توریت میں جو عیبال پہاڑ پر معبد بنانے کا اشارہ ہے (استثنا ۲۷ باب ۴ ورس) انہوں نے اس لفظ عیبال کو بدل کر جرزین بنایا اور یروشلم کے منکر ہو گئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگا اور یہ جھگڑا انمیں مدتوں تک باقی رہا چنانچہ ایک بار اسکندریہ کی یہودیوں اور سامریوں میں یہ مباحثہ پیش ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک سو پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریوں نے شکست کھائی۔

سامری توریت کے پانچوں حصوں کو تو مانتے ہیں باقی عہد عتیق اور عہد جدید سے اور کسی کتاب کو الہامی نہیں جانتے یہ لوگ اب بھی شام میں موجود ہیں

الغرض ہیکل دوبارہ پھر اوسی طور سے تعمیر ہوئی۔ زروبابل بن سلتائیل اور یوشع بن صدق اسکے مہتمم تھے اور حجی اور ذکریا بن عیدو علیہما السلام آپکے مذہبی دستور کے موافق ہدایت کرتے جاتے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی پتھر کی مدد ملتی تھی اور ان اضلاع کے صوبے نہایت سرگرمی سے فرمان شاہی کے بموجب مدد دیتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام بھی مع بہت سے ساز و سامان اور ایک جماعت کے آکر شریک ہوئے اور حضرت عزیر نے اپنی یاد پر ان دونوں نبیوں کی مدد سے یہود کے لیے ایک کتاب بھی مرتب کی جسکو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت کہتے تھے اور نیز ان کے دین اور رسوم عبادت کا بھی انتظام کیا۔ دارا کے عہد میں سات برس کے اندر ہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنے کو جمع ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد و ستائش گانے لگے تو نو عمر ہیکل کی خوشی میں نعرہ مارتے اور بڈھے لوگ قدیم ہیکل کو یاد کر کے زار زار روتے تھے۔

دارا کے بعد اُسکا بیٹا خشستاہ تخت نشین ہوا یہ بھی بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تھا اسکے مقرب حضرت نحمیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن دارالسلطنت

ایران میں رہتے تھے انمیں سے چند بنی اسرائیل نے بیان کیا کہ شہر پناہ نہونے کی وجہ سے اطراف کے لوگ ہم کو لوٹتے ہیں حضرت نحمیاہ نے بادشاہ سے اجازت اور پروانہ لیا اور خود بھی آئے اور شہر پناہ بھی بنائی (یوسیفس کا بیان ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دارا وہ نہیں کہ جسکو سکندر رومی نے مغلوب کیا کیونکہ اس دارا کا کوئی بیٹا نہ تھا) اسکے بعد سے یروسلم اور اسکے باشندے شاہان ایران کے مطیع ہوگئے انکی مستقل حکومت نہ تھی سکندر رومی کے عہد تک۔ سکندر فلپ نے یونان سے خروج کرکے مشرقی ملکوں پر حملہ کرنا شروع کیا اور آخر دارا شاہ فارس کو شکست دیکر ملک فارس اپنے قبضہ میں کرلیا اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا (یہ واقعہ حضرت مسیح سے تین سو تینتیس برس پہلے گزرا ہے) پھر شہر بابل میں آکر عین شباب میں مرگیا۔

اس کے عہد میں یروسلم کے کاہنوں نے اسکی حکومت قبول کرلی تھی اسلیئے ہیکل اور یروسلم جدید پر کوئی نئی مصیبت نہیں آئی اور نیز یہود ابتک اپنے افعال قبیحہ پر نادم اور تائب بھی تھے کہ جسکی وجہ سے تازہ مصیبت میں گرفتار نہوئے مگر اسکے بعد پھر بدکاری اور گناہ کیطرف قدم بڑھانے لگے۔ بموجب ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلہا۔ انکی بنیاد پھر متزلزل ہو سکندر کے بعد اوسکا تمام ملک اوسکے سرداروں پر تقسیم ہوگیا انٹی گونس نے ایشیا کو سلوکس نے ملک بابل کو اور لیسی ماخس نے پلس پانٹ کو اور کس ڈر نے مسڈونیہ کو اور ٹولمی ابن لاگس نے ملک مصر پر قبضہ کیا (یوسیفس) اس ٹولمی نے ملک یہودیا و یروسلم پر بھی قبضہ کرلیا تھا اور یہودیوں کو اپنا رعیت بنایا اور ان کو دیندار سمجھکر بہت کو عمدہ عمدہ عہدے بھی دئیے اسلیئے بہت سے یہود اسکی قدردانی سے ملک مصر میں چلے گئے اور ہزاروں اسکندریہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ پھر مصری بادشاہ کو یہودی کتابوں کے جمع کرنے اور عبرانی سے یونانی زبان میں ترجمہ کرانے کا شوق ہوا تو ایلی العزر یہودیوں کے سردار کاہن کے نام ایک خط لکھا اور چند افسر بہت سا ہدیہ دیکر بھیجے کہ آپ ہر فرقہ سے چند منتخب علما میرے پاس بھیجدیجے تاکہ وہ مجھے ترجمہ میں مدد دیں کاہن نے بڑے شکریہ کے ساتھ جواب لکھا اور بہتر یہودی عالم کتابیں دیکر ترجمہ کرنے کو بھیجے جنہوں نے شریعت کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا اس ترجمہ کو سپٹواجنٹ کہتے ہیں جسکے معنی بہتر کے ہیں۔ اسکے عہد میں یہودیوں نے بڑی عزت پائی تھی۔

اسیطرح ایشیا کے بادشاہوں نے بھی یہود کی نہایت عزت وحرمت کی تھی چنانچہ سلوکس نے ایشیا اور شام سریا میں قلعے بناکے یہودیوں کو ان کا سردار بنایا تھا اور اپنی دارالسلطنت انطاکیہ میں بھی ان کو بہت کچھ دخل دیا تھا۔

واضح ہو

کہ سکندر کے بعد جب ملک کے ٹکڑے ہوگئے تو ایک شخص انٹیوکس نے حضرت مسیح سے تین سو برس پیشتر یعنی سکندر کی وفات کے تینتیس برس بعد شہر انطاکیہ (انطاکیہ) آباد کرکے اسکو اپنا دارالسلطنت ٹھہرایا۔ یہ یونانی سلطنت کہلاتی تھی اور اس خاندان کے بادشاہ انٹیوکس کہلاتے تھے۔ انکی اور مصر کے بادشاہوں اٹالمی خاندان کی ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ یہودی بیچارے ان دونوں پتھروں میں پسا کرتے تھے۔ آخر انٹیوکس چہارم کا تسلط یروسلم پر ہوگیا جسنے کہانت کا عہدہ تیرہ لاکھ میں یسون یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا پھر اس سے واپس لیکر اسکے بھائی منلاؤس کے ہاتھ چوبیس لاکھ چھیتر ہزار میں فروخت کرڈالا۔ انٹیوکس کی خبر وفات سنکر یسون اپنے بھائی پر حملہ آور ہوا اور اسکو قتل کردیا چونکہ یہ بادشاہ ہنوز زندہ تھا طیش میں آکر حضرت مسیح سے ایکسو ستر برس پہلے

یروسلم پر پانچواں حادثہ

یروسلم پر چڑھ آیا چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو قید کرکے لیگیا اور ہیکل کا اسباب جو چار کروڑ اونسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کی لیت کا تھا لوٹ کرلیگیا اور ہیکل کی

مسیح سے ۱۴۰ برس آگے انٹیوکس نے ملک یہودیہ کو ٹولمی شاہ مصر کے ہاتھ سے چھوڑا لیا تھا مگر مسیح سے ۳۰۲ برس آگے پھر ٹولمی نے ملک یہودیہ کو لیلیا اور ۲۰۵ برس پیشتر تک مصریوں ہی کے قبضہ میں رہا یہ زمانہ یہود کے لئے بڑے امن کا تھا اسی عہد میں یہود نے پہلی کتابوں کو اور دیگر روایات کو جمع کیا یہ توریت وصحف انبیا اسی عہد کی تالیف ہیں۔ اسی عہد میں سپٹواجنٹ ترجمہ بھی ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

نہایت بے عزتی کی اور ایک ظالم کو یروسلم کا حاکم مقرر کر گیا۔

پھر مسیح سے ۱۷۵ برس پیشتر شاہ انطاکیہ نے مصر پر حملہ کیا لیکن یہود اس حملہ میں شاہ مصر کیطرفدار ہوگئے اور شاہ انطاکیہ شکست کھا کر واپس آیا تب اسنے اپنے سپہ سالار کو حکم کیا کہ یروسلم کو برباد کرے چنانچہ اسنے آکر قتل عام کیا اور شہر میں آگ دیدی اور شہر پناہ اور دیگر عمدہ مکانات کو گرا دیا (مگر ہیکل بچ رہی) پھر انیتوکس کو انطاکیہ پہونچکر یہ خبط پیدا ہوا کہ سب لوگوں کو یونانیوں کے مذہب بت پرستی پر چلاوے چنانچہ اسنے اپنے نائب اسینیوس کو یہودیوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ جو مذہب بُت پرستی نہ مانے تو اسکو قتل کر ڈالنا حاکم نے یروسلم پہنچکر چند بیدین یہودیوں کو اپنا شریک کر کے لوگوں کو بُت پرستی پر مجبور کیا اور تمام کتب یہود کو تلاش کر کر کے جلا دیا اور ہیکل میں جوپٹر کی مورت قائم کی اور جسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی اُسکو قتل کیا۔

اسمونی خاندان

کا ایک بُوڈھا کاہن مت تاتھیس اپنے پانچ بیٹوں یُوحنا شمعون یہوداہ ایلعاذر یونتان کو لیکر اپنا دین بچانے کے لیے یروسلم سے بھاگ کر اپنے وطن اور شہر مودن میں آرہا یہاں بھی اسکے تعاقب میں اینتوکس کے لوگ آئے اسنے اپنے پانچوں بیٹوں اور بہت سے دیندار یہودیوں کو جمع کر کے جہاد کیا جس میں شاہی لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے پھر اسنے بتوں کو توڑا اور بُت پرستوں کو قتل کیا مسیح سے ایکسو سرسٹھ[۱۶۷] برس پیشتر۔

اسکے بعد اسکا بیٹا یہوداہ جسکا لقب مقابیس ہے اسکے قائم مقام ہوا یہ وہی مقابیس ہے جسکی دو کتابیں مقابیس اول و مقابیس دوم عبرانی زبان میں ہیں اور یونانی اور سریانی و رومن کیتھولک عیسائی ابتک انکو آسمانی کتابوں کے مجموعہ میں شمار کرتے ہیں۔ مقابیس نے یروسلم کو لیا اور کھنڈر شہر کی مرمت کی اور ہیکل کو بتوں سے پاک و صاف کیا اینتوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تھوڑے دنوں کے بعد بیمار ہو کر مر گیا پھر مسیح سے ایکسو اکسٹھ[۱۶۱] برس پیشتر مقابیس ایک لڑائی میں شہید ہوگئے[۱]

اس کے بعد اُنکا بھائی یونتان قائم کیا گیا اسنے بھی اپنے بھائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن وہ بھی سیریا کے بادشاہ کی ہاتھ سے شہر پطولیمس میں مارا گیا اسکے بعد اسکا بھائی شمعون مسیح سے ایک سو چالیس برس پہلے اسکا قائم مقام ہوا اور اسنے بھی یہودیوں کو غیر قوموں کی حکومت سے آزاد کرانے میں بڑی کوشش کی لیکن یہ بھی اپنے داماد کے ہاتھ سے یریحو شہر کے قلعہ میں جبکہ وہ کسی مہم سے واپس آرہا تھا دغا سے مارا گیا۔

اسکے بعد شمعون کا بیٹا یُوحنا حاکم اور سردار کاہن ہوا۔ اسنے چند یہودیہ کے صوبوں پر اپنا قبضہ کر لیا اور سامریوں کی ہیکل کو بھی غارت کر دیا اور بہت سے یہودیوں کو انطاکی مذہب سے پھیر لیا اور رومیوں سے بھی از سرنو پھر عہد و پیمان مستحکم کیا اسکے فوت ہونے کے بعد اسکا بیٹا ارسطوبولس اسکی گدی پر بیٹھا[۲]۔

اسنے اگلے زمانہ کی طرح پھر یہودیہ میں بادشاہت قائم کی اسیری بابل کے بعد یہ اول شخص ہے کہ جو یہود کا بادشاہ کہلایا۔ اسنے یہودیوں کا ایک بڑا دفینہ برآمد کیا تھا اسکے بعد اسکا بیٹا سکندر جن نیوس تخت نشین ہوا ستائیس برس حکومت کر کے مسیح سے اناسی برس پیشتر انتقال کر گیا ان دونوں میں دو یہودی بھائیوں میں عہدہ کہانت کی بابت جھگڑا پیدا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی پومپی شاہ روم کے پاس بھیجی جو آس پاس کے ملکوں کو فتح کر چکا تھا۔

[۱] انہیں دنوں میں رومی سلطنت نے جسکا پایہ تخت شہر رُوم ملک اٹلی میں تھا بڑا زور پکڑا تھا یہ سلطنت کمزوروں کی اعانت کیا کرتی تھی یہ سمجھکر مقابیس نے وہاں اپنے ایلچی بھیجے اور انطاکیہ کے بادشاہوں سے محفوظ رہنے کے لئے اس نئی سلطنت سے اتحاد پیدا کیا سلطنت رومی نے ڈیمٹریوس گورنر انیتوکس کو دھمکایا تو ڈیمٹریوس کی فوج نے یروسلم کو آگھیرا لیکن روم سے کچھ بھی مدد نہ آئی اور مقابیس کے ساتھی بھاگ گئے مقابیس خود بڑے استقلال کے ساتھ لڑ کر شہید ہوگئے ۱۲ منہ

[۲] مسیح سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲ منہ

یہ بادشاہ یروشلم پر چڑھ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروشلم کو فتح کرلیا اس لڑائی میں بارہ ہزار یہودی مارے گئے۔ اور اپنی طرف سے ایک سردار کاہن مقرر کیا اسوقت سے ملک یہودیہ روم کے بادشاہوں کی حکومت میں آگیا جن دنوں میں کہ رومی سرداران ملکوں کی فتوحات میں مصروف تھے ایک شخص اودی انٹی پیٹر نے رومیوں کو بڑی مدد دی تھی جسکے صلہ میں جولیس قیصر روم نے اسکے بیٹے انٹی پیٹر کو ملک یہودیہ اور اُسکے پاس کے ملکوں کا حاکم مقرر کردیا جسکے تحت میں یہود کا کاہن یعنی امام یروشلم کا حاکم بھی تھا۔

مسیح سے چالیس برس پیشتر انٹی پیٹر مذکور مر گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا ہیرودیس ہوا اور جلیل کا حاکم مقرر ہوا لیکن ان دنوں میں یہود کا کاہن اور حاکم انٹی گونس یہودی تھا اسنے ہیرودیس مذکور کی یہانتک مخالفت کی کہ اسکو شہر روم میں بھاگ جانے کے سوا چارہ نہ ہوا شاہ روم نے اسکی خاندانی خدمات کے لحاظ سے پھر اسکو یہودیوں کا حاکم بنا کر بھیجا اسپر بھی اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑنا پڑا آخیر یروشلم کا محاصرہ کرکے اسکو فتح کرلیا اور مریمن یہودن سے شادی کرکے یہود کا بادشاہ ہوگیا اسکی حکومت سینتیس ۳۵ برس تک رہی۔ اسکے اخیر عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (صحیح یہ ہے کہ اسکے بعد)

ف ہیکل کی بنا دوبارہ

اسنے یہود کو خوش کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرانا شروع کیا اسطرح پر کہ جب شمعون بیٹے ٹکڑے کو توڑ کر بنا چکتے تھے تب دوسرے ٹکڑے کو توڑتے تھے اسطرح پر تمام عمارت نئی سر سے بہت خوبصورت اور خوشنما بنکر مسیح سے آٹھ برس آگے عبادت کے لیے تیار ہوگئی مگر اسکی تکمیل چھیالیس برس تک ہوتی رہی مسیح کی تیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسمیں کام کرتے رہے۔ اور جبکہ موریہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لئے کافی نہ ہوئی تو پہاڑی کے چاروں طرف بڑا سنگین پشتہ باندھا گیا۔ یہ بہت بلند تھا خصوصًا دکن کی طرف چھ سو فٹ کی بلندی تھی۔ احاطہ کے باہر والی دیوار اسی پشتہ پر بنی تھی جسکی بلندی ۲۵ فٹ تھی اور ادھے میل کا گھیر تھا۔ اسکے اندر چاروں طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما برآمدے بنے تھے۔ ان برآمدوں میں لوگ ٹہلتے اور انہیں میں صراف اور کبوتر فروش بیٹھتے تھے جو ہیکل کی نذر و نیاز والی چیزیں فروخت کرتے تھے اور اسی جگہ ایک مکان تھا کہ جہاں بیٹھکر یہودی معلم جو ربی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی جگہ ربیوں کو مسیح نے لاجواب کیا تھا (لوقا ۲ باب ۴۶) پہلے عیسائی بھی یہاں جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۲ باب ۴۶)

اس احاطہ کی دیواریں نو پھاٹک تھے اور انمیں داخل ہونے کو لیے بڑے بڑے زینہ پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب پھاٹک بڑے خوشنما تھے خصوصًا پورب کیطرف کا پھاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تھا یہ پھاٹک عمدہ پیتل کا تھا اسکی بلندی سینتیس ہاتھ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے۔ باہر والا احاطہ عام لوگوں کے لیے تھا اسکے اندر ایک اور احاطہ تھا کہ جہاں صرف یہودی عورتیں جا سکتی تھیں وہ بھی اسوقت جبکہ قربانیاں لاتی تھیں اسکے آگے اسرائیلیوں کا احاطہ تھا اور اسکے آگے لاویوں کا جہاں قربانگاہ۔ اور پیتل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکھا تھا۔ خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تھی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑھ سو فٹ بلند اور اتنا ہی چوڑا تھا ہیکل کے اندر دو دالان یا کمرے تھے ایک جو قدوس کہلاتا تھا ساٹھ فٹ لمبا اور اتنا ہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تھا اسمیں نذر کی روٹیاں رکھنے کی میز اور بخور جلانے کی قربانگاہ اور سونے کے شمعدان رکھے ہوئے تھے اس سے آگے دوسرا کمرہ قدس الاقدس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اور اتنا ہی لمبا اور اتنا ہی اونچا کمرہ تھا پہلی ہیکل کے وقت اسی کمرہ میں عہد کا صندوق رہتا تھا کہ جسمیں شریعت کی دو لوحیں اور من کا مرتبان اور ہارون کا عصا تھا اسمیں بجز سردار کاہن کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا وہ بھی سال میں ایک بار ان دونوں کمروں کے درمیان کتان کا ایک باریک پردہ بڑا قیمتی پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چاروں طرف سہ منزلہ بہت سے کمرے کاہنوں کے رہنے کے لیے بنے تھے اور احاطہ میں بہت سی اسی قسم کی عمارات تھیں۔ یہ سب عمارات سنگ مرمر سے بنائی گئیں تھیں (تفسیر پادری اسکاٹ)

جو ہیکل کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عہد میں تھی وہ یہی تھی اسی کے کسی کمرہ میں حضرت مریم نے ذکریا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی۔ اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور انکے عبادت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

یہ ہیرودیس شہر یریحو میں مر گیا اسکے ظلم و ستم سے بنی اسرائیل سخت ناراض تھے۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ہیرودیس ثانی اپنے باپ کا جانشین ہوا اسی کے خوف سے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ مصر کیطرف بھاگ گئے تھے اور اسی کے عہد میں اسی کے حکم سے حضرت یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک اسکی جورو اور بیٹی کے کہنے سے کاٹ کر ایک طشت میں اس کے سامنے لایا گیا تھا۔

ہیرودیس اول کے تین بیٹے تھے اس لیے اسکے بعد اسکے ملک کے بھی تین حصے ہوگئے ملک یہودیہ اور ادومیہ اور سامریہ ارکلاؤس کو ملا اور بیت عینا اور تراخونیتس وغیرہ فلیبوس کو اور گلیلیہ اور پریہ انطپاس کو۔ اور سب کو ہیرودیس ہی کہتے تھے۔ یہ ارکلاوس بھی اپنے باپ کیطرح بڑا ظالم اور سنگدل تھا اسی لیے اسکی حکومت کے نو برس بعد اسکو اگستس قیصر روم نے بیدخل کر کے ملک گال (فرانس) میں بھیجدیا اور وہ وہیں جا کر مر گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جا بجا انہوں نے وعظ و پند و معجزات دکھانے شروع کیے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی سے منتظر تھے کہ کوئی اولو العزم رسول پیدا ہونیوالا ہے مگر اپنی بداقبالی اور شامت سے اولٹے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے دشمن جانی ہوگئے آخر حضرت مسیح کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لیگئے جو قیصر روم کی طرف سے تھا اسکے پاس الزام بغاوت لگا کے سولی دینے لے گئے تھے اسنے انکی خاطر سے انکو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اوٹھا لیا اور انکی صورت میں کسی اور کو کردیا جو وہ سولی دیا گیا۔ حضرت مسیح کے بعد حواریون پر بھی بڑا ظلم و ستم ہوتا رہا نہ صرف یہودیوں کی طرف سے بلکہ شاہان روم کیطرف سے بھی حضرت مسیح نے اثناء وعظ میں بارہا یہود کو ایک آسمانی بلا سے ڈرایا تھا کہ عنقریب تمپر آفت آنیوالی ہے اور وہ ہیکل اور شہر کو برباد کرنیوالی ہے مگر وہ اسکا کب یاد کرتے تھے؟

چنانچہ حضرت مسیح کے بعد جبکہ ملک یہودیہ میں خاندان ہیرودیس کی بدنظمیوں کے سبب قیصر کیطرف سے ایک مستقل گورنر اس ملک میں قائم ہوا اور یروشلم میں رومی لشکر رہنے لگا یہودی ادہر تو رومیوں کی سخت حکومت سے بیدل تھے ادہر انکے دل میں بھی اپنی قوم کے بادشاہوں اور ان کے اقبال کے افسانہ سنکر جوش اٹھتا تھا کہ کسیطرح رومیوں کی حکومت سے آزادی حاصل ہو انبیاء کا فرمودہ اور اعمال بد کا نتیجہ کب ٹلتا ہے یہ تدبیر ولٹی انکی ہلاکت کا باعث ہوگئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہود نے ملک میں بغاوت شروع کی اور آخر کار فوج یروشلم کو بھی محاصرہ کر کے قتل کر ڈالا اور بھی بہت سے رومی انکے ہاتھ سے قتل ہوئے اور یروشلم میں یہود کا پھر عمل دخل ہوگیا لیکن عیسائی اس فساد میں شریک نہ تھے بلکہ اسی لیے وہ وہاں سے مسیح کی خبر کے بموجب (لوقا ۲۱ باب ۲۱) باہر بھاگ گئے تھے سپاسیٹن رومی سردار ایک لشکر مہیب لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا بہت دنوں تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں رومی سردار نے بارہا اطاعت کے پیغام بھی بھیجے مگر یہود نے نہ مانا اس عرصہ میں طیطوس اس لشکر کا سپہ سالار ہو کر آیا اور پھر جب وہ قیصر ہوگیا تو اسکی جگہ شہر کا محاصرہ اسکے بیٹے طیطس نے اپنے ذمہ لیا۔

یروشلم اور ہیکل پر چھٹا حادثہ

شہر کا سخت محاصرہ کیا اور یوسفس مورخ کو کئی بار یہود کے پاس بھیجا کہ بغاوت سے باز آؤ اور شہر میرے حوالہ کردو تاکہ تم امن میں رہو مگر یہود کو اپنی شہر پناہ پر گھمنڈ اور نافرمانی کی بدلا میں خداتعالیٰ کی مدد پر بڑا بھروسہ تھا نہ مانا اور حتی المقدور دل توڑ کر مقابلہ کیا آخر غلہ نہونے کی وجہ سے مردار خوری کی نوبت پہنچی اور آپس میں بھی فساد پڑ گیا رومی لشکر شہر میں گھس پڑا اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا مرد و عورت چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تھی اور شہر میں آگ لگا دی۔ رومی سپہ سالار نے بہت چاہا کہ ہیکل نہ جلنے پاوے مگر اوس ہلڑ میں کون سنتا تھا خصوصاً جبکہ چھ ہزار یہودی اس میں پناہ گزین تھے آخر وہاں بھی آگ کے شعلے اٹھنے لگے اور ہر طرف سے آگ بھڑکنے لگی اور ہر جانب شہر میں خون کی دھاریں بہنے لگیں شہر کی بنیادیں تک اکھاڑ دی گئیں اور ہیکل کی بھی اینٹ سے اینٹ بجگئی شہر اور ہیکل پر ہل چلا دیا گیا اور ترجمہ سبعوا جنٹ بھی ساتھ ہی جل گیا بعض کہتے ہیں کہ اسکو طیطس شہر روم میں لیگیا تھا

(مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱) اس حادثہ میں تخمیناً گیارہ لاکھ بنی اسرائیل قتل ہوئے اور لاکھ کے قریب غلام بنائے گئے۔ (اسمیں کسیقدر مبالغہ ہے)

اس حادثہ سے پہلے چند آثار عجیبہ بھی ظہور میں آئے تھے۔ (۱) ایک ستارہ تلوار کی صورت شہر کے اوپر نمودار رہا (۲) ایک دم دار ستارہ تمام سال دکھائی دیتا رہا (عید فصح کی شب میں قربانگاہ کے پاس آدھے گھنٹے تک ایک ایسی روشنی چمکتی رہی کہ گویا دن ہوگیا۔ (۳) ہیکل کا شرقی دروازہ جو پیتل کا تھا اور بیس آدمیوں سے بہ مشکل بند ہوتا تھا ایک رات آپسے آپ کھل گیا۔ (۴) عید فصح کے تھوڑے دنوں بعد غروب آفتاب کے بعد بادلوں میں لڑائی کی گاڑیوں اور ہتیار بند سپاہیوں کی شکل نمودار ہوتی رہی دیر تک (رومن تفسیر اسکاٹ صفحہ ۱۸۷)

یہ حادثہ مورخین کے نزدیک سن ستر عیسوی میں ہوا یعنی حضرت مسیح کی صعود کے چالیس[۱] برس بعد اسوقت حضرت عیسی علیہ السلام کو حواریوں میں سے صرف یوحنا شہر افسس میں زندہ تھے (ہندی تاریخ کلیسیا صفحہ ۲۷، ۲۸)

اسکے بعد بھی یہود کی شرارت کم نہوئی چنانچہ اس حادثہ کو چونسٹھ برس بعد آدریان قیصر روم نے یہود پر سخت تشدد کرنا شروع کیا اور حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا قتل ہوگا اسی دن سے عیسائیوں نے بھی توریت حواریوں کو بلکہ کلیسیا یروشلم کو بالائے طاق رکھکر پولوس کے کہنے سے رسم ختنہ کو ترک کیا تاکہ یہودیوں کے شبہ میں مارے نہ جائیں۔

پھر اس قیصر نے یروشلم پر اور ہیکل کی بنیادوں پر دوبارہ ہل چلوائے اور اس شہر کا نام بدلکر اپنے خاندان کے نام سے دوسرا نام ایلیہ رکھا یہ بادشاہ ۱۳۸ء میں فوت ہوا۔ اسکی بعد روم میں اور بھی بادشاہ ہوئے جو اکثر مذہب عیسائی بلکہ یہودی دونوں کی سخت دشمن تھے اور انکے ہاتھ سے عیسائیوں کو وہ وہ تکالیف پہونچیں کہ جنکا بیان نہیں ہوسکتا آخر ۳۲۳ء میں قسطنطین اول قیصر روم جو بڑا ظالم اور سنگدل تھا اپنی ملک کے استحکام کے لیے عیسائی ہوا اسنے اور پھر اسکے بعد قسطنطین ثانی نے لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا لیکن اسکے بیٹے کا جانشین جیولین قیصر عیسائی مذہب کے برخلاف ہوگیا۔ اور اسنے صرف مسیح کی اس پیشین گوئی کی تکذیب[۲] کے لیے جو انجیل لوقا کے ۲۱ باب ۲۴ ورس میں ہے یروشلم میں ہیکل کی تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اسلیے اسی کاریگر بھیجے جب مزدور ہیکل کی بنیاد کھودنے لگے تو زمین سے آگ کے ایسے شعلے نکلے کہ کوئی مزدور زندہ نہ بچا

کھود سکا گرچہ بار بار قصد کیا مگر ہیکل کی تعمیر پر قادر نہوئے یہ ماجرا سن چارسو عیسوی سے کچھ پہلے کا ہے اسکے بعد پھر اور بھی قیاصرہ گزرے ہیں لیکن کسی نے ہیکل کو تعمیر[۱] نہ کیا

الغرض طیطس کے عہد سے لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عہد تک گو یروشلم آباد ہوا اور عیسائیوں نے وہاں اپنی معبد بنائے یہودی بھی اسمیں رہنے لگے مگر ہیکل اس عرصہ تک جو تخمیناً چھہ سو سال کا ہوتا ہے ویسی ہی اُجاڑ پڑی رہی کچھ بنیادوں کے نشان باقی تھے اور کچھ نہ تھا۔

ہیکل کی تعمیر چوتھی بار

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا جسکی تفصیل یہ ہے گرچہ ہماری مورخین واقدی رح وغیرہ نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن ہم مخالفوں کے سکوت کے لئے عیسائی مورخوں سے ہی نقل کرتے ہیں ھو ہذا

[۱] مفتاح التواریخ میں ہے ص۵ سن عیسوی کا رواج حضرت مسیح کے پیدا ہونیکے چارسال سات روز بعد سے ہے۔ حضرت نے تیس برس کی عمر میں دعوت دین کی یعنی ۲۶ عیسوی میں۔ اور ۳۳ برس کی عمر میں پلاطوس کے ہاتھ سے جمعہ کے روز ۳۔ اپریل ۳۳ء میں وفات پائی اس روز یہود کی عید فصح کا دن تھا انتہی اسکے بموجب ۷۰ء تک صعود مسیح سے چالیس برس نہیں گزر سکتے بلکہ تین کم چالیس یعنی سینتیس ہوتے ہیں۔ عیدکا مورخ چالیس لکھ گیا سمجھکر کہتے ہیں تینتیس بھی جو تیاہے صریح غلطی کرتے ہیں ۱۲ کاتب منہ

[۲] مسیح کا قول تھا کہ جبتک غیر قوموں کا وقت پورا نہو یروشلم غیر قوموں سے روندی جائیگی الخ اس درس کا مطلب عیسائیوں نے یہ سمجھا ہے کہ بیگانہ قوم ہیکل یا یروشلم کو تعمیر کر سکے گی چنانچہ جیولین قیصر چونکہ غیر تھا یعنی بت پرست کا فر وہ آباد نہ کر سکا

اب ہم اسکے لئے معنی تسلیم کرکے کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے اسکو تعمیر کیا تو وہ غیر قوم نہوئی بلکہ امت مقبول ہی ایک دلیل اسلام کی منجانب اللہ ہونے پر کافی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسائی اللہ کی قوم نہیں یعنی پسندیدہ جماعت نہیں کس لیے کہ اسی ہوس پر کئی سو برس تک عیسائیوں نے جمع ہوکر بیت المقدس لینے کا قصد کیا مگر بجز ایک عارضی قبضہ کے انکا قبضہ نہوا برخلاف اسکے کہ آج ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ ہوئے مسلمان نہ صرف یروشلم بلکہ اس کل ملک کے مالک ہیں کہ جسکا وعدہ خدا نے ابراہیم اور اُسکی نسل کے لئے ابد تک کیا تھا ۱۲ منہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد سے آگے روم کے قیصروں نے پھر یروشلم کی عمدہ شہرپناہ اور اسمیں برج اور خندق بنادیے تھے جسکا محاصرہ آکر خلافت عمر رضا میں ابو عبیدہ رضہ نے کیا اور چار مہینے کے محاصرہ کے بعد حضرت عمر رضا کے آنے پر شہر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا ۱۲ منہ

[۱] یعنی آدرین قیصر نے ۱۳۰ء میں شہر کی آبادی شروع کی پھر ۳۰۶ء میں کونسٹنٹ یودا کشید نے شہرپناہ بنائی مگر ہیکل ویسی ہی خراب عہد حضرت عمر تک پڑی رہی ہاں اسکے متصل قسطنطین کے گرجے بنے ہوئے تھے ۱۲

فصل ۵

حضرت ابوبکر رضؓ نے خلیفہ ہو کر ایک لشکر جمع کیا اور ۶۳۲ء میں ملک شام کے لینے کا ارادہ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو امیر لشکر بنا کر اور بہت سی نصیحتیں کر کے روانہ کیا ہرکلیس (ہرقل) نے اپنی رعیت کو لڑائی کے لئے بھڑکایا مگر کچھ کارگر نہوا یزید کے پاس سے متواتر خلیفہ کے پاس فتحیابی کی خبریں آتی تھیں ادہر ایک اور لشکر تسخیر بیت المقدس کے لئے تیار کیا آخر شہر بصرہ کو فتح کیا اسکے چار دن بعد قوم سراسن (اہل اسلام) دمشق کی دیواروں تلے آ پہنچے یہ شہر شام کا قدیم تخت گاہ ہے اہل اسلام سے مقابلہ ہوا سراسین کی وہ فوجیں جو شام و بیت المقدس کی فتح کے لئے پھیل گئیں تھیں ایزناڈن کے میدان میں جمع ہوئیں یونان کے ستر ہزار عمدہ سپاہی انکے مقابلہ کو آئے خالد رضؓ نے صلح کے پیغاموں کو اس شرط پر کہ عرب اپنے وطن کو پھر جاویں منظور کیا اور اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دیکر مقابلہ پر آمادہ کیا طرفین میں مقابلہ ہوا یونانی حملہ کی تاب نلاکر بھاگ گئے بہت سے عیسائی مارے گئے باقی تتر بتر ہو گئے اور جو بچے تھے وہ قیصریہ انطاکیہ اور دمشق کو بھاگ گئے اہل اسلام نے سونے چاندی کی صلیبوں اور انکے عمدہ ہتیاروں سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ اس جنگ میں پچاس ہزار عیسائی مارے گئے اور چار سو ستر مسلمان شہید ہوئے یونانیوں کی سپاہ گری کے فن سے واقف ہونیکی وجہ سے محاصرہ نے طول کھینچا۔ جب مسلمانوں نے رومیوں پر سخت محاصرہ کیا اور غلہ اور گھاس بند کر کے انکو تنگ کیا تو انہوں نے سو ایلچی ابو عبیدہ رضؓ کے پاس بھیجے۔ چونکہ ابو عبیدہ نرم دل اور نیک نیت تھے اور اہل یونان کو اس امیر کی آدمیت اور خلق پر اعتماد تھا اسلیے صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا کہ جو باہر جانا چاہیں چلے جاویں اور یہاں کا امیر خلیفہ کو محصول دیا کرے۔

ابوبکر صدیق رضؓ نے دمشق فتح ہونے سے پہلے ماہ جولائی ۶۳۴ء میں وفات پائی اور مرنے سے پہلے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضؓ کو خلیفہ کرنا عمر نے اس عہدہ سے انکار کیا تھا کہ مجھے اسکی آرزو نہیں مگر ابوبکر صدیق رضؓ کے فرمانے سے قبول کیا۔ حضرت عمر رضؓ نے خلافت کے بعد خالد رضؓ کو معزول کر کے انکی جگہ ابو عبیدہ کو سردار کیا خالد بن ولید سیف اللہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ عمر رضؓ مجھسے محبت نہیں رکھتے لیکن وہ میرے آقا ہیں میں انکا تابعدار ہوں میں پہلے کی طرح ہر کام میں تندہی کرونگا اور ممکن نہیں کہ میں جانفشانی میں جو خدا کی راہ میں کرتا تھا قصور کروں اب میں ان واقعات فتح بلاد شام کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔

لشکر اسلام نے شہر ایمایعنی امسؔ اور ہیلیوپولس یعنی بعلبک کو ۶۳۵ء میں فتح کیا۔ ندی یرموک یعنی ہرومیکس پر جو بحیرہ طبریس (بحیرہ جہیل) میں گرتی ہے اسکے کناروں پر شاہ استنبول کے طرفداروں کا اسی ہزار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو جمع ہوا اور اپنی سپاہ گری سے ڈرایا لوگوں نے خلیفہ کے پاس اس امر کے مطلع کرنیکو قاصد بھیجے خلیفہ نے آٹھ ہزار کی جمعیت اور بھیجی۔ ابو عبیدہ نے خالد کو فوج کے تمام اختیارات دیدیئے خالد نے لوگوں کو کہا کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور دوزخ پیچھے اور ابو عبیدہ نے فرمایا زخم اور تکلیف میں تم اور دشمن دونوں برابر ہیں لیکن انعام اور خوشی انکو نصیب نہیں (فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ ما لا یرجون) اس کہنے سے بہادران اسلام کے دل پھر تر و تازہ ہو گئے اور اپنے سے بہت لشکر کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ رومی سواروں کے حملوں سے قریب تھا کہ مسلمان بھاگ اٹھیں مگر قوم حمیر کی عورتوں کی لعنت ملامت سے جو پچھلی صف میں کھڑی تھیں پھر عرب کو جمعیت آئی پھر تو رومیوں کو تلواروں کی دھار و نیزہ دھر لیا بہت سے رومی مارے گئے بہت سے دریا میں ڈوب مرے باقی پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے۔ یہ مژدہ خلیفہ کے پاس گیا۔ چونکہ اب حلب و یروشلم اور انطاکیہ کا نگہبان بجز اس مغلوب لشکر کے اور کوئی نہ تھا اسلیے خلیفہ کے حکم سے بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا۔ جب پانچ ہزار مسلمانوں نے حملہ کیا اور کامیاب نہوئے تو ابو عبیدہ نے اپنے تمام لشکر کیساتھ اس شہر کو گھیر لیا اور ایلیا یعنی یروشلم کے بڑے بڑے سرداروں کو

خط لکھا

صحت اور خوشی ان لوگوں کو ہے جو راہ راست پر چلیں اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاویں ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم اللہ اور اسکے رسول محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اور جب تم ایمان لاؤ گے تو تمہیں حرام ہے

ف ان قیصروں کے عہد میں پہلے ایران کی سلطنت پورے زور کے ساتھ قائم ہو گئی تھی ایرانیوں اور قیصروں کی باہم لڑائیاں ہوا کرتی تہیں کبھی یہ غالب کبھی وہ اور قیصروں کی سلطنت عرب کے کناروں سے [illegible] پھیل گئی تھی آخر میں قیصروں کی سلطنت کے دو حصے ہو گئے تھے روم غربی جسکا پایہ تخت شہر روم تھا جو ملک اٹلی میں ہے جسکو ایکبار مغربی جاہل قوموں نے فتح بھی کر لیا تھا دوسرا روم شرقی جسکا پایہ تخت قسطنطنیہ تھا۔ آنحضرت صلعم کے عہد میں ۶۱۵ء میں ایران کے بادشاہ خسرو نے یروشلم کو فتح کیا اور نوے ہزار کو قتل کر کے عیسائیوں کے گرجوں کو گرا دیا پھر اسکے چند برس بعد روم کے ہرکلیوس (ہرقل) نے خسرو کو شکست دیکر اپنا قبضہ کیا اسیکی بابت قرآن میں الم غلبت الروم آیا ہے پھر اسکے نو برس بعد حضرت عمر نے اسکو فتح کیا اور ادہر ایران کی سلطنت تمام ممالک مشرقیہ پر حاوی تھی گویا اس عہد میں یہ دو ہی سلطنتیں تہیں [illegible] ۱۲ حمص [illegible] انطاکیہ

ف بیت المقدس کا

کہ تمہیں یا ہیں یا تمہاری بال بچوں کو ہاتھ لگا دیں۔ اور اگر تم ایمان نہیں لاتے تو خراج دو اور ہماری حمایت میں رہنا اختیار کرو اور جو اسکو بھی نہیں مانو گے تو ہم تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ لائینگے جو اللہ کی راہ میں شہید ہونیکو زیادہ عزیز رکھتے ہیں تمہارے شراب پینے اور سور کھانے سے (یعنی جسطرح تم شراب اور سور کو عزیز رکھتے ہو وہ شہید ہونیکو اس سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں) اور ہم بغیر فتح کے یہاں سے نہیں ٹلینگے۔ شدت سرما میں مسلمان چار مہینے تک شہر کو گھیرے رہے۔ آخر پادری سفورنیس نے صلح کی شرط کو منظور کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہہ ہے اسکو میں خلیفہ کے سوا اور کسیکو سپرد نہیں کرونگا مسلمانوں نے خلیفہ کو لکھا کہ شہر کا دینا آپکے آنے پر موقوف کیا ہے آخر حضرت علیؓ کے مشورہ سے خلیفہ کا جانا ہی قرار پایا۔ انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کرنیکے لئے تھا مگر سادگی اور پارسائی مذہب اور حقیر سمجھنے اسباب سامان دنیا پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ قدرے بیان کرنا مناسب ہے۔

میں اوکلی صاحب کے بیان کے موافق لکھتا ہوں جو صاف صاف ہے۔ خلیفہ نے اول مسجد میں نماز پڑھی اور بعد زیارت کرنے مزار رسول مقبول صلعم کے حضرت علیؓ کو اپنی جگہہ پر مقرر کیا اور چند رفیقوں کے ساتھ باہر نکلے جو تھوڑی سی دور ہمراہ گئے پھر آپ ایک سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے اور دو تھیلے ساتھ لئے ایک میں جو کے ستو دوسرے میں کھجوریں تھیں اور کاٹھ کا طباق اونٹ کے پیچھے باندھ لیا اور پانی کی مشک آگے رکھ لی جسجگہہ رات کو اترتے وہاں صبح کی نماز پڑھکر چلتے اور ہمراہیوں کو مخاطب کرکے خدا کی حمد و ثنا کرتے کہ اسنے ہم کو راہ راست پر چلایا اور گمراہی سے بچایا اور باہم محبت دی اور مخالفوں پر غالب کیا تم اسکا شکر کرو۔ جو شکر کرتا ہے وہ خدا کی نعمتیں زیادہ پاتا ہے پھر طباق ستوؤں سے بھرکر بڑی فیاضی کے ساتھ اپنے مصاحبوں کے ساتھ کھاتے۔ اسی سفر میں ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسنے دو بہنوں سے شادی کر رکھی تھی آپنے ایک کے ترک کرنے کا حکم دیا پھر ایک شخص حریر پہنے ہوئے پیش کیا گیا اسکو عیاشی کے لباس سے منع کیا۔ اور کئی ایک باجگزاروں کو دھوپ میں بیٹھا دیکھا انپر رحم فرما کر رہائی دی اور رحمدلی اور سلوکاری کی عاملوں کو تاکید کی جب شہر کے قریب پہنچے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا گیا۔ اور ایک موٹی اون کے خیمہ میں زمین پر بیٹھ گئے رئیس قوم (نصاریٰ) اپنے سرداروں سے کہا ان لوگوں سے بغیر مدد آسمانی مقابلہ کرنا بیفائدہ ہے انکے رسول نے حکم دیا ہے کہ حلم و حیا و تابعداری کو عمل میں لاویں اور ان اوصاف سے انکی ترقی ہو گئی تھوڑے دنوں میں سب قانون پر انکی شرع کو غلبہ ہوگا اور انکی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جاویگی ان کے بعد شرایط صلح منظور ہو گئیں اور شہر کے دروازے کھولدیے گئے خلیفہ اور رئیس نصاریٰ باتیں کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کے حکم سے ایک نہایت عمدہ مسجد تعمیر کرائی گئی خلیفہ دس روز مقام کرکے وہاں سے مدینہ کو واپس آئے۔ (ملخصاً از سیر الاسلام) یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہو کر طبع ہوئی ہے۔

فصل ششم

حضرت عمرؓ کی بنوائی ہوئی مسجد مدتوں تک قائم رہی۔ اور ملک شام اور شہر یروشلم بھی الحمدللہ آجتک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ رہیگا اتنی مدت اس ارض مقدسہ پر نہ تو بنی اسرائیل کی حکومت رہی نہ کسی اور کی۔ خلفاء اربعہؓ کے بعد خاص ملک شام میں شہر دمشق امیر معاویہؓ کا پایہ تخت قرار پایا اور عرصہ تک یکے بعد دیگرے بنی امیہ کے بادشاہ ہوتے رہے انکے بعد حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سلطنت آئی خلفاء عباسیہ مامون رشید ہارون رشید وغیرہ نے اپنے عہد میں یورپ کے اور ملک بھی ماتحت کر لیے تھے انکے عہد میں شہر بغداد دارالسلطنت تھا ایران عرب مصر شام و دیگر بلاد انکے ماتحت تھے۔ سنہ ۲۹۶ ہجری میں ملک مصر میں ایک شخص مہدی نے خلفاء عباسیہ کے برخلاف اپنی خلافت قایم کی تھی یہ مہدی اپنے آپ کو امام حسینؓ کی اولاد میں سے شمار کرتا تھا اور یکے بعد دیگرے انکے خاندان میں بھی چودہ خلیفہ قایم ہوئے انکی سلطنت پانسو سرسٹھ ہجری تک رہی انکا اخیر خلیفہ عاضد لدین اللہ ابو محمد عبداللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین یوسف ابن ایوب کے ہاتھ سے ہوا جو انکے ہاں آکر وزیر ہوا تھا۔ سلطان مذکور اپنے چچا شیرکوہ کے ساتھ سلطان نورالدین محمود شاہ شام کی طرف سے جو متعلقین سلاطین سلجوقیہ میں سے تھا اور

* بطریک کا حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر یروشلم کا سپرد کرنا بجز اسکے اور کوئی وجہ نہیں رکھتا کہ اسنے آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ عمرؓ کے اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابوں میں دیکھا ہوگا سو وہ سمجھ گیا کہ اگر یہی شخص برگزیدہ الٰہی ہے تو لڑنا بیفائدہ ہے ورنہ شہر سپرد کرنے میں امن و عافیت ہے اسلیے اسنے حضرت عمرؓ کو بلایا ہمارے مورخین اسکے قایل ہیں اور لوگوں کا اور خاص بطریک کا پیشتر شہر پناہ سے حضرت کو دیکھنا اور کلام کرنا اسکا موید ہے ان چاروں انجیلوں کے سوا عیسائیوں کے ہاں اور بھی بہت سی اناجیل ہیں کہ جنکو گو وہ اس درجہ میں تو نہیں سمجھتے مگر تاہم انکو بمنزلہ کتب حدیث کے اور متبرک جانتے تھے غالباً انہیں یہ اوصاف اسنے دیکھے ہوں گے گو زبور و دیگر کتب عہد عتیق سے بھی حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا برگزیدہ ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ کتاب ملاکی علیہ السلام کے ۳ باب ۱-۲ جملہ و زبور ۱۱۰ کا ۳ جملہ اور کتاب حیقیل کا ۱۲ باب ۲۷ ورس۔ اس زمانہ کے عیسائی خصوصاً انکے مذہبی پیشوا اور علما ایسے متعصب بھی نہ تھے جیسا کہ آجکل فرقہ پروٹسٹنٹ کے پادری اور انکے مورخ ہیں انمیں ایک قسم کی سادگی اور درویشی بھی تھی ۱۲ منہ

یہاں آیا تھا اور انہوں نے اپکو خلفاء عباسیہ کا ماتحت شمار کرتا تھا خلفاء عباسیہ کے عہد میں بخارا و خراسان و ترکستان و ایران وغیرہ بلاد میں نئے نئے بادشاہ پیدا ہو گئے تھے جو اپنے تئیں برائے نام خلفاء عباسیہ کا ماتحت سمجھتے تھے اور انکے ہاں سے خطاب و سند حاصل کرنے کو لئے نذریں اور تحائف بھیجا کرتے تھے منجملہ انکے ایک دولت سامانی بخارا میں بڑے زور و شور کے ساتھ تھی جنکے متعلقین میں سے سبکتگین اور اسکا بیٹا سلطان محمود بھی ہے جسنے ہندوستان کو فتح کیا ترکوں کے حوصلے متواتر فتوحات سے بڑھ گئے تو ان میں سے اقبالمند لوگ بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ انمیں سے ایک شخص وقاق ترکوں کا سپہ سالار تھا اسکا بیٹا سلجوق سلطان بیغو شاہ ترکستان کا سپہ سالار منسوب ہو کر نواحی جند میں اترا اور کافر ترکوں سے جہاد کرنا شروع کیا اسکے بعد اسکے تین بیٹے ارسلان موسیٰ میکائیل بھی اسیطرح جہاد کرتے رہے میکائیل شہید ہو گیا اسنے بیغو طغرل بک جغرہ بک داود چار جوانمرد بیٹے چھوڑے داود اور طغرل بغرا خاں شاہ ترکستان کے ہاں ملتجی ہوئے اسنے دغا کی اس سے بھاگ کر پھر جند میں آ رہے یہاں تک کہ دولت سامانیہ کا خاتمہ ہو گیا اور ایلک خاں بخارا کا بادشاہ ہوا اسکے مصاحبوں میں ارسلان بن سلجوق داخل ہو گیا یہاں تک کہ جب سلطان محمود نے ایلک خاں کو بھگایا تو اسکی رفاقت میں ارسلان بھی بھاگا تھا ارسلان کی جماعت ادہر بیجاں تک پہنچی ادہر طغرل آس پاس کے بادشاہوں سے لڑنے بھڑنے لگا اسکے ہاتھ سے مسعود بن محمود نے شکستیں پائیں اور آخر کو ملک خوارزم کے بادشاہ بن بیٹھے ۴۳۱ ہجری میں پھر رفتہ رفتہ انکی سلطنت دور تک پھیل گئی یہاں تک کہ ملک شام اور ایشیا کوچک بھی اسکا تسلط ہو گیا قسطنطنیہ میں اسکا خطبہ پڑھا گیا اور اسنے اپنے اقارب میں سے کسیکو شام کا کسیکو دیگر صوبجات کا حاکم اور بادشاہ مقرر کر دیا یہ وہ زمانہ ہے کہ مصر میں المستنصر باللہ علوی خلیفہ ہے اور بغداد میں القائم بامر اللہ عباسی ہے ایران میں شاہان بنی بویہ تھے جو خلفاء بغداد پر قابض ہو گئے تھے انہیں کے عہد میں یہ خاندان تمام ہوا۔ طغرل خلیفہ بغداد کا نائب گنا جاتا تھا طغرل لاولد مر گیا اسکے بعد ۴۵۵ھ ہجری میں اسکی جگہ اسکا بھتیجا الب ارسلان بن داود بن سلجوق وارث سلطنت ہوا اسنے بھی بڑی بڑی فتحیں پائیں اور اسکے وزیر نظام الملک نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا ۴۶۵ھ ہجری میں الب ارسلان مر گیا اور ملک شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان سنجر ہوا اور قائم کی جگہہ اوسکا پوتا مقتدی بامر اللہ ہوا ۴۶۷ھ ہجری میں الغرض سلجوقی خاندان کی متعدد بادشاہ ہو گئے تھے جنمیں باہم لڑائیاں بھیج اکرتی تھیں اور شام کا ملک خصوصاً بیت المقدس کبھی خلفاء مصر کے نوابوں کے قبضہ میں آجاتا تھا کبھی خلفاء عباسیہ کے برائے نام مطیعون شاہان سلجوقیہ کے قبضہ میں رہتا تھا۔ مسلمانوں کی اس باہمی خونخوار لڑائیوں اور طوائف الملوکی نے عیسائیوں خصوصاً فرنگستان (یورپ) کے بادشاہوں کے دلوں میں مسلمانوں سے لڑنے اور بیت المقدس کو لینے کا حوصلہ پیدا کر دیا اسکی ابتدا یوں ہوئی۔

حرب الصلیب

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کی عیسائی جوق جوق آیا کرتے تھے ان میں ایک شخص پیٹر نامی اٹمیس صوبہ پکارڈی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوتاہ قد حقیر صورت تھا شاید اسنے وہاں مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ تکلیف پائی ہو اسنے وہاں کے بڑے پادری سے شکایت کر کے یہ کہا کہ تم شاہان یونان سے مدد کیوں نہیں مانگتے اوسنے کہا وہ عیش و غفلت میں پڑے ہوئے ہیں انسے کیا ہو سکتا ہے پیٹر نے کہا میں شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہوں پیٹر وہاں سے چلے اور اربن ثانی اس زمانہ کے پوپ سے ملے پوپ نے وعدہ کیا کہ میں مجلس عام میں اسکی تحریک کرونگا مگر اتنے عرصہ میں تم منادی کرتے پھرو۔ حضرت مجنونانہ صورت بناکے ایک گدھے پر سوار ہو کر اور بہاری سی صلیب لیکر تمام ممالک فرانس اور اطالیہ میں منادی کرتے پھرنے لگے۔ شاہراہوں گرجا گھروں میں جہاں وعظ کرتے زوار کی تکالیف بیان کرتے لوگ سنکر رو دیتے اپیر حضرت واعظ کی ہچکیاں اور آہیں اور لمبے لمبے آنسو اور حضرت عیسیٰ اور مریم کی دہائی دینا اور بھی غضب کرتا تھا آخر ملک فرانس میں نومبر کے مہینے ۱۰۹۵ء میں ایک مجلس جمع ہوئی جسمیں بہت سے نامور سردار اور مشہور امیر بھی آئے آٹھ روز مجلس ہی لوگ پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے ادہر جہاد کا ثواب سنتے ہی چیخ اوٹھے کہ ہاں یہی مرضی خدا ہے ہاں یہی مرضی خدا ہے پیٹر کے ساتھ ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا جسمیں سردار اور شہزادے بھی تھے اس لشکر کا سرخ لباس اور صلیب نشان تھا یہ لشکر کہ جسکی تعداد لاکھ کے

زیادہ تھی اور جوق جوق لوگ ان میں شامل ہوتے گئے ہنوز ملک شام میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ سلطان سلیمان نے مار کر اونکے چھکے چھڑا دیے لاکھوں آدمیوں کی ہڈیوں کا ڈھیر اس جنگ کی یادگاری میں لگا دیا مگر ایک دوسرا لشکر اور بھی تیار ہوا تھا جسکا سپہ سالار فرانسیسی شہزادہ مسمی گاڈفری تو اولون تھا اس لشکر نے جا کر یروشلم کا محاصرہ کیا آخر زنگی رسالے اور پلٹنیں شہر میں گھس آئے اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس میں جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزیں تھے قتل کیے گئے ہر چند مسلمان رو رو کر امان امان پکارتے تھے مگر ان دیندار عیسائیوں کی رحمدلی کب امان دیتی تھی ۹ آخر صلیب کا نشان اڑنے لگا یہ واقعہ ایک ہزار ننانویں عیسوی میں ہوا گرچہ تخمیناً ستر ہزار مسلمان تو شہید ہوئے مگر بیچارے یہودی بھی اپنی عبادت گاہوں میں قتل کئے گئے۔ گاڈفری اول ہی سال میں مر گیا مگر تخمیناً نوے برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ رہا۔

واضح ہو کہ ۴۶۳ھ ہجری میں یوسف بن ابق خوارزمی نے جو ملک شاہ بن الپ ارسلان کا امیر تھا ملک شام میں جا کر شہر رملہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے نوابوں سے چھین لیا تھا پھر ۴۸۹ھ میں خلیفہ مصر نے ارتق کے بیٹوں ایلغازی اور سقمان سے چھین لیا پھر اس جنگ تک مصریوں کے پاس رہا ابو الفداء سلیمان جسنے پیٹر کے لشکر کو تہ تیغ کیا تھا قطلومش سلجوقی کا بیٹا ہے جو قونیہ و دیگر بلاد روم کا بادشاہ تھا وہ ۴۸۵ھ ہجری میں اپنے چچا زاد بھائی سلطان تاج الدولہ تتش بن الپ ارسلان کی جنگ میں مارا گیا (ابو الفداء) اس عہد کے دونوں میں مستظہر باللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا اور سلجوقیوں میں سے سلطان محمد ابن ملک شاہ بڑی شان و شوکت سے ملک اپنے بھائیوں سے فتح کرتا پھرتا تھا۔

دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تخمیناً اڑتالیس برس بعد جب عیسائیوں نے یہ سنا کہ فرات کی اسطرف جو عیسائیوں نے ایک بڑا قلعہ مسلمانوں کو روکنے کے لئے بنایا تھا اسکو زنگی امیر موصل نے لے لیا تو ان کے دلوں میں پھر جہاد کی آگ کا شعلہ بھڑکا اور اب پیٹر کی جگہ سینٹ برنارڈ منادی کرنے لگا آخر اسنے لوئیس ہفتم شاہ فرانس اور کانرڈ جرمنی کو معتقد کر لیا یہ دونوں بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ہنگری کے رستے قسطنطنیہ پہنچے۔ منوئیل شاہ قسطنطنیہ کی بدسلوکی سے انکی طاقت گھٹ گئی آخر کیدوشیا کے پہاڑوں میں انہوں نے سخت ہزیمت مسلمانوں سے اوٹھائی اور بڑی بڑی مصیبتیں اوٹھا کر واپس آئے۔

تیسرا حملہ

۵۸۳ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ان عیسائیوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول طبریہ پہ ہفتہ کے روز پانچویں ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیوں نے شکست کھائی جسمیں فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا۔ اسکے بعد شہر عکہ کا محاصرہ کیا اس کو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ شہروں کو فتح کرتا ہوا خاص بیت المقدس کی شہر پناہ کا بھی آکر محاصرہ کر لیا سرنگیں لگا دیں اور شہر پناہ کو اکھیڑ کر پھینک دیا فرنگیوں نے امن چاہا کہا جسطرح تم نے اس کو بزور شمشیر فتح کیا تھا میں بھی اسکو اسیطرح فتح کرونگا پھر فرنگیوں نے ایلچی بھیجا کہ ہم بہت ہیں تم تھوڑے امن دو ورنہ مرتا کیا نہ کرتا ہم دل توڑ کر لڑیں گے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر امن دیتا ہوں وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم میں سے دس دس دینار (اشرفی) اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیوں نے اس شرط کو منظور کیا اور بروز پنجشنبہ ۲۷۔ رجب کو بادشاہ شہر میں داخل ہوا اور سلطانی لوگوں نے عیسائیوں سے دروازوں پر جزیہ وصول کرنا شروع کیا اشرفیوں کے ڈھیر لگ گئے ادھر فصیل پر اسلام کا جھنڈا کھڑا کر دیا گیا تھا۔ عیسائیوں نے الصخرہ کے قبہ پر ایک صلیب سونے کی کھڑی کر دی تھی

ابو الفداء ۴۹۲ھ اسکو واقعہ ... میں بیان ...

مسلمانون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے اسکو جب اکھیڑ کر پھینکا تو عجب خوشی کا شور و غل تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا اور عیسائیوں میں رونے پیٹنے کا غل تھا۔

شہر فتح کر کے سلطان نے پھر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرا دیا اور جانب غربی میں جو ایک کمرہ بنایا تھا اوسکو گرا دیا۔ نور الدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر حلب میں اس نیت سے بنوایا تھا کہ اسکو بیت المقدس میں رکھوں گا سلطان نے اسکو منگا کر مسجد میں رکھا اس بادشاہ نے عیسائیون کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے استیصال کیا بلکہ حوالی مصر سے بھی۔

جب یورپ میں یہ خبر پہونچی تو پھر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا فلپ آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خونخوار فوجیں لیکر بیت المقدس پر چڑھ آئے۔ مگر یروشلم میں جانا نصیب نہوا صرف عکا میں گئے کہاں ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ طرفین میں بڑی لڑائیاں ہوئیں آخر سب پسپا ہو کر بھاگے اور تھوڑے دنوں کے بعد عکہ بھی سلطان نے فتح کر لیا۔ اس جنگ میں صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہے کہ آجتک کوئی اپنے مقابل کے ساتھ نہ کریگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور اون کے لشکری جو بیمار ہو گئے تھے اون کے لیے برف اور آتار اور دیگر سامان ضروری بھیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہو کر مجھسے لڑو کہیں تمہارے دلوں میں ارمان باقی نہ رہجائے۔ آخر سب شکست کھا کر پریشان ہو کر اپنے ملکوں میں واپس گئے اسی سال شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تھا صلاح الدین غازی کے مرنے کے بعد پھر عیسائی دینداروں کے دلوں میں جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

چوتھا حملہ

سن گیارہ سو پچانویں سے لیکر ستانویں عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا ششم ہنری نے اپنے لشکر کے تین حصے کر کے ارض مقدسہ کیطرف روانہ کیے اور سب نے جمع ہو کر بڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینوں سے شکست کھا کر نہایت بدحواسی کے ساتھ پسپا ہوے۔

پانچواں حملہ

۱۱۹۸ء سے لیکر ۱۲۰۴ء میں اور ہوا پاپا انوسنٹ نے جہاد کے احکام بھیجے اور فولک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وینس کی رئیس جہاز کرایہ کیے مگر جب اسکی اجرت نہ دیسکے تو اسنے انسے اسکی عوض میں شہر ضارا فتح کرا دینا چاہا چنانچہ فتح کر دیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اولجھ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا سب زور یہیں تمام ہو گیا اور واپس چلے آئے ۱۲۱۲ء میں ملک فرانس میں اسٹیفن نامی ایک چرواہے کا لڑکا بھی وعظ اور الہام اور تائید غیب کا مدعی ہو کر غل مچاتے پھرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ بارہ برس کے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہو گئے اور نعرے مارتے ہوئے بیت المقدس کیطرف چلے جو رستہ میں کچھ ڈوب گئے اور کچھ غلام بناکر فروخت کئے گئے اسیطرح جرمن میں سے بھی لڑکوں کے دو لشکر چلے تھے جو راستہ ہی میں مفقود الخبر ہوے۔

چھٹا حملہ

سنہ ۱۲۲۸ء میں اور ہوا۔ پوپ گرگوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک کامل کو یار بنا کر دس برس کیلیے یہ شرط لکھوائی کہ یافہ سے لیکر تلمیس تک کا فریڈرک مالک ہو مگر پادری اس سے ناخوش ہوگئے اسلیئے بیچارہ بہت جلد اٹلی واپس چلا آیا۔

ساتواں حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اسنے ڈمیٹا کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار سنہ ۱۲۵۰ء میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا جو چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقر میں پڑا رہا لاچار ہو کر فرانس میں آیا۔

آٹھواں آخر حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا سنہ ۱۲۷۰ء میں مصر اور حبش فتح کرنے کے لیے لوئیس تو حبش ہی میں مر گیا اور اڈورڈ عاقر تک آیا ناصرہ کے مسلمانوں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا مگر عاقر میں زخم کھا کر پچھلے پاؤں انگلستان بھاگ آیا۔ یہ شہر عاقر جو عیسائیوں کا مرکز ہو گیا تھا اسکو سلطان خلیل نے آگھیرا آخر فتح کر کے ساٹھ ہزار عیسائیوں کو قتل کیا باقی کو غلام بنا لیا۔

واضح ہو

کہ مسلمان اندنوں باہمی قتال و جدال میں مصروف تھے جسلیے عیسائیوں کو چڑھائی کی جراءت ہوئی اور تخمیناً دو سو برس تک باریار حملہ کرتے رہے وہ بھی ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہو کر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کا فروں چنگیز خانیوں وغیرہ کے وہ زور شور تھے کہ الامان الامان ادہر مغرب کی طرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقع پر اسلامیوں کا نیست و نابود اور یہود کیطرح متبذل ہو جانا قرین قیاس تھا مگر یہ اسی وعدہ الہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی ادہر چنگیز خاں کے پوتے کے بعد سے اسکی نسل میں اسلام آیا ادھر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جسنے یورپ کو نیچا دکھایا اور ان کے دلوں سے حملوں کی ہوس نکال دی للہ الحمد۔

صلاح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانوں کے ہی قبضہ میں ہے آج کل گو عیسائیوں کا پھر اقبال نصف النہار پر ہے اور صنعت و حرفت اور عیاری اور ہوشیاری میں بھی طاق ہیں الات حرب و ضرب میں بھی ضرب المثل ہیں اور سب کے دلوں میں بیت المقدس لینے کا ارمان بھی ہے باوجودیکہ مسلمان ان سب باتوں میں انسے بہت پیچھے رہگئے ہیں مگر پھر بھی بیت المقدس اسکے حقیقی وارثوں اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے یہہ بھی ایک قدرت کا کرشمہ اور اسلام کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ

بیشک قرآن وہ رستہ بتلاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں خوشخبری دیتا ہے کہ انکے لیے بڑا ہی اجر ہے اور یہ بھی کہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا

قیامت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لیے ہمنے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان برائی مانگنے لگتا ہے جیسا کہ وہ بھلائی مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے اور ہمنے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

رات اور دن دو نمونے بنا دیے ہیں پس رات کے نمونے کو مٹا دیتے ہیں اور دن کا نمونہ نظر آنے کے لیے ظاہر کرتے ہیں تاکہ تم اپنے رب کے فضل (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

اور ہمنے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے

ترکیب

للتی ای للحالۃ او الطریقۃ التی ہی اقوم الحالات او الطرق - یہ یہدی کا مفعول ثانی ہے ان ای بان مفعول یبشر کا یا اسکی تفسیر عا رہ اے یدعو بالشر دعاءً مثل دعائہ بالخیر المصدر مضاف الی الفاعل والتقدیر یطلب الشر فالباء للحال او بمعنی السبب - وکل شئ فصلنا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر یہ فصلنا کر رہا ہے اور حال بھی ہے کل انسان کا -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا واتینا موسی الکتاب کہ ہمنے موسیٰ کو توریت دی تھی اسکے بعد حصیرا تک توراۃ کے اوپر عمل نہ کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں آئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کر دیا تھا کہ تم ایسا کرو گے اور یوں برباد ہو گے مگر انہوں نے نہ مانا اب یہاں امت محمدیہ اور اخیر دور کی کتاب قرآن مجید کا ذکر فرماتا ہے ان ہذا القرآن الخ کہ اس قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہدی کہ تمام دینی و دنیاوی دستورات میں جو کچھ اچھے دستور اور منزل مقصود کا سیدھا رستہ ہے یہ وہی بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و شقاوت کی باقی نہیں چھوڑی چنانچہ انہیں آیات میں آخر جا کر فرمایا وکل شئ فصلناہ تفصیلا - دوم یبشر کہ یہ نیک و بد کاموں کے اس نتیجہ سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہو گا (توراۃ میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) پھر جو کوئی اسکے بعد نیک کام کیگا ایمان لائیگا اسکے لیے قرآن اجر عظیم کی بشارت دیتا ہے دنیا میں بھی وہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ذلیل و خوار نہ ہونگے آخرت میں بھی حیات ابدی پاوینگے اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ دنیا ہی کے عیش کامرانی کو فوز المرام جانتے ہیں پھر نفس سرکشی کی باگ تھام کر لذات و شہوات خبیثہ سے بچنا کیا خدا پر ایمان لا کر نیک کاموں میں تکلیف اٹھانا کیا انکے لیے دردناک سزا کا مژدہ دیتا ہے کبھی وہ دنیا میں بھی واقع ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر واقع ہوئی اور اس عالم باقی میں تو لازمی ہے مگر انسان جلد باز ہے دیر میں نتیجہ نیک بر آمد ہونے کیطرف متوجہ نہیں ہوتا وہ چاہتا ہے جو کچھ ہو اب ہو اسلیئے آخرت کی نعمتوں کی پروا نہ کر کے دنیاوی لذات پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور دلیل اسکی جلد بازی کی یہ ہے کہ جب کبھی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو جسطرح آرام میں زندگی کی دعا کیا کرتا ہے اور مال مراد مانگتا ہے اسی طرح اس حالت میں مرنے کی دعا مانگتا ہے اولاد کو بھی کوسنے لگتا ہے صبر نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں ہماری دو نمونہ قدرت ہیں انکو ثبات نہیں رات جاتی ہے تو دن آتا ہے پھر انسان اپنے رنج و راحت کو انقلاب زمانہ دیکھکر بھی کیوں دائمی سمجھ لیتا ہے جسپر کوسنے لگتا ہے اور نیز رات جو بری حالت سے مشابہ ہے جا کر دن ہو جاتا ہے جو فضل و کرم اور کشود کاری سے مشابہ ہے جسمیں اشارہ ہے کہ ہر مصیبت کے بعد راحت ہے اور جو ظلمت کدہ ہے جسمیں نیک و بد کا

ہوتی نہیں اسکے بعد دوسری زندگانی کا دن روشن ہونے والا ہے جسمیں سب امور کی حقیقت کھلجائیگی وجعلنا الیل والنہار اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عہد موسوی کے منقضی ہو کر عہد محمدی کے قائم ہونے پر اور توریت جاکر قرآن آنے پر تعجب کرو ہم عالم میں یوں ہی تصرف کیا کرتے ہیں اسکی مصلحتیں ہم ہی خوب جانتے ہیں آپ روزمرہ رات دن کا انقلاب دیکھو کہ رات کو مٹاکر دن بناتے ہیں جسکے فوائد بیشمار ہیں از انجملہ دن میں رزق روزی کا بہم پہنچانا رات میں آرام کرنا از انجملہ مہینوں اور برسوں کی گنتی ہے اگر یکساں رات ہی رہتی یا دن رہتا یہ بات کب حاصل ہوتی ۔

وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ

اور ہمنے ہر آدمی کا عمل اسکی گردن میں باندھ دیا ہے اور قیامت کے دن اسکو کتاب نباکر نکالینگے جسکو وہ کھلی ہوئی پاویگا (کہیں گے) پڑھ اپنی کتاب آج

عَلَیْكَ حَسِیْبًا ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا

اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے جو کوئی ہدایت پاتا ہے تو اپنے ہی لیے ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی بہکا تو اپنی ہی خرابی کے لیے بہکتا ہے اور کسیکا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھا تیگا اور ہم نہیں

مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ۝

کہ کسیکو بے رسول بھیجے عذاب دینے لگیں اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو حکم دیتے ہیں پر وہ وہاں بدکاری کرنے لگتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر تو ہم اسکو غارت کر ڈالتے ہیں

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝

اور نوح کے بعد ہم کتنے ایک قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور آپ کا رب اپنی بندوں کے گناہوں کی خبرداری اور دیکھنے کو بس ہے

ترکیب یلقاہ جملہ کتابا کی صفت جو حال ہے مفعول محذوف سے وہو ضمیر الطائر یا مفعول ہے امرنا جواب ہے اذا کا۔ کم اسجگہ خبریہ ہے محل نصب میں اہلکنا سے بربک میں ب زائدہ ہے جیسا کہ بنفسک میں اور جسطرح حسیبا تمیز ہے من نفسک کی اسی طرح خبیرا بصیرا تقدیم خبیرا کی اسکے متعلق کے تقدم سے ہے۔

قال الفراء انما یجوز ادخال البار فی المرفوع اذا یذم او یمدح بہ صاحبہ مثل کفاک بہ واکرم بہ رجلا ولا یقال قام باخیک وانت ترید قام اخوک۔

تفسیر ہر شئے کی تفصیل کے بعد انسان کی آنے والی حالت کا بیان کرنا اس دعوے کی دلیل بیان کر دینا ہے کیونکہ یہ ایک بڑی اہم بات ہے جو کتب سابقہ میں بھی نہ تھی اسلئے فرماتا ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ عرب میں اپنے ہر کام کا نیک و بد انجام طائر یعنی پرندوں کی پرواز سے معلوم کرتے تھے اگر دائیں سے اوڑا تو خیر اور بائیں سے اوڑا تو شر و نحیر ذلک پھر جب اسکا استعمال زیادہ ہوا تو ہر خیر و شر کو طائر کہنے لگے تسمیۃ الشئ باسم لازمہ اسکی نظیر سورۂ یٰسین میں ہے تطیرنا بکم الی قولہ طائرکم معکم پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک آدمی کا عمل نیک یا بد اسکی گردن میں باندھ دیا ہے جو کچھ یہہ کرتا ہے وہ اسکے ساتھ لازم ہو رہا ہے یا جو کچھ نیکی بدی سعادت نحوست اسکی تقدیر میں ہے اسکے لیے لازم ہو رہی ضرور پیش آکر رہیگی اور پھر قیامت کے دن ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا یہی نیک و بد عمل جو دنیا میں اسکے گلے کا ہار تھا ایک کتاب بنکر ظاہر ہوگی جو اسکے تمام اعمال نیک و بد کا ایک روزنامچہ ہوگا حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ دیکھ تو نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ اسمیں ہر ہر بات ہوگی ۔ اسی کو قرآن میں و احادیث میں اکثر بلفظ کتاب ذکر کیا ہے پھر اسکی تفصیل ہے کہ اہل خیر کو یہہ کتاب دائیں طرف سے اور بدوں کو بائیں طرف سے ملیگی ۔ مگر اس سے مراد دنیا کی طرح کوئی مجلد کتاب شیرازہ بندھی پٹھے لگی ہوئی نہیں بلکہ اسکے اعمال کا صحیح اندازہ جو ہر ایک پر واضح کیا جاویگا اسکے پڑھنے سے یہی مراد ہے پھر جب یہ حالت ہے تو من اہتدی لنفسہ الخ ہر ایک کو ہدایت کیطرف توجہ کرنی چاہیے کیونکہ اسکی برائی بھلائی کا یہی ذمہ دار ہے اور کوئی کسیکا بوجھ نہیں اٹھاویگا اپنی کرنی آپ ہی بھرنی اور اسی لیے حجت تمام کرنے کے لئے دنیا میں رسول بھیجے گئے پس کسیکو عذاب ہوگا جبتک کہ رسول کی معرفت اسپر حکم نہ ظاہر

کیا جاوے وماکنا معذبین الخ احکام شرعی کے لیئے تو رسول انسانی ضرور ہیں اور توحید و خداپرستی کے لیئے رسول عقل بھی کافی ہے واذا اردنا سے دنیا میں جو بلائیں رسولوں کے
خلاف کرنے سے آئی ہیں انکا ذکر کرتا ہے کہ جب قضاء و قدر میں کسی قوم یا شہر کے برباد ہونے کا دن نزدیک آجاتے ہیں تو بیشتر امرنا مترفیہا وہاں کے سرداروں و دولتمندوں کو
رسولوں یا انکے نائبوں کی معرفت سمجھایا جاتا ہے اولٹی وہ نافرمانی کرتے ہیں تو برباد ہوجاتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ امرنا کے معنی یہ ہیں کہ ازلی نوشتہ کے موافق وہ خدا کی
طرف سے برائی پر مامور ہوتے ہیں اسکے بعد فرماتا ہے کہ نوحؑ کے عہد سے لیکر اب تک دیکھو کسقدر قرون امم یعنی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ
جوکوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسکو سردست دنیا میں بھی جسقدر چاہتے ہیں دیدیتے ہیں پھر تو اُسکے لئے ہمنے جہنم تیار کر رکھی ہے جسمیں وہ ذلیل و خوار ہوکر گریگا اور جو آخرت چاہتا ہے

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ
اور اسکے لیئے اسکے موافق کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو انہیں لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔ ہم ہرایک کو دیئے جاتے ہیں انکو بھی اور اُنکو بھی اپنی عنایت سے اور آپ کے

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا
رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے۔ دیکھو ہمنے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝
نہ بنانا ورنہ پشیمان و خوار ہوکر بیٹھیگا

ترکیب من مبتدا اور یہ شرط ہے اور عجلنا اسکا جواب لمن نرید بدل ہے من سے باعادہ جار یصلٰہا حال ہے جہنم سے یا ضمیر لہ سے مذموماً حال ہے فاعل
یصلٰی سے جو ضمیر ہے اور اسی طرح مدحوراً ہولاء ہولاء بدل ہے کلا سے دحرہ یدحرہ طردہ من باب خضع محظورا ممنوعا یقال خطرہ یخطرہ خطرا منعہ

تفسیر پہلے فرمایا تھا ہم خبیر بصیر ہیں ہرایک کی نیت جانتے اور اسکے ظاہر حال کو دیکھتے ہیں اسکے بعد دنیا میں جو کچھ لوگ کر رہے ہیں اور جس جس چیز پر مر رہے ہیں اسکا
بیان اور انجام بیان فرماتا ہے تاکہ خبیر و بصیر ہونے کی توضیح ہوجائے دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ کہ جنکا دار آخرت پر یقین نہیں اور جو کچھ ہے بھی
تو اُسکے نزدیک دنیا ہی مقدم ہے اسی کے حاصل کرنے کو وہ اصلی مقصد جانتا ہے اسکے مقابلہ میں اسکو دار آخرت کی ذرہ بھی پروا نہیں جیسا کہ فرماتا ہے من کان یرید العاجلۃ یعنی
جو عاجلہ دنیا اور اسکے فوائد ہی چاہتا ہے تو ہم بھی اسکو جلد بہیں بدلا دیدیتے ہیں عجلنا لہ فیہا مگر یہ نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی اسکو ملجاتا ہے بلکہ ما نشاء جسقدر ہمکو
دینا منظور ہوتا ہے اور یہ بھی سب کے لیئے نہیں بلکہ لمن نرید جسکو ہم چاہتے ہیں ورنہ سینکڑوں نے بے دینی اختیار کی کوئی برا کام دنیا کی حاصل کرنیمیں اٹھا نہیں رکھا
مگر پھر بھی وہی افلاس وہی تنگدستی۔ بیدینوں کے لئے یہ بڑی تہدید ہے۔ مگر اس چندروزہ عیش کے بعد تو ثم جعلنا لہ جہنم یصلٰہا مذموما مدحورا وہ جہنم میں جائے گا
اور دنیا میں عمر رائگاں کرنے پر ندامت اٹھائیگا ذلیل ہوگا۔ دوم وہ کہ جنکو مدنظر دار آخرت ہے ومن اراد الاخرۃ مگر اس میں دو شرط ہیں اول وسعٰی لہا سعیہا کہ
اسکے موافق کوشش بھی کرے یہ نہیں کہ ارادہ کرکے چپ بیٹھے رہے اور کوشش اسی کے مطابق ہو کیونکہ بہت سے لوگ دار آخرت کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن عناصر اور ستاروں اور
بزرگوں کی عبادت کو آخرت کا ذریعہ جانتے ہیں اور اسی طرح کئی ریاضتیں بھی کرتے ہیں کوئی رات دن گنگا میں رہتا ہے کوئی پہاڑ پر سے گرتا ہے کوئی حلال چیزیں کھانے
چھوڑکر جسم کو ہلاک کرتا ہے سو یہ کوشش اور یہ رستہ دار آخرت کا نہیں ہے ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی • کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست ہاں بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے
فرمودہ کے موافق ہونا چاہیئے دوم یہ کہ وہو مومن اسکو ایمان بھی ہو اللہ اور اسکے رسول کی دل سے تصدیق ہو کیونکہ یہ اصل اور بنیاد ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں خدا کی جماعت میں
داخل نہیں پس اولئک کان سعیہم مشکورا انکی کوشش کارآمد ہوگی انکو دار آخرت اور حیات ابدی نصیب ہوگی رہی دنیا سو کلا نمد ہولاء وہولاء من عطاء ربک ہم اپنی عنایت سے

ف۱ ہمارے عہد میں جو اسلامی حکومتیں زائل ہوئیں اور جو بری حالت میں ہیں وہ بھی اسی آیت کے موافق وہاں کے امراء اور عیاشی شراب خواری و بد دینی غفلت میں مبتلا ہوئے اور ہلاک ہوگئے شہر برباد و سلطنت غارت الامان الامان ۱۲ منہ

ف۲ کیونکہ عموما انہیں کے تابع ہوتے ہیں اور اکثر یہی زیادہ بدکار اور احمق اور عیاش بھی ہوتے ہیں اس لئے انکا مجملاً مقدم ہوا ۱۲ منہ

ہرایک فریق کو دنیا ہم دیتے ہیں دین ونقوی سے دنیا فوت نہیں ہوتی اور زیادہ دنیا ملنے سے خدا کے ہاں کوئی زیادہ عزت بھی حاصل نہیں ہوتی ۵ چہ دشمن ہیں
خوان یغما چہ دوست ؛ انظر کیف فضلنا الخ دیکھو دنیا میں ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے بہت سے احمق وجاہل مالدار اور دانا خوار اور بہت سے
کفار محتاج اہل ایمان اہل ثروت اور کہیں بالعکس باعث فضیلت آخرت کے درجات ہیں انہیں کی زیادہ رغبت کرنی چاہیے وہیں کی فضیلت فضیلت حقیقی ہے
وللآخرة اکبر درجات واکبر تفضیلا چونکہ دار آخرت کے لئے اصل اصول توحید ہے اسلئے حکم دیتا ہے لاتجعل الخ کہ خدا کے ساتھ کسیکو بھی شریک نہ بنانا ورنہ ذلیل وخوار ہوگا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ

اور آپ کے رب نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکے سوا اور کسیکی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونو بڑھاپے کو پہنچیں تو نہ انکو ہوں کہنا اور

لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ

نہ انکو جھڑکنا اور انسے ادب سے بات کرنا اور ان کے آگے مہربانی سے جھکے رہنا اور انکے لیے دعا کرتے رہنا کہ اے رب جسطرح انہوں نے مجھ چھوٹے سے کو پالا ہے تو بھی انپر رحم کر۔ تمہارا رب

اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادتمند ہوا (پھر بھی کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو) وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور اہل قرابت اور غریب اور مسافر کا حق ادا کرتے رہنا

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ

اور مال کو بیہودہ نہ اڑانا کیونکہ بیہودہ اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا ناشکرا ہے اور جو تجھے ان لوگوں سے منھ پھیرنا پڑے۔

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنے رب کے فضل وکرم کے انتظار میں کہ جسکی تجھے امید ہے تو انسے نرم بات کہنا اور نہ تو اپنے ہاتھ کو سکیڑ کر گردن میں باندھ اور نہ اسکو بالکل کھول ہی دے کہ تو پشیمان ہوکر

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝ ع

تہی دست ہوکر بیٹھ رہے آپ کا رب جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور وہی تنگ بھی دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار انکے حال کو دیکھ رہا ہے

ترکیب الآمخفف ان لا یہ تفسیر ہے قضی کی وبالوالدین معطوف ہے الاتعبد وا پر اے قضی بالوالدین تقدیرہ وبان تحسنوا بالوالدین احسانا۔ اما یبلغن اما ان ماتھا
ان شرطیہ ما زائدہ تاکید کے لیے یبلغن فعل شرط فلا تقل جواب۔ اف اسم الفعل الذی ہو التضجر وہو مبنی علی الکسر لالتقاء الساکنین وتنوینہ فی قرأۃ نافع وحفص للتنکیر۔
ومن فتح طلب التخفیف مثل رب ومن ضم اتبع ومن لم ینون اراد التعریف۔ جناح الذل بالضم ضد العز وبالکسر ضد الصعوبۃ ہو الانقیاد۔ وجعل للذل جناحا کما فی قول
لبید ۵ وغداۃ ریح قد کشفت وقرۃ ؛ اذ اصبحت بید الشمال زمامہا ؛ للشمال ید وللقرۃ زمام۔

تفسیر - دار آخرت کی سعی کا مجملاً ذکر ہوا تھا اب یہاں اسکی تفصیل کرتا ہے کہ دار آخرت کا یہ رستہ ہے اور اسکی کوشش اصلی یہ ہے۔ سب سے اول بات دار آخرت کے لئے یہ ہے
کہ منعم کا شکر کرے اور اپنے محسن کے ساتھ ادب اور سلوک سے پیش آوے۔ اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اسی نے ہمکو پیدا کیا ہے اسی نے ہمکو بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں پھر
اُس جہان میں بھی اُسی سے امید ہے۔ وہ کسیکے احسان اور خدمت کا تو محتاج نہیں اسکی شکرگزاری اور لحاظ اور حق پرورش ہے تو یہی ہے کہ اسکے ساتھ کسیکو خدائی میں شریک نہ
کرے خالص عبادت اسکی کرے اسلیئے سب سے **اول حکم** یہی دیا وقضے ربک الا تعبدوا الا ایاہ اب لطف کلام دیکھو کہ ربک کا لفظ فرمایا حق تربیت جتلانے کے لیئے اور
امر کی جگہ قضی تاکید کا کلمہ فرمایا یعنی حکم قطعی دیدیا۔ اور نیز اسی حکم کو اس سے پہلی آیت میں لاتجعل مع اللہ الٰہا آخر کے ساتھ بھی ذکر کردیا تھا اب یہاں اور بھی تاکید فرمادی

خداتعالے کے بعد دنیا میں اسکے وجود کا سبب مجازی اور منعم اور محسن ماں باپ ہیں جو اسکی بے چینی سے بیتاب ہو جاتے ہیں اور کھانے پینے میں اپنے نفس سے اسکو عزیز رکھکر آپ نہیں کھاتے اسکو کھلاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں بلا غرض جان و مال کو صرف کرنا اپنی راحت سمجھتے ہیں۔ اس لیئے دوسرا حکم وبالوالدین احسانا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جسمیں سب کچھ آگیا مگر اس کی کسیقدر شرح بھی فرماتا ہے (۱) اما یبلغن الخ کہ اگر تیری زندگی میں تیرے ماں باپ بڑھاپے کو پہنچیں تو یہہ زمانہ بڑی بیکسی کا ہوتا ہے اور نیز اس کے سب افتدار اور زور و قوت بھی جاتے رہتے ہیں اور نیز بڑھاپے میں اس سے بچوں کی سی بے معنی باتیں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں پس تجھکو انسے ہوں یا اُف کہنا نہ چاہیئے نہ جھڑکنا چاہیئے **ف** دلالۃ النص کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا وعلیہ الجمھور (۲) وقل لہما الخ سے نرم اور ادب سے کلام کر (۳) واخفض انکے آگے جھک یعنی ہر قسم کی دل سے فرمانبرداری و تواضع کر (۴) وقل رب انکے لیئے دعاء خیر کرو۔

بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ جسنے ماں باپ کو ستایا وہ دنیا میں بھی ناشاد نامراد رہا جوانا مرگ مرا ہے اور جسنے عزت و توقیر و احسان کیا ہے اسکو شاد و خرم دیکھا ہے **ف** ماں باپ کی ان باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خدا کی گناہگاری ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ بہت مقدم ہے پھر یہہ نہیں کہ تم یہہ سب باتیں ظاہرداری کے طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ تمہارا رب تمہارے دلونکی باتون کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک بختی اختیار کروگے اور ایسی حالت میں بشریت سے گر تمسے کچھ خدمتگذاری میں کبھی فروگزاشت ہوجاویگی اور اپنی دلی نیکبختی سے تم اسکی طرف رجوع کروگے تو وہ رجوع کرنیوالوں کے لئے معاف کرنیوالا ہے **ف** اوّاب بروزن فعال اوب بمعنی رجع سے ہے مبالغہ کا صیغہ

تیسرا حکم وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل کہ اور جسقدر قرابت دار ہیں بھائی۔ بہن ماموں چچا خالہ پھوپھی وغیرہم انکا حق بھی ادا کر حق ادا کرنا بھی بڑا عام لفظ ہے جسمیں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کر اور نہیں ہیں تو ادب اخلاص ہمدردی صلہ رحمی کر اور انہیں پر منحصر نہ رکھ بلکہ ہر ایک مسکین یعنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابت دار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی تجھپر حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر ضیافت کر نقد دے اترنے کو آرام سے جگہہ دے نرم کلام کر۔ اس تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔

یہہ سب خدمتگذاری مال سے ہوا کرتی ہیں اسلیئے مال کی بابت حکم دیتا ہے **چوتھا حکم** ولا تبذر الخ کہ ہمنے ایسی کارخیروں میں صرف کرنیکو کہا ہے اڑادینے کا حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال برباد نکر بےضرورت مکانات بنانا اسباب خریدنا گھوڑے وغیرہ اشیاء بےضرورت مول لینا سب میں تبذیر ہی اسی طرح بیاہ شادی دعوت مہمانی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تبذیر ہے اور ناچ رنگ آتش بازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے سائلوں اور حقداروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سست بھی کہنے لگتے ہیں اسوقت آدمی کو غصہ آجاتا ہے برا بھلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے اسکی تعلیم دیتا ہے واما تعرضن الخ کہ اگر تیرے پاس کچھ دینے کو نہیں اور تجھکو خدا سے امید ہے کہ آئیگا ایسی حالت میں اگر تو جو منہ پھیرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہ بھائی اللہ کا فضل ہے برکت ہی یا وہ دیگا تو دونگا یا اللہ تجھے غنی کرے **پانچواں حکم** ولا تجعل یدک الخ میانہ روی کر نہ تو ہاتھ کو سکیڑ کر سمیٹ کر مٹھی بند کرکے گلے میں ہاتھ رکھ لے (یہ کنز ٹینے کے معنی میں محاورہ ہے) اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کر سب کچھ ایک روز دیکر خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے کیونکہ دنیا میں فقیر بھی خدا نے پیدا کئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے اور اسکی مصلحت وہی جانتا ہے انہ کان بعبادہ الخ بعض ایسے بھی فقیر ہیں کہ اگر انکے پاس دولت ہو تو فتنہ برپا کریں

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ

اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نکرنا ہم انکو بھی روزی دیتے ہیں اور تمکو بھی بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ بیحیائی ہے

وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

اور بہت ہی بُرا طریقہ ہے اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے اسکو ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جاوے تو ہمنے اسکے وارث کو اختیار دیدیا ہے تو اسکو چاہیئے کہ قصاص لینے میں زیادتی نکرے

الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـــُٔوْلًا ۝

کیونکہ انصاف سے قصاص لینے میں بھی جیت ہے اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہونچے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا لیکن اس طریق سے کہ جو بہتر ہو اور عہد کو پورا کیا کرو کسلئے کہ عہد سے پرسش ہوگی

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ

اور جب ناپ کر دینا ہو تو پیمانہ بھر کر دیا کرو اور تولنے میں برابر کی تول تولو۔ کیونکہ یہہ عمدہ بات ہے اور اسکا انجام بھی اچھا ہے اور اُس بات کے پیچھے نہ پڑا کر جسکا تجھے علم نہ ہو کیونکہ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پرسش ہوگی اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چلاکر کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑ ڈالیگا اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو

طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا

پہنچیگا ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہے یہہ بیان اس حکمت میں کا ہے جسکو آپ کے رب نے آپ کیطرف وحی کیا ہے اور اللہ کے ساتھ اور کسیکو معبود نہ ٹھہرانا

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ ع

ورنہ تو ملزم راندہ درگاہ ہوکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ اے مشرکو کیا تمکو تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے مخصوص کرلیا ہے اور فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے یہہ تو تم بہت ہی بڑی بات کہتے ہو

ترکیب

خشیۃ املاق مفعول لہ۔ املاق فقر۔ الخطاء بکسر الخاء وسکون الطاء والھمز مصدر خطی وجاء بکسر الخاء وفتح الطاء من غیر ہمز ہو الاثم یقال خطی خطاء کاثم اثما لا تقف الماضی منہ قفا اے تتبع ویقرء بضم القاف واسکان الفاء مثل تقم وماضیہ قاف یقوف اذا تتبع کل اولئک مبتدأ واولئک اشارۃ الی السمع و البصر والفؤاد وان کان الاشارۃ باولئک فی الاکثر الی من یعقل ولکن قد جاء لمن لا یعقل سیئہ بضم الہاء والہمزۃ بالاضافۃ اے سیئ بعض المذکور المنہی عنہ مکروہ عند اللہ۔ پس سیئہ کان کا اسم مکروہا خبر جملہ خبر کل ذلک نافع ابن کثیر ابو عمرو نے سیئۃ پڑھا ہے۔

تفسیر

چھٹا حکم ولا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نکرو۔ عرب میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے۔ یہ سمجھکر کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوتے تھے اور نیز مفلسی میں اہل کفو اسلئے کسی سے نکاح نہیں کرتے تھے غیر کفو میں دی جاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی۔ اس بدرسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرماتا ہے اول تو لفظ اولاد کہہ کے شفقت دلائی۔ دوم نحن نرزقہم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں انکو بھی اور تم کو بھی سوم ان قتلہم کہ انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ ساتواں حکم ولا تقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ زنا کی قباحت میں سلف سے خلف تک عقلاء کو اتفاق ہے

اس میں یہہ چند قباحت ہیں (۱) انساب کا خلط ملط ہونا یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ کس کا بیٹا ہے پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی ہے (۲) عورت کو شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہو جسکو نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالون میں باہمی قتال و جدال کی نوبت آویگی جیساکہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر خانہ داری کے امور میں ایک دوسرے کا معین ہونا مرد کما کر لاوے عورت دردمندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اُٹھاوے دونوں ملکر بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش کریں اور نیز بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کمال درجہ کی دردمندی ہو اور یہہ بات جبتک ممکن نہیں کہ عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اوروں سے علاقہ نرکھے اور یہہ بغیر اسکے کہ زنا کو حرام کیا جاوے ممکن نہیں (۴) اگر زنا کا دروازہ کھلجاوے تو انسان اور بہائم میں کیا فرق ہے جس عورت کو چاہے رکھے اور نیز باہم الفت و محبت کبھی پیدا نہو۔ ان سب باتون کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور یہانتک تاکید کی لفظ استعمال کی کہ اسکے پاس جانیکی بھی ممانعت کردی یعنی اسکے اسباب سے بھی روکا اور اسکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

آٹھواں حکم ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الخ کہ جن جانون کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے انکو ناحق قتل نکرو انسان خدا تعالیٰ کا مظہر اور اُسکی خدائی کا آئینہ ہے اسکے قتل کا ارادہ کرنا خدائی کا مقابلہ کرنا ہے پس یہہ نہایت سنگین جرم ہے قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو صورتین ہیں ایک یہہ کہ یہہ خدائی جرائم کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے بغاوت کرکے امن عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرنیکے بعد بھی حرام کاری کرے ان صورتون میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اسکی طرف التی حرم اللہ الخ میں اشارہ کردیا وہ احادیث صحیحہ جنمیں مرتد اور باغیوں اور رجم کا ذکر ہے گویا اسی جملہ کی شرح ہیں دوسری یہہ کہ کسیکو مار ڈالے اسکے بدلہ میں اسکو مارا جاوے جسکو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہہ بات قتل عمد میں ہے جو بحسب تجربہ کثیر الوقوع تھا اسلیئے اولاً تو اسکی طرف الا بالحق میں اشارہ کیا پھر ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل میں اسکی صراحت کردی کہ جو مظلوم مارے جاویں اس کے وارث کو شرع نے قدرت دی ہے کہ اس قاتل کو مار سکتا ہے یہی قتل بالحق ہے مگر اسمیں اسراف نہو اسکی عوض اُسکی قوم کے سردار کو نہ مارے نہ اسکو جلا کر یا اور بری طرح سے قتل کرے جو اسکے ورثہ میں اشتعال کا باعث ہو۔

ف شرع میں انسان کا قتل ان چند صورتون میں جائز ہے (۱) یہہ کہ مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ انما جزاء الذین الایہ میں اس حکم کی تصریح ہے (۳) یہ کہ نکاح کرنے کے بعد زنا کرے۔ اسکا حکم احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار و مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کہ انسے قاعدۂ شرعیہ کے موافق جنگ قائم ہو کما قال قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر وقال اقتلوہم حیث وجدتموہم (۵) قصاص میں ائمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے تارک الصلوٰۃ اغلامی۔ ساحر۔ چارپائے سے مباشرت کرنے والیکا بھی قتل جائز رکھا ہے۔ توریت میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے۔

نواں حکم مال یتیم سے بچنا ولا تقربوا مال الیتیم مگر جائز طریقہ سے لینا درست ہے مزدوری میں تجارت میں اُجرت نگرانی میں اگر محتاج ہو۔

دسواں حکم واوفوا بالعہد ہے عہد جس سے کرو اسپر قائم رہو۔ وہ عہد ہی غلط ہیں جنکو شرع نے معتبر نہیں رکھا یعنی معصیت پر عہد کرنا۔

گیارہواں حکم واوفوا الکیل کہ ماپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نہ کرو۔ معاملات میں دغابازی نکرو۔ **بارہواں حکم** ولا تقف اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) اسمیں ان باطل خیالات کی پیروی سے ممانعت ہے جو عوام میں غلطی سے مشہور ہو جاتے ہیں۔

(۲) محمد بن حنفیہ سے منقول ہے کہ اسکے معنی جھوٹی گواہی کے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِـهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

اور ہمنے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا تاکہ وہ سمجھیں اور انکو تو اس سے نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی کہدو اگر اسکے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تب تو انہوں نے

اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

عرش کے مالک تک کوئی رستہ نکال لیا ہوتا وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے بہت ہی بالا تر ہے ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اسکی پاکی بیان کر رہی ہیں

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

اور ہر ایک چیز اسکی تسبیح و تحمید بیان کر رہی ہے لیکن تم انکے تسبیح کرنے کو نہیں سمجھتے بیشک وہ بڑا تحمل کرنے والا اور بڑا ہی بخش دینے والا ہے

ترکیب صرفنا ای بیننا ضروبا من کل مثل - ویکین ان تکون فی زائدۃ کما فی قولہ تعالی واصلح لی فی ذریتی - لو کان شرط اذا لابتغوا الخ جواب والمعنی لطلبوا الی من ہو مالک الملک سبیلا بالمغازۃ کما یفعل الملوک بعضھم مع بعض او بالتقرب والطاعۃ لعلمہم بقدرتہ تعالی وعجزہم کقولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ بیضاوی

تفسیر ابن عباسؓ کہتے ہیں جسکو آنکھ سے نہ دیکھے کان سے نہ سنے دل میں یاد نہ رکھے اسکی گواہی نہ دے (۳) بعض کہتے ہیں کہ اسمیں کسی پر تہمت لگانے کی ممانعت ہے کیونکہ تہمت میں بلا تحقیق باتیں ہوا کرتی ہیں (۴) بعض کہتے ہیں اسمیں جھوٹھ کی ممانعت ہے (۵) بعض کہتے ہیں کسیکی غیبت اور طوفانی و شیطانی باتوں سے ممانعت ہے مگر سب معنی صحیح ہیں مآل کا رسب کا یہہ ہے کہ جو بات اچھی طرح معلوم نہو اسپر کوئی حکم نہ لگا وے اسمیں اقوال آگئے -

تیرہواں حکم ولا تمش فی الارض مرحا کہ تکبر نکر زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ تو عاجز ہے کچھ زمین کو پھاڑ نہ ڈالیگا بلند ہو کر پہاڑوں کے برابر نہ ہو سکیگا انمیں سے ان مکروہ چیزوں کو سیئہ فرماتا ہے اور جو اوامر ہیں انکی نسبت فرماتا ہے ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ یا یہہ جملہ سب باتوں کی طرف اشارہ ہے - ان احکام میں جو کچھ اسرار رکھے گئے ہیں جنسے انسان کی روح اور اسکے اخلاق کی صفائی اور تدبیر منزل اور انتظام عالم کی خوبی والبتہ ہے اور پھر انکے بیان اور ترتیب میں جو کچھ لطف رکھا گیا ہے اگر اسپر کوئی مطلع ہو جاویگا تو اسکو حکمت الہیہ کے جواہر اور الہام ربانی کے وہ نادر موتی کہیگا جو بنی اسرائیل کے احکام عشرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جو حضرت موسی علیہ السلام کو لوحوں پر کندہ کر کے عطا ہوئے تھے - ان احکام کی ابتدا بھی توحید سے ہوئی تھی اور اخیر میں بھی اسی بات کی تاکید کے لیے اعادہ فرمایا ولا تجعل مع اللہ الہا آخر اور اسکے بعد اس بات سے بھی منع کیا جو عرب کے مشرکین کرتے تھے وہ یہہ کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھکر انکو کاربار خدائی میں شریک جانتے تھے اس بات کو کس لطف کے ساتھ رد کرتا ہے افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ اناثا کہ کیا تمکو خدا نے بیٹے دیئے اور اپنے لیئے بیٹیاں پسند کین بھلا یہ کیسی لغو بات ہے؟ ان سب باتوں کیطرف اشارہ کر کے فرماتا ہے ولقد صرفنا الخ کہ قرآن میں ہمنے ہر ایک قسم کی بات وعظ و پند احکام دنیا و آخرت بیان کر دی تاکہ وہ سمجھیں اور غور کرین مگر ان ازلی بدبختوں کو تو اس سے اور زیادہ نفرت ہوتی ہے - اسکے بعد پھر شرک کا رد اور توحید کا اثبات کرتا ہے اور اس بات کو قرآن میں بار بار اس لیئے ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں شرک و بت پرستی کا دریا موجیں مار رہا تھا پس فرماتا ہے لو کان معہ الہۃ کہ اگر اسکے ساتھ تمہارے قول کے موافق اور بھی خدا ہوتے تو عرش والے تک یعنی مالک اصلی تک لڑنے کے لیئے کوئی رستہ نکالتے مقابلہ کرتے جیسا کہ متعدد بادشاہوں میں ہوتا ہے یا یہہ معنی کہ خود انکو اس تک رسائی کرنے کے لیئے حاجت پڑتی پھر وہ بہیں کیا دیتے لیتے سبحانہ وتعالی الخ میں اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور تسبح لہ الخ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی ہر چیز اسکی تسبیح یعنی پاکی اور کبریائی بیان کرتی ہے ذی روح تو زبان سے اور جمادات زبان حال سے کہ انکا وجود اور انکی ہر حالت اسکی یکتائی پر دلیل ہے مگر تم غور نہیں کرتے انکی تسبیح نہیں سمجھتے - تمہارا یہہ جرم اس قابل تھا کہ دنیا میں تمہیں ہلاک کیا جاتا مگر وہ حلیم و غفور ہے -

صحیح بخاری میں عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں پانی نہ تھا ایک برتن لائے جسمیں کسیقدر پانی تھا حضرت صلعم نے اسمیں ہاتھ ڈالدیا تو آپکی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا جیسا چشمہ سے نکلتا ہے کہ تمام لشکر نے وضو کیا اور ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا - جمادات میں بھی خدا تعالے نے ایک طرح کا علم رکھا ہے جسکو وہی جانتا ہے ۱۲ منہ

ــه المفازۃ المطالعۃ والمهالکۃ والمغازلۃ ۱۲ منہ

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

اور جب آپ قران پڑہتے ہین توہم آپ کے اور انکے درمیان جو آخرت پر ایمان نہین رکھتے ایک گاڑہا پردہ ڈالدیتے ہین اور ہمنے انکے دلون پر پردے ڈالدئیے ہین تاکہ قرآن نہ

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ

سمجھہ سکین اور اُنکے کانون مین بہی گرانی ڈالدی ہے (تاکہ سنکر نہ سکین) اور جب آپ قرآن مین اپنے رب کا تنہا ذکر کرتے ہین تو وہ پیٹھہ پہیر کر نفرت سے بہاگ پڑتے ہین ہم خوب جانتے ہین جسلیئے وہ اسکو سنتے ہین

اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

جبکہ آپ کی طرف کان لگاتے ہین اور جبکہ وہ سرگوشی کرتے ہین جبکہ ظالم کہتے ہین کہ بس تم تو ایک جادو کے مارے ہوئے کے پیچہے چلے جارہے ہو دیکہو آپ کی کیسی کیسی صفتین بیان کرتے ہین

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ربع وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

سو وہ توگمراہ ہوگئے پہر وہ رستہ نہین پاسکتے اور وہ یہ بہی کہتے ہین کہ کیا جب ہم مرکر ہڈیان اور چورا ہوجاینگے توکیا ہم نئے سری سے زندہ کرکے اٹہائے جاوینگے کہدو خواہ تم پتہر ہوجاو

اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

یا لوہا یا کوئی اور شی جو تمہارے دلون مین بڑی ہو تب ہی تم زندہ کئے جاؤگے اسپر وہ کہین گے کہ ہمکو کون دوبارہ جلائیگا کہدو وہی جسنے تمکو اول بار پیدا کیا ہے پہر تو آپ کے آگے

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا

سر ہلا ہلا کر یہہ کہین گے کہ وہ کب ہوگا کہدو شاید وہ وقت بہت ہی قریب آگیا ہو جسروز کہ وہ تمہین بلائیگا تو تم اسکی حمد کرتے ہوئے چلے آؤگے اور گمان کروگے کہ بہت ہی کم ٹہرے تہے

مستورا ساترا بما یستمعون بہ اے بسببہ من الہزء اذہم بدل من اذ قبلہ (ترکیب) یوم یدعوکم ظرف لیکون بحمدہ فی موضع الحال۔

تفسیر

آسمانون اور زمین کی چیزونکی تسبیح توتم اے مشرکین سمجہتے ہی نہ تہے تمہاری سمجہہ مین تو یہ قرآن مجید بہی نہین آتا جو خاص تمہاری زبان فصیح مین نازل ہوا ہے واذا قرأت الخ اور یہ نہ سمجہنا قران کا اسلئے ہے کہ جب تم اے نبی قران پڑہتے ہو تو انکی ازلی گمراہی کے پردے بیچمین حائل ہوجاتے مین جس کی وجہ سے مضامین مین غور و تامل نہین کرسکتے اور جو کوئی انکو دوسرا سمجہاوے تو سنتے ہی نہین۔ اور انکے حواس باطینہ کے ماؤف ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب قرآن مین توحید کا ذکر اور شرک کی برائی سنتے ہین تو بدک کر بہاگ جاتے ہین۔ یہ مکہ کے مشرکون کا حال بیان ہورہا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ جب انسان پر گمراہی اور بدبختی سوار ہوتی ہے تو نہ اسکا دل و دماغ درست رہتا ہے نہ عقل کتنا ہی سمجہاؤ نہین سمجہتا اور اسیکو پردے اور حجاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اوّل تو مکہ کے مشرک حضرت صلعم سے قران سنتے ہی نہ تہے اور جو کبہی مجلس مین ٹہر گئے تو اس غرض سے کہ کچھہ اسمین سے یاد کرین تاکہ پہر اسپر مسخر اور ہنسی کرین اور پہر آپسمین دس دس پانچ پانچ جمع ہوکر سرگوشیان کرتے اور یہ کہتے تہے کہ یہ لوگ جو اس نبی کے تابع ہورہے ہین احمق ہین یہ تو خود جادو کا مارا ہوا ہے کسینے اسپر سحر کردیا ہے اسلئے ایسی ایسی نئی نئی باتین کرتا ہے دیوانہ ہوگیا ہے نحن اعلم سے لیکر رجلا مسحورا تک مین یہی ذکر ہے اسپر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ دیکہو یہ بدنصیب تمپر کیا بے اصل عیب لگاتے ہین اور کوئی بات تو عیب کی ملتی نہین انظر الخ وقالوا سے انکی دوسری بات اور بیان فرماتا ہے کہ جسپر وہ بہکتے تہے وہ یہ کہ جب حضرت فرماتے تہے کہ مرکر پہر قیامت مین زندہ ہونگے تو وہ کہتے کہ جب ہم مٹی مین ملجاوینگے ہڈیونکا چورا ہوجاویگا تو پہر کیونکر زندہ ہوسکتے ہین اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ تمہارے نزدیک جو چیز قابل حیات نہین لوہا یا پتہر یا کوئی اور چیز اگر تم وہ بہی ہوجاؤ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا وہ دوبارا پہر پیدا کرنے پر قادر ہے پہر جب وہ قیامت مین بارگاہ عدالت مین طلب کریگا تو تم زندہ ہوکر اسکی خوف کے مارے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے جرم انکار و بت پرستی سے برأت ثابت کرتے ہوئے فورًا حاضر ہوجاؤگے اور یہ سمجہوگے کہ

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ

اور میرے بندونسے کہدو کہ وہ بات کہا کرین جو بہتر ہو کیونکہ شیطان آپسمین لڑوا دیتا ہے اسلیئے کہ شیطان تو انسان کا کہلا دشمن ہے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

تمہین خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تمپر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہین عذاب دے اور آپ کو ہمنے انکا ذمہ وار بنا کر تو بہیجا نہین اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو آسمانون اور زمین مین ہین

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور البتہ ہمنے ایک نبی کو دوسرے پر فضیلت دی اور ہمنے داؤد کو زبور عطا کی کہدو جنکا تمہین اسکے سوا گہمنڈ ہے لو انکو بلاؤ تو بہی وہ نہ تمہاری تکلیف دور کر سکین گے

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

نہ اسکو بدل سکین گے جنکو یہہ مشرکین پکارتے ہین ان مین سے جو اورون کی نسبت زیادہ مقرب ہے وہ خود اپنے لیئے اپنے رب کے تقرب کے وسیلے تلاش کرتے رہتے ہین اور اسکی رحمت کے

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

امیدوار رہتے ہین اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہین کیونکہ آپ کے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہیئے اور ایسی کوئی بستی نہین کہ جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کرین یا اسکو او کسی سخت عذاب مین مبتلا کرین

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یہہ کتاب مین لکہا جاچکا ہے

(ترکیب) ایہم مبتدا اقرب خبرہ وہو استفہام والجملۃ فی موضع نصب بیدعون۔ وقیل۔ اولئک مبتدا الذین یدعون ای یدعوہم الکفار صفت یبتغون خبرہ ایہم بدل من واو یبتغون فعلی الاول معناہ ان الہتہم اولئک یبتغون الوسیلۃ وہی القربۃ الی اللہ تعالٰی وایہم بدل ای یبتغی من ہو اقرب منہم وازلف الوسیلۃ فکیف بغیر الاقرب وضمن یبتغون معنی یحرصون ای یحرصون ایہم یکون اقرب الی اللہ بالطاعۃ والصلاح

(تفسیر) ثبوت معاد پر حجت قائم کر کے مسلمانون کو تعلیم کرتا ہی کہ تم مخالفون سے نرم اور اچھی باتین کیا کرو کیونکہ سختی سے شیطان باہم عداوت و نفرت پیدا کرا دیتا ہے وہ انسان کا دشمن ہے اور وہ اچھی بات یہہ ہے کہ تمہارا رب تمسے خوب واقف ہے اگر چاہے تمپر مہربانی کرے چاہے عذاب کرے بعض مفسرین کہتے ہین کہ اچھی بات سے مراد نرمی سے کلام کرنا ہی پہر حضرت کو فرماتا ہے کہ آپ انکے ذمہ وار نہین کہ وہ ہدایت پر آہی جاوین۔ مکے مین جب یہہ آیات نازل ہو رہی تہین تب یہ حال تہا کہ غریب مسلمانون پر چارون طرف سے حملہ تہا اور حضرت صلعم کے وعظ و پند کا گہر گہر چرچا ہو رہا تہا۔ مشرکین مکہ یہود کے بہکانے سکہانے سے یہ بہی کہا کرتے تہے کہ کیا خدا نے ہدایت کیلئے انہین غریب مفلس لوگونکو پسند کر لیا ہے اور پہر ہم مین سے محمد مین کیا فضیلت ہے جو اسپر کتاب اُتارتا ہے اور اُسکو نبی کیا ہے؟ اس کے جواب مین فرماتا ہے وربک اعلم کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خدا خوب جانتا ہے آسمان و زمین کی کوئی بات اس سے مخفی نہین تمہارے حال سے ہی واقف ہے وہ مختار ہے جسکو چاہے فضیلت دے خود انبیا مین اسنے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی داؤد کو زبور عطا کی۔ داؤد اور زبور کے ذکر مین یہود کو یہ بات ہی جتلانا مقصود ہے کہ یہ وہی نبی ہے کہ جسکی داؤد علیہ السلام نے خبر دی کہ جسکو شوکت و سلطنت بہی دیجاویگی مشرکین دلائل توحید سنکر اپنے معبودون کے فضائل بیان کیا کرتے تہے کہ یون کر سکتے ہین اور یہ دیسکتے ہین اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ اچہا انکو پکارو تو سہی دیکہین وہ تمہاری کونسی مصیبت مین کام آتے ہین۔ مشرکین بیشتر ملائکہ یا انبیا علیہم السلام یا اور صالحین کو پوجتے تہے اور انہین کے نام کی مورتین بنا رکہی تہین۔ فرماتا ہے کہ جنکو تم پکارتے ہو انکا خود یہ حال ہے کہ وہ اپنے رب کیلئے وسیلہ ڈہونڈتے ہین ایہم اقرب انمین سے جو زیادہ قریب ہے اسکا یہ حال ہے اورون کا تو کیا ذکر ہے اور اسکی رحمت کے امیدوار عذاب سے ڈرتے ہین پہر انکو پکارنا عبث ہے۔ مشرکین مکہ اسپر یہہ کہتے تہے کہ اچہا اگر یون ہے تو پہر ہماری شہر پر خدا بلا کیون نہین بہیجتا اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہے ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک ہو جاویگی اپنے اپنے موقع پر نیک موت سے برے عذاب سے۔ یا یہ معنی کہ جن بستیون کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا یا بلا مین مبتلا ہونا لکہا ہے وہ کتاب یعنے لوح محفوظ مین درج ہے اپنے وقت پر ہوگا گناہ کرنے سے ہم جلدی نہین کرتے۔ واللہ اعلم۔

ف بندہ اور اوسکے مالک مین جو بڑا رابطہ اور قوی وسیلہ ہے۔ وہ بندہ کا نیاز اور عبادت ہے ۱۲ منہ

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہمکو اُن معجزات کے بھیجنے سے اسی بات نے منع کر رکھا ہو کہ پہلے لوگون نے انکو جھٹلا دیا تہا چنانچہ ثمود کو ہمنے اونٹنی کا کھلا ہوا معجزہ دیا تہا پہر بہی انہون نے اسپر ظلم کیا اور یہہ نشانیان جو ہم

بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

بہیجتے ہین تو محض خوف دلانیکو اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تمسے کہدیا تہا کہ تمہارے ربنے سب کو قابو مین کر رکہا ہے اور وہ خواب جو ہمنے تمکو دکہایا اور وہ پیڑ خبیث کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے

الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا ۝

ان سب کو ان لوگون کے لیئے فتنہ ہی بنا دیا اور ہم تو انکو خوف دلاتے ہین سو اس سے انکی اور بہی شرارت بڑہتی جاتی ہے۔

ان کذب فی موضع رفع فاعل منعنا وفیہ حذف تقدیرہ الا اہلاک (ترکیب) المکذبین ونحن لا نرید اہلاک قریش فلذا لم نرسل بالایات المسئولۃ بہا۔

(تفسیر)

مشرکین مکہ جواب سے عاجز آکر یہ ہی کہا کرتے تہے کہ اگر آپ نبی ہین تو کوہ صفا کو سونیکا بنا دین اور مکہ کے پہاڑون کو ہٹا دین تا کہ کہیتی کیا کرین اسکے جواب مین یہ آیت نازل ہوئی وما منعنا الخ کہ ہم یہ بہی کر سکتے ہین مگر یون نہین کرتے کہ پہلی امتون مین بہی لوگون نے انبیا سے سوال کر کے معجزات طلب کیئے تہے اور پہلے وعدہ کر لیا تہا کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق معجزہ آویگا تو ہم ایمان لاوینگے مگر پہر بہی ایمان نہ لائے اور عادتِ الٰہی جاری ہے کہ جو ہٹ کر کے معجزات طلب کرتے ہین اور پہر بہی نہین ایمان لاتے تو ہلاک ہوتے ہین چنانچہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا سوال کیا انکے کہنے کے موافق اونٹنی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کونچین کاٹ ڈالین تب ہلاک ہوئے اس قسم کے معجزات خطرناک ہوتے ہین چنانچہ فرماتا ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا اور ہمکو اہل مکہ کا ہلاک کرنا مقصود نہین اسلیئے انکی یہ خواہشین پوری نہین کیجاتین۔ اس تفسیر پر سلف سے خلف تک جمہور مفسرین متفق ہین۔ پہر جو کوئی پادری اس آیت سے یہ ثابت کرے کہ آنحضرت صلعم سے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا۔ جیسا کہ فنڈر نے میزان الحق کتاب مین لکہا ہے اور پہر انکی تقلید نیچر مفسر نے کی ہے بڑی غلطی ہے۔ الآیات سے بواسطہ الف لام وہی آیات یعنی معجزات مقصود ہین کہ جنکا مشرکین سوال کرتے تہے نہ کہ کل مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے اور ابن عباس کا بہی یہی قول ہے جب مشرکین مکہ کی خواہش کے موافق معجزات کے بہیجنے سے صاف جواب ہوگیا تو انکو اور بہی دلیری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نبی نہین اور دڑاڑہی لگے اور ظلم ستم کرکے چاہتے تہے کہ آپ وعظ نہ بیان فرمایا کرین اسپر یہ آیت نازل ہوئی یا یون کہو اس آیت مین آپکی تسلی کر دی گئی واذ قلنا اور یاد کرو جب کہ ہم تمسے کہہ چکے ہین کہ تمہارے ربکے قابو مین سب لوگ ہین تو پہر تمہین کسیکا کیا خوف ہے آپ بے خوف ہو کر حکم الٰہی بیان کیا کرین۔

اسکے بعد وہ آنحضرت صلعم کی معراج پر اور بہی مضحکہ کرتے تہے کہ ہمارے کہنے سے معجزہ تو دکہایا نہین گیا آسمانون پر چلے گئے۔ شبا شب بیت المقدس پہنچ گئے جنت و دوزخ دیکہہ آئے اور نیز قرآن پر ہنسی کرتے تہے کہ عجب کلام ہے جس مین دوزخیون کے لیئے آگ مین رہنا اور زقوم کا درخت کہانا مذکور ہے (اس پیڑ کو تلخ و بدمزہ ہونیکی وجہ سے شجرۂ ملعونہ کہتے ہین اور قدیم عرب ایسی بُری چیزون کو ایسے ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تہے) اسکے جواب مین فرماتا ہے وما جعلنا الرویا التی الخ کہ ہمنے اس رویا کو اور اس شجرۂ ملعونہ کو بہی انکے لیئے فتنہ یعنے آزمایش کی چیز کر دیا کم عقل بد اعتقاد اسپر اعتراض کرتے ہین رویا اور شجرۂ ملعونہ سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مکہ مین تہے ایک خواب دیکہا تہا کہ مین مکہ چہوڑ کر ایک نئے شہر مین سکونت پذیر ہوا ہون وہانسے میرے دین کو ترقی ہوئی اور عالم مین آفتاب کے نور کیطرح بہت جلد پہیل گیا چونکہ یہہ خواب مکہ مین مشہور ہو گیا تہا اسپر قریش مکہ تمسخر کرتے تہے یہی انکے حق مین فتنہ یعنے گمراہی کا باعث ہو گیا جسکو خدا نے سچا کر دیا اور شجرۂ ملعونہ سے مراد زقوم کا پیڑ ہے چونکہ قرآن مین آچکا تہا کہ جہنمیون کی یہ غذا ہوگا اسپر بہی قریش مکہ بہت تمسخر کیا کرتے تہے کہ آگ مین پیڑ ایک خلاف قیاس بات ہے تو (صلعم) دیوانے ہین حالانکہ وہ پیڑ بہی آگ کا ہوگا اور یون بہی آگ مین ایک کیڑا رہتا ہے جسکو سمندر کہتے ہین نباتات کیا بلکہ حیوانات بہی آگ مین جی رہتے ہیں یہ بہی انکے لیئے فتنہ ہو گیا۔ اور ملعونہ اسلیئے اسکو کہتے ہین کہ بدمزہ ہے عرب بُری چیز کو خبیث اور ملعون کہا کرتے ہین بعض نے رویا سے معراج مراد لی ہے واللہ اعلم۔

※ وما نرسل بالآیات المقترحۃ الا تخویفا لمن ارسلت ہی علیہم مما یعقبہا من العذاب المستاصل (ابو السعود)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ قَالَ اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

اور (یاد کرو) جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پہر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہنے لگا کیا مین ایسے شخص کو سجدہ کرون کہ جسکو تونے مٹی سے بنایا کہا بہلا دیکھو تو یہی وہ ہے کہ جسکو

كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

تونے مجہپر فوقیت دی ہے اگر تونے مجھے قیامت تک رہنے دیا تو مین بہی تہوڑونسے کے سوا اسکی تمام نسل کی جڑھیں نہ کاٹ کر رہوں تو سہی فرمایا دفع ہو پہر جو انمین سے تیری پیروی کریگا اون کی اور تیری سب کی

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

جہنم پوری سزا ہے اور تو اپنی آواز سے جسکو ان مین سے ڈگمگا سکے تو ڈگمگا دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے بہی چڑہا دینا اور ان کے مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

اور اولاد مین بہی ساجہا لگالینا اور وعدے بہی کرنا اور شیطان کے وعدے ہی کیا ہین محض فریب بے شک میرے بندون پر تو تیرا کچھ بہی قابو چلیگا اور آپ کا رب کارسازی کیلئے بس ہے

(ترکیب) ہذا منصوب بارأیت والذی نعت له والمفعول الثانی محذوف تقدیرہ تفضیلہ۔ لاحتنکن جواب لئن۔ طینا منصوب بنزع الخافض ای من طین۔ قال الواحدی احتنکن اصله من احتناک الجراد الزرع وہو ان تستاصله باحنا کہا ثم استعمل علی الاستیلاء علی الشئی۔ وقیل ماخوذ من حنک الدابۃ اذا جعل الرسن فی حنکہا۔ والحنک ما تحت الذقن ومنه التحنیک الاستفزاز الازعاج والاستخفاف یقال افزہ واستفزہ ای ازعجہ واستخفہ واجلب قال الفراء وابو عبیدہ من الجلبۃ والصیاح وقال الزجاج الاجلاب الجمع ای اجمع علیہم العساکر وقال ابن السکیت الاجلاب الاستعانۃ ای استعن علیہم بکل ما تقدر والامر للتہدید۔ **(تفسیر)**

اب انکی سرکشی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ یہ شیطان کا اثر ہی جو بنی آدم پر چلا آتا ہے اور نیز اس قصہ مین اس طرف بہی اشارہ ہے کہ جسطرح شیطان آدمؑ کے مقابلہ مین مردود ہوا اب تم جو بنی آدم ہو کر شیطان کے بہکانیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہو گویا اپنے جد اعلیٰ کی نسل سے نکلکر شیطانی لشکر مین داخل ہوتے ہو جو تمہارے مردود ہونیکا قوی سبب ہے اس مناسبت سے اس قصہ کو یہان ذکر کیا۔ گو اور مناسبتون سے یہ قصہ سورۂ اعراف بقرہ حجر مین بہی مذکور ہو چکا ہے۔ خدا نے آدمؑ کیلئے فرشتونکو سجدہ تعظیمی کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا شیطان نے سجدہ سے انکار کیا آدمؑ کو کمتر اور اپنے آپ کو بہتر سمجھکر اسلئے کہا ءاسجد لمن خلقت طینا۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ سے کہا کہ مین اسکی اولاد کو کہ جسکو تونے مجہپر فضیلت دی ہے اپنے قابو مین کر لونگا اگر تونے مجھے قیامت تک مہلت دی۔ شیطان کو بنی آدم کی طینت معلوم ہو گئی ہوگی کہ وہ گمراہی کی طرف بہت جلد دوڑینگے جو اسنے اس زعم سے خدا تعالیٰ کے روبرو حسد مین بہر کر یہ بات کہ الا قلیلا اسنے یہ سمجھکر کہا کہ ان مین کچھ نیک بہی ہونگے جنپر میرا قابو نہ چلیگا۔ احتناک کے معنی ستیا ناس کر دینا کہتے ہین احتنک فلان ما عند فلان۔ یہ بہی معنے ہین قابو مین کر لینا لگام دینا ڈہٹی دینا تب یہ الدابۃ بحنکہا سے مشتق ہے مطلب یہ کہ انکو بالکل قابو مین کر لونگا چونکہ علم ازلی مین یہی تہا بہی اسلئے خدا تعالیٰ نے بہی فرما دیا اذہب اچہا کر مگر تیری اور تیرے متبعین کی کافی سزا جہنم ہوگی اور اسپر اسکو اجازت دی کہ تو انکو جسطرح چاہے بس مین کر لینا۔ خدا تعالیٰ نے چند چیزین فرمائیں۔ اول استفزز یقال افزہ الخوف واستفزہ ای ازعجہ واستخفہ۔ بصوتک یعنی اپنی آواز سے انہین بہسلا لینا شیطان کی آواز دل مین برے خیالات پیدا کرنا ہی بعض کہتے ہین جسقدر شہوت انگیز آوازین ہین راگ باجا عورتون کے زیور کی آواز سب شیطانی آواز ہی (دوم) واجلب علیہم بخیلک ورجلک انپر اپنا لشکر چڑہا لیجانا سوار بہی اور پیدل بہی شیطان کے سوار اور پیدل یا تو انسانی سوار و پیدل ہین جو معصیت میں کوشش کرتے ہین یا خود اسکے لشکر مین سوار و پیدل ہون۔ یہ بطور تمثیل کے ہی یعنے خوب زور لگا لینا سوم۔ شارکہم انکے مال و اولاد مین شریک ہو جانا۔ مال کی شرکت گناہ مین فضول خرچی مین خرچ کرنا۔ اچہی باتون میں صرف کرنیسے روکنا برے طور سے مال لینا چوری سے زنا سے غصب سے سود سے فریب سے۔ اسی طرح اولاد مین بہی شریک ہوتا ہے چہارم وعدہم۔ شیطانی وعدے دل میں لمبی چوڑی ناجائز آرزوئیں پیدا کرنا دنیا پر رغبت آخرت سے نفرت دلانا کہ میان جو کچھ مزہ ہے یہین ہے کیسی آخرت؟ اس کے رد مین فرمایا کہ شیطانی وعدے دہوکے کی ٹٹیان ہوتے ہین ارمان دل میں ہی رہتے ہیں کہ موت آ لیتی ہی اسکے بعد یہ بہی خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہدیا کہ ان عبادی میرے خالص بندون پر تیرا کوئی قابو نہوگا اور انکی کارسازی کیلئے اے محمد صلعم آپکا رب کافی ہوگا۔ توفیق و عنایت الٰہی ہمیشہ انکے سر پر سایہ فگن رہیگی۔ اونکی قوت ملکیہ پر قوت بہیمیہ کا غلبہ ہونے پائیگا۔ اس میں کفار پر تعریض بہی ہے

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ

تمہارا رب وہ ہے جو دریا مین تمہارے جہاز چلاتا ہے تاکہ تم اسکی روزی تلاش کرو کیونکہ وہ تمپر بڑا مہربان ہے اور جبکہ دریا مین تمپر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارتے ہو وہ سب

إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

کہوئے جاتے ہین پھر جبکہ وہ تمکو خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اس سے پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے پھر کیا تم اسبات سے نڈر ہوگئے کہ وہ تمکو خشکی کیطرف لاکر زمین میں دہسا دے یا تمپر آندہی کا پتھراؤ

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بھیجدے پھر تم کسیکو بھی اپنا مددگار نہ پاؤ کیا تمکو اس کا بھی خوف نہین رہا کہ وہ بارِ دگر تمکو پھر دریا مین لوٹا لائے پھر تمپر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے پھر تمہاری ناشکری سے تمہین

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ

غرق کردے پھر تمکو ہمپر کوئی دعوی کرنے والا بھی نہ ملے البتہ بنی آدم کو ہمنے عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسکو سوار کیا اور اچھی چیزین کہانے کو دین اور اپنی

عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ع

بہت سی مخلوقات پر اُن کو فضیلت عطا کی

(ترکیب) الا ایاہ استثنا منقطع وقیل متصل ان یخسف مفعول آمنتم بکم حال ہے یا یخسف کا صلہ جانب البر مفعول بہ۔ الازجا السوق والاجرا والتسییر معنی زاندان الحصب قال ابو عبیدہ والقتیبی

ہو الرمی ریحا شدیدا الحاصبۃ التی ترمی بالحصبا الصغار وقال الزجاج الحاصب التراب الذی فیہ حصبا وقیل الحاصب حجارۃ من السما تارۃ مصدر یجمع علی تیرہ وتارات والفہا واو ویاء

القاصف الریح الشدیدہ التی تکسر بشدۃ من قصف الشئ یقصف من ضرب یضرب تبیعا نصیرا او من یتبعنا بانکار ما نزلنا۔

(تفسیر) یہانسے پھر دلائلِ توحید شروع کرتا ہے اور مشرکین کی عاداتِ ناپسندیدہ کی برائی اور نیز یہ بات بھی تبلاتا ہے کہ خدا کے احسان یاد رکھا کرو اور پہلے جو فرمایا تھا کہ وہ بندونکا کارساز ہے اب

اس کارسازی کا جو نہایت بیکسی کیحالت مین ظہور پذیر ہوتی ہے اظہار فرماتا ہے ربکم الذی انسان کے اوپر جو کچھہ اسکے احسانات ہین وہ لاانتہا ہین انمیں سے وہ احسانات موقع بموقع بندونکو یاد دلاکر

اپنا وحدہ لاشریک لہ ہونا ثابت کیا کرتا ہے جو انکے نزدیک زیادہ تر قابل التفات ہوتے ہیں اس موقع پر عرب کو انکے سفر وحضر کی انعامات یاد دلاتا ہے عرب دریا میں سفر کرتے تھے یا خشکی میں اور اب بھی یہی حال ہے

دریا کا سفر کشتی کے ذریعہ سے ہوتا ہے خواہ وہ ہوائی ہو خواہ دخانی جو اس زمانہ میں ایجاد ہوئی ہیں اب سمندر کی ایسی پہاڑ سی موجوں میں ایک تنکے کی برابر یہ جہاز یا کشتی جو مسافرو یا تجارتی مال کو

لیکر آتی جاتی ہے اسکو اسیکا یدِ قدرت چلاتا ہے رحیما تک یہی مضمون ہے واذا مسکم الضر یہ وہ حالتِ اضطرار بیان فرماتا ہے جو دریا مین کبھی کبھی پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ طوفان مین مبتلا ہو جاتے ہیں۔

سو ایسے موقع پر انسان اپنے فطری قاعدہ سے پھر اسی معبود برحق کیطرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودوں کو بھول جاتا ہے (اگر جنکی فطرت میں فتور آگیا وہ اس حالت میں بھی اسکی طرف رجوع نہیں کرتے)

مگر عرب کے مشرک ایسا نہیں کرتے تھے وہ اسوقت خاص اللہ تعالے کو پکارتے تھے مگر فلما نجکم الخ جب خشکی پر آتے تھے تو پھر جاتے تھے پھر اپنے معبودونکی طرف رجوع کرتے تھے اسبات پر خدا تعالے الزام دیتا ہے

وکان الانسان کفورا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے افسوس ہے کہ آج کل عام لوگ اس بلا مین مبتلا ہین مصیبت کا وقت بھول جاتے ہین جب مصیبت خدا دور کر دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجا شکر کے

یہ ناشکری کرتے ہین کہ فسق وفجور میں مبتلا ہوتے ہین پہاں تک رنڈیوں کے ناچ کراتے ہیں اب اس بات پر تہدید فرماتا ہے کہ افامنتم الخ کیا تمکو اسبات سے پورا اطمینان ہوگیا ہے کہ اسحالت میں خدا قہر اور دوسری قسم

کی بلا نہیں بھیج سکیگا زمین میں غرق نہیں کرسکتا یا آسمان سے پتھر نہین برسا سکتا یا نہیں کرسکتا کہ تمکو پھر دریا کا سفر پیش آئے اور پھر تمکو اسی بلا مین پھنسا کر ہلاک کردے بنی آدم کا تو یہ حال ہے اور ہمارا یہ حال ہے

کہ ولقد کرمنا بنی آدم الخ کہ ہمنے ذات مین جسم مین صورت میں اوصاف میں علم میں اسکو مخلوقات پر عزت دی وحملناہم اور دریائی اور خشکی کے سفر میں سواری دی دریا میں کشتی پر اور خشکی میں اونٹ

گھوڑے گاڑی وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں اور رزقناہم سفر وحضر میں عمدہ چیزیں کہانے کو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو بزرگی بخشی۔

ل یہ بھی بزرگی تو ہی جو دن پر حضرت کے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہین اور ریلوں کو گاڑی میں جوتتے ہیں اسیطرح اور چیزوں پر آپ حکومت کر رہے ہین قوی باطنیہ کے زور سے جن اور فرشتوں سے بڑہ جاتے ہین ۱۲ منہ

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ

(پوری فضیلت (اس روز ظاہر ہوگی) کہ جسدن ہم ہر ایک شخص کو انکے امام کے ساتہہ بلائینگے پہر جسکو انکی کتاب داہنے ہاتہہ میں دیجاویگی سو وہ اپنی کتاب کو (خوشی سے) پڑہینگے اور رتی بہر تاگے کے برابر بہی ظلم نہوگا اور جو کوئی

كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

اس جہان میں اندہا بنا رہا تو وہ آخرت میں بہی اندہا رہیگا اور بہت ہی بڑا گمراہ ثابت ہوگا اور جو کچہہ ہمنے آپ کیطرف وحی کیا ہو مشرکین آپکو اس سے بچلانے ہی لگے تہے تاکہ آپ اس کے (قران کے)

عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ

سوا ہمپر کچہہ اور بہتان باندہنے لگیں اور جب تو آپ کو وہ دلی دوست بنالیتے اور اگر ہمنے آپ کو ثابت قدم نہ کیا ہوتا تو آپ تو کسیقدر انکی طرف جہک ہی چلے تہے جب تو ہم آپ کو

الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا

زندگی اور موت میں دوہرا مزہ بہی چکہاتے پہر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بہی نہ ملتا اور وہ تو تمکو زمین (مکہ) سے دہکیل دینے کو ہی تہے تاکہ آپکو وہان سے باہر کریں پہر تو وہ بہی

يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ ع

آپ کے بعد بہت ہی کم ٹہرنے پاتے تمسے پہلے ہمنے جسقدر نبی بہیجے ہیں ان میں ہمارا یہی دستور رہا ہے اور ہمارے دستور میں آپ کچہہ بہی فرق نہ پاوینگے۔

(تفسیر)

انسانوں کا باہمی فرق مراتب بیان فرماکر آخرت کا فرق مراتب جو حقیقی تفصیل ہے بیان فرماتا ہے، یوم ندعوا کل اناس بامامہم یعنے یاد کرو اسدن کو کہ جسدن ہر ایک شخص اپنے پیشوا کے ساتہہ بلایا جاویگا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ جسکی پیروی اور اقتدا کیجاتی ہے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رعیت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے اور نمازیوں کا امام نماز پڑہانیوالا ہے اور اسیطرح انسان کا دلی منشا، جو اسکو نیک یا بد کام پر تحریک کرتا ہے وہ بہی اسکا امام ہے اور اسیطرح گمراہی کے امام ہیں ہر ایک معنی کے لحاظ سے امام سے علمانے مختلف مرادیں لیں ہیں چنانچہ ابوہریرہؓ نبی مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک امت انکے نبی کے نام سے پکاری جاویگی اور اسیطرح ائمہ کفر سے بہی کہیں گے یا امۃ محمد یا امۃ موسیٰ یا امۃ فرعون وغیر ذالک۔ پس ہر ایک امت کو اسکے پیشوا کے ساتہہ حاضر کیا جاویگا۔ اہل جنت کے ساتہہ جنت میں اور دوزخی پیشوا کے ساتہہ دوزخ میں جاویں گے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے حسن وابو العالیہ اعمال مراد لیتے ہیں قتادہ نامہ اعمال۔ پہر نامہ اعمال کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جنکو داہنی طرف سے ملیگا وہی اسکو خوشی سے پڑہیں گے گرچہ بائیں طرف والے بہی پڑہیں گے مگر چونکہ وہ اعمال برے دیکہکر حسرت و رنج میں ہونگے خوشی سے نہ پڑہیں گے یہ خوش ہوکر پڑہیں گے درحقیقت انہیں کا پڑہنا پڑہنا ہے۔ پہر جو آخرت میں محروم رہیں گے انکی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے ومن کان الخ کہ جو اس دنیا میں اندہا رہا اسنے حق نہ دیکہا صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بہی نعماء الہی نہ دیکہیگا۔ اندہے ہونیسے مراد دل کا اندہا ہونا ہے نہ ظاہری آنکہوں کا سو دل کے اندہے وہاں بہی الطاف الہی سے اندہے رہیں گے کبہی خوشی اور حیات ابدی کا منہ نہ دیکہیں گے نہ اس تک پہنچیں گے راہ گم کردہ ہونگے۔

اسکے بعد دنیا میں دل کے اندہوں نے جو آنحضرت صلعم کو دوبارہ پہسلانا چاہا تہا سو اسکا بیان فرماتا ہے (اول) وان کادوا الخ اسکی شان نزول میں مفسرین نے مختلف روایتیں لکہی ہیں جنسے یہ نکلتا ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم کو کسی اپنی خواہش پر مجبور کرنا چاہا تہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نکریں یا کچہہ اور آپنے قدرے سکوت کیا جسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپکو بہکانا چاہتے تہے اگر آپ بہکتے تو آپکو ہم دنیا و آخرت میں دوچند عذاب دیتے خدا نے آپکو محفوظ رکہا (دوم) وان کادوا لیستفزونک اسکا صحیح شان نزول یہی ہے کہ مشرکین مکہ کچہہ فریب کرکے آنحضرت صلعم کو ہجرت سے پیشتر مکہ سے نکالدینا چاہتے تہے آپ انکی فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو آپ کے بعد انکو بہی وہاں زیادہ رہنا نصیب نہوتا انبیاء قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے نکالنے کے بعد اس قوم کو بہی وہاں امن نصیب نہیں ہوا۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ

آفتاب کے ڈہلنے سے رات کے اندہیرے تک نماز قائم کیا کرو اور نماز فجر پڑہا کرو البتہ فجر کے پڑہنے میں مجمع ہوتا ہے اور رات کے ایک حصہ میں تہجد بہی پڑہا کرو جو آپکے لئے فائدہ مند ہے امید ہی کہ آپ کا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

رب آپکو مقام محمود میں کہڑا کریگا اور دعا کیا کرو کہ اے رب مجہے خیر سے داخل کر (مدینہ میں) خیر ہی سے نکال (مکہ سے) اور میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ و شوکت عطا کر

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تہا اور قران میں ہم وہ چیزیں نازل کر رہے ہیں جو ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت ہیں اور نا انصافونکو تو اس سے

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور بہی نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے

الدلوک الدلک ایک جگہہ سے ٹلنا چونکہ ٹلنے میں ہاتہہ ایک جگہہ نہیں ٹہرتا (ترکیب) اسلئے اسکو دلک کہتے ہیں اور اسیوجہ سے اسکے معنے غروب کے بہی لئے ہیں کیونکہ اسمیں بہی ٹلنا ہے مگر یہان زوال ہی کے معنے مراد ہیں اور اسکو جمہور نے اختیار کیا ہی۔ الی غسق الخ متعلق ہی اقم کے قرآن الفجر معطوف ہی الصلوة پر یا اسکا نصب علی الاغرا ہے اسے علیک قرآن الفجر نافلة مصدر بمعنی تہجد اے تنفل نفلا وفاعلة ہہنا مصدر کالعاقبة۔ مقاما منصوب ہے ظرف ہوکر۔

(تفسیر) اقم الصلوة الہیات و معاد و نبوت کے مباحث کے بعد طاعت الہی کا حکم دیتا ہے اور نیز شیطان کی گمراہی اور بندوں کی ناشکری اور قیامت میں نامہ اعمال کے دئے جانے اور کفار کا حضرت صلعم کیطرف قصد بد کرنیکا اور آپ کو محفوظ رکہنے کا ذکر کرکے وہ عمل تعلیم فرماتا ہی جو شیطان کی گمراہی اور خدا کی ناشکری اور قیامت کی رسوائی سے اور کفار کے فریبوں سے بچاوے (یعنی نماز) اور نیز ان تیرہ حکموں کی تکمیل نماز بغیر ممکن نہیں یہی وہ عمل ہی کہ جو انسان کی روح اور قوی ملکیہ کو روشنی دیکر بندہ کو دار آخرت کا مشتاق کرتا ہی۔

تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں نماز فرض مراد ہی یعنی نماز پنجگانہ۔ مگر دلوک کے معنی میں اختلاف ہی ابن مسعودؓ اور نخعی و مقاتل بن حبان و ضحاک و سدی کہتے ہیں غروب آفتاب مراد ہے۔ اور ابن عباسؓ و ابن عمر و جابر اور عطا و مجاہد و حسن و اکثر تابعین بلکہ جمہور اسکے معنی دن ڈہلنے کے لیتے ہیں یہ لفظ دونوں معنی کے لئے آیا ہے مگر اخیر معنی بہت قرین قیاس اور مناسب مقام ہی اس تقریر پر جیساکہ امام ازہری کہتے ہیں یہ معنی ہونگے دن ڈہلنے سے شب کی سیاہی ہونے تک نماز قائم کر پس اسمیں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں اور صبح کی نماز چونکہ ایک مہتم بالشان نماز تہی اسلئے اسکو قران الفجر سے بیان فرمایا اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نماز تہجد بہی فرض تہی اگر ابتدا اسلام میں امت پر بہی فرض تہی جیساکہ سورۂ مزمل میں ہے مگر امت پر نماز پنجگانہ سے فرضیت جاتی رہی استحباب رہگیا جیساکہ اخیر سورۂ مزمل سے سمجہا جاتا ہی فاقرؤا ماتیسر من القران اسلئے آپ کو فرمایا ومن اللیل الخ کہ رات میں تہجد بہی پڑہو نافلة لک زیادة لک یعنی یہ نماز تمپر زائد ہی یا یہ معنی کہ اسکا تمکو زائد نفع ہی کسلئے کہ آپ معصوم ہیں گناہ سب بخشے گئے اب اسکا نفع ترقی درجات و مزید تقربات کا اکو ہی برخلاف امت کے کہ وہ گناہوں سے پاک نہیں اسکے بدلے میں انکے گناہ معاف ہونگے۔ مجاہد و قتادہ کہتے ہیں نافلة کا لفظ حضرت صلعم کے لئے بہی نفلی رہجانے پر دلالت کرتا ہے مگر آپ ہمیشہ تہجد پڑہا کرتے تہے یہانتک رات کو عبادت و نماز میں کہڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آئے تہے۔ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ قیام شب سے آپ کے پاؤں ورم کر آئے تہے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے گناہ معاف کئے گئے پہر آپ اسقدر مشقت کیوں اٹہاتے ہیں فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کہ کیا میں اسکی شکرگزاری نکروں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ صحیح احادیث میں آنحضرت صلعم کی نماز تہجد کی پوری کیفیت مذکور ہی کہ کبہی آدہی رات کے بعد اٹہکر وضو کرکے نماز میں مصروف ہوتے دو دو رکعت کی نیت باندہتے کبہی چار چار کی اخیر وتر پڑہتے صبح صادق سے قدرے پہلے اور کبہی دو رکعت پڑہکر پہر لیٹ جاتے پہر اٹہکر دو رکعت

پڑہتے اسیطرح رات گزار دیتے تہے - پہر اس کیفیت اور درد و سوز کا تو کچہ بیان ہی نہیں ہو سکتا کہ جو آنحضرت صلعم کو نماز میں ہوتا تہا آنکہوں سے آنسو جاری اور دل سے عشق الٰہی کا دہواں اٹہتا تہا جسکا اثر نہ صرف گہر کے لوگوں پر پڑتا تہا بلکہ عرب اور عجم پر بہی پڑا - تہجد کی نماز تمام انبیاء و صالحین کا قدیم دستور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی شب کو نماز پڑہتے یاد الٰہی کرتے تہے انکی پاکباز حواریوں کا بہی یہی دستور رہا ہے بعد میں یہہ آزادی و بے قیدی پیدا ہوگئی پہر یورپ کے ملحدوں نے اسکو اور بہی ترقی دی افسوس - مالکؒ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم کی نماز تہجد رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہوتی تہی چار چار نفلوں کی نیت باندہتے تہے اور تین وتر پڑہتے تہے - اور ایک روایت میں تیرہ رکعت بہی آئی ہیں چنانچہ مالک نے اس کو زیدؓ بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے -

ف (۱) غسق اللیل رات کی سیاہی اور اندہیرا قال الکسائی غسق اللیل غسوقاً الغسق بفتح السین اسم بمعنی سیلان کے ہیں کہتے ہیں غسقت العین تغسق جبکہ آنکہہ پانی سے بہر جاوے بہنے والے کو غاسق کہتے ہیں اسی لئے جہنمیوں سے جو پیپ بہیگی اسکو غساق کہتے ہیں - ابن عباسؓ سے نافع بن ارزق نے اس کے معنی پوچہے فرمایا رات کا اندہیرا چہا جانا آزہری کہتے ہیں جب شفق غائب ہو جائے غسق اللیل پایا گیا -

(۲) قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے کبہی جزء سے کل تعبیر ہوا کرتا ہے اسلئے نماز کو کبہی رکوع کبہی سجود کبہی تسبیح کہتے ہیں نماز میں قرآن پڑہا جاتا ہے خصوصاً صبح کی نماز میں اسکا زیادہ تر اہتمام ہوتا ہے اس لئے اس کو قرآن الفجر سے تعبیر کیا -

پہر قرآن الفجر کی نسبت فرماتا ہے ان قرآن الفجر کان مشہودا مشہود کے معنی حاضر کیا گیا یا جس کے پاس لوگ جمع ہوں یا گواہی دیا گیا ان معنے کے لحاظ سے اسکی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں اور سب ٹہیک ہیں ایک گروہ مفسرین کہتا ہے کہ صبح کی نماز میں ملائکہ رحمت آتے اور جمع ہوتے ہیں رات کے فرشتے جو انسان کے محافظ اور اوسکے اعمال کے نگران رہتے ہیں صبح کو جاتے اور دن کے آتے ہیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے - بعض کہتے ہیں کہ اور نمازوں کی نسبت صبح کی نماز میں صالحین زیادہ جمع ہوتے ہیں کیونکہ اسوقت کار دنیا بہی کم ہوتا ہے فرصت کا وقت ہے اور نیز خواب شیرین سے بیدار ہو کر خدا پرستوں کی جماعت میں شامل ہونا اور خدا سے دعا مانگنا اسکی نعمتوں کا شکریہ بجالانا بڑی عبادت ہے جسلئے اہتمام کیا جاتا ہے بعض کہتے ہیں یہ نور ظہور کا وقت ہے برکات و رحمت الٰہی اس پاکباز گروہ پر زیادہ تر اترتی ہے یہہ مورد و محل برکات ہے دوسرے معنی کے لحاظ سے بعض نے یہ فرمایا ہے کہ اس جماعت کے لوگوں کیلئے ملائکہ خدا کے آگے جاکر انکے حاضر دربار ہونیکی گواہی دیا کرتے ہیں اور یہ بہی ہے کہ یہہ نماز اس کے کمال قدرت کی شہادت ہے کیونکہ رات کا جانا دن کا آنا ظلمت شب دور ہونا نور کا ظہور ہونا انسان جو عالم خواب میں اس جہان سے غافل تہا اس کا بیدار ہونا گویا خواب عدم سے بیدا ہونا صبح کو اٹہنا حشر کا نمونہ ہے - اس لئے بالخصوص اس نماز کو جماعت سے ادا کرنا اور اسمیں زیادہ قرآن پڑہنا جس کے سننے کو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں مسنون اور امر موکد ہے -

(۳) تہجد شب اخیر کی نماز کو کہتے ہیں فتہجد بہ ای بالقرآن کما قال قم اللیل الا قلیلا الی قولہ ورتل القرآن ترتیلا - ہجود لغت میں سونیکو کہتے ہیں اور ہاجد سونے والا چونکہ یہ نماز سو کر پڑہی جاتی ہے اسلئے اسکو تہجد کہتے ہیں اور مصلی باللیل کو ہاجد و متہجد کہتے ہیں نماز تہجد کا وقت باتفاق جمہور علماء آدہی رات کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے غالباً اول شب میں انسان سو جاتا ہے پہر بیدار ہو کر یہ نماز پڑہتا ہے اسمیں یہ شرط نہیں کہ ضرور اول شب میں سوئے اور جو . . . دے گا تو نماز تہجد نہو گی -

آپ صلعم کو بالخصوص نماز تہجد کا حکم دینے کی وجہ بیان فرماتا ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کہ خدا تعالیٰ عنقریب آپ کو شافع محشر بنا کر مقام محمود میں کہڑا کرنیوالا ہے یہہ وہ کرامت و عزت ہے جو بنی آدم میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسی کو نصیب نہیں اس لئے سب سے زیادہ آنحضرت صلعم پر عبادت اور شب کا سوز گداز بہی فرض ہوا ؎ دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند ؛ دعائے نیم شبی دفع صد بلا بکند ؛

مقام محمود

آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ

ف مقام محمود یحمدہ القائم فیہ وکل من عرفہ وہو مطلق فی کل مقام یتضمن کرامۃ (بیضاوی) یعنی مقام محمود وہ عمدہ جگہ ہے کہ جہان کھڑا ہونیوالا اور اسکو جاننے والا اسکی حمد اور تعریف کرے مطلقا مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کہتے ہین۔ مقام کو محمود اسلئے کہا جاتا ہے کہ اسکی حمد کیجاتی ہے گو حمد اختیاری خوبیوں پر ہوتی ہے اور مقام کی خوبیاں اختیاری نہیں لیکن یا تو شرط اختیاری ہر جگہ نہیں یا حمد بمعنی مدح ہے یا یہ کہ وہ محمود فیہ ہے یعنی اس جگہ حمد کیجاتی ہے وہاں کھڑے ہونیوالے کی یا کھڑا ہونیوالا خدا تعالےٰ کی حمد کرتا ہے۔

ف عرف شرع میں **مقام محمود** سے اس آیت میں کہ جہاں آنحضرت صلعم کو کھڑا کرنیکا اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے باتفاق تمام مفسرین وہ مقام مراد ہے کہ جہاں حضرت قیامت کو روز عاصیوں کے لئے شفاعت کرنیکو کھڑے ہونگے جس روز کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک سب انبیا نفسی نفسی کہینگے اور کسیکو مجال نہوگی کہ شفاعت کی کرسی پر بیٹھے صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث میں نہایت صحیح حدیث جو مختلف راویوں سے مروی ہے شفاعت کبریٰ کی بیان میں یوں وارد ہے کہ قیامت کے روز لوگوں پر سختی ہوگی تو آدم کے پاس آئینگے کہ وہ شفاعت کریں مگر وہ عذر کرینگے یہانتک کہ یکے بعد دیگر سب انبیاء اولو العزم کے پاس آوینگے ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ علیہم السلام مگر سب ہی تو عذر کرینگے اور کہینگے کہ محمد کے پاس جاؤ جنکے خدا نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردئے آج بجز انکے اور کوئی اس لایق نہیں تب وہ میرے پاس آکر مجھسے درخواست کرینگے پھر میں خدا تعالیٰ کے پاس جاکر اُسکے آگے سجدہ میں گر پڑونگا اور بہت عرصہ تک سجدہ میں حمد وثنا کرتا رہونگا حکم ہوگا ای محمد سر اٹھا قل یسمع واشفع تشفع وسل تعطہ کہ کہہ تیرا کہا سنا جائیگا شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہوگی مانگ دیا جاویگا تب میں اسکی ثنا وصفت کرکے شفاعت کرونگا پھر ایک تعداد معین ہوگی کہ وہ جہنم سے میری شفاعت سے نکلیں گے باردگر پھر آکر اسیطرح سجدہ میں گرونگا پھر اسیطرح حکم ہوگا پھر ایک جماعت کثیر بخشی جاویگی الغرض اسیطرح تین بار کرونگا کہ پھر وہی تو جہنم میں رہجاوینگے کہ مطابق قرآن کے جہنم کیلئے سدا سدی کیلئے مقرر ہو چکے ہیں یعنی کافر و مشرک ؎ نماند بعصیاں کسے در گرو ٭ چو دارد چنیں سید پیش رو ٭

پہلے فرمایا تہا کہ وہ تمکو مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ نماز پڑہا کرو ان جاہلوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کرو اللہ آپکا حامی و ناصر ہے اب پھر اس واقعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہے یعنے جو اصلی کام ہے یعنی نماز و عبادت اسکو بجالاؤ اوس سے غافل نرہو دین دنیا میں اس سے سرسبزی اور برتری ہے رہا مکہ سے نکلنا اور قریش کا اسبات کے درپے ہونا یہ تو ایک امر مقدر ہے جسپر قضاء و قدر نے اسلام کی ترقی وابستہ کررکہی ہے اسکے لئے اے نبی یہ دعاء کیا کرو۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی تو اے اللہ مجہ مکہ سے سچائی سے نکال کہ پہر میرے دل میں حب وطن نرہے اور ان مشرکوں کی طرف پہر تکالیف برداشت نہ کرنی پڑیں اور نیز سچائی کے ساتہہ نکالنے سے یہ بہی مراد ہے کہ خاص تیرے ہی لئے اور تیری ہی راہ میں ہجرت ہو کسی دنیاوی غرض یا کسی جرم پر جلاوطنی نہو اور مدینہ میں مجہے سچائی سے داخل کر۔ اور چونکہ اس دین کا تمام دنیا پر پہیلنا ٹہر چکا ہے اور پردیس میں قوت ہی نہیں ہوتی اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ و قیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شریر و سرکش بہی ہیں اسلئے یہ بہی دعاء کرو واجعلنی من لدنک سلطانا نصیرا کہ مجہے اپنی ہانکی قوت و شوکت بہی عطا کر۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں حسب بشارت زبور خدا تعالیٰ نے وہ قوت و شوکت عطا کی کہ جس سے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ و قیصر کو مٹا دیا گیا کوئی شخص خدا کی دین کا مقابل نہوسکا۔ ادخلنی مدخل صدق الخ اس طرف بہی اشارہ ہے کہ مجہے دنیا سے سچائی کے ساتہہ نکال اور دار الخلد میں سچائی کے ساتہہ داخل کر اور یہ بہی کہ خواص بشریہ سے نکال خواص ملکیہ میں داخل کر وغیرہ ذلک من الاسرار۔

آنحضرت صلعم کی دعا قبول فرماکر ارشاد کرتا ہے وقل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کہ اب تاریکی کفر و بدکاری کا زمانہ گیا نور و صداقت کا زمانہ آگیا حق سے مراد اسلام ہے اور باطل سے کفر و بت پرستی و دیگر قبائح جو دنیا میں مروج تہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلعم کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے پاس چاروں طرف تین سو ساٹہہ بت رکہے تہے۔ ان میں سے جسکی طرف لکڑی سے یہ آیت پڑہکر اشارہ کرتے تہے وہ منہ کے بل گر پڑتا تہا فرماتا ہے کہ یہ باطل کا مٹنا اور حق کا آنا قرآن کے سبب سے ہے جسکو ہم نازل کر رہے ہیں وننزل من القرآن الخ کہ جسمیں ایمانداروں کے لئے امراض باطنیہ و ظاہریہ سے شفا ہے اور انکے لئے رحمت ہے اور بے انصافوں کو اس سے اور بہی نقصان ہوتا ہے جوں جوں وہ انکار کرتے جاتے ہیں خسارہ بڑہتا جاتا ہے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝ ع

اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا اور اکڑ نے لگتا ہی اور جب اسپر مصیبت آتی ہی تو ناامید ہو جاتا ہے کہدو ہر ایک اپنے اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہی پھر آپکے رب ہی کو خوب معلوم ہی کہ کون راہ راست پر ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اور آپ سے روح سے سوال کرتے ہیں کہدو روح میرے رب کے حکم سے ہی۔ اور تمکو علم جو دیا گیا ہے تو بہت ہی تھوڑا اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا ہے اسکو اٹھا لیجاویں

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

پھر تو آپکو اسکی بابت کوئی ہم سے مطالبہ کرنیوالا بھی نہ ملے مگر یہہ صرف آپ کے رب کی رحمت ہی (جو ایسا نہیں کرتا) بیشک اس کی آپ پر بڑی عنایت ہے

(ترکیب) نآ بالف بعد الہمزة لے بعد عن الطاعة ویقرء بہمزة بعد الالف وفیہ وجہان احدہما ہو مقلوب نأے والثانی ہو بمعنی نہض الا رحمة مفعول لہ والتقدیر حفظناہ عالیک للرحمة ۔ من ربک رحمة کی صفت یا حال ۔

(تفسیر) قرآن سے ظالموں کو زیادہ خسارہ ہونیکا یہ سبب نہیں کہ قرآن میں کوئی نقص ہے بلکہ یہ سبب ہے کہ واذا انعمنا علی الانسان الخ انسان کی جبلی عادت ہے کہ جب اسپر انعام الٰہی ہوتا ہے دولت و راحت ملتی ہے تو بجائے شکر گزاری و فرمانبرداری کے اکڑنے لگتا ہے متکبر ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتا اس لئے خسارہ میں پڑتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو بجائے صبر کے ناامید ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ اسپر بھی انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ہر ایک نیک و بد کو خواہ وہ کسی طریق پر کیوں نہ ہو مہلت دیتا ہے اس لئے آنحضرت کو حکم دیتا ہے قل کل یعمل الخ کہ کہدو ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے اپنے طریقہ پر عمل کر رہا ہے کئے جاؤ لیکن ان میں سے دراصل کون نیک ہے اسکو خدا ہی جانتا ہے مرنیکے بعد معلوم ہو جاویگا منجملہ اسباب خسران کے ایک یہ بھی تہا کہ وہ قرآن مجید پر ہمیشہ بیہودہ نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے چنانچہ ایکبار باہم مشورہ کیا کہ یہود اہل علم و اہل کتاب ہیں ان سے دریافت کرکے کوئی ایسی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنی چاہیئے کہ جسکا جواب نہ آسکے انہوں نے یہود سے دریافت کیا انہوں نے کہا تین باتیں پوچھو اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیدیا تو جانا کہ نبی ہے ورنہ نہیں اور تینوں باتیں بتلائیں اول روح سے سوال کرو دوم اصحاب کہف کا حال پوچھو سوم ذی القرنین کا حال پوچھو کہ وہ کون تھا اور کہاں کہاں گیا اور اسنے کیا کیا سب سے اول ویسئلونک عن الروح الخ یہ انہوں نے روح سے سوال کیا۔ فرماتا ہے کہ اے نبی آپ سے روح سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا ہے چونکہ یہ بیکار سوال تہا اور نیز حقائق اشیاء بالخصوص روح کی حقیقت کا ادراک کماہی ان کے فہم و استعداد سے باہر تہا اسلئے جواب میں فرمایا کہ قل الروح من امر ربی کہدو روح ایک امر ہے اسکے حکم سے بنی ہے حادث ہے قدیم ذاتی نہیں نہ وہ خدا ہے نہ اسکا کوئی جزو ہے بلکہ از قسم مخلوق ہے جسپر اور مخلوق کیطرح خدا کو اختیار و قدرت ہے من امر ربی سے یہ سب باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ اسقدر علم کافی ہے جواب شافی ہو گیا باقی رہا اسکی حقیقت کا ادراک کلی سو روح کا تو کیا اور بھی لاکھوں چیزوں کا انسان کو ادراک کلی نہیں خاک پانی کی بھی حقیقت پوری نہیں بتلا سکتے کیونکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کہ تمکو اے انسانوں یا اے سوال کرنے والو حقائق الاشیاء میں سے ادراک کا بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ روح کی حقیقت میں حکماء کا مباحثہ چلا آتا ہے اور ہر ایک قوم نے دور دراز کار خیالی گھوڑے دوڑائے ہیں اور اب تک بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا بھلا عرب کے جاہلوں سے بجز اسقدر جواب کے اور کیا کہا جاتا۔ اب اسبات کے ثبوت کیلئے کہ پیغمبر علیہ السلام جو کچھ فرماتے ہیں وہ الہام اور وحی کے ذریعہ سے ہے ان کی خانہ ساز اس میں کوئی بات ہی نہیں فرمایا جاتا ہے ولئن شئنا الخ کہ اگر ہم چاہتے تو قرآن مجید کو جو سرچشمہ علوم ہے محو کر دیتے مگر ہمارا فضل ہے جو ایسا نہیں کیا یعنی یہ ہماری طرف سے ہے جس کے اٹھا لیجانے پر قادر ہیں۔

لہ بعض کہتے ہیں کہ روح جس سے سوال ہے وہ قرآن ہے قرآن پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہے۔ بعض کہتے ہیں روح سے مراد جبرئیل ہیں بعض کہتے ہیں وہ روح اعظم ہے جو ملائکہ سے برتر ہے جسکا اثر سماوات و علویات پر اسطرح سے ہے کہ جیسے آفتاب کا زمین پر گویا انسانی پاک روحوں کا وہی مرکز ہے اسی کی طرف انجذاب ہوتا ہے اسکی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بھی ہماری مخلوق چیز ہے ۱۲

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

کہدو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن بنا لانا چاہیں تو ایسا قرآن نہ لاسکیں گے گرچہ ان میں سے ایک دوسرے کی پشتی ہی پہ کیوں نہوا ہو اور ہم نے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ○

لوگوں کے لئے ہر ایک قسم کی مثال ہی کھول کھول کر بیان کردی پر اس پر بھی اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے اور کہا کہ ہم تمہیں ہرگز نہ مانینگے جبتک کہ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردو

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ○ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ○

یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو کہ پھر تم اس میں سے نہریں بہا کر نکالا کرو یا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ہمپر کوئی آسمان کا ٹکڑا نہ گرا دو یا تم اللہ اور فرشتوں کو روبرو نہ لا کھڑا کردو

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

یا تمہارے لئے کوئی سنہری مکان ہو یا تم آسمان میں نہ چڑھ جاؤ اور ہم تو تمہارے منتر کو ہرگز نہیں مانینگے جب تک تم ہمپر کوئی ایسی کتاب نہ نازل کرادو کہ جس کو ہم خود پڑھ لیا کریں کہدو سبحان اللہ میں کیا ہوں

بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

مگر ایک آدمی اسکا بھیجا ہوا

ع ۹

لا یاتون جواب للقسم ہے جواب قسم محذوف دل علیہ اللام الموطئۃ (ترکیب) ولولاہی لکان جواب الشرط بلا جزم لکون الشرط ماضیا - بیضاوی -

(تفسیر)

منجملہ ان باتوں کے کہ جن سے قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے تھے انکی ایک یہ بات بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ اس قرآن میں کونسی خوبی ہے؟ اگر چاہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بھی ہے کہ قرآن کی بابت فرمایا تھا کہ وہ ہماری طرف سے ہے اگر ہم چاہیں تو اسکو واپس لیجائیں پھر تمام مخلوق ملکر بھی زور لگائے تو ایسا قرآن نہ بنا سکے کما قال قل لئن اجتمعت الخ کہ تم کیا اگر تمہاری ساتھ تمہارے وہ جن بھی شریک ہوں کہ جنسے تم مدد مانگا کرتے ہو اور جنکی ذریعہ سے تمہاری کاہن غیب کی باتیں بتلا کر بڑی بڑے دعوی کیا کرتے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو اسکا مثل نہ بنا سکیں گے - بلاغت و فصاحت کے معجزہ کے علاوہ اس میں روح کو زندہ کرنیوالی انسان کے دل پر چوٹ مارنیوالی اور سب علوم الہامیہ کے متعلق وہ وہ باتیں ہیں کہ جنکو کوئی نہیں بتا سکتا - مقدمہ تفسیر میں اس مسئلہ کی خوب شرح ہو چکی ہے -

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے ابن عباس سے اس آیت کے بارہ میں یوں ہی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم چند یہود کو ساتھ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا قبلہ ترک کر دیا اور یہ قرآن توریت کے برابر نہیں ایسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں پھر آپ کا اتباع کیونکر کریں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی -

ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ شیبہ و عتبہ ربیعہ کے بیٹے اور ابو سفیان اور ولید بن المغیرہ و ابوجہل وغیرہم کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو مکہ خشک جگہ ہے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری کرے یا کوئی ایسا تر و تازہ باغ انگوروں اور کھجوروں کا لگا دے کہ جسمیں بڑی نہریں چلا کریں جیسا کہ عراق و شام ہے یا تو جیسا کہتا ہے کہ قیامت کو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گریگا تو اسکا کوئی ٹکڑا ہمپر ہی گرا دے یا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو لا کہ ہم انکو آنکھ سے دیکھیں اور ان سے پوچھیں کہ محمد کو تمنے رسول بنا کے بھیجا ہے یا کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا مکان موجود کر کے دکھا دے یا تو ہمارے سامنے آسمان پہ چڑھ جا اور وہاں سے کوئی لکھی ہوئی کتاب لا کہ جسکو ہم پڑھ لیں تب تو ہم تجھے مانیں گے ورنہ ہم تجھے نہیں اس کے جواب میں آیت نازل ہوئی وقالوا لن نؤمن الخ اسمیں تعلیم کر دی کہ ان سے کہدے سبحان اللہ یہ کیا لغو باتیں ہیں کیا تمنے مجھکو قادر مطلق سمجھ لیا ہے یا مجھے اسبات کا دعوی ہے تاکہ پھر تمہارے کہنے سے یہ باتیں کر دوں میں تو آدمی ہوں خدا تعالی کے حکم بغیر کچھ نہیں کرسکتا ہاں سوال یعنی احکام پہنچاؤ الا ہوں قرآن کو رقیہ یعنی منتر بتلایا یا ان پہلی باتوں کہ اگر یہ سب کچھ بھی ہو جائے تو یہ تمہارے جادو منتر کا اثر سمجھا جاویگا بلکہ آسمان پہ ہمارا او پر بھی کوئی کتاب تب واکہم

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ

اور لوگوں کو ایمان لانے سے جبکہ انکے پاس ہدایت آگئی صرف یہی بات مانع آئی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ - کہدو اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے کہ اطمینان سے چلتے پھرتے

مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ

تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی رسول بنا کر بھیجتے۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ بس ہے گواہی کیلئے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔ اور جسکو اللہ

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ

ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے اور جنکو وہ گمراہ کرے پھر انکے لئے اسکے سوا تمکو کوئی چارہ گر نہ ملیگا۔ اور ہم انکو قیامت کے دن منہ کے بل چلائینگے اندھے گونگے بہرے کر کے۔ انکا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا

جہنم ہے جب آگ بجھنے لگے گی تو ہم اور بھڑکا دینگے۔ یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہدیا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں تو پھر نئے سرے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟

(ترکیب)

الا ان قالوا جملہ فاعل منع فی الارض خبر کان ملائکہ موصوف یمشون ذی الحال مطمئنین حال سب اسم۔ لنزلنا جواب لو۔

(تفسیر)

عرب کے مشرکوں اور کافروں کا نبوت میں ایک یہ بھی بڑا شبہ تھا کہ نبی تو ہم جیسا ہی انسان ہے رسالت اور نبوت کے لئے تو ہم سے بالاتر اشخاص ہونے چاہئیں جو کہانے پینے زن و فرزند کے جملہ علائق سے پاک و صاف ہوں اور وہ فرشتے ہیں خدا نے اگر اپنے پیغام پہنچانے تھے تو فرشتوں کو کیوں رسول بنا کر نہ بھیجا یہی وہ ایک بات انکے دل میں کھٹکتی تھی جس سے وہ ایمان نہیں لاتے تھے شبہ کا جواب دیتا ہے ومامنع الناس الخ کہ رسول تو اسی قوم کا شخص ہونا چاہئے کہ جسکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے کیونکہ انکے تمام مفاسد اور موجود خرابیوں کو جنکی اصلاح کے لئے یہ بھیجا گیا ہے یہی خوب جان سکتا ہے اور نیز باہم موانست غیر جنس سے ممکن نہیں اور رسول کے لئے یہ بات ضروری ہے جسپر ہدایت کا مدار ہے اور نیز فرشتے بھی آتے تو انسان کی صورت میں ہی ہو کر آتے تاکہ ان سے کلام کریں دکھائی دیں سو اسپر یہی شبہ ہوتا کہ جانے یہ کون ہیں؟ اس لئے فرماتا ہے لوکان فی الارض الخ کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو ان کے پاس البتہ فرشتہ رسول ہو کر آتے اس کے بعد فرمایا کہ کہدو میری رسالت کی خدا گواہی دے رہا ہے سو یہ کافی ہے رہی ہدایت سو یہ اُس کے ہاتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہی ہدایت پر آتا ہے اور جسکو ازل سے گمراہی نصیب ہے اسکو کون ہدایت کر سکتا ہے نہ انسان نہ فرشتہ۔ مگر ان گمراہوں کا حشر میں یہ حال ہوگا ونحشرہم یوم القیامہ الخ کہ وہ منہ کے بل چلینگے اندھے گونگے بہرے ہونگے۔

منہ کے بل چلنا محاورہ ہے سر نگوں اور ذلیل ہو کر چلنے سے انکے دنیا میں تکبر کرنے کے بدلہ میں۔ اور حقیقت پر بھی محمول ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ اسطرح چلانے پر بھی قادر ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے[1]۔ دوزخیوں کا اور آیات سے دیکھنے والا سننے والا کہنے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہاں اس کے خلاف ہے پس اس بہرے اندھے گونگے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی چیز دیکھنے میں نہ آئیگی نہ سننے میں نہ کہنے میں یا یہ حالت ان کی ابتداء حشر کے وقت ہو پھر حساب کے وقت یہ قوتیں دیجاویں۔ فرماتا ہے یہ سزا ان کے کفر اور انکار حشر کے سبب سے ہے۔

[1] چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں تین طور پر لوگ چلیں گے ایک پا پیادہ دوم سوار ہو کر سوم منہ کے بل کسی نے کہا منہ کے بل کیونکر چل سکیں گے فرمایا جنے پاؤں کے بل چلایا گیا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ۱۲ منہ

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ○

کیا وہ نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ویسے اور بھی بنا سکتا ہے اور انکی بار دگر پیدا کرنیکے لیے اس نے ایک میعاد مقرر کردی ہے جسمیں کوئی بھی شک نہیں اسپر بھی ظالم انکار کئے بغیر نر ہے

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ع وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

کہدو اگر میرے رب کی رحمت کی خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو خرچ ہوجانے کے ڈر سے تم انکو بند کرکے ہی رکھتے اور انسان بڑا تنگدل ہے ۔ اور البتہ موسیٰؑ کو ہمنے نو نشانیاں کھلی ہوئی دیں تھیں

فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ○ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ

پھر بنی اسرائیل سے ہی پوچھہ دیکھو جب کہ موسیٰ ان کے پاس آیا تو فرعون نے کہدیا کہ اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کا مارا ہوا جانتا ہوں ۔ موسیٰ نے کہا یہ تو تجھکو معلوم ہوچکا ہے کہ یہ معجزات آسمانوں

وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ○ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ○ وَقُلْنَا

اور زمین کے مالک ہی نے لوگونکہ سوجھانے کو اتارے ہیں اور میں تو اے فرعون تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہوں ۔ پس اسنے چاہا کہ انکو زمین سے اکھیڑدے تب تو ہمنے اسکو اور اسکے ساتھہ والوں سب کو ڈبو دیا ۔ اور اس کے

مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ ○

بعد ہمنے بنی اسرائیل سے کہدیا کہ زمین پر آرام سے بسو ۔

انتم مرفوع ہے فعل محذوف سے جس کی تفسیر تملکون ہے اذا لامسکتم جواب لو (**ترکیب**) خشیۃ منصوب ہے مفعول لہ امسکتم کا ہوکر ہؤلاء اشارہ ہے آیات کی طرف الثبور الہلاک و الخسران ۔ ان یستفزہم اے یقلعہم ویستاصلہم ۔ جمیعا اے فرعون ہذا الزمان ومن کان معہ فی عسکرہ لا جمیع القوم ۔

منکر حشر تعجب سے کہتے تھے کہ جب ہڈیاں ہوکر چورا چورا ہوجاویں گے (**تفسیر**) بھلا پھر کیونکر بار دگر زندہ ہونگے اس شبہ کا جواب مختلف طور سے قرآن میں دیا گیا ہے یہاں اپنی قدرت کاملہ کی اثبات سے دیتا ہے اور مسئلہ نبوت کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ حشر میں کلام ہوتا ہے فقال اولم یروا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر کیا وہ قادر تمکو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا اسپر بھی وہ ظالم نہیں مانتے اسکے بعد دوسری دلیل بیان فرماتا ہے جس سے حشر کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے اور نبوت کا بھی جسمیں پہلے سے کلام تہا فقال قل لو انتم کہ انسے کہدو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کیسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور انکے اندر کے رہنے والوں کو شب و روز بیشمار چیزیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا یا قید دینے کیلئے ہماری فیاضی سے کیا بعید ہے تم اپنے حال پر قیاس کرتے ہو ہاں تمہاری فطرت میں یہ بخل ہے کہ اگر تمہارے ہاتھہ میں رحمت کے خزانے بھی آجاویں تو تم اس خوف سے کہ مبادا کم ہوجاویں صرف کیسے ہاتھہ روکو بند کرکے رکھو اور ہمارے ہاں کس چیز کی کمی ہے ہماری فیاضی ہمارے خزائن میں کمی نہیں کرتی نہ کسی فعل کو کرنیسے ہماری قوت کم ہوتی ہے اپنے حال پر ہمکو قیاس نہ کرو مسئلہ نبوت کا ثبوت اسطور پر ہے کہ ہم فیاض ہیں انسان کی روحانی اور دار آخرت کی تعلیم کی بارہ میں ہماری قدیم فیاضی ہے دیکھو ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات الخ کہ موسیٰؑ کو ہمنے نو نشانیاں یعنی معجزات عطا کئے تھے ید بیضا وغیرہ ۔ اس سبب سے پھر موسیٰؑ اور فرعون کے قصہ کا بار دیگر ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس ذکر میں یہ اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھہ نئے رسول نہیں ہیں جو تم کہتے ہو فرشتہ رسول کیوں نہوا ان سے پہلے عیسیٰ رسول ہوچکے ہیں اور چونکہ تم انسے معجزات ایمان لانیکے کیلئے نہیں مانگتے بلکہ محض عناد و سرکشی سے سو یہ ہماری عادت نہیں ورنہ ہمنے پہلے موسیٰؑ کو کیا نو معجزے کھلے کھلے نہیں دیے تھے اور جسطرح تم محمد سے مقابلہ کرتے ہو یہہ بھی کچھہ نئی بات نہیں موسیٰؑ سے فرعون اور اسکے سرداروں نے کیا کچھہ نہیں کیا تھا پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کو زمین شام پر بسنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ بسے اور حاکم ہوئے اسمیں اشارہ ہے کہ جسطرح اوس جبار سے چشمہ نبوت بند نہوسکا تمسے بھی نہو سکیگا اور سیطرح اس نبی کے پیرو بھی ملک کے مالک ہونگے حضرت موسیٰؑ کو انکی پیشین گوئی کے مطابق جیسا کہ توراۃ استثناء کے اٹھارہویں باب میں ہے حضرتؐ سے کمال مشابہت ہے اس لئے موسیٰؑ کا ذکر آیا اور نیز مکہ والے یہود سے پوچھہ پوچھہ کر سوال کرتے تھے اسلئے ان آیتوں کی تصدیق کیلئے فرمایا فسئل بنی اسرائیل کہ ان سے ہی پوچھہ دیکھو اسکے بعد اصل قصہ کو تمام کرتا ہے کہ فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کرکے ہمنے بنی اسرائیل سے کہدیا تہا کہ لو اب آرام سے زمین پر بسو ملک میں پہیل کر عافیت سے رہو

فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ

پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آوینگے۔ اور ہمنے اسکو (قرآن) سچائی سے نازل کیا اور وہ سچائی ہی سے نازل ہوا اور آپ کو جو ہمنے بھیجا تو خوشی اور ڈر سنانے کو اور قرآن کو پارہ پارہ ہمنے اسلئے کیا کہ

عَلَى النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنا دیں اور ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل بھی کیا ہے کہدو تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (مگر) جنکو اس سے پہلے سے علم دیا گیا ہے وہ تو جب انکو قرآن پڑھکر سنایا جاتا ہے منہ کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہیگا۔ اور منہ کے بل سجدہ میں گر کے روتے جاتے ہیں اور قرآن کے سبب وہ اور بھی خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں۔ کہدو اللہ کو پکارو خواہ

الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

رحمان کو پکارو جس نام سے پکارو سب اسیکے عمدہ نام ہیں اور اپنی نماز نہ تو چلا کے پڑھا کرو نہ چپکے سے ہی پڑھو بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کر لو۔ کہو سب خوبیاں اللہ کو سزاوار ہیں

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

جسنے کوئی اولاد نہ بنائی اور نہ اسکی سلطنت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ اسلئے کہ وہ کمزور ہو اسکا کوئی مددگار ہے اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو

(ترکیب) لفیفا حال ہے ضمیر کم سے اور جیعا وقرانا منصوب بفعل مقدر ای اقرانک قرانا وقیل مضمر بفسرہ ما بعدہ وہو فرقناہ بالتخفیف عند الجمہور وقری مشددا ایکون حال من یخرون۔

(تفسیر) فاذا جاء الخ کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔ وعد الاخرۃ سے بعض کہتے وہ دوسرا وعدہ مراد ہے جسکا ذکر اول سورۃ میں تھا یعنی تم دوبارہ سرکشی کروگے اور دوبارہ تمپر آفت آئیگی اسیحالت میں پائے گا کہ بربادی کے بعد تمکو پھر ہم ایک جگہ جمع کرینگے چنانچہ بابل کی اسیری کے بعد پھر بنی اسرائیل مجتمع ہوئے بعض مفسرین کہتے ہیں یہاں سے بعد کا کلام مسئلہ حشر کی بابت شروع ہی وہ جو کہتے تھے کہ جب ہڈیوں کا چورا ہو جائیگا ہم کیونکر زندہ ہونگے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تمہارے مختلف اجزا کو جمع کر کے لے آئینگے اور تم تو کیا تمہارے اگلے پچھلوں کو بھی سمیٹ لے آئینگے و بالحق انزلناہ الخ یہاں سے پھر انکے شبہات کا جواب ہے جو وہ قرآن مجید کی بابت کیا کرتے تھے کہ اس قرآن کو سچائی سے ہمنے نازل کیا ہے کسی اور نے نہیں نہ اسکو محمد نے آپ بنا لیا ہے اور سچائی ہی سے نازل ہوا ہے نہ اسمیں کوئی بات غلط اور جھوٹ ہے نہ اسکے نازل ہونے میں کوئی آمیزش وہم و شیطانی ہی ہے پھر جو ایسی کتاب کو بھی نہ مانے تو وہ محض بدنصیب ہے اے پیغمبر آپ ایسے بدنصیبوں ازلی اندھوں پر کیا غم کہاتے ہیں وما ارسلناک الا مبشرا ونذیرا آپ کو تو صرف ہمنے اسی لئے بھیجا ہے کہ نیکوں کو انکی حیات ابدی کا مژدہ سنا دیں اور بدوں کو انکے انجام بد سے ڈرا دیں۔ اور اس قرآن کو ہمنے یکبارگی اسی لئے نازل نہیں کیا کہ انپر بار نہ ہو جاے بلکہ وقرانا فرقناہ ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کر کے اس مصلحت سے نازل کیا ہے کہ لتقراہ علی الناس علی مکث الخ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر انکے حاجات و ضروریات دینیہ کا لحاظ کر کے سنا دیں یکبارگی نازل کرنے میں ہدایات لہان عرب کے لوگ بیشتر بے لکھے پڑھے تھے ایکبارگی اتنی بڑی کتاب کی ان سے محافظت ہی نہو سکتی لامحالہ اس میں تحریف و تبدیل ہو جاتی اور نیز انکو تدریجا نیکی کی طرف لانا مصلحت اور اثر پذیر تھا سب احکام کی دفعۃً تعمیل کا حکم دینا انپر شاق ہو جاتا۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر آگے بھی جو کچھ کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں انکے بھی معنی ہیں کہ حسب ضرورت عباد وقتاً فوقتاً الہام ہوا اسکو جمع کر لیا وہ ایک کتاب یا صحیفہ ہو گیا یہ نہیں کہ لکھی لکھائی کوئی کتاب آسمان سے نبی پر آپڑی ہو یا فرشتہ نے لا کر دی ہو جیسا کہ مشرکین طلب کرتے تھے تھوڑا تھوڑا الہام ہونے میں یہ مصلحتیں ہیں اسپر یہ شبہ کرنا کہ اور مصنفوں کی طرح سوچ سوچ کر تصنیف کرتے تھے محض نادانی سے کیونکہ یکبار لکھی لکھائی کتاب آنے میں تو اور بھی صدہا شبہات پیش آتے اور نیز الہام کے معنی بھی پائے نہ جاتے کیونکہ الہامی وہ حالت ہے کہ بشر بشریت کے خواص سے علیحدہ ہو کر ملکیت کے سلسلہ میں منسلک ہو جائے اور حجاب جسمانی اٹھ جانیکے بعد یا بذریعہ ملک مقرب کہ جسکو ناموس اکبر کہتے ہیں یا بلا ذریعہ اس نبی کے دل پر صرف مطالب یا مطالب مع الفاظ القا ہوں۔

ان شبہات کا جواب دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیجاتی ہے اور شان بے نیازی بھی ظاہر فرمائی جاتی ہے قل آمنوا بہ او لا تؤمنوا الخ کہ آپ ان سے کہدیں تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تمہارے ایمان لانے سے اسکی شان نہیں بڑھ جانے کی اور ایمان نہ لانے سے اسکی خوبی میں کوئی فرق نہ آئیگا تم جاہل بے عقل ہو

ہاں جو اہل علم ہیں جنکو پہلے سے علم دیا گیا (یعنی اہل کتاب جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان و ابوذر وغیرہم جو انبیاء سابقین کی خبروں کی وجہ سے منتظر تھے کہ کب آخری نبی آتا ہے یا یہ مراد کہ جن کی روحانیت میں ازل سے علم و ادراک ودیعت رکھا گیا ہے) وہ اسکی بے انتہا خوبیاں دیکھکر اسپر ایمان بھی لاتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو روح کو حرکت دینے والے مضامین سنکر روکر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور سجدہ میں اللہ کی تسبیح کرکے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے رب نے قرآن میں (خصوصًا دار آخرت کی بابت) وعدے کئے ہیں وہ قطعًا ہوکر رہیں گے اور یہ کیفیت انکی قرآن کے سننے سے اور زیادہ ہوتی ہے ویزیدہم القرآن خشوعًا وتضرعًا ای یزیدہم اعتبار ان کا ہے اور وہ جو ازلی گمراہ ہیں انہوں نے نہ مانا تو کیا ہمیشہ ازلی بدنصیب انبیاء کی کتابوں کا انکار ہی کرتے آئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس آیت کو سنکر سجدہ کرنا چاہئے اس جگہ علماء کے نزدیک سجدہ واجب ہے۔ قرآن نازل کرنے اور نبی کے مبعوث کرنیسے مقصود اصلی اللہ کی عبادت ہے اور عبادت کا لب لباب دعا ہے جسمیں بندہ اپنے مالک کے آگے دل سے گریہ وزاری کرتا ہے کبھی زمین پر سر نیاز رکھتا ہے کبھی ہاتھ اٹھاتا ہے کبھی دل کو اسطرف لگاکر مراقبہ کرتا ہے اور زبان سے بھی کلمات حمد و ثنا باری ذکر کرتا جاتا ہے اس مجموعہ کو شرع اسلام میں نماز کہتے ہیں اسکے اور کرنیکا حکم دیتا ہے اور اسکا طریقہ بھی تعلیم فرماتا ہے فقال قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن الخ کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہدو خواہ اللہ لفظ سے دعا کرو یا رحمٰن کہے یا اللہ کہو یا یا رحمٰن کہکے دعا مانگو جس نام سے اسکو پکاروگے سب اسکے اچھے ہی اچھے نام ہیں اللہ کے نام ہیں جو اسم ذاتی ہے اسکے جلال و جبروت کی تجلی ہے محض ذات کیطرف بلا لحاظ صفات متوجہ ہونا اعلیٰ درجہ کے عرفاء کا مرتبہ ہے اور یہ مشکل ہے اور یہ مرتبہ نصیب نہو تو اسکے صفات کیساتھ اسکو پکارو اور صفات میں صفت رحمت تمہارے حال کے زیادہ تر مناسب ہے اور لفظ رحمٰن سے وہ زیادہ سمجھی جاتی ہے اسیلئے جسطرح لفظ اللہ عرب میں اسیکے لئے مخصوص تھا اسیطرح لفظ رحمٰن بھی بلا اضافہ اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے اس جملہ کی بابت ایک روایت بھی مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت یا اللہ یا رحمٰن کہہ رہے تھے مشرکین میں سے کسی نے تو یہ اعتراض کیا کہ ہمکو تو دو خداؤں کی عبادت سے منع کرتے ہیں آپ دو کے نام پکارتے ہیں اور کسی نے یہ کہا رحمٰن جو یمامہ میں کاہن ہے اسکو پکارتے ہیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ سب اللہ ہی کے نام ہیں اسکے ہر نام سے اسکو پکارو۔ و یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان حمقاء کے جواب میں یہ آیت پڑھی ہو جسکو نازل ہونے سے تعبیر کردیا گیا۔ خدا تعالےٰ کے باعتبار اسکی صفات کے بہت سے نام ہیں جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الرحمٰن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق البارئ المصور الغفار القہار الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود المجید الباعث الشہید الحق الوکیل القوی المتین الولی الحمید المحصی المبدی المعید المحی الممیت الحی القیوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الاخر الظاہر الباطن الوالی المتعالی البر التواب المنتقم العفو الرؤف مالک الملک ذو الجلال والاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی المانع الضار النافع النور الہادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور الستار۔ یہ ننانوے نام ہیں ان کے علاوہ اور بھی نام قرآن و احادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ رب العالمین المبین۔

انسان کی فطری عادت ہے کہ جسکو اس نے نہ آنکھ سے دیکھا ہو نہ ہاتھ سے چھوا ہو نہ زبان سے چکھا ہو نہ ناک سے سونگھا ہو جب کبھی خیال کرتا ہے تو اسکو انہیں چیزوں پر قیاس کرتا ہے جو اس کے دیکھنے میں آتے ہیں لیکن یہ ادراک ناقص خدا تعالیٰ اور اسکے صفات تک ہی نہیں پہونچتا اسی لئے عوام اپنی خیالی صفات اس میں ثابت کرکے ان صفات سے اسکو موسوم کرنے لگتے ہیں اور درحقیقت وہ صفات اس کے لئے عیب اور اسکے تقدس کے منافی ہوتے ہیں اس لئے اسماء کے ساتھ حسنیٰ کی قید بھی آیت میں بڑھادی گئی کہ اچھے نام۔ اور ناموں کا اچھا ہونا اسکے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے

انبیا علیہم السلام کے فرمانے پر موقوف ہے۔ اسلئے اہل اسلام کے علما متفق ہیں کہ خدا پاک کے نام توقیفی ہیں یعنی اسیقدر ناموں سے اسکو موسوم کرنا چاہیئے جو شرع سے ثابت ہیں اسکے علاوہ اور ناموں سے پکارنا ممنوع ہے۔

ہاں اگر اسکے اسما مبارک عرب کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اسکے ان اسماء حسنیٰ کا ترجمہ ہیں تو شاید ان سے پکارنے کی یا ان کے اطلاق کرنے کی اسپر بوقت ضرورت اجازت ہو۔ جیساکہ فارسی کا لفظ خدا جو اللہ کا ترجمہ ہے علماء اسلام اسکا استعمال کرتے آئے ہیں اسکے بعد اسکو اسکے ناموں سے کسطرح پر پکارا جاوے اسکا ہی ذکر کرتا ہے

فقال ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا۔ کہ نہ نماز پکار کر پڑہو نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان مگر اس میں کلام ہے کہ صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ جلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے۔ بقراءتک فیہا یسمعک المشرکون فیسبوا ویسبوا القرآن من انزلہ کہ مراد یہ ہے کہ نماز میں جو قرآن پڑہا جاتا ہے (جسکا بیشتر حصہ دعا ہے جیساکہ سورہ فاتحہ) اسکو نہ پکار کر پڑہ کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان۔ اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہہ سبب ہے کہ حضرت صلعم مکہ میں مخفی رہتے تھے مگر جب صحابہؓ کے ساتھہ نماز پڑہتے تہے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑہتے تہے جسکو سنکر مشرکین آنحضرت صلعم اور قرآن اور اسکے نازل کرنے والے کو گالیاں دیا کرتے تہے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ ابن جریر نے بھی ابن عباس رضہ سے اسکو دعا کے باب میں نازل ہونا بتلایا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں دونو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابو ہریرہؓ کی روایت میں اس کی تصریح ہی کردی ہے۔ الحاصل نماز میں جو قرآن پڑہا جاتا ہے یا اور کچھہ ادعیہ وغیرہ اسکو متوسط درجہ کی آواز سے پڑہنا چاہیے۔

بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ نہ سب نمازوں کو مخفی آواز سے پڑہو جیساکہ صبح و مغرب و عشا کی نماز کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف یا سونے کہانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو ظاہر کرکے جیساکہ ظہر و عصر کی نماز پس بعض کو پکار کر بعض کو آہستہ سے پڑہو۔

اسکو آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور اذکر ربک فی نفسک سے منسوخ کہنا غلطی ہے۔ اس کے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا اوصاف رذیلہ سے پاک ہونا ہی بتلاتا ہے۔ بقولہ وقل الحمد للہ الذی الخ کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے جیساکہ مشرکین و نصاری کہتے ہیں نہ اسکا کوئی خدائی میں شریک ہے جیساکہ لوگوں کا انبیاء و اولیا و ملائکہ و صالحین وغیرہم کی نسبت خیال ہے نہ اس کو کسیکی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیساکہ مشرکین اپنے معبودوں کو اس کا کارکن سمجھتے ہیں اور اس کی بڑائی بہت بڑھکر بیان کر وہ سب بری باتوں سے پاک اور برتر ہے۔ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ کس لطف کے ساتھہ کلام تمام کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

سورۃ کہف مکیہ ہی اسکے ایکسو دس آیات بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے سب خوبی اللہ ہی کے لئے ہے کہ جسنے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور جسمیں کچھ بھی کجی نہیں رکھی ٹھیک کردیا تاکہ لوگوں کو اس سخت عذاب سے جو اسکے پاس سے ہے ڈرائے

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۔ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۔ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا

اور ان ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں اس بات کا مژدہ دے کہ انکے لئے اچھا بدلا ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہا کریں گے اور تاکہ انکو بھی خوف دلائے کہ جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۔ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ

نہ تو اس بات کی انکو ہی کچھ خبر ہے اور نہ انکے باپ دادا کو بڑی بھاری بات ہے جو انکے منھ سے نکلتی ہے وہ سراسر جھوٹھ کہتے ہیں پھر کیا آپ اس افسوس میں کہ وہ اس بات پر ایمان

اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا [1]

نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالوگے جو کچھ زمین پر ہے اسکو ہمنے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ امتحان کریں کہ انمیں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور ہم تو جو کچھ اسپر ہے سبکو چٹیل میدان کر دینگے

ترکیب قیما صاحب الکشاف کہتے ہیں کہ یہ الکتاب سے حال نہیں ہوسکتا بلکہ یہ منصوب ہے مضمر سے والتقدیر لم یجعل لہ عوجا وجعلہ قیما صاحب حل العقد کہتے ہیں کہ یہ بدل ہے لم یجعل لہ عوجا سے کیونکہ اسکے معنی ہیں جعلہ مستقیما۔ لینذر انزل سے متعلق ہے انذر متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کیطرف کقولہ انا انذرناکم عذابا قریبا مگر یہاں صرف باسا ایک مفعول پر کفایت کی گئی ویبشر معطوف ہے ینذر پر ان لہم اے بان لہم جملہ یبشر کے متعلق یا اسکا بیان ماکثین مکث بمعنی قیام سے مشتق ہے جسکے معنی ٹھیر ارہنا یہ حال ہے ضمیر لہم سے ابدا منصوب ہے ظرف ہوکر من علم من زائد اور علم مرفوع علے الابتداء او الفاعلیۃ لاعتماد الظرف والجملۃ حالیۃ او مستانفۃ لبیان حالہم فی مقالہم کلمۃ منصوب ہے تمیز ہوکر ضمیر مبہم سے جو کبرت کی فاعل ہے کبرت رجلا مخصوص بالذم محذوف ہے۔ ای ہی فلعلک الخ جملہ دال بر جزا ء شرط ان لم یؤمنوا ہے اسفا مفعول لہ ہے باخع کا۔ قال اللیث بخع الرجل نفسہ اذا قتل۔

تفسیر اس سورہ کو سورۂ کہف اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کا حیرت انگیز حال بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سو کر جاگے تھے یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اسکے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں از انجملہ وہ ہے کہ جسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے براء سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رات کو گھر میں اس سورہ کو پڑھ رہا تھا اور گھوڑا بھی وہیں بندھا ہوا تھا گھوڑا بدکنے لگا اسنے اوپر سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک نور دکھائی دیا بادل کی طرح سایہ کیئے ہوئے تھا صبح کو اسنے یہ ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا کہ اسکو پڑھا کر یہ سکینہ (نور اطمینان) ہے جو اسکے پڑھنے سے نازل ہوئی تھی اور جمعہ کے روز اسکے پڑھنے کے فضائل بھی احادیث میں بکثرت ہیں سورۂ اسراء کے اخیر میں یہ تھا قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل اسجگہ اسکی حمد میں تین صفات سلبیہ مذکور ہوئے تھے کہ ستایش خدا کو ہے کہ جو اولاد اور شریک اور حامی مددگار بنانیسے پاک ہی اور اسکے خاتمہ میں یہ صفات سلبیہ لانا کمال بلاغت تھا کسلیئے کہ ابتداء سورہ میں سبحان الذی الخ تھا اور تسبیح صفات سلبیہ سے ہی ہوا کرتی ہے تاکہ ابتداء کلام کو خاتمہ سے مناسبت تامہ رہی مگر حمد ضرور کسی خوبی اور نعمت محمود پر ہوتی ہے تو اسجگہ سورۃ کو پھر حمد کے ساتھ شروع کیا اور جسپر اسکی حمد و ستائش ہونی چاہیئے ان میں سے اسکی بڑی خوبی اور بندوں پر نعمت اسکا ایک ایسی کتاب نازل کردینا ہے جسمیں اسکے بھی بہت سی صفات کمال مذکور ہیں اور بندوں کے لیئے نجات ابدی کا باعث ہی جس لئے ایک جگہہ قرآن کو روح کے ساتھ تعبیر کیا ہے اس سے بڑھکر بندوں پر اور کیا نعمت ہوگی پھر کتاب بھی کیسی کہ جسمیں کوئی بھی کجی نہیں نہ باعتبار الفاظ کے نہ باعتبار معانی کے بلکہ سراسر راست فقال الحمد للہ کہ جملہ ستایش اور تمام خوبیاں اللہ کو ہیں الذی انزل علی عبدہ الکتاب کہ جسنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن نازل کیا اور کتاب کے دو وصف ذکر فرمائے اول لم یجعل لہ عوجا اسمیں کتاب کے کمال ذاتی کیطرف اشارہ ہی دوم قیما جسمیں غیر کیلئے مکمل ہونیکیطرف اشارہ ہے

[1] قال الفراء الجرز الارض التی لانبات فیہا یقال جرزت الارض فہی مجروزۃ وجرزہا الجراد والشاۃ والابل اذا اکلت ما علیہا وامرءۃ جروز اذا کانت اکولا وسیف جراز اذا کان مستاصلا ۱۲ منہ

یعنی سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں کہ جسنے اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جسمیں کچھ کجی اور ٹیڑھ پن نہیں ہر ایک بات اسکی عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور نہ صرف اسمیں یہی وصف ہے بلکہ وہ کتاب قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کی کسوٹی اور راہ راست اور انکے تمام مصالح اخروی و دنیوی کی متکفل کیونکہ قیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی کی مصالح کا متکفل ہو۔ قیم کے لیئے دو باتیں ضرور ہیں اول یہہ کہ جسکا یہہ قیم ہوا سکو پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرے اور خوف دلاوے دوم اسکے فوائد اور ثمرات اعمال حسنہ اور تدابیر حسنہ کا مژدہ بھی دے تا کہ بری باتوں سے نفرت اور ان تدابیر حسنہ اور اعمال صالحہ کیطرف کامل رغبت ہو اس لیئے پہلی بات پوری کرنے کے لیئے یہہ فرمایا لینذر باسا شدیدا من لدنہ کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے برے اعمال پر جو ہلاکتیں اور عذاب پیش آتے ہیں خواہ دنیا میں جیسا کہ عاد و ثمود وغیرہ قوموں پر دنیاوی بلائیں آئیں خواہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں پیش آنے والی ہوں سب سے بندوں کو متنبہ کرتا ہے اور خواب گاہ دنیا کی گران نیند میں سونے والوں کو جگاتا ہے۔ دوسری بات پوری کرنے کے لیئے ویبشر المؤمنین فرمایا کہ ایمان والوں کو مژدہ دیتا ہے۔ پھر مومنین کا وصف ذکر کرتا ہے وہ کون ہیں الذین یعملون الصالحات جو نیک کام کرتے ہوں۔ نہ صرف ایمان لانے پر بس کر بیٹھے ہوں کیونکہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے سعادت اخرویہ تک نہیں پہنچاتا۔ اب ایک تو انکا ایمان تھا دوم اعمال صالحہ ان دونو باتوں کے لیئے دو انعام کا وعدہ فرمایا جاتا ہے اول ان لہم اجرا حسنا کہ انکے لیئے اچھا بدلا ملیگا یعنی حیات ابدی بہشت دوم ماکثین فیہ ابدا کہ وہ اس اجر حسن یعنی بہشت میں ہمیشہ رہا بھی کرینگے یہہ نہیں کہ وہ چندروزہ ہو پھر خوف دلانا ایک تو عام لوگوں کو عام باتوں پر ہوتا ہے جیسا کہ لینذر باسا شدیدا میں ذکر ہوا ایک خاص امر پر خوف دلانا ہوتا ہے جیسا کہ جس گناہ میں کوئی شخص مبتلا ہو اسکا نتیجہ بیان کیا جاوے۔ عرب کے مشرکین فرشتوں اور ارواح غیر مرئیہ کو خدا کی اولاد سمجھکر انکی پرستش کیا کرتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہیں اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے تھے اس لیئے ان تینوں فرقوں کی طرف عنان کلام کو پھیرا اور سب ہی پر سرزنش کی فقال وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا مالہم بہ من علم الخ اسمیں یہہ بھی تبلایا کہ اس اعتقاد باطل پر انکے پاس تو کیا انکے باپ دادا کے پاس بھی کوئی یقین دلانے والی سند نہیں محض توہم فاسد ہے یہ ایک تہدید تھی دوم کبرت کلمۃ کہ یہ بری اور سخت بات منھ سے نکال رہے ہیں سوم ان یقولون الخ وہ جھوٹ بکتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کی اصلاح کے لیئے آئے تھے تمام مخلوق کیلئے مجسم رحمت تھے باوجود اس خوف دلانیکے پھر بھی لوگوں کو اس اعتقاد باطل پر اڑے رہتے دیکھکر انکے نتیجۂ بد کے لحاظ سے شفقانہ طور پر بہت ہی غم و رنج کھاتے تھے جیسا کوئی شفیق باپ اپنی اولاد کی خراب کن حرکات پر برے نتائج خیال کر کے کڑھا کرتا ہے اور رنج کیا کرتا ہے یہی حال آپکا تھا اسپر وہ بے نیاز خدا جو رحیم و رحمن ہونیکے ساتھ جبار و قہار منتقم بھی ہے اپنے رسول پاک کی تسلی کرتا ہے کہ لعلک باخع الخ کہ کیا آپ ان نا ہنجاروں پر کڑھ کڑھ کے مرجائینگے اپنے آپکو اس غم میں ہلاک کر ڈالینگے یعنی ایسا نکرو تمہارا جو کام تھا تمام کر چکے اب ایک بات اور تھی جو ایماندار ون نیکوکار ون کو بسا اوقات خلجان میں ڈالتی ہے بلکہ بعض سست اعتقاد حق بینی سے پہلو تہی کرنے لگتے ہیں وہ یہ کہ جو لوگ نہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں نہ خدا پر اور اسی طرح وہ بھی جو خدا کیلئے اولاد تجویز کرتے ہیں اور انکے بھروسے پر طرح طرح کی بدکاری کرتے ہیں کہ یہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں یا خواہ مخواہ ہمکو اپنے باپ سے کہکے بخشوا دینگے باوجود اسکے دنیا میں وہ خوب سرسبز ہیں انکو مال و دولت حشمت ہر طرح کی کامرانی موجود ہوتی ہے بڑے مزے اڑاتے پھرتے ہیں لاکھوں روپیوں کے مالک عمدہ باغ اور کوٹھیوں اور گاؤں او سلطنتوں کے حاکم پھر شراب کباب رنڈی ناچ گانا بجانا اسپر ہوتے تازی عزت دار بنے گاڑیوں پر سوار پھرتے ہیں اور ہم خدا پرستی کی بدولت اس حالت میں مبتلا ہیں اسلیئے جسطرح اپنے رسول پاک کی تسلی کی تھی اسی طرح ایمانداروں کی بھی تسلی فرماتا ہے فقال انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا کہ یہ جو کچھ سامان ہمنے پیدا کیا ہے یہ دنیا کی زینت کیلئے بنایا ہے جو چندروزہ ہے اور دنیا بغیر اسکے مزین نہیں ہوتی دنیا اسیکا نام ہے یہ آخرت اور نئی زندگانی کی زینت نہیں جو ہمیشہ کے لیئے ہے اور یہہ سب کچھ اسی لیئے بنایا ہے کہ لنبلوہم ایہم احسن عملا اچھے اور بروں کا اسمیں امتحان ہو جاوے کہ دیوں تو ایک روز یعنے اسدن کہ نئی زندگانی کا جس سے آغاز ہوگا آغاز ہی میں ہم اس سب سامان کو صعید اجرزا کر دینگے سب نیست و نابود ہو جائیگا نہ وہ عمارات عالیہ رہینگی نہ وہ باغ جنکو خلد منزل کہتے تھے نہ وہ گھوڑے نہ وہ آرائش کا باقی سامان پھر نئی زندگی میں تو ان میں سے کوئی چیز بھی کار آمد نہوگی۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

کیا آپ غار اور کتبہ والوں کو ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے تعجب کی چیز سمجھتے ہیں۔ جب کہ چند جوان اس غار میں آبیٹھے پھر دعا مانگنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل کر اور ہمارے

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا أَمَدًا ۝ نَحْنُ

کام کا سر انجام کر دے تب ہم نے سالہائے سال تک غار میں انکے کان تھپک دیئے یعنی سلا دیا پھر ہم نے انکو جگا اٹھایا تاکہ ہم دیکھیں کہ دونوں فرقوں میں سے انکی مدت قیام کو کون خوب جانتا ہے۔ ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ إِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

آپکو انکی صحیح صحیح خبر سناتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور انکو ہم اور زیادہ ہدایت دیتے گئے اور انکے دلوں پر استقلال کی گرہیں لگا دیں جبکہ وہ (دربار بادشاہ بت پرست میں) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے

لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖ إِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَأْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ

کہ ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اسکے سوائے اور کسی معبود کو ہرگز نہ پکاریں گے اگر ایسا کیا تو بڑا ہی جھک مارا۔ ہماری قوم کے ان لوگوں نے جو اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں انکے معبود ہونے پر کوئی کھلی ہوئی دلیل کیوں پیش نہیں کرتے (پھر اس سے بڑھکر بھی

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ إِلَّا اللّٰهَ فَأْوٗٓا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

کوئی ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ بنائے (باہم آکر آپس میں کہنے لگے) کہ جب تم نے ان بت پرستوں کو اور جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو چھوڑ دیا تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا خدا تم پر اپنی رحمت برسا دے گا

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

اور تمہارے کام کو بھی آسان کر دے گا۔

ترکیب

ام منقطعہ مقدر ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کے لئے آتا ہے۔ جمہور کے نزدیک ہمزۂ استفہام اور دونکے نزدیک صرف بل مقدر ہی ہے۔ بل احسبت عجبا خبر ہے کانوا کی ومن آیاتنا حال ہے اس سے۔ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے۔ ضربنا کا مفعول حجابا محذوف۔ عددا منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر المعنی سنین ذات العدد۔ ہذا قول الفراء اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو بمعنی تعد عددا۔ ای مرفوع ہے مبتدا ہونے کے سبب اور احصی اسکی خبر ہے اور یہ جملہ نعلم سے متعلق ہے

تفسیر

زینت دنیا جس میں منہمک ہو کر انسان عقبیٰ کو کھو بیٹھتا ہے اور خدا پرستوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھ کر برا جانتا بلکہ انکو ستاتا بھی ہے اسکی نظیر اصحاب کہف کا واقعہ ہے اس مناسبت سے اصحاب کہف کے واقعۂ حیرت خیز کا ذکر شروع ہوا جسکو قریش نے پوچھا تھا۔ جواب کس عمدہ موقعہ پر اور کس عمدہ پیرایہ میں دیا جاتا ہے کہ اس آرائش و سامان چند روزہ کی محبت جس میں اغنیاء کے شکر اور غربا کے صبر کا امتحان ہوتا ہے اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔

محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دیا کرتا تھا اور وہ حیرہ وغیرہ اطراف عرب میں بھی جایا کرتا تھا وہاں سے رستم و اسفندیار و دیگر ایشیائی بادشاہوں کے قصے سن آتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ع ۱۲/۱۳

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ

(الحاصل وہ غار میں ایسے موقع پر سوئے) کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو انکے غار کے داہنی طرف سے اے مخاطب تجھکو ہٹا ہوا دکھائی دیگا اور جب ڈوبتا ہے تو انکی بائیں طرف سے کترا ہوا گزرجاتا ہی اور وہ ہیں کہ اسکے ایک گوشہ میں پڑے سوتے ہیں

آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

یہ اللہ کے عجائبات قدرت میں سے ہے جسکو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے تو پھر اسکے لئے آپکو کوئی بھی کارساز راہ بتانیوالا نہ ملیگا اور اے مخاطب تو جانے گا کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ پڑے سوتے ہیں اور ہم ہی انکو

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ

دائیں اور بائیں کروٹ بدلواتے رہتے ہیں اور انکا کتا ہے کہ دروازہ پر بازو پھیلائے ہوئے پڑا ہے۔ اے مخاطب اگر تو انہیں دیکھ پائے تو تجھے الٹے پاؤں بھاگتے ہی بن پڑے اور تجھ میں انکی دہشت بھر جاوے اور یونہی ہم نے

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا

انکو جگا بھی دیا تھا تاکہ باہم پوچھ گچھ کریں (بس) انہیں سے ایک نے پوچھا کہ بھلا تم کسقدر یہاں ٹھیرے رہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن یا کچھ کم رہے ہیں (اسکے بعد ہم سب یہی کہنے لگے کہ ہمارا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ جسقدر

أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝

کسی ایک کو یہ روپیہ دیکر شہر کو تو بھیجو اور اسکو چاہیئے کہ وہ اچھا کھانا دیکھ کر اس میں سے تمہارے پاس کچھ لادے اور چاہیئے کہ چپ کے سے آہی جائے اور کسیکو تمہاری خبر نہونے دے

ترکیب

وتری الشمس جملہ انکے حال بیان کرنے کے لئے تزا ور تتزاور ایک تے حذف ہوگئی من الزور بمعنی المیل ذات الیمین اے جہۃ الیمین ذات صفت ہے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئی کیونکہ یہہ ذو کا مونث ہے تقدیرہ تزاور عن کھفھم جہۃ ذات الیمین۔ فجوۃ مکان کا صحن یا گوشہ اسکی جمع فجوات آتی ہے۔ ایقاظ جمع یقظ و یقظان رقود مصدر سمی المفعول بہ اور جسنے جمع راقد کہا غلطی کی کیونکہ فاعل کی جمع فعول نہیں آتی۔

تفسیر

مقابلہ میں لوگوں کو سُنا کر حضرت صلعم سے روکتا تھا ایکبار وہ اور عتبہ بن ابی مُعیط دونوں علماء اہل کتاب کے پاس گئے انہوں نے کہا تم حضرتؐ سے یہہ چند باتیں پوچھو جو بمنزلہ اسرار کے ہیں باوجود اُمّی ہونے کے اگر انہوں نے ان واقعات کو نمسے بیان کر دیا تو جانیو کہ وہ نبی ہے ورنہ جھوٹھا مدعی۔ اول یہہ کہ وہ چند آدمی جو غار میں چھپے تھے کون تھے دوئم وہ بادشاہ کون تھا جو شرقاً غرباً مالک ہوگیا تھا (ذوالقرنین) سوئم روح کیا ہے۔ چنانچہ وہ آئے اور آکر قریش کے مشورہ سے حضرت سے سوال کیا۔ روح کے سوال کا جواب تو ہوچکا۔ اب اصحاب کہف کا حال بیان ہوتا ہے۔

کہف غار کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی المرقوم اے المکتوب پتھر یا سیسے کی وہ لوح کہ جسپر کچھ کتبہ ہو لوگوں نے اصحاب کہف کا مختصر سا حال ایک لوح پر کندہ کرکے اس غار کے دروازہ پر لگا دیا تھا بعض کہتے ہیں رقیم اُس پہاڑ کا نام ہے جسمیں وہ غار ہے۔

قصہ پیغمبر ما اصحاب کہف

ف — یہ کتبہ اُس غار پر کب لگایا گیا قرینہ یہی چاہتا ہے کہ جب بیدار ہوکر وہ شہر میں آئے اور چرچا ہوا پھر اُس غار میں جاکر غائب ہوگئے تب لوگوں نے اس غار کے منہ پر یہہ کتبہ لگایا ہوگا تاکہ آئندہ نسلوں کو انکا حال معلوم رہے ۱۲

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَّ

کیونکہ اگر وہ تمپر قابو پا جاوینگے تو تمہیں سنگسار کر ڈالینگے یا اپنے مذہب مین الٹا پھیر لادینگے اور تب تو تم کبھی فلاح نہ پاؤگے اور ہمنے انکو ان لوگوں پر یوں ظاہر کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہوجاوے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

أَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

قیامت میں کوئی شک نہیں (انکے ظاہر ہوئے بعد) جبکہ لوگ انکے امر میں آپسمیں جھگڑنے لگے پس بعض نے کہا کہ انکے غار پر ایک عمارت بناؤ اور انکے حال پر چھوڑ دو کیونکہ انکا رب ہی انہیں خوب جانتا ہے اور جنکی بات ان میں چلتی تھی انہوں نے کہا

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ

کہ ہم انپر ضرور ایک مسجد بنائینگے (جب اے نبی آپ انسے اصحاب کہف کا حال بیان کر چکے تو اب یہ منکرین اختلاف کرینگے) ابھی کہنے لگینگے کہ وہ تین تھے چوتھا انکا کتا تھا اور بعض اٹکل پچو یہ کہینگے کہ وہ پانچ تھے چھٹا کتا تھا اور بعض کہینگے کہ

وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ۝ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

ع ٥ / ١٥

اور آٹھواں انکا کتا تھا اے نبی انسے کہدو کہ انکی تعداد تو میرے رب کو ہی خوب معلوم ہے انکا اصلی حال تو بہت ہی کم لوگ جانتے ہین پس اے نبی انکے بارے میں ان لوگون سے گفتگو نکرو مگر سرسری اور انکا حال بھی ان میں سے کسی سے دریافت نکرو

ترکیب

ان یظہروا شرط یرجموا اور یعیدو جواب شرط - ولن تفلحوا اذا ابدا اے ان رجعتم الی دینہم لن تسعدوا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ اعثرنا اے اطلعنا غیرہم علی احوالہم یقال عثرت

علی کذا اے علمتہ لیعلموا کا فاعل ضمیر راجع الناس کی طرف - اذ ظرف ہے اعثرنا کا -

تفسیر

اس لیے ان لوگونکو اصحاب الکہف والرقیم کہتے ہیں - فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کیا آپ انکو ہماری آیات قدرت میں سے عجیب تر خیال کرتے ہیں؟ یہہ کچھ زیادہ عجیب نہیں اس سے بڑھکر ہماری نشانیاں ہر روز تمہارے سامنے موجود ہیں وہ کیا؟ آسمان و زمین کا پیدا کرنا ان میں چاند و سورج کا حرکت کرنا ہواؤں کا بدلنا انسان وحیوان ونباتات وجمادات کی پیدائش وغیرہ وغیرہ - یہہ قصہ کی تمہید تھی + اذ اوی الفتیۃ سے انکا قصہ شروع ہوتا ہے - فتیۃ فتیٰ کی جمع ہے جسکے معنی جوان کے ہیں اور جمع کی صورت میں چند جوان جیسا کہ صبی کی جمع صبیۃ آتی ہے یعنی وہ چند جوان اُس غار میں آ بیٹھے تو وہاں خدا سے یہ دعا کرنے لگے کہ ہمپر رحمت کر اس سختی اور تنگی کے وقت ہماری کارسازی کر فضربنا علی آذانہم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے انکے کانوں پر پردے ڈالدیئے یہہ عرب میں سُلانے کے لیے محاورہ ہے کیونکہ خواب میں کانوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے جسسے وہ کسی کی بات نہیں سنتا ثم بعثنا ہم پھر انکو ہمنے اٹھایا یعنی بیدار کیا لنعلم ای الحزبین تاکہ ان دونو جماعتوں میں سے کہ جو انکی مدت خواب میں اختلاف کرتے تھے ہمکو معلوم ہو کہ کسکو ٹھیک مدت معلوم ہے - یا تو بیدار ہونے کے بعد خود انہیں میں اختلاف تھا کہ کوئی ان میں ایک روز اور کوئی آفتاب کو خیال کر کے ایک روز سے کم کہتا تھا یا اس عہد کے لوگوں میں اختلاف تھا کوئی تین سو برس کہتا تھا کوئی تین چنانچہ آجتک عیسائی اور اہل اسلام کے مورخون مین اختلاف ہی جیسا کہ آپ کو آگے چلکر معلوم ہوگا - گرچہ خدا تعالیٰ کو ازل میں ہر چیز کا علم تھا اور ہے مگر امتحان کرنا اور اپنا علم حاصل ہونا بندوں کے لحاظ سے فرماتا ہے یا علم اجمالی کے بعد علم تفصیلی مراد ہے جو بعد وقوع حوادث ہوتا ہے اسکو علم تفصیلی کہتے ہیں نحن نقص الخ سے اجمالا بیان کر کے پھر اس قصہ کی تفصیل فرماتا ہے جیسا کہ فصحا و بلغا کا قاعدہ ہے انہم فتیۃ آمنوا بربہم کہ وہ چند لوگ تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے بت پرستی سے جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی بیزار ہو گئے تھے - زدناہم ہدی وہ ایمان پر نہایت ثابت قدم اور ایمانداروں میں مخصوص تھے وربطنا علی قلوبہم انکے دلوں کو صبر و استقلال بھی ہمنے دیا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب اُس بادشاہ نے انکو اپنے بتوں کے لیے سجدہ کرنے اور انکی قربانی کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے علی رؤس الاشہاد صاف صاف کہدیا کہ ربنا السموات والارض الخ کہ یہ بت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہ ہے کہ جو آسمان و زمین کا خدا ہے اگر ہم اسکے خلاف کہیں تو ہم نہایت غلط بات منہ سے

ف ۵ اور ہم نے جب [illegible] سالہا سال [illegible] کان تھپکنا ہیں اسی [illegible] یہ محاورہ ہوگی ۱۲ منہ

نکالیں گے اور ہمکو کبھی فلاح نہو گی اور تم جوان بتوں کو خدا کہتے ہو انکی خدائی پر کوئی روشن دلیل کیوں نہیں لاتے یہ تو تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بت ہیں اگر تم انکو یا وہ جنکی یہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ دار یا اسکے رشتہ دار بناتے ہو (یا ہندو کی طرح اسکی تصویر قرار دیکر جہت عبادت کہتے ہو) تو یہ سب باتیں خدا تعالی پر افترا و بہتان ہیں کیونکہ نہ اسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریک خدائی نہ اس بیچون وبیچگون کی کوئی صورت ہی جب اس تقریر پر بادشاہ جابر ان پر خفا ہوا اور حکم دیا کہ یا تو سجدہ کرو ورنہ قتل کیئے جاؤ گے رُوئی میں لپیٹ کر جلائے جاؤ گے جیسا کہ اس عہد میں ایمانداروں کی نسبت روم کے قیصر کرتے تھے تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی بادشاہ نے مہلت دی تو اپنے مقام پر آکر آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اذا اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فأووا الی الکہف الخ کہ جب تم نے اس قوم اور انکے معبودوں کو جو اللہ کے سوا ہیں ترک کر دیا اور ان سے کنارہ کشی کر لی تو چلو اس غار میں جا چھپو خدا تعالے وہاں تمکو مصیبت میں نہ ڈالیگا بلکہ تم پر رحم کریگا اور تمہارے کام میں آسانی اور کارسازی کریگا انکو اپنے ایمان کامل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہو گیا تھا چنانچہ اسنے انکے ساتھ ایسا ہی کیا اسکی مدد غیبی ایمانداروں پر ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے - اب آئندہ قصہ کو حذف کر دیا کہ وہ غار میں آچھپے اور وہاں انکو ایسی نیند آئی جو کئی سو برس تک سوتے رہے ادہر بادشاہ اور انکے ارکان دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کئی میل کے تنگ و تاریک غار میں گھس گئے ہیں جسمیں جاکر تلاش کرنا مشکل ہی اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے منھ پر ایک مستحکم دیوار چن دی کہ بن آئی آپ مرینگے اور دفتر میں یہ حال درج کرا دیا گیا یہ بات اگلے بیان سے سمجھی جاتی ہے اور فصحاء بلغاء ہمیشہ اسطرح حذف کر دینا جزو بلاغت سمجھتے ہیں - اب انکے غار میں رہنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وتری الشمس الی قولہ لملئت منہم رعبا کہ غار میں وہ اس موقعہ پر سوئے کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دہوپ انکے دائیں طرف سے ہو کر گزر جاتی تھی اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی تھی ان پر دہوپ نہیں آتی تھی اور وہ اس کھوہ میں کروٹیں بدلتے رہتے تھے اس قسم کے مکان کی تصویر (کہ جہاں اول دن دہوپ دائیں طرف رہی اور اخیر دن میں بائیں طرف) علماء کرام نے کئی طور پر کی ہے اول یہ کہ غار کا منھ شمال کی جانب تھا طلوع کے وقت دہوپ انکے دائیں سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہو کر گزر جاتی تھی جیسا کہ شمال رویہ مکانوں میں ہوتا ہے بیضاوی نے کہف کے دروازہ کو بنات النعش ستاروں کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدۂ ہیئت پر تقریر کی ہی جسکو سامعین کے قصور فہم کے لیئے ترک کر دیا بعض کہتے ہیں کہ خواہ کسی رخ غار کا منھ ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں ہو مگر خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے انکو آفتاب کی شعاع سے بچاتا تھا اس لیئے اسکے بعد ذلک من آیات اللہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے ہے پھر نکتہ چینوں اور کوتاہ بینوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ من یہدی اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا - یہ زجاج کا قول ہے -

دیگر مفسرین کہتے ہیں انکا اسقدر باقی رہنے کو ذلک من آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت و ایمان کے لیئے من یہدی اللہ الخ آیا ہی واللہ اعلم - پھر فرماتا ہی تحسبہم ایقاظا کہ اے دیکھنے والے تو انکو دیکھے تو بیدار جانے انکے کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں تھے اور اپنی قدرت سے نقلبہم ذات الیمین وذات الشمال انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے رہتے تھے تاکہ ایک طور پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھا جاوے اور اسی حالت سے انکا کتا بازو پھیلائے غار کی دہلیز پر پڑا ہوا تھا اور انکے اس تنگ و تاریک مکان میں بالوں اور ناخنوں کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا ڈر کر بھاگ جاتا انسان کی فطرت ہی کہ اسکو مہیب شکلوں اور تنگ و تاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہی کیونکہ اسکی روح منور گھبراتی ہے - ان الفاظ میں گو خطاب کے صیغے ہیں مگر مراد انسان ہیں عموماً جیسا کہ فصحا ایک طرف خطاب کرتے ہیں اور مراد عام لیا کرتے ہیں پس یہ اعتراض کرنا کہ "آنحضرت سرور کائنات ڈرپوک تھے جسطرح بچے اور عورتیں ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگتے ہیں آپ بھی" محض حماقت ہے - اس مقام پر بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے روم پر چڑہائی کی اور اس شہر و اس غار کے پاس پہنچے تو عبد اللہ ابن عباسؓ نے منع کیا کہ آپ اندر آدمی بھیجکر انکی شکل و صورت دیکھنے کے درپے نہوں کیونکہ خدا تعالی نے

خاص آنحضرت سے خطاب کرکے فرمایا ہے جو آپ سے بھی بہتر ہیں لولیت منہم فرارا مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جو لو سے جلکر مر گئے ۔

جب ان لوگوں کے خواب پر جو موت سے مشابہ ہے تین سو نو برس ۳۰۹ گزر گئے اور اس عہد کے لوگ مر کھپ گئے اسکے بعد اور بھی قرن مر کھپ گئے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ جسکا بادشاہ بُت پرستی چھوڑ کر عیسائی اور حواریین کے مذہب پر تھا مگر اس عہد میں مرکر زندہ ہونے پر باہم بحث تھی ایک فریق منکر تھا ایک فریق قائل خود بادشاہ کو تردد تھا خدا تعالیٰ سے التجا کرتا تھا کہ اس امر میں اسکو کوئی شافی دلیل دکھاوے ۔ خدا کی قدرت کو دیکھو کہ اس غار کی دیوار کو مکان بنانے کے لیئے کسی نے ڈھانا شروع کیا یہانتک کہ بالکل ڈھاکر غار کا منھ کھولدیا ۔ ادہر دیوار کا گرنا اور دروازہ کھلنا تھا کہ ادھر خدا نے انکو بیدار کیا وکذلک بعثناہم کہ جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے ہمنے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکھا اسی طرح اپنی قدرت سے اٹھا ہی دیا گویا کہ از سرنو زندگی عطا کی اب جو انگڑائیں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے تو باہم پوچھنے لگے کم لبثتم کہ کسقدر سوئے جواب پایا کہ یوما او بعض یوم ایک روز یا کچھ کم کیونکہ سونے والیکو تخمینی مدت معلوم ہوا کرتی ہی ۔ غار میں صبح کے وقت داخل ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو پچھلا پہر تھا اسلیئے سمجھے کہ ایک دن یا کچھ کم جب اپنے سر کے بال اور ناخن بڑھے دیکھے تو سمجھے کہ ہفتوں تک سوئے ہیں اسلیئے کہدیا ربکم اعلم بما لبثتم کہ خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ کسقدر سوتے رہے مگر ابھی یہ معلوم نہین کہ تین سو نو برس ۳۰۹ گزر گئے ہیں بھوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی کو شہر کیطرف روپیہ دیکر بھیجو (غار سے تخمیناً تین میل یہہ شہر طرسوس کہ جسکو افسوس کہتے ہیں واقع تھا کہ جہاں سے یہہ بھاگ کر آئے اور یہاں چھپے تھے) چاہیئے کہ وہ پاک یا عمدہ کھانا لاوے اور اس طرح چھپ کر جاوے کہ کسی کو معلوم نہو ورنہ خرابی آجاویگی کیونکہ ان یظہروا علیکم الخ اگر وہ قابو پا جاوینگے تو یا مارڈالینگے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے جسمین سراسر خرابی ہے ۔ یہہ سمجھ رہے ہیں کہ دقیانوس موجود ہے وہی زمانہ ہے وہی لوگ ہیں پس ایک شخص ان مین سے چلا اور لوگوں سے بچتے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو اسکی ہیئت بدلی ہوئی پائی حیرت ہوئی کہ یہہ کیا ہوگیا ؟ اسی طرح دوسرے دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بھی بدلا ہوا پایا شہر مین آیا تو بازار کی صورت نئی دوکاندار نئے لوگ نئے مذہب بھی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قائل ۔ حیران تھا کہ الٰہی اس غار کے پاس اور تو کوئی شہر نہ تھا مگر یہ بھی وہ شہر نہیں بن سکے وہ آدمی ہیں آخر ایک دوکاندار کو روپیہ دیا کہ بھئی ہمیں اسکی فلاں فلاں چیزین دیدو وہ روپیہ ہاتھ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہہ کس عہد کا سکہ ہے ؟ پاس والے کو دکھایا اوسنے اور کو پھر کیا تھا کہ بازار میں بھیڑ لگ گئی پوچھنے لگے کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہہ روپیہ تمکو کہاں سے ملا ؟ ضرور پرانہ دفینہ پایا ہے سچ بتلاؤ نہیں تو پولس کے حوالہ ہوتے ہو یہ کہہ رہے تھے کہ پولس تک پہنچی آخر بادشاہ زماں کے روبرو پیش ہوئے اُسنے پوچھا سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو روپیہ کہاں سے لائے ہو ؟ آخر الامر اس نے سب سرگزشت بیان کی کہ ہم دقیانوس کے ڈر کے مارے اس غار میں جا چھپے تھے ہمارے یہ نام ہیں آج سوتے ہوئے آنکھ کھلی ہے میں کھانا خریدنے آیا تھا لوگوں نے میری ہیئت اور سکہ دیکھکر مجھے پکڑ کے آپ تک پہنچایا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ دقیانوس کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب میں بادشاہ عیسائی مذہب رکھتا ہوں ارکان دولت اور بادشاہ نے انکے نام دفتر کے مطابق پاکر اور دیگر قرائن سے بھی معلوم کرلیا کہ یہ وہی لوگ ہیں ۔ سب کو مرکر دوبارہ زندہ ہونے پر یقین آیا ۔ پھر بادشاہ مع ارکان دولت اسکو لیکر غار میں گئے وہاں جاکر اُسنے کہا پہلے مجھے جانے دو تاکہ وہ بھیڑ دیکھ کر نہ گھبرائین وہ غار میں گیا پھر باہر نہ آیا بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ اندر جاکر تلاش کرے مگر قضاء و قدر نے رستہ بھلا دیا اور کوئی اندر تک نہ جا سکا بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مع چند مصاحبوں کے انکے پاس گیا اور انسے ملکر آیا اور پھر انکے کہنے سے غار کا منھ بند کردیا (عرائس)

اس قصہ کیطرف مجملاً ان جملوں مین اشارہ فرماتا ہے کذلک اعثرنا علیہم یعنی جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں اٹھایا اسی طرح انکو ان لوگوں پر ہمنے ظاہر کردیا لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا تا انکو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا سچ ہے کیونکہ انکا اسقدر عرصہ تک سوکر جاگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مرکر جی اٹھے سو اسبات کا انہوں نے مشاہدہ کرلیا اور جو تین سو نو برس ۳۰۹ بعد انکی روح انکے جسم کے ساتھ متعلق کرسکتا ہی وہ تمام عالم کو ایک مدت کے بعد اسی طرح کھڑا کر سکتا ہے ۔

اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی انکو اسوقت اٹھایا جبکہ وہ باہم اپنے دین کے امر مین جھگڑتے تھے بعض کہتے تھے حشر ابدان کے ساتھ ہوگا بعض صرف روح کا مبعوث ہونا مانتے تھے تاکہ انکا خلاف دور ہو جاوے - یا یہہ مراد کہ جب وہ غار مین پھر جاکر غائب ہوئے اور وہان جاکر مرگئے تو بعض کہتے تھے مرگئے بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر سو گئے - یا یہہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جسمیں ہر کوئی آکر رہے اور بعض وہان عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم الخ ربہم اعلم بہم خدا کی طرف سے جملہ معترضہ ہے انکے رد مین جو اس عہد میں یا آنحضرت صلعم کے عہد میں انکی حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی انکی کچھ تعداد بتلاتا تھا کوئی کچھ جسکی تصریح خود کرتا ہے سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا کتا بتلاتے ہین - یہہ یہود کا یا نجران کے نصاری کا قول تھا ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم یہہ بھی بعض نصاری عرب کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا کتا تھا - ان دونو قولوں کو رد کرتا ہے رجماً بالغیب کہ یہ محض قیاسی اور بے تکی باتیں ہیں ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم کہ وہ سات شخص تھے آٹھوان کتا تھا - یہہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت نبی علیہ السلام کے تبلانے سے اس قول کی تائید فرماتا ہے قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل کہ انکی تعداد تو خدا ہی جانتا ہے اور تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہیں جنمیں اہل اسلام ہیں اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکی یہہ نام تبلاتے تھے یملیخا مکشلینا مشلینیا بادشاہ کے دائین طرف والون میں سے تھے اور مرنوش و برنوش شاذنوش بائین طرف والون میں اور ساتواں ایک چرواہا تھا جو رستہ میں اُنکے ساتھ ہولیا تھا اور انکے کتے کا نام قطمیر تھا اور شہر کا افسوس - (بیضاوی)

جبکہ خدا تعالی نے حضرت کو انکے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اوروں سے پوچھنے اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرما دیا فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا کہ انکے امر میں زیادہ جھگڑا نکرو صرف قرآن کے واقعہ سے خبر دیدو کیسکی تجہیل و رد نکرو ولا تستفت فیہم منہم احدا اور کسی سے انکا زیادہ حال دریافت کرو جسمیں انکی لاعلمی اور جہالت ثابت ہونے لگے کیونکہ مکارم اخلاق نبوت سے یہ بھی بعید ہے واضح ہو کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اسمیں ارتمیس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لیے اس رات مین جلادیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا - پھر دوبارہ یہ مندر اسی طرح بنایا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تھے - یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں ہین ہیبت ناک درے ہیں - یہہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اسکے خرابات پڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی عملداری ہے -

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہیں - غالباً یہ وہی خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یا وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہہ پر عمارت قائم ہے -

یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلپوس کی جگہہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈیشیش بیٹھا تو یہہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم اور سفاک تھا ان قیصران روم کے عہد میں قسطنطین تک نیرو قیصر سے لیکر وہ ظلم و زیادتی ہوتی تھی کہ جسکا بیان نہیں یہ روم کے بادشاہ جنکا پایۂ تخت ملک اٹلی میں شہر روم تھا اور انکا لقب قیصر - بت پرست تھے بتوں کی پرستش خصوصاً جوپیٹر کی عبادت انکے ہاں قانوناً فرض تھی جو عدول حکمی کرتا تھا اول اسکو فہمایش ہوتی تھی پھر کوئی قتل کیا جاتا تھا کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تھا کوئی آگ میں ڈال دیا جاتا تھا کسی کو لوہے کے گرم ستون سے باندھتے تھے جیساکہ عیسائیوں کی کتب تواریخ کلیسیا میں مصرحاً مذکور ہے -

یہ واقعہ اس قیصر کے عہد میں گزرا ہے جیساکہ لارڈ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسیا کے چھٹے باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ کہتے ہیں افسس کے رہنے والے

سات جوان دقیانوس کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں دو سو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو

وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا یہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ ملکر مذکور ہوئی ہے اسمیں اس خواب کے ایام بجائے دو سو برس ۳۰۹ برس لکھے ہیں پس اسکو جسطرح سمجھے مبالغہ صاف ہی گبن کی کتاب کے ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہی الغرض ولیم میور صاحب اور گبن صاحب کو جو نئی روشنی کی عہد کے مورخ ہیں اس قصہ کی بابت جو قرآن مجید میں مذکور ہے بجز تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک مبالغہ کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے مبالغہ کیا ہے۔ ولیم میور صاحب اگر ان کی بیداری کا زمانہ متعین بدلائل کرتے تو یہ اتہام پا در ہوا نہ زیبا تھا ورنہ اس بے تکی رائے کو کتاب الٰہی کے مقابلہ میں کون سنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جنسے تخمیناً بہتر برس پیشتر یہ واقعہ گزرا ہے آنحضرت پر غلط بیانی کی صورت میں کبھی کبھی یہ الزام لگاتے اور پھر قریش مکہ کے ہاتھ تو آن حضرت صلعم کی تغلیط کے لیئے ایک بڑی سند ہاتھ آ جاتی حالانکہ وہ شب و روز ایسی ہی باتوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے

فوائد

(۱) سوال۔ ان آیات سے اصحاب کہف کی ایمانداری اور مدح ثابت ہوتی ہے اور اسکا سبب بظاہر دین عیسوی قبول کرنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس عہد تک دین عیسوی غیر محرف تھا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکھا گیا اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا جو آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ آجکل جو مذہب عیسوی ہے وہ ویسا ہی بلا تحریف ہے جیسا کہ پہلے زمانہ میں بلکہ مسیح علیہ السلام اور حواریوں کے عہد میں تھا پس مسلمان جو اس مذہب پر الزام تحریف لگایا کرتے ہیں محض تعصب ہے ❖

جواب

جنسے مذہب عیسوی کی تاریخیں دیکھی ہیں اُسپر یہ بات ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوگئی تھی پولوس اور شمعون اور دیگر لوگوں میں جو کچھ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ یعنی کتاب اعمال حواریین ہی سے ثابت ہے جسکو عیسائی انجیل کہتے ہیں اور پولوس کے ناموں سے بھی جو انجیل مانے جاتے ہیں اور پھر بعد میں جو کلیساؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے انکا بیان کرنا طوالت ہے چوتھی صدی عیسوی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اول قسطنطین عیسائی ہوا اُسنے انہیں اختلافات دور کرنے کے لیئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر اصول مذہب قائم کرنے کے لیئے شہر نائس میں بڑے زور شور سے ایک انجمن منعقد کی اور پھر برسوں تک انجمنیں منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فریق جدا ہی رہے عیسائیوں میں الوہیت مسیح کے منکر بھی باقی رہے اور ابتک عیسائیوں میں ان مخالف فریقوں کے پیرو باقی ہیں پس جب یہ ہے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ افسوس کے عیسائیوں کا مذہب آج کل فرقہ پراٹسٹنٹ یا فرقہ رومن کیتھلک کا مذہب تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پھیلا ہوا تھا جسمیں بیشمار تحریفات ہیں اور جنکی اصلاح کے لیئے نبی آخر الزمان علیہ السلام بھیجے گئے؟ حق یہ ہے کہ اصحاب کہف حواریوں کے اصلی مذہب پر تھے تثلیث و الوہیت مسیح سے انکے کان بھی آشنا نہ تھے اُنپر پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تھا۔

(۲) اس بات کا کہ اصحاب کہف اُس غار میں ابتک سوتے ہیں اور قیامت تک وہیں سوتے رہیں گے۔ یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار میں جا کر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اُسکے چاروں کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمیں آنحضرت بیٹھے اور اڑ کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے اُنسے حضرت صلعم نے ملاقات کر کے انکو اسلام تلقین فرمایا۔ قرآن و احادیث سے پتا نہیں لگتا مورخین کی رائیں اور انکے اقوال ہیں واللہ اعلم۔

له قرآن مجید میں تین سو نو برس قمری ہیں جسکے تخمیناً تین سو برس شمسی ہوئے باقی تین سو برس اور یہ واقعہ ہوا انجیل عیسوی میں دو سو برس سے اب بیداری انکی پانسو انچاس عیسوی میں ہوئی اور ولادت آنحضرت صلعم کی تخمیناً پانسو عیسوی میں ہے اس حساب سے اصحاب کہف کی بیداری تخمیناً انیس برس پیشتر حضرت کی ولادت سے ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت تخمیناً بہتر برس کا زمانہ گزرا تھا۔ منہ

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۙ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ

اور آپ کسی کام کے لیئے یہ نہ کہا کرو کہ اسکو میں کل کر دونگا (ہاں یوں کہا کرو) اگر اللہ چاہے گا (تو کر دونگا) اور جب آپ (ایسے موقع پر) اسکا نام لینا بھول جایا کرو تو یاد کر لیا کرو اور کہدیا کرو کہ شاید میرا رب مجھ اُس سے بھی

هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کوئی اور بہتر بات بتلائے اور وہ اپنے غار میں نو اوپر تین سو برس رہے (اسپر بھی نہ مانیں تو) کہدو اللہ تم سے خوب تر جانتا ہے کہ کسقدر رہے (کیونکہ) اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ

وہ کیا ہی بینا ہے اور کیا ہی شنوا ہے۔ اسکے سوا انکا کوئی کارساز نہیں - اور نہ وہ اپنے حکم میں کسیکو شریک کرتا ہے اور اے نبی آپکے رب کی کتاب جو کچھ آپ پر وحی کیگئی ہے اسکو پڑھتے رہا کرو کوئی اسکی باتوں کو

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ۫ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

بدل نہیں سکتا اور اسکے سوائے آپ کو کوئی بھی پناہ نہ ملیگی

ترکیب

الا استثنا ہے نہی سے اے لاتقولن لاجل شئے تعزم علیہ انی فاعلہ فیما یستقبل الا بان یشاء اللہ اے الا متلبسا بمشیۃ اللہ تعالے قائلا ان شاء اللہ - ابصر بہ واسمع صیغہ تعجب ہیں - بہ کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف راجع ہے اور محل اسکا رفع ہے فاعلیت سے اور ب زائد ہے سیبویہ کے نزدیک -

تفسیر

ولا تقولن الخ مفسرین کہتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب قریش نے نبی علیہ السلام سے اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح کا حال دریافت کیا تو آپنے فرمایا کل بیان کرونگا اور اسکے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا اسپر پندرہ دن تک بقول بعض چالیس روز تک وحی بند رہی تب یہہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کام کرنیکا وعدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کیا کرو کیونکہ بندے کا ایسا کہنا گویا کارخانہ قضا و قدر میں اپنا استقلال ظاہر کرنا ہے جو عبدیت کے خلاف ہے اور ہدایت فرمائی کہ جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جسوقت یاد آوے کہہ لو - اسپر امام شافعی رح نے یہ بات نکالی کہ اگر کسی کام کی بابت قسم کھائی اور عرصہ کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو حانث نہوگا مگر عام فقہا کہتے ہیں ملاکر کہیگا تو معتبر ہوگا کس لیئے اذکر ربک سے انشاء اللہ کہنا مراد نہیں بلکہ عموماً یاد الٰہی مراد ہے - یا انشاء اللہ کہنا مراد ہے تو متصلا اور جب قریش کو اصحاب کہف کا حال سنکر تعجب ہوا تو فرمایا کہدو عسیٰ ان یہدین کہ اس سے بھی زیادہ اور چیزوں کی میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بتائیگا چنانچہ صدہا غیب کے اسرار بتائے ولبثوا فی کہفہم الی احدا اس قصہ کا تتمہ ہے - بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالی اس جملہ میں ولبثوا فی کہفہم لوگوں کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسلیئے بعد میں فرماتا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا الخ کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کسقدر ٹھہرے (لو یاد رہے صاحب اب تو کچھ بھی خلاف باقی نہیں رہا) مگر دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالی اپنی طرف سے خبر دیتا ہے اور قل اللہ اعلم بما لبثوا سے اسکی تائید کرتا ہے کہ وہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسقدر سوئے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے وہ بڑا سمیع و بصیر ہے نہ کہ تم جو قیاس سے کہتے ہو مالہم من دون اللہ من ولی الخ وہی انکا یعنی اصحاب کہف کا کارساز ہے جسنے انکو اسقدر مدت تک سالم رکھا اور اپنے حکم میں کسیکو شریک نہ کیا اور یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس آیت میں اپنا جلال و جبروت ظاہر کرتا ہے تاکہ مخالفین اسکے خلاف کرنیسے ڈریں انکا کوئی حامی نہ پیدا ہوگا اسلیئے اسکے بعد حضرت کو بیدھڑک قرآن سنانے کا حکم دیتا ہے - واتل ما اوحی الخ کہ کسیکا کچھ خوف و خطر نکرو کوئی اسکی بات بدل نہیں سکتا جو وہ کہتا ہے وہی حق ہے وہی ہوگا وہی ہوا ہے آپ اسکی وحی کردہ کتاب کو پڑھا کرو اور لوگوں کو سنایا کرو کسیکے اختلاف کی کچھ پروا نکرو

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

اور اے نبی جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی رضامندی چاہتے رہتے ہیں آپ انہیں کے ساتھ اپنے آپ کو مجبور کیجئے اور ایسے آنکھیں نہ پھرائیے کہ آپ دنیا کی زندگانی کی آرائش کا پاس کرنے لگیں

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ

اور اسکا کہنا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہوگیا اور اسکا حال حد سے گزر گیا ہو - اور کہدو حق تو تمہارے رب کیطرف سے آیا ہے پھر جو چاہے مانے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ

نہ مانے ہمنے بھی ستمگاروں کے لیئے ایسی آگ تیار رکھی ہے کہ جسکی قناتیں انہیں گھیر لینگی - اور اگر فریاد کرینگے تو انکی فریادرسی ایسے پانی سے کی جائیگی جو پگھلے ہوئے لوہے کی مانند ہوگا منہ کو جھلس ڈالیگا کیا ہی برا پانی ہوگا

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ

اور کیا ہی بری آرام کی جگہ ملیگی - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیئے تو ہم بھی جس کسی نے نیک کام کیئے ہیں اسکا اجر ضائع نہیں کرتے یہی لوگ ہیں کہ جنکے لیئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکے نیچے بڑی نہریں

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ

بہ رہی ہونگی انکو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز لباس مہین اور دبیز ریشم کا پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے کیا ہی اچھا

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ع

بدلہ ہے اور کیا ہی خوب آرام گاہ ہے

ترکیب

یریدون حال ہے ضمیر یدعون سے - ترید کا فاعل ضمیر ہے جو عینین کی طرف راجع ہے جملہ حال ہے ک سے یا فاعل لاتعد سے - انالا جملہ خبر ہے ان کی -

تفسیر

پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ جو کچھ اسباب تجمل دنیا پر ہیں وہ صرف دنیا کی زینت ہیں نہ آخرت کی اور وہ فانی اور سریع الزوال ہیں غرور اور دلبستگی اُنسے بچا چاہیئے کیونکہ وہ اسباب دار آخرت کے لیئے حجاب ہیں پھر اسکے متعلق اصحاب کہف کا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا تھا جو دنیا کی بے ثباتی پر دلالت کرتا تھا کفار قریش ایسی کہاں کے تھے جو اس سے عبرتناک نتیجہ حاصل کرتے بلکہ اسکو بھی ایک دلچسپ استان سمجھکر آنحضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر اپنے اسباب دنیا کے غرور میں انکو فقرا مسلمین کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بیٹھنا ناگوار معلوم ہوا جسپر انہوں نے حضرتؐ سے درخواست کی کہ یہ لوگ ہماری وقت میں آپ پاس نہ آیا کریں اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ آپ انہیں غربا مسلمین کے ساتھ رہا کریں جو صبح و شام اپنے اللہ کو خاص اسی کی رضا کے لیئے پکارتے ہیں (صبح و شام سے یا تو ہمہ وقت مراد ہے جو صبح و شام انکی اطراف سے تعبیر کئے گئے یا صبح و شام سے نماز صبح و نماز مغرب مراد ہے یا بیدار ہونے اور سونے کا وقت کیونکہ سو کر بیدار ہونا گویا مر کر جینا اور رات کو سونا گویا مرنے کا سامان ہے سو ایسے وقتوں میں باخدا لوگ ضرور متنبہ ہوتے اور اُسکی شکرگزاری اور یاد کرتے ہیں) اور نہ آنکھیں پھیرنا کہ امرا و کفار کی آرائش و تجمل آپ کی آنکھوں میں کھبے اور ان کفار کا کہنا نہ ماننا کہ جنکے دل ہماری یاد سے غافل ہوگئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیرو ہیں اور حد سے گزر گئے ہیں اور کہدو امر حق اللہ کی طرف سے آچکا خواہ تم مانو یا نہ مانو پھر آگے نہ ماننے والوں کی سزا جہنم اور آگ کی قنات اور پینے کو کھولتا پانی بیان فرمایا اور ماننے والوں کی جنات عدن اور وہانکے تجملات و حقیقی زینت بیان فرمادی سونے کے کنگن اور لباس حریر اور تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا ٭

ف المهل الحديد المذاب وقيل الرصاص المذاب او الصفر وقيل دردي الزيت اي باقيه في اسفل الاناء قال ابو عبيدة والاخفش هو العكر وهو كل ما اذيب من جواهر الارض من حديد ورصاص ونحاس ۱۲

ف مرتفقا متكأ واصل الارتفاق نصب المرفق تحت الخد المتكئ هو المنزل والمجلس ۱۲

ف اساور قال الزجاج جمع اسورة وهي جمع سوار وهي زينة تلبس في اليد من زينة الملوك ۱۲

ف السندس الرقيق من الحرير والاستبرق منها ما غلظ واحده ... وقيل هو معرب وقيل استبرق الديباج المنسوج بالذهب ۱۲ منه

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا

اور انکو ان دو شخصوں کی مثل بھی سنا دو کہ جنہیں سے ایک کے لئے ہمنے انگور کے دو باغ تیار کئے اور انکے گرداگرد کھجوریں لگائیں اور انکے درمیان کھیتی بھی لگائی دونو باغ ہیں کہ اپنے پھل لاتے ہیں

وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ

اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے اور ان باغوں کے بیچ میں ایک نہر بھی جاری کی اور اس شخص کے پاس بہت پھل تھے پھر اُسنے اپنی ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور آدمیوں کی رو سے بھی

نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ

زیادہ عزت دار ہوں اور جبکہ وہ اپنی جان پر ستم ڈہاتا ہوا اپنے باغ میں گیا جا کر کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا اور نہیں یہ سمجھتا ہوں کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو

خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ

اس سے بھی بہتر جگہہ پاؤنگا۔ اسکے رفیق نے اس سے اثنائے کلام میں کہا کہ کیا تو اسکا منکر ہوگیا کہ جسنے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا لیکن میرا تو اللہ ہی

رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي

رب ہے اور میں اسکے ساتھ کسیکو بھی شریک نہیں کرونگا۔ اور تو نے کسلئے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یہ نہ کہا جو اللہ نے چاہا سو ہوا اور مجھ میں تو اسکے بغیر کچھ بھی قدرت نہیں اگر تو مجھے تجھ سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو امید ہے کہ مجھے میرا

أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝

تیرے باغ سے بھی بہتر باغ دے اور اس باغ پر ایک آسمانی جھونکا بھیجے جس سے وہ چٹیل میدان ہو جاوے یا اُس کا پانی خشک ہوجاوے کہ جسکو تو ہرگز نہ پا سکے

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ

اور اسکے پھلوں پر آفت آہی پڑی پھر تو وہ جو کچھ اسنے باغ میں صرف کیا تھا اسپر ہاتھ ہی ملتا رہگیا اور یہ باغ ہے کہ سراسر اجاڑ پڑا ہی اور وہ یہہ کہہ رہا ہے کہ ہائے رے میں نے اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہوتا اور اسکی ایسی

يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ع

ایسی نہوئی کہ اللہ کے مقابلہ میں اسکی مدد کرتی اور نہ وہ خود ہی انتقام لے سکا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ سب اختیار اللہ سچے کو ہے۔ اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی عمدہ بدلہ دیتا ہے

ع ۱۳ / ۱۷

تفسیر

پھر دنیا کی بے ثباتی (اور اسکے اسباب و تجمل پر غرور کر کے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور الحاد کا بدنتیجہ جو کبھی دنیا ہی میں ظاہر ہوتا ہے) دو شخصوں کی تمثیل سے بیان فرمائی۔ بعض کہتے ہیں یہہ صرف ایک تمثیل ہے بعض علما کہتے ہیں کہ در اصل ایسے دو شخص تھے بھی کہ جنکا یہہ واقعہ ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہہ دو شخص بنی اسرائیل میں سے دو بھائی تھے کہ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا تھا دوسرا دنیادار اور مشرک اور دار آخرت کا منکر تھا اسنے دو باغ اپنے تمام مال سے ایسے تیار کرائے تھے کہ ان میں نہر بھی جاری تھی اور بیچ بیچ میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور بیچ میں انگور اور آس پاس کھجور کے درخت بھی تھے اور وقت پر پھل بھی عمدہ آتے تھے اسپر اسکی اولاد اور خدمتگار نوکر چاکر بھی زیادہ تھے ایک روز وہ اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکرگزاری کے تکبر کیا اور دنیا کی ترقی پر قیاس کر کے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے سمجھایا تلقین کی لیکن نہ مانا آخر اسپر آسمانی بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اجاڑ ہوگیا جسپر وہ ندامت و حسرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہی کرتا ہے

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾

اور اے نبی انسے زندگی دنیا کی مثال بیان کرو کہ وہ ایسی ہے کہ جیسا بارش کا پانی جسکو ہمنے اوپر سے برسایا پھر اس سے زمین کا سبزہ گہن گہنا کر اُگا پھر وہ چورا چورا ہو کر رہگیا جسکو ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ

مال اور اولاد تو زندگی دنیا کی آرائش ہے اور باقی رہجانے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک بلحاظ ثواب اور توقع آخرت کے بہت ہی بہتر ہیں اور جسروز کہ ہم پہاڑوں کو اڑا دینگے اور اے مخاطب تو زمین کو صاف میدان دیکھیگا

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

اور ہم ان سبکو جمع کرینگے پھر تو انمیں سے کسیکو بھی نہ چھوڑینگے اور سب آپکے رب کے سامنے صف باندھکر کھڑے کیے جاوینگے (انسے کہا جاویگا) اب تو تم ہمارے پاس اسی حال میں حاضر ہوئے کہ جیسا تمکو اول پیدا کیا تھا اور تمنے تو یہی سمجھ لیا تھا کہ تمہارے لیے کوئی وعدہ کا وقت مقرر نہ کرینگے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا

اور نامہ اعمال بھی لاکر دہری جاویں گے پھر اے مخاطب تو گناہگاروں کو دیکھیگا کہ جو کچھ انہیں لکھا ہے اس سے ڈر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وائے خرابی یہ کیسی کتاب ہے جو نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر سب کو تو گھیر لیا ہے

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع

انہوں نے جو کچھ کیا تھا سب ہی کو موجود پائینگے ۔ اور آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا

ترکیب

مثل الحیات مفعول ہے اضرب کا کماء موصوف انزلناہ الخ جملہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہی ال للخروج من کلام الی آخر ۔

تفسیر

یہ دوسری تمثیل ہے دنیا کی بے ثباتی کے لیے ۔ صرف بارش سے دنیا کی زندگی کو تشبیہ نہیں دی بلکہ اسکی تمام کیفیت سے کہ جسطرح بارش سے زمین کے نباتات ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو دیکھکر انسان خوش ہوتے ہیں اُنکی تھوڑی سی عمر طبعی ہے چندروز کے بعد خشک ہو جاتے ہیں پھر انکا چورا چورا ہو کر ہوا میں اڑتا پھرتا ہے اسی طرح انسان و دیگر حیوانات کا حال ہے کہ لڑکے ہیں پھر جوان رعنا ہیں ٹھوکریں مارتے چلتے ہیں پھر بڈھے ہوئے مر گئے چندروز کے بعد وہ سر پر غرور اور اسکا وہ جسم پر نور ذرہ ذرہ ہو کر خاک کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے ۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے بناتا بھی ہے مٹاتا بھی ہے پھر حشر کو بھی اٹھائے گا ۔ اب اسکے بعد اسکے مال و اولاد کی کیفیت بیان فرماتا ہے جو اسکے غرور کا سرمایہ ہے کہ یہ چیزیں صرف حیات دنیا کی آرائش ہیں انکا قیام اسیقدر ہے کہ جس قدر باغ میں پھول کی بہار برخلاف اسکے جو فقرا باخدا کا سرمایہ ہے وہ کیا الباقیات الصالحات سو وہ اللہ کے نزدیک ثواب اور توقع کے لیے بہتر ہے یہی چیزیں اسکے ساتھ جاتی ہیں جو اس عالم باقی میں اسکی فرحت دائمی کا سامان ہو جاتی ہیں ۔ باقیات صالحات سے مراد نیکیاں ہیں خواہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو یا معرفت و استغراق ہو یا کوئی اور نیکی ہو صدقہ و خیرات دین کی خدمت وغیرہ ۔ اب اُن باقیات کا اثر کب نمودار ہوگا یوم نسیر الجبال کہ جسروز ہم پہاڑوں کو جنکی بقا و حیات انسانوں کی نظروں میں مستحکم ہے روئی کے گالوں کی طرح اُڑا دینگے یعنی اس عالم عنصری کو فنا کر کے عالم باقی کو کہ جسکو حشر سے تعبیر کیا جاتا ہے ظاہر کرینگے باقیات صالحات وہاں کی زینت ہوگی ۔ وتری الارض بارزۃ اور زمین میدان دکھائی دیگی اسکے سب نشان مٹ جائیں گے ۔ پھر اس روز اگلے پچھلے جمع کیے جاوینگے صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے نامۂ اعمال دیے جاوینگے اسمیں جو کچھ دنیا میں کیا تھا چھوٹا یا بڑا کام سب لکھا ہوا پاویں گے گنہگار اسکو دیکھکر ڈریں گے پچھتاوینگے مگر یہ سب کچھ انہیں کا بویا ہوا ہوگا جسکو کاٹیں گے خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔

ف یعنی جسطرح پیدائش کے وقت خالی ہاتھ ننگ دھڑنگ پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اور عالم حشر میں بھی جو حصہ دنیا کا ہے خالی ہاتھ ہونگے یہ مال و دولت جاہ و حشم سب یہیں رہ جائیگا کچھ بھی ساتھ نہ ہوگا ۱۲ منہ

ع ۱۵ / ۱۸

ف اختلط بہ نبات الارض وعلیہ فی الاستوی والنبت بعضہ ببعض او امتزج الماء بالنبات فروی ورف ہشیما یابسا مہشوما ... الکسر واحدہ ... تذروہ تطیرہ ... بالکسر ... وہذا القادر ... ومنہ ... ۱۲ منہ

ف

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ

اور (یاد کرو) جب کہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس ابلیس کے سوا سبنے سجدہ کیا وہ قوم جن سے تھا سو اپنے رب کے حکم سے نافرمان ہوگیا ۔ پھر کیا تم اسکو اور اسکی ذریت کو مجھے چھوڑ کر رفیق بناتے ہو ؟

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝

حالانکہ وہ تو تمہارا دشمن ہے ۔ ستمگاروں کے لیئے کیا ہی بُرا بدل ہے (جنکو وہ پوجتے ہیں) نہ تو انکو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں (اپنی مدد کے لیئے) لایا ہوں نہ خود انکو بنانے میں اور میں بدراہ ہونے والوں کا ہیکو مدد لینے لگا تھا

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اور جسدن (اللہ) مشرکوں سے فرمائیگا کہ تم میرے ان شریکوں کو تو پکارو کہ جنکا تمہیں گھمنڈ تھا سو وہ پکارینگے پر وہ تو انہیں کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم ان سب کے بیچ ہلاکت کر دینگے اور گنہگار آگ کو دیکھینگے اور سمجھینگے کہ ہم اسمیں

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

ابھی گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاوینگے

تفسیر یہ بھی کلام سابق کا تتمہ ہے ۔ انسان کو عالم آخرت سے غافل کرنے والی دو ہی چیزیں ہیں **اول** مال و اسباب و اولاد کہ جسکے نشہ میں یہ ایسا سرشار ہوتا ہے کہ اُسکو اس عالم سے جانے کی فکر نہ وہاں کے لیئے زادراہ حاصل کرنیکی مُہلت ۔ اسکا بے ثبات اور سریع الزوال ہونا تو بیان فرما چکا **دوم** شیطان اور اُسکی ذریت اولاد یا اُسکے متبع لوگ جو مجازاً ذریت کہلاتے ہیں ۔ انسان کے دل پر انکے خطرات ایسا بُرا اثر پیدا کرتے ہیں کہ جو اُسکے دل میں نہایت راسخ ہو کر اسکو بُری باتوں پر ہمیشہ تحریک کرتے ہیں ۔ پھر یہ وسواس رسوم ہو جانیکے سبب اور پشت در پشت متوارث ہو جانیکی وجہ سے دین و مذہب اور نہایت خوشنما اور باعث فلاح دارین خیال کیئے جاتے ہیں جنکے ترک کرنے کو نہایت شاق و عار جانکر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں شیطان رجیم کی ذریت انسان کی توہمات باطلہ بھی ہیں جو اسکے قائم مقام ہو کر کام دیتے ہیں اسلیئے ان آیات میں پھر کچھ شیطان کا حال بیان فرمانا پڑا کہ اسکا علاقہ بنی آدم کے ساتھ اس واقعہ کی وجہ سے جو انسان کے جد اعلےٰ حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے وہ دشمنی اور عداوت کا علاقہ ہے جسکو حضرت آدم کی اولاد ناخلف اپنا دوست سمجھکر دل سے اسکی پیروی کرتے ہیں لہٰذا واذ قلنا للملائکۃ سے یہی بیان شروع ہوتا ہے کہ ہمارے حکم سے فرشتوں نے تو باوجود نورانی ہونیکے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا اسکی تعظیم بجا لائے مگر ابلیس نے انکار کیا کیونکہ وہ قوم جن سے تھا جسکی اصالت میں سرکشی اور تکبر ہے جیساکہ بنی آدم میں سے اسکے پیرو ونکا شیوہ مال و جاہ حسب نسب کا غرور ہے اسلیئے اسنے نافرمانی کی پھر اے بنی آدم تمہیں شرم نہیں آتی جو ہمارے خلاف میں جو تمہارے قدیم محسن و خالق ہیں تم شیطان اور اُسکی ذریت کو رفیق بناتے ہو ؟ ان ظالموں نے کیا بُرا بدل حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ کے بدلے میں شیطان کو مالک کارساز بنایا ہے اطاعت کی بدل میں خلاف اختیار کیا ہے ۔ پھر جو تم شیطان اور اسکی ذریت کو مانتے اور انکی بہکانے سے بتوں کو پوجتے ہو اور تم خدا تعالیٰ پر نئے نئے حکم صادر کرتے ہو کہ مجلس آنحضرت صلعم میں غربا نہ آویں وغیر ذلک یہ تو کہو انکو میری خدائی میں کیا استحقاق ہے نہ میں نے آسمانوں اور زمین پیدا کرتے وقت انکو حاضر کر کے شامل کیا تھا نہ خود ان لوگوں کے پیدا کرنے میں اور میں انسے کیوں مدد لینے لگا تھا اب انکو خدائی میں کیا حق ہے اور نیز انکا کونسا استحقاق ہے جو انکو پوجتے ہو اسی مثل کو پوجنا کتنی فرومائگی ہے ما اشہدتہم الی عضدا میں یہی مراد ہے ویوم یقول الخ سے حشر کے دن ان بتوں اور شیاطین کا کام نہ آنا بیان فرماتا ہے کہ جس امید پر سیکڑوں جاہل انہیں مانتے ہیں انسے کہا جاویگا لو اب انہیں پکارو دیکھیں تمہاری کیا کام آتے ہیں مشرکین حسب عادت انہیں پکارینگے مگر کام آنا تو در کنار جواب بھی نہ دینگے انپر ہیبت الٰہی طاری ہوگی پھر عابد معبود سب جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے جہنم جو آگ کا ایک عمیق گڑھا ہے اُسکے کنارہ پر آکے دیکھینگے کہ آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور چاہینگے کہ کسیطرح اس سے ٹل جائیں مگر کہاں ٹل سکتے ہیں تب یقین ہو جائیگا کہ ہم اسمیں گرنیوالے ہیں اسوقت کی کیفیت بھی بڑی جان گداز ہوگی آخر اسمیں گرا دیئے جاوینگے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وجعلنا بینہم موبقا کے یہ معنی ہیں کہ انکے معبودوں اور ان میں ایک حجاب حاجز ہو جائیگا پھر وہ دکھائی بھی نہ دیں گے ۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى

اور البتہ ہم نے قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کو ہر طرح کی مثالیں بیان کر دیں مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آ چکی تو پھر ان کو ایمان لانے

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ

اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے اسکے سوا اور کسی چیز نے انہیں روکا کہ یا تو انکو بھی اگلوں جیسا ماجرا پیش آئے یا عذاب انکے سامنے موجود ہو اور ہم رسولوں کو تو صرف خوشخبری دینے اور ڈر سنانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں (زبردستی ہدایت پر لانا انکا فرض نہیں)

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

اور کافر بیہودہ شبہات سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو ڈگمگا دیں اور انہوں نے تو میری آیتوں کو اور جس سے کہ انکو ڈرایا گیا ہے ہنسی بنا لیا ہے۔ اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے کہ جسکو اللہ کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ انسے منہ پھیرے

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے۔ ہمنے ہی انکے دلوں پر پردے ڈال دئیے ہیں حق بات کے سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ثقل کر دیا ہے (یعنی بہرے ہو گئے ہیں) اور اگر آپ انکو ہدایت کیطرف بھی بلائیں تو بھی وہ ہرگز کبھی

اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝ وَتِلْكَ

راہ پر نہ آوینگے اور آپکا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر انکے کئے پر انکو پکڑنا چاہتا تو فوراً ہی عذاب بھیجدیتا بلکہ اُن کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جسکے اوپر انہیں بچنے کا موقع نہ ملیگا اور یہ بھی

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝ ع

بستیاں کہ جنکو ہمنے ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا تھا اور انکی ہلاکت کا بھی ہمنے ایک وقت مقرر رکھا تھا۔

تفسیر یہانتک انسانکی نیکی بدیکا یقینی نتیجہ نہایت پُر اثر اور عمدہ پیرایہ سے بیان فرمایا گیا اور مسئلہ معاد کی پوری تشریح کر دیگئی اور دنیا کے اسباب اور اسکی بقا رکا پورا نقشہ کھینچدیا گیا مثالیں بھی پیش کیگئیں مگر کجرو کج طبع اسپر بھی نہیں مانتے اس مضمون کو ولقد صرفنا سے شروع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وکان الانسان اکثر شئ جدلا کہ انسان جھگڑالو ہے اسکی طبیعت میں حجت و تکرار ہے جسکی وجہ سے اتنی تفصیل سے سمجھانے پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ ومامنع الناس ان یومنوا اب انکو ایمان لانے سے اسی بات نے روک رکھا ہے کہ یا تو جو اگلی قوموں کے ساتھ برتاؤ ہوا تھا انکے ساتھ بھی وہی ہو دنیا میں کوئی سخت ہلاکت پیش آئے یا عذاب آخرت انکے سامنے آ موجود ہو تب ایمان لائیں یعنی اب بھی جو ایمان نہیں لاتے تو بجز اسکے اور کیا ہوگا۔ قدیم لوگوں کی موافق ان پر عذاب آئیگا یا تب ہی جہنم میں جائینگے ہدایت آپکی رسول فی پیغام پہنچا دینا اور انبیاء کا یہی کام ہے انکے دلوں سے کفر نکال کر پھینک دینا یہ انکا کام نہیں ہے ایمان نہ لانا تو ایک جرم تھا اسپر مزید یہ ہے ویجادل الذین کفروا بالباطل کہ وہ منکرین غلط اور لغو دلیلیں پیش کر کے جھگڑا مچاتے ہیں لیدحضوا بہ الحق تاکہ اس سے حق کو پست کریں اسلام پر غالب آ جائیں اسکو مٹا ڈالیں اور اسپر بھی طرہ یہ ہے کہ واتخذوا آیاتی وما انذروا ہزوا کہ میری نشانیوں کو جو انہیں بھی موجود ہیں تغیر جوانی و طفلی ظہور پیری مرگ احباء عزہ بیماری و تندرستی غنا و تنگدستی وغیرہ اور دنیا میں بھی ہیں تغیر عالم تغیر لیل و نہار حوادث دہر یا قرآن کی آیات کو اور جن جن چیزوں سے انکو ڈرسنایا گیا تھا دنیاوی ہلاکت و ادبار مرنیکے بعد جہنم سبکو ہنسی دل لگی بنا لیا ہے ان باتوں پر تمسخر کرتے ہیں ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں اب من اظلم الخ انسے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا انکی اس بدبختی کا اصلی سبب یہ ہے انا جعلنا علی قلوبہم اکنۃ انکے دلوں پر حق سمجھنے سے حجاب اور پردے پڑے ہوئے ہیں اور دوسروں کا حال سنکر بھی عبرت نہیں پکڑتے کسلئے کہ کانوں میں بھی قدرت نے ثقل پیدا کر دیا ہے ایسی باتیں سنتے ہی نہیں انسان جب حق کو نہیں مانتا اور عبرت و نصیحت سنکر نہیں قبول کرتا تو اسکی اس حالت کو اس سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ خدا نے انکی دلوں پر پردے کانوں میں ٹیٹیاں ڈالدی ہیں یعنی قضا و قدر سے انہیں ہدایت پذیر ہونیکی جو قابلیت دیگئی تھی انہوں نے وہ زائل کر دی اسلیئے ان تدعہم الی الہدی اے پیغمبر آپ انکو کتنا ہی کیوں نہ ہدایت کیطرف بلائیں یہ کبھی بھی ہدایت قبول نکرینگے انکی سزا تو یہی ہے کہ یہ بیکار گھانس باغ ہستی سے اکھیڑ کر پھینکدیئے جائیں مگر وربک الغفور ذوالرحمۃ آپکا خدا بخشنیوالا رحیم ہے اگر وہ لوگوں کی گناہوں پر گرفت کرنے پر آئے تو فوراً مزا چکھادے بلکہ ہر کام کیلئے اسنے وقت مقرر کر رکھا ہے انکے لئے بھی ایک وقت مقرر ہے جس سے پہلے یہ کوئی ہٹکا بند و بست نہ کر سکینگے اور اسپر بھی انکو باور نہو تو ابھی ظاہری بینائی تو موجود ہے عاد و ثمود و لوط کی الٹی اور برباد شدہ بستیوں کو دیکھ لیں وہ بھی انکی جرموں پر دفعتہ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انکیلئے بھی ایک وقت مقرر تھا

ع

سلہ یعنی اس وعدے تو ایسا آ پہنچیگا کوئی اسکی تدبیر سے ٹال نہیں سکتا بعض نے من دونہ کی ضمیر اللہ کیطرف راجع کی ہے اسپر یہ معنی ہونگے کہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہے جسکو دور کرنیکے لحاظ سے اللہ کے سوا اور کوئی پناہ نہیں عذاب موعود ہی اسکی جناب عالی میں پناہ لینے سے ٹل جاتا ہے ۱۲ منہ

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

اور جبکہ موسیٰ نے اپنے جوانؐ سے کہا کہ جبتک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہہ نہ پہونچ لوں یا سالہا سال نہ چلا چلوں اپنے ارادہ سے کبھی نہ ٹلونگا پھر جبکہ وہ دونو دریاؤں کے ملنے کے موقع پر پہونچے تو اپنی تلی ہوئی مچھلی ہیں بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ کیطرح

سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ

اپنا رستہ بنالیا پھر جب وہ دونو آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمکو اپنے اس سفر (منزل) میں بڑی تکان پہونچی اسنے کہا لے لو دیکھو جبکہ ہم اُس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو مچھلی کو وہیں بھول آیا

الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝

اور مجھے شیطان ہی نے بھولا دیا کہ میں اسکا آپ سے ذکر کرتا اور (جبکہ) اسنے دریا میں اپنا رستہ عجب طرح سے بنایا تھا (موسیٰ نے کہا) یہی تو وہ جگہہ ہے کہ جسکی ہمکو تلاش تھی۔ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر تلاش کرتے ہوئے واپس پھرے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا

(موقع پر پہونچکر) اُن کو ہمارے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ ملا کہ جسکو ہمنے اپنی خاص رحمت دی تھی اور اسکو اپنے یہاں کا خاص علم سکھایا تھا اُس سے موسیٰ نے کہا فرمائیے تو میں آپکے ساتھ رہا کروں بشرطیکہ جو کچھ علم لدنی آپکو سکھایا گیا ہے اسمیں سے

عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝

کچھ مجھے بھی سکھائیں اُسنے کہا تو ہرگز میرے ساتھ ٹھہر نہ سکے گا اور جو بات تمہاری سمجھ سے باہر ہے تم اسپر کیونکر صبر کرسکتے ہو

ترکیب

اذ قال ظرف ہے اذکر محذوف کا۔ لاابرح اسکی خبر اسیر محذوف ہے لدلالۃ حالہ وہو السفر۔ اور ممکن ہے کہ اصل کلام یوں ہو لا یبرح مسیری حتی ابلغ تب حتی ابلغ خبر ہوگا پس سیر مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ ی متکلم کو اسکی جگہہ قائم کردیا لاابرح تامہ بھی ہوسکتا ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں مجمع بینہما بینہما ظرف کی طرف مجمع کو علے الاتساع مضاف کردیا گیا۔ ان اذکرہ بدل ہے ضمیر منصوب سے جو انسانیہ میں ہے اے ما انسانی ذکرہ الا الشیطان خبرا بالضم العلم بالشئی یہ تمیز ہے یا مصدر ہے لم تحط کا کس لیئے کہ لم تحط بمعنی لم تخبرہ ہے۔

تفسیر

یہاں سے پھر مسئلہ نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے۔

یہ دوسرا واقعہ ہے اول اصحاب کہف کا تھا اسمیں یہود پر تعریض ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیتے تھے اور جملہ علوم کا انہیں کو سرچشمہ خیال کرتے تھے اسمیں اشارہ ہے کہ دنیا میں انسے بھی بڑھکر باکمال تھے۔ اب یہ کیا ضرور ہے کہ جو کچھ انکی کتاب میں نہو وہ غلط ہے علوم الٰہی کا خاتمہ نہیں ہوگیا اسمیں آنحضرت صلعم کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اس قصہ کا مجملاً بیان صحیح بخاری کی اُس روایت کے بموجب جو ابی بن کعب سے مروی ہے یوں ہے کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ کسینے پوچھا سب میں زیادہ عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں۔ یہہ بات خدا کو ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ سب میں زیادہ عالم ہونا اللہ کے سپرد کیوں نہ کیا؟ تب خدا تعالےٰ نے انکو حکم دیا کہ مجمع البحرین کے موقع پر تم کو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو وہ تمسے بھی زیادہ عالم ہے موسےٰ نے عرض کیا کہ ان تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ع

موسیٰ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھے صابر ہی پاوینگے اور میں کسی بات میں بھی آپ کے خلاف نکرونگا۔ اسنے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہے تو مجھسے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ میں خود ہی تجھسے اسکا ذکر کردوں

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ

پھر وہ دونوں چلے یہانتک کہ جب دریا میں کشتی پر سوار ہوئے تو خضر اسمیں شگاف کر دیا موسیٰ نے کہا کیا کشتی کے لوگوں کو ڈبانیکے لئے اسکو پھاڑ ڈالا البتہ تمنے ایک عجیب کام کیا۔ اسنے کہا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ

مَعِیَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

نہ ٹھہر سکیگا۔ موسیٰ نے کہا آپ بھول چوک پر مجھسے مواخذہ نہ کیجیے اور مجھپر زیادہ سخت گیری نہ کیجیے۔ پھر وہ آگے چلے یہانتک کہ دونوں کو ایک لڑکا ملا تو اُسکو اُسنے مار ڈالا موسیٰ نے کہا آپ نے کیوں

نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ۝

ایک بیگناہ کو ناحق مار ڈالا؟ البتہ آپ نے بُری بات کی

فرمایا اپنے تھیلے میں ایک تلی ہوئی مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جاوے وہ شخص وہیں ملینگے پس موسیٰ مچھلی تھیلے میں ڈالکر یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے چلتے چلتے ایک موقع پر (سمندر کے کنارہ) پہنچے تو ایک پتھر پر سر رکھکر سو گئے مچھلی اُس تھیلے میں سے تڑپکر دریا میں جاگری اور جہانتک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوتا جاتا تھا حکم الٰہی سے پانی اِدھر اُدھر سے ملنے نہیں پاتا تھا پھر بیدار ہوئے تو یوشع کو یاد دلانا یاد نرہا کہ اس مقام پر مچھلی گم ہو گئی ہے۔ اس رات دن تک چلا کئے یہانتک کہ جب اگلے روز صبح کا وقت آیا تو موسےٰ نے اپنے جوان یعنی مرید یوشع سے کھانا مانگا۔ اس سے پہلے منزلوں میں موسیٰ نہ تھکے تھے لیکن اس منزل میں تھک گئے جو مقام مطلوب کو چھوڑ کر چلے تھے مچھلی کو دیکھا تو ندارد یوشع نے عذر کیا کہ کمبخت شیطان نے مجھے یاد دلانا بھلا دیا یہ اُس پتھر کے پاس گم ہوئی تھی تب دونوں اُلٹے پھرے اور اس پتھر کے پاس آئے تو موسیٰ کو وہ شخص ملا کہ جسکو علم لدنی دیا گیا تھا موسیٰ نے السلام علیکم کہا انہوں نے جواب دیکر پوچھا کون ہو؟ کہا موسیٰ نبی اسرائیل۔ اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم لدنی سیکھوں خضر نے فرمایا اے موسیٰ تجھکو خدا نے جو علم دیا ہے اُسکو میں نہیں جانتا اور جو علم مجھے عطا ہوا ہے اُسکو تو نہیں جانتا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے موسیٰ نے کہا انشاء اللہ میں برداشت کرونگا اور کسی بات میں آپکے خلاف نہ کرونگا۔ پھر تمام قصہ مروی ہے کہ دریا میں انکو ایک کشتی ملی اسپر سوار ہوئے تو خضر نے ایک تختہ نکالدیا موسیٰ نے کہا واہ بغیر کرایہ سوار کیا اسپر آپنے یہ سلوک کیا؟ خضر نے کہا تو خصت۔ موسیٰ نے عذر کیا کہ بھول کر سوال کیا آئندہ ایسا نہوگا پس کشتی سے نکلکر چلے تو ایک جوان لڑکا ملا جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضر نے اسکو مار ڈالا موسیٰ نے کہا اس بیگناہ کو تمنے ناحق قتل کیا یہ بُری بات کی خضر نے اکی بار نہایت برہم ہو کر کہا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ رہ سکو گے اسلئے الم اقل کے بعد تاکید کے لئے لک لام و کاف زیادہ کیا پھر موسےٰ نے عذر کیا اور شرط کر لی کہ اگر اب کے پوچھوں تو اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آگے چلے تو ایک گاؤں میں پہنچے ہر چند انہوں نے دستور کے موافق گاؤں والوں سے کھانا مانگا ضیافت چاہی مگر اُنہوں نے صاف جواب دیدیا اسی گاؤں میں ایک دیوار تھی جو گرا ہی چاہتی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اسکو سیدھا کر دیا اب تو حضرت موسیٰ کو تاب نہ رہی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ○

اسنے کہا کیا تجھے میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیگا؟ موسیٰ نے کہا اگر اسکے بعد میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا آپ کو میری طرف سے عذر پہونچ چکا

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ

پھر وہ آگے چلے یہانتک کہ ایک بستی والوں پاس آئے تو انسے کھانا مانگا پر انہوں نے انکی ضیافت دینے سے انکار کیا پھر انکو وہاں ایک ایسی دیوار ملی کہ جو گرا ہی چاہتی تھی انہوں نے اسکو سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ○ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ○ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

اس کام پر کچھ اجرت لے لیتے اسنے کہا اب یہ میرے اور تیرے بیچ جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں کا راز ہی بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تو صبر نہ کر سکا۔ وہ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ○ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ

جو دریا میں مزدوری کرتے پھرتے تھے پھر میںنے اس میں عیب کر دینا چاہا کیونکہ ان محتاجوں کے آگے ایک بادشاہ ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا لڑکا سو اسکے ماں باپ ایماندار تھے سو ہمکو ڈر ہوا کہ

اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ○ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

انکو بھی کفر اور ظلم میں مبتلا کرے پھر ہمنے چاہا کہ انکا خدا اسکے بدلہ میں انکو ایسی اولاد دے جو ستھرائی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے اقرب ہو اور دیوار جو تھی سو وہ اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

اور اس کے نیچے انکا خزانہ تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا۔ سو تیرے رب نے یہ چاہا کہ وہ جوان ہو کر اپنا خزانہ نکالیں تیرے رب کی عنایت سے اور یہہ میںنے

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ○

از خود نہیں کیا تھا یہ ہے سر اسکا کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا

اور خود جانکر سوال کیا کیونکہ انکے پاس رہنا تو مقصود ہی نہ تھا کہہ اوٹھے کہ آپنے اس دیوار کے سیدھا کرنے کی اجرت لے لینی چاہیئے تھی انہوں نے ہمارا حق مہمانی بھی ادا نہیں کیا۔ خضرؑ نے کہا لو اب مجھ میں اور تم میں جدائی ہے مگر میں تمکو ان تینوں باتوں کا سر بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تمسے صبر نہ ہو سکا۔ کشتی کی سُنیئے وہ بیچارے غریبوں کی کشتی تھی جو اسکے ذریعہ سے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے اور آگے ایک بادشاہ بیگار میں زبردستی کشتیاں پکڑ رہا تھا میںنے اسکا ایک تختہ نکالکر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسکو نہ پکڑے چنانچہ اسنے نہ پکڑا اور تختہ لگا کر کشتی کو انہوں نے درست کر لیا۔ اب بتلایئے یہہ کام اچھا تھا یا بُرا؟ اور وہ جو لڑکا تھا وہ نہایت شریر اور سرکش تھا اسکے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ اسکی محبت میں آکر کہیں وہ بھی کفر و سرکشی میں مبتلا نہ ہو جاویں اسلیئے خدا کو منظور ہوا کہ یہہ مرجاوے اور اسکے بدلے انکو اور اولاد ملے جو خیرًا منہ زکوٰۃً تقویٰ و صلاح میں اس سے بہتر ہو اور اقرب رحمًا جو صلہ رحمی اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اس سے بہتر ہو چنانچہ اسکے بعد انکے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک تھی جسکے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ وہ جوان تھا لیکن نو عمر ہونے کی وجہ سے اسکو لڑکا کہا اور چونکہ خوبصورت تھا اسلیئے اسکو ستھرا کہا۔ کلبی کہتے ہیں وہ جوان تھا راہزنی کرکے مال اپنے ماں باپ کے ہاں لاتا تھا۔ ضحاک کہتے ہیں لڑکا تھا مگر فساد کیا کرتا تھا جس سے اسکے والدین کو ایذا ہوتی تھی (معالم التنزیل) کہو اس میں ارادہ الٰہی کے بموجب کیا بُرائی ہے؟

اب رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جسکے نیچے انکا خزانہ مدفون تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو اسکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا منظور تھا کہ جوان ہو کر وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور یہہ گر پڑتی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلیئے اسکو درست کر دیا کہ انکی جوانی تک نہ گرے۔ کہئے اسپر کیا اجرت لینی مناسب تھی؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہو کر پھر بنی اسرائیل میں آ گئے لیکن معلوم ہو گیا کہ دنیا میں خدا کے بندے مجھ سے بھی زیادہ عالم ہیں۔

ابحاث

(اول) یہہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گزرا ہے؟ حال کے اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اسکا کہیں ذکر نہیں وہ اسکے منکر ہیں علماء اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے اسی لئے مجمع البحرین یعنی دو سمندروں کے ملنے کے موقع میں اختلاف کیا ہے" قتادہ بحر فارس و بحر روم مشرقی جانب کا کہتے ہیں محمد بن کعب طنجہ بتلاتے ہیں اُبی بن کعب افریقیہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہی ہے کہ یہہ واقعہ اسوقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر قلزم کو عبور کر کے ملک عرب کے شمالی و مغربی کناروں میں آ رہے تھے اور بحرین سے مراد بحر قلزم کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دور تک جا کر دو شاخ ہو گئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جدا ہوتی ہیں گویا وہ ان دونوں شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہونیکی جگہہ ہے انہیں دو شاخوں کے بیچ میں کوہ سینا اور حوریب اور وہ مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں۔

چنانچہ جغرافیہ فرہاد صفحہ ۴۳۵ کے حاشیہ میں یہہ ہے "و باعتقاد من مجمع البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عزوجل حتی ابلغ مجمع البحرین الخ ملتقائے خلیج عقبہ و خلیج سویس است و اکثر مفسرین باشتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملتقائے بحر عمان و سند گرفتہ اند و حضرت موسے بایں صفحات عبور نفرمودہ و اسم قدیم عقبہ ایلہ است و اکثرے نیز ایلہ را نداستہ اند و ابلہ بصرہ خواندہ اند ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا" انتہیٰ

توریت موجودہ میں اس قصہ کا درج نہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہہ قصہ واقع نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تھیں کہ جنکو سب اہل کتاب کہتے ہیں مفقود ہو گئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ مجال گفتگو تھی۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ موسیٰ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران ہارون علیہما السلام کے بھائی ہیں۔ مگر کعب احبار کی بیوی کا بیٹا نوفل بکالی یہہ کہتا تھا کہ یہہ اور موسیٰ ہیں جو منسی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تکذیب کر دی کہ وہ غلط کہتا ہے۔

وہ شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون تھے؟ علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہہ وہ نماز پڑہتے تھے وہ جگہہ سبزاور ہریالی ہو جاتی تھی اسلیئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے معنی سبز کے ہیں۔ یہہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوئے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے؟ توریت سفر پیدائش کے چودہویں باب کے اخیر میں ملک صدق کا ذکر آیا ہے کہ اُسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور وہ خدا کا کاہن تھا پھر اسی ملک صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامۂ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہہ لکھا ہے۔ کیونکہ یہہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ تھا خدا کا کاہن تھا جسنے ابرہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھر آتا تھا استقبال کیا اور اسکے لئے برکت چاہی جسکو ابرہام نے سب چیزوں کی

خضر کی تحقیق

تبلٹہ کہے دی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق راستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہ ٹھہر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جسکی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق وہی شخص ہے کہ جسکو اہل اسلام خضر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد امجد اور ابو الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی۔ شاید پولوس کا یہہ کہنا کہ انکے نہ ماں تھی نہ باپ نہ اسکی عمر کی ابتدا ہے۔ مبالغہ پر محمول ہوا جو اسنے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لئے یہ بات کہی ہو۔ والعلم عند اللہ۔

خضر علیہ السلام

کے بارہ میں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کر کے (جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشا کی نماز پڑھکر یہہ فرمایا تھا کہ آجکی رات جو زمین پر زندہ ہے سو برس کے اخیر تک مر چکیگا) یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بموجب حدیث مذکور مر گئے مگر اکثر علماء فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاس۔ اور سال بھر میں دونوں ایکبار ملاقات بھی کرتے ہیں حدیث مذکور میں جو سو برس کے بعد مرنا آیا ہے وہ اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کر کے فرمایا ہے یہہ مراد نہیں کہ جنکی زندگی محض اسکی قدرت کاملہ کے ظاہر پر ہو وہ بھی اسمیں شامل ہو جاویں۔

خضر کی زندگی کی بابت یہہ جو عوام میں مشہور ہے کہ وہ سکندر ذو القرنین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذو القرنین آب حیات کے چشمہ کا رستہ بھول گئے اور خضر نے وہاں پہنچکر وہ پانی پی لیا جسلئے انکی زندگانی ہمیشہ تک رہیگی اور نیز یہہ کہ خضر دریاؤں پر رہتے ہیں وہاں کے کاروبار انہیں سے متعلق ہیں یہانتک کہ عوام کنوئں تالابوں نہروں پر بھی خضر کے نام کا چراغ جلاتے اور دلیہ پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں اور انکے نام کی دہائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اسکا ثبوت ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کے کسی قول سے۔ اور انکی پرستش کرنا اور دہائی دینا تو صریحاً ممنوع ہے۔

(رسوم) باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولو العزم رسول تھے انکو توریت دیگئی تھی خدا تعالے سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل نہ تھا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے۔

اسکا یہہ جواب ہے کہ انسانوں میں سے بعض نفوس ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انکے قویٰ خیالیہ وحسیہ انوار ولمعان روحانی کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ انپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جاوے تو کچھ بعید نہو اور انکی روح علوم و معارف الٰہیہ کے لیئے ایک آئینہ پر جلا ہوتی ہے تب انپر ملائکہ وغیرہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں اور اسیکو علم لدنی کہتے ہیں گرچہ سب انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں مگر ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است۔ ہر ایک کے مراتب متفاوت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم خلق کی طرف زیادہ توجہ تھی انپر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت خضر علیہ السلام کے

کہ وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں لگگئے تھے اسلئے نظر سے غائب ہو جانا اور ہزاروں کوس دم مارنے میں چلا جانا سمندروں سے پار اتر جانا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر انکے افعال کسی سر کی وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ سے خضرؑ نے کہا تھا کہ تمکو اور علوم مجھے اور علوم دیئے گئے ہیں تم میرے ساتھ نہ رہ سکوگے آخر موسیٰؑ نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے آئے۔

(چہارم) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جنکو ابدال و اوتاد و اقطاب کہتے ہیں۔ مگر جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہ سمجھ لینا کہ باوا شریعت اور ہے طریقت اور ہے نماز و روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلاء کا انسے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا بنگ نوشی کرنا اور معترض کو کہنا کہ باوا موسیٰؑ نے بھی خضرؑ پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (اپنی تکیہ میں بنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیر ذالک من الخرافات محض وسوسۂ شیطانی اور دام تزویر ہے معاذ اللہ اقطاب و ابدال ایسے منہیات کے کب مرتکب ہوتے ہیں خضر علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو کہ ان میں سر ذرہ بھر قباحت نہ تھی۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے۔ کشتی کا تختہ نکالنا کہ جس سے وہ غرق نہوئے اور انکی کشتی بچ گئی ایسی ہی بات ہے کہ جسطرح سر کے بال مونڈ دینے سے کسیکا مرض دفع کر دیا جائے رہا اس بدبخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور قزاق تھا یوں تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

ف

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انپر یہ الزام لگایا گیا کہ کرشن نے گوپیوں سے ایسا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے ذراسی بات پر اتنے لوگوں کو بیرحمی سے قتل کر ڈالا تو ہنود کے رئیس المناظرین لالا اندرمن نے حضرت موسیٰؑ کا قبطی کو مکا مارنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی کا تختہ اکھیڑنا لڑکے کو قتل کرنا حضرت آدمؑ کا بھول کر گندم کے درخت کو کھا لینا گنوا دیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصے جو ہمارے خوش اعتقاد راویوں نے اہل کتاب سے لیئے تھے بیان کر دئے کہ لو دیکھو تمہارے مسلم بزرگوں نے کیا کم کیا ہے؟ اس جواب سے ناواقف ہنود تو شاید خوش ہو گئے ہوں گے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضرؑ و موسیٰؑ و آدمؑ کا یہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ حیرت انگیز ماجرے جو انکی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں جنکی تشریح سوط اللہ الجبار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

ف

قرآن مجید میں جو خضر علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک میں امت کے لئے عجب رموز ہیں۔ اول کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچا دینا اس بات کی تعلیم ہے کہ تھوڑے سے نقصان پر صابر ہونا چاہیئے انہیں جانئے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہ بھی کہ کسی غریب کو للہ کشتی میں سوار کر لینا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا آسمانی ہلاکتوں سے بچنے کا سبب ہو جاتا ہے (۲) نیک آدمی پر صدمہ آنا کسی مصلحت الٰہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بدبخت لڑکے کا مرنا جو دنیا و آخرت میں انکی تنگ کا باعث تھا جسکے بدلہ میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے جیسا کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے

ف امت محمدیہ میں خضر جیسے لوگ ہوسکتے ہیں ۱۲ منہ

ف ہنود کے معارضہ کا جواب

ف پورا نون پر ۱۲ منہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں انسے کہدو کہ اب میں تمہیں اسکا کچھ حال سناتا ہوں - ہمنے اسکو ملک میں بڑی قوت دی تھی اور اسکو ہر ایک طرح کا سازوسامان عطا کیا تھا چنانچہ وہ سازوسامان تیار کرکر (سفر کا ارادہ کیا)

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ

یہانتک کہ جب وہ آفتاب غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اسکو وہ ایک گرم (یا سیاہ) چشمہ میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہاں اُسنے ایک قوم کو بھی پایا ہمنے کہا اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے یا انکو سزا دے اور یا انسے نیک

فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَ

سلوک کر (لوگوں سے) اُسنے کہا کہ جو ان میں ظالم ہے اسکو تو ہیں سزا ہی دونگا پھر وہ اپنے رب کے پاس روانہ ہوگا پھر تو وہ اسے اور بھی سخت سزا دیگا اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اسنے نیکی بھی کی ہوگی تو اسکو

الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

(خدا کے پاس بھی) نیک بدلہ ملیگا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسکو آسان ہی حکم دینگے

ترکیب

عن یسئلونک سے متعلق ذکرا اتلو کا مفعول - مکنا کا مفعول امرہ محذوف وجدہا جواب ہے اذا بلغ کا تغرب جملہ حال ہے ضمیر وجدہا سے یا مفعول وجد حمئۃ ذات حماۃ - الحماۃ الطین الاسود - وقرأ ابن عامر وحمزۃ حامیۃ اے حارۃ آانخیر کے لئے جزاء کو حمزہ کسائی حفص بالنصب والتنوین پڑھتے ہیں اور باقی بالرفع والاضافۃ - اول تقدیر پر فلہ الحسنی جزاءً جیسا کہ کہتے ہیں لک ہذا الثوب ہبۃ - دوسری صورت میں الحسنی کا موصوف الفعلۃ مقدر مانا جاویگا یا المثوبۃ پس جزاء موصوف ہوگی المثوبۃ الحسنی کی واضافۃ الموصوف الی الصفۃ کثیر -

تفسیر

یہ تیسرا قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا انا مکنا سے تمہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ ہمنے ذوالقرنین کو دنیا پر قابو دیا تھا اور ہر ایک قسم کا سازوسامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب سے علم تاریخ مدون ہوا ہے تب سے ایسے سازوسامان جو اب ہیں ریل و خانی جہاز پائے نہیں جاتے مگر تواریخ سے پہلے غیر معلوم زمانہ میں جانے کیا کیا صنعتیں تھیں اور مٹ گئیں جنکے بعض آثار قدیم خرابات کے کھودنے سے برآمد ہوتے ہیں) فرماتا ہے فاتبع سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا سازوسامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی سمت کو روانہ ہوا یہانتک کہ انکو آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اگرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا ہوا معلوم ہوا کرتا ہے - اور عین حمئۃ بڑا ہی اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے سیاہ دلدل ہوگا جسمیں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا - القصہ وہاں ایک بت پرست قوم ملی جسکی نسبت خدا نے ذوالقرنین کو بالہام یا بواسطہ نبی یہ حکم دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ اُنسے کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا وہ جو ان میں ظالم و سرکش ہیں ہم انہیں سزا دونگا یعنی مار ڈالونگا جو اس کے بعد وہ اپنے رب کے ہاں جاکر اور بھی سخت عذاب پاوینگے یا یہ مراد کہ سزا دونگا کوئی سزا ہو پھر مرنے کے بعد وہ وہاں اور بھی سزا پاوینگے اور جو ان میں ایماندار اور نیک ہو جاوینگے ان کو اچھا بدلہ انعام و اکرام دونگا اور اپنی حکومت و ریاست کے امر میں بھی اُن سے نرمی برتونگا چنانچہ ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا -

ف ذوالقرنین کا حال

ذوالقرنین کا مغربی سفر

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ○ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ

بار دگر اسنے تیاری کی یہانتک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہہ (یعنی مشرق میں) پہنچا تو اسنے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع کرتے ہوئی پایا کہ جنکے لیے ہمنے آفتاب سے بچنے کیلئے کوئی اوٹ نہ بنائی تھی یا یون ہی ہے اور اسکا حال کی پوری پوری خبر ہمکو ہی

خُبْرًا ○ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ

پاس ہے اسنے پھر تیاری کی یہانتک کہ جب وہ پہاڑ کے دو درون میں پہنچا تو انکے پار ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی - انہوں نے (مترجم کی معرفت) کہا اے ذو القرنین

يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

یاجوج و ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے پھر اگر آپ کہیں تو آپ کے لیے ایک محصول قائم کریں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور انکے بیچ کوئی مستحکم دیوار بنا دیں اسنے کہا کہ جو کچھ میرے رب نے مجھے مقدور دے رکھا ہو وہی کافی ہے

فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ○ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ

پھر تم اپنے (ہاتھ پاؤں کی) طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور انکے درمیان ایک آڑ بنا دوں مجھے لوہے کے تختے لا دو (وہ لائے اور کام شروع ہوا) یہانتک کہ جب پہاڑ کے دونو کنارو نکو (دیوار چنکر) برابر کر دیا تو کہا اسکو دھونکو (لوگ دھونکنے لگے)

قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ

تو اسنے کہا کہ اب تم میرے پاس تانبا لاؤ کہ پگھلا کر اسپر ڈالدوں (پس ایسی مستحکم اور بلند دیوار تیار ہوگئی) کہ یاجوج ماجوج نہ تو اسپر چڑھ سکتے تھے اور نہ اہیں نقب لگا سکتے تھے (دیوار کو دیکھکر) ذو القرنین نے کہا یہ میرے رب کی مہربانی ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ؕ

آویگا تو اسکو ڈھا کر برابر کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے

السدین ای الجبلین المبنی بینہما سدہ وہما جبلان منیفان فی اواخر الشمال فی منقطع ارض الترک من ورائہما یاجوج و ماجوج - وبین ہہنا منصوب بہ وہو من الظروف المتصرفۃ - خرجا جعلا نخرجہ من اموالنا - ردما حاجزا حصینا وہو اکبر من السد من قولہم ثوب مردم اذا کان رقاع فوق رقاع - الصدفین الصدف محرکۃ کل شئی مرتفع من حائط ونحوہ اے جانبی الجبلین - فما اسطاعوا بحذف التاء حذرا من تلاقی متقاربین اے التاء والطاء -

پھر وہان سے بلاد شرقیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچے کہ جنکے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی خیمہ یا مکان نہ تھا بین اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے - فرماتا ہے کذالک الخ یعنی ہم علام الغیوب ہیں ذو القرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے ہمکو معلوم ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور الحق یون ہی ہے -

ثم اتبع سببا یہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً شمالی رخ کا دھاوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے - شمال میں فتح کرتے کرتے دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہون نے ذو القرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کرکے اس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گزر کر یہ دونو قومین انکے ملک میں قتل و غارت کرتے تھے اور اسپر انہوں نے کچھ روپیہ یا پیداوار دینے کا بھی وعدہ کیا ذو القرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کر لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ لائے پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک درے کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا تو گرم کرکے یعنی پگھلا کر اسپر کسی حکمت سے تانبا یا سیسا ڈالدیا جس سے وہ دیوار ایک ذات ہوگئی سب جوڑ مستحکم ہوگئے کہ نہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج ماجوج اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں سوراخ کر سکتے تھے ذو القرنین نے کہا یہ تمہر رحمت الہی ہے اسکو گرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا تو گر جاویگی یہ اسلئے کہا کہ شکر گزاری کرتے رہیں ڈرتے رہیں -

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۙ نِ الَّذِيْنَ

اور اسروز ہم نے انکو ایسا کر چھوڑا کہ ایک دوسرے پر دھکا پیل کرتا تھا اور صور پھونکا جاویگا پھر ہم ان سب کو جمع کر لینگے اور ہم اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لا دیں گے اُن کے کہ

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سن ہی نہ سکتے تھے

ترکیب

بعضہم مفعول اول ترکنا بمعنی جعلنا کا یموج جملہ مفعول ثانی وترکنا جملہ مستانفہ ہے یومئذ یموج سے متعلق ہے۔ وکانوا معطوف ہے کانت اعینہم پر جو صلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا یہہ موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرون کی صفت یا لغت ہے۔

تفسیر

یہہ تتمہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کا۔ خدا تعالی فرماتا ہے کہ اسروز یعنی وقت موعود پر جبکہ دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج اسمیں سے ادہر کے ملکوں میں آویگی تو یہہ اژدحام ہوگا کہ دھکم دھکا ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح اڈے سے چلے آوینگے اگر زمین میں فساد کرینگے قتل کرینگے کھیتیں اُجاڑیں گے۔ چونکہ دیوار کا ٹوٹنا یاجوج ماجوج کا باہر آکر فساد کرنا بلحاظ زمانہ ذوالقرنین کے ہزاروں سیکڑوں برس کے بعد ہوگا اور یہہ زمانہ اُس زمانہ کے خیال سے یقیناً قیامت کے قریب ہے اسلیئے اس مناسبت سے حشر کا مسئلہ شروع ہوا ونفخ فی الصور۔ صور پھونکا جاویگا دنیا نیست و نابود ہو جاویگی پھر دوسری بار صور پھونکے گا جس سے ہر شخص زندہ ہوگا وعرضنا جہنم الخ اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لا کھڑا کر دیں گے تا کہ وہ اسمیں ڈالے جاویں وہ کافر کون لوگ ہیں؟ آپ ہی بتاتا ہے الذین الخ وہ کہ جنکی آنکھوں پر دنیا میں پردے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیوں اور آیات قدرت کو دیکھکر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود یہہ بات حاصل نہ تھی تو اُن کے وعظ و نصیحت کو بھی نہیں سنتے تھے۔ وترکنا الخ کے جو معنی ہمنے بیان کئے ہیں انہیں معنی کی تائید سورۂ انبیاء کی اس آیت سے ہوتی ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ یہانتک کہ جب یاجوج و ماجوج کو کھولدینگے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ پھر واقترب الوعد الحق سے حشر کا برپا ہونا بیان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں عرضنا سے فرمایا۔ مگر بعض مفسرین یومئذ سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ جسروز دیوار قائم ہوئی تھی اور ترکنا ماضی کے صیغہ کو اپنے اصلی معنوں پر رکہتے ہیں انکے نزدیک اسکے یہہ معنی ہوئے کہ جسروز دیوار قائم ہوگئی تو یاجوج ماجوج وہیں ایک دوسرے پر باہر آنے کے لیئے گرتے پڑتے اور اژدحام کرتے رہگئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف آنیکے لئے گرا پڑتا تھا جیسا کہ اژدحام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ویسئلونک عن ذی القرنین الخ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش[1] نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں بطور امتحان کے پوچھیں تھیں منجملہ انکے ایک یہ بات بھی ہے۔ اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کر دیا ہے۔ اور قرآن مجید کے الفاظ بھی اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسمیں کچھ بھی شبہ نکرنا چاہیئے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا۔ خواہ وہ انکے طالموت میں ہو خواہ کہ ان میں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یا تفسیر ہے یا انکی ان روایات میں جو زبانی یکے بعد دیگرے انکے ہاں متوارث چلی آتی تھیں ہر چہ باشد مگر وہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکہتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں بتلا سکتا اور اسی غرض سے بطور امتحان کے آنحضرت صلعم

[1] چنانچہ ابن جریر نے بسند ابن اسحاق عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں احبار یہود کے پاس بھیجا تا کہ اُن سے پوچھکر بطور امتحان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں چنانچہ انہوں نے یہہ تین سوال تعلیم کیئے اور یہہ بھی کہدیا کہ اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیگا تو جانیو کہ نبی برحق ہے اوّل اصحاب کہف کا حال پوچھو پھر اُس بادشاہ کا جو مشرق و مغرب تک فتح کرتا ہوا چلا گیا تھا یعنی ذوالقرنین کا پھر روح سے سوال کرو ۱۲ منہ

پوچھا تھا - قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو ہمنے زمین پر زور آور کیا تھا اور اسکو ہر ایک طرح کے اسباب عطا کئے تھے پھر اُسنے مغرب کے رُخ سفر کیا اور وہانتک پہنچا کہ جہاں اسکو آفتاب ایک سیاہ اور گدلے چشمہ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا پھر وہاںسے لوٹ کر مشرق کیطرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پر پہنچا کہ جنپر آفتاب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا - پھر وہاں سے اُسنے ایک اور سفر کیا (جو غالباً سمت شمالی میں تھا اور قرائن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھ سکتے تھے (بغیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کسی خاص خراج دینے پر یہہ درخواست کی کہ یاجوج ماجوج مفسد لوگ ہیں ہماری ملک پر شورش برپا کیا کرتے ہیں آپ انکا رستہ بند کر دیجیے ذی القرنین نے خراج لینے سے تو انکار کیا اور لوہے کے تختے اُنسے مانگے کہ جنسے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چن کر اسکو گرم کیا اور پگلا ہوا تانبا یا سیسہ اُسپر ڈالکر ایسا مستحکم کر دیا کہ جسپر نہ وہ چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے - نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اور کس عہد میں تھا؟ اور نہ یہہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے - نہ اس بات کا ذکر ہی کہ ذی القرنین شرق و مغرب میں انتہائی تک پہنچ گئے تھے نہ یہہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کہ جسنے سد یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ نہ یہہ بتلایا کہ یاجوج ماجوج کون قوم تھی اور کہاں بستی تھی اور اب بھی ہی کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کیسی قوم ہے انکے قد کیسے ہیں اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہ بنی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟ یہہ سب باتیں سوال سے زائد تھیں اسلئے انسے اعراض کر کے اصل قصہ بتلا دیا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا تفصیل وار قصے کہانی بیان کرنا مورخوں کا کام ہے - اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہانتک ہوسکا انکا پتا نکالا - اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں مورخین اہل کتاب و اہل اسلام و دیگر تواریخ اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق اور اہل جغرافیہ سے مدد لی اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کے ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے میں انسی باہم اختلافات بھی ظہور میں آئے اور کچھ عجب نہیں کہ انسی کسی موقع میں اصلی بات رہگئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہو اور ایسی باتوں میں کہ جہاں نہ کوئی نص قطعی رہنمائی کرتی ہو نہ کوئی اُسوقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اختلاف ہونا ایک معمولی بات ہی نہ ان امور بحوثہ کا انکی تحقیق کے موافق ہر ہر بات میں صحیح مان لینا فرض و واجب ہے نہ انپر کوئی وجہ انکار رہے

سب سے پہلی بات کہ ذوالقرنین کون تھا اور کہاں کا تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہوسکتا ہی کہ یہہ دیوار کسنے بنائی؟ پس جو اسکا بنانے والا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید مین ذکر ہے اب ہمکو اس سد کی تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہی؟ ہمارے سامنے حال کے بھی متعدد جغرافیہ اور کرۂ زمین کے صحیح نقشے دھرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں ان میں کسی جگہ یاجوج ماجوج قوم کا ذکر تک نہیں اور یہہ ممکن ہے کیونکہ حال کے جغرافیوں میں قوموں اور ملکوں کے وہی نام ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل متعارف ہیں اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں اور قوموں کے اور ہی نام ہوگئے پہلے نام بدل گئے ہوسکتا ہی کہ یاجوج ماجوج کو آجکل کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یاجوج ماجوج کا نام نہونا کوئی تعجب کی بات نہیں نہ اس بات کی دلیل ہی کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہوگئی اسی طرح اُس سد کا بھی ذکر نہیں اور یہہ بھی قرین قیاس ہے کسلئے کہ جغرافیوں اور نقشوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہہ دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ایک مرتفع اور مستحکم دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی بڑی صدہا چیزیں مذکور نہیں ہوتیں اب ہمکو مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ کو لیکر اسکے ساتھ اپنے سفرنامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے اور گویا حال کے جغرافیوں کی انہیں پر تقسیم اقالیم و جزائر و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہہ بھی درست ہی کہ آجکل سامان سفر جیسے مہیا ہیں اور جس آسان

طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہوسکتی ہے پہلے یہہ بات نتھی اور اسی لئے حال ہی اس فن میں بہت کچھ چھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کے فتوحات مشرق و مغرب تک پھیل گئے تھے اور وہ باوجود صعوبت سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے امور کی تحقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھ ان مقامات و بلاد و ممالک کے احوال قلمبند کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے بہت سے جغرافیہ ابتک موجود ہیں جنہیں سے اکثر کو اہل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے انہیں سے میرے پاس اسوقت یہہ کتابیں موجود ہیں جنسے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا اور انکے شہروں اور مشہور مقاموں کا بڑی تشریح کے ساتھ حال معلوم ہوسکتا ہے (۱) کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۳ء (۲) الآثار الباقیہ عن القرون الخالیۃ تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء بیرون سندھ میں کوئی قریہ یا شہر تھا شاید اب بھی ہو یہہ شخص بڑا حکیم و منجم سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار و الاقطار و البلدان و الجزر و المدائن و الآفاق اسکا مصنف علوی ادریسی چھٹی صدی ہجری میں تھا یہہ جغرافیہ یونانی اور اس وقت کے جغرافیوں سے ملخص کر کے جزیرہ صقالیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع تالیف یاقوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۳۰۲ ہجری (۶) احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم تالیف شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البناء الشامی المقدسی المعروف بالبشاری مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۷ء اسکا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۷) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی مطبوعہ مطبع بریل واقع شہر لیڈن ۱۸۷۰ء (۸) تقویم البلدان تالیف السلطان عماد الدین اسمٰعیل بن الملک الافضل یعنی ابو الفداء مطبوعہ پیرس ۱۸۴۰ء (۹) مقدمہ ابن خلدون یہہ شخص جو آٹھویں صدی میں گذرا ہے بڑا حکیم تھا اسنے اپنے جغرافیہ میں حکیم بطلیموس کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیحؑ سے تھوڑے دنوں بعد گذرا ہے اور نیز نزہۃ جار و ابن مسعودی و حوقلی و مقدسی و ابن اسحاق منجم و نزہۃ المشتاق سے بھی لیا ہے۔ اور اقالیم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے کہ آجکل کے جغرافیوں سے سر مو تفاوت نہیں ہے کہنا صرف ناموں کا فرق ہے۔ اسنے اپنے مقدمہ میں تین جگہہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۷۱ میں کہتا ہے وفی الجزء التاسع من ہذا الاقلیم الخامس فی الجانب منہ بلاد خفشاخ وہم قفجاق یحوزہا جبل قوقیا حین ینعطف من شمالہ عند البحر المحیط و یذہب فی وسطالی الجنوب بانحراف الی الشرق فیخرج فی الجزء التاسع من الاقلیم السادس ویمر معترضاً فیہ۔ و فی وسطہ ہناک سد یاجوج و ماجوج وقد ذکرناہ و فی الناحیۃ الشرقیۃ من ہذا الجزء ارض یاجوج وراء جبل قوقیا علی البحر قلیلۃ العرض مستطیلۃ احاطت بہ من شرقہ و شمالہ انتہی کہ اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خفشاخ کے بلاد ہیں کہ جنکو قفچاق کہتے ہیں کہ جنپر سے قوقیا پہاڑ گذرتا ہے جبکہ وہ بحر محیط کے پاس سے ہوکر شمال کی طرف کو موڑتا ہے قدرے شرق کو مائل ہوکر تب وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں وہ موڑ کھاکر نکلتا ہے اور اسی جگہہ اسکے وسط میں یاجوج ماجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کرچکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے سمندر کے رخ مستطیل ٹکڑا ہے۔ قوقیا غالباً کوہ الطائی کو کہتے ہیں اور اسی کے موڑ میں ایک جگہہ وہ دیوار ہے اور کوہ طئی کے پرلی طرف منچولیا اور منگولیا مغلوں کی قومیں ہیں جنکو یاجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہہ لوگ سخت خونخوار درندے اور وحشی اور سفاک کافر تھے جنکا پیشہ شکار ہے۔ پہلے زمانوں میں یہہ لوگ ادھر تو چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جنکے روکنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۳ برس پیشتر فغفور چین نے دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل سے لیکر پندرہ سو میل تک کیا گیا ہے یہ مستحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائب روزگار میں شمار کی جاتی ہے ادھر یہہ سفاک قوم اس پہاڑ کے درہ میں سے گذر کر ترکستان پر تاخت و تاراج کرنے آیا کرتی تھی۔ اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کئی جگہہ ہیں؟ (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں ایک دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں

جسکو بقول مورخین چی وانگٹی فغفور چین نے بنایا تھا (۲) دوسری وہ دیوار جو جبل الطی کے کسی درہ کو بند کیئے ہوئے ہے جسکا ابن خلدون نے بھی ذکر کیا اور اسیکو اکثر مورخین اسلام سد یاجوج کہتے ہیں جسکی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی تھی چنانچہ **الوریحان** بیرونی اپنی کتاب اثار باقیہ مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں فاما الروم المبنی بین السدین فان ظاہر القصۃ فی القرآن لاینص علے موضعہ من الارض وقد نطقت الکتب المشتملۃ علے ذکر البلاد والمدن کجغرافیا وکتب المسالک والممالک علے ان ہذہ الامۃ اعنی یاجوج وماجوج ہم صنف من الاتراک المشرقیۃ الساکنۃ فی مبادی الاقالیم الخامس والسادس ومع ہذا حکی محمد بن جریر الطبری فی کتاب التاریخ ان صاحب آذربیجان ایام فتحہا وجہ انسانا الیہ من ناحیۃ الخزر فشاہدہ ووصفہ بناء باسق سام اسود وراء خندق وثیق منیع وحکی عبداللہ بن خرداذبہ عن الترجمان بباب الخلیفۃ ان المعتصم رأی فی المنام ان ہذا الروم قد فتح فوجہ خمسین نفرا الیہ لیعاینوہ فسلکوا من طریق باب الابواب واللان والخزر حتی بلغوا الیہ وشاہدوہ معمولا من لبن حدید مشدودا بالنحاس المذاب وعلیہ باب مقفل وحفظۃ من اہل البلدان القریبۃ منہا وانہم رجعوا فاخرجہم الدلیل الی البقاع المحاذیۃ لسمرقند انتہی

کہ اس دیوار کا قرآن نے کوئی موقع و محل نہیں بتلایا کہ کس جگہ ہے؟ ہاں کتب تواریخ و جغرافیہ میں تو ہی کہ یاجوج ماجوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے جو اقلیم خامس سادس کے مشرق میں رہتے ہیں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی لکھا ہی کہ والی آذربیجان نے جب اس ملک کو فتح کیا تو کسی کو اس دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو بحیرہ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور دیکھکر آیا۔ اور ابن خرداذبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تب اسکی تحقیق کے لئے پچاس آدمیوں کو روانہ کیا جو باب الابواب اور لان اور خزر کی راہ سے گئے اور اسکو دیکھکر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کے تختوں یا اینٹوں سے بنائی گئی ہے نہایت بلند و مستحکم اور اسمیں دروازہ بھی ہے جسپر قفل لگا ہوا ہے پھر جو اس جماعت کو راہبر نے واپس نکالا تو سمرقند کے محاذی آنکلے۔ اور کتاب احسن التقسیم فی معرفت الاقالیم میں اسی بات کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے مگر معتصم کی جگہ واثق باللہ عباسی خلیفہ کا معاملہ بتلایا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا افسر محمد بن موسی خوارزمی منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بہت کچھ دیا تھا اور بادشاہوں کے نام نامے بھی لکھدیئے تھے پھر یہ جماعت طرخان کے ملک سے ہوکر اس مقام پر پہنچی کہ جہاں یہ دیوار ہے آکر انہوں نے سب تفصیل بیان کی کہ ڈیڑھ سو گز کا دو پہاڑوں میں ایک گھاٹا ہے جسکو دو پائے جنکا عرض پندرہ پندرہ گز ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر پگھلے ہوئے تانبہ سے انکی درزیں ملائی گئی ہیں) ایک مستحکم دروازہ بنا کر بڑے مستحکم آہنی کواڑوں سے بند کر دیا ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۴ میں شہر صغانیاں کی مسافت یوں بیان کرتا ہے کہ یہاں سے شوبان تک دو دن کا رستہ ہے پھر اندیان تک ایکروز کا پھر واشجرد تک ایکروز کا اور وہاں سے ایلاق ایک دن کا اور وہاں سے **دربند** ایک روز اور یہاں سے جاؤگان ایک روز کا انتہی۔ غالباً دربند ایک دوسری عمارت ہی جو آذربائیجان کی طرف موجود ہے۔ کتاب المسالک الممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل کے صفحہ ۲۹۹ میں ترمذ اور بخارا کی مسافت یوں بیان کی ہے کہ ترمذ سے فراجون ایک مرحلہ اور وہاں سے سیاہ کال ایک مرحلہ اور وہاں سے مایمرغ ایک مرحلہ اور وہاں سے نسف ایک مرحلہ اور وہاں سے سونج ایک مرحلہ اور وہاں سے وندی کی ایک مرحلہ اور وہاں سے کندک ایک مرحلہ اور وہاں سے **باب الحدید** ایک مرحلہ اسکے علاوہ تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کا اس باب الحدید تک ایک جنگ میں پہنچنا مذکور ہے اور اسکے بعد اور اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس دربند کا معاینہ کیا ہے اور یہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ جبل الطی منگولیا اور منچوریا میں حائل ہے اور اس کا انہیں حدود میں ایک موڑ معلوم ہوتا ہے اور اسی پہاڑ کے بیچ میں ایک درہ کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو اب تک موجود ہے اور ٹھیک یہی وہ سد ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۳۶۷ میں شہر **سمرقند** کی بابت لکھتا ہے ویزعم الناس ان تبعا بنی مدینتہا وان ذی القرنین تمم بعض بناہا ورایت علی بابہا الکبیر صحیفۃ من حدید وعلیہا کتابۃ زعم اہلہا انہا الحمیریۃ وانہم یتوارثون علم ذلک انتہی کہ لوگونکا یہ خیال ہے کہ تبع نے شہر سمرقند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارات کو ذی القرنین نے تمام کیا اور میں نے اسکے بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی کہ جسپر کچھ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیریہ خط میں ہے (جو شاہان حمیر یعنی والیان یمن کا خط تھا)

اور یہہ بات وہ اپنے باپ دادا سے سنتے چلے آتے ہیں اس سے یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا اور اسنے اس نواح میں عملداری بھی کی ہو اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جبل الطئی کا یہہ درہ بھی بند کیا تھا کہ جسکو سد ذی القرنین کہتے ہیں - اور یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہو کسلیئے کہ شاہان یمن مصر پر بھی عملداری کر چکے ہیں جو کہ بانوں کی عملداری کے نام سے مشہور ہو اور انکے آثار قدیمہ جیسا کہ قصر غمدان وغیرہ یمن میں یادگار تھے اور اب بھی ہیں جو انکی عظمت کی گواہی دے رہی ہیں پھر کیا تعجب ہو کہ مشرق اور شمال میں بھی انکے فتوحات ہوئے ہوں - (۳) تیسری دیوار یا ایک نہایت مستحکم بنا ہو جو غیر قوموں کے روکنے کے لئے ملک آذربیجان کے سرے پر بحیرہ طبرستان کے کنارہ جبل قبق کے گھاٹے بند کرنے کے لئے بنائی گئی تھی مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے وباب الابواب فهو دربند - دربند شیروان وباب الابواب مدینة على بحر طبرستان و بحر الخزر الخ وسميت باب الابواب لانها افواه شعاب في جبل القبق فيها حصون كثيرة ولها حائط بناه انوشيروان بالصخر والرصاص علوها ثلثمائة ذراع وجعل عليه ابوابا من حديد لان الخزر كانت تغير في سلطان فارس حتى تبلغ همدان والموصل فبناه ليمنعهم الخروج منه انتهى باب الابواب دربند بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابواب اسلیئے کہتے ہیں کہ یہاں جبل قبق کی بہت سی گھاٹیاں ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار ہے جو پتھر اور سیسے سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور جسمیں لوہے کے دروازے ہیں اور اسکو انوشیرواں نے اسلیئے بنایا تھا کہ قوم خزر اسکے ملک میں آکر ہمدان اور موصل تک غارتگری کرتی تھی انکے روکنے کے لیئے اسکو بنایا تھا - کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ اس دیوار کا کئی جگہہ ذکر کرتا ہے ایک جگہہ کہتا ہو وصفحہ ۲۸۵ وبنى الحائط بينه وبين الخزر بالصخر والرصاص وعرضه ثلثمائة ذراع حتى الحقه برؤس الجبال ثم قاده في البحر وجعل عليه ابواب حديد - پھر صفحہ ۲۹۸ میں کہتا ہے الباب والابواب حائط بناه انوشيروان وان طرفا منه في البحر الخ ومد سبعة فراسخ الى موضع اشب وجبل وعر لا ينتهيا سلوكه وهو مبني بالحجارة المنقورة المربعة لا يقل الحجر الواحد منها خمسون رجلا وقد ثقبت هذه الحجارة والفذ بعضها الى بعض بالمسامير وجعل في هذه السبعة الفراسخ سبعة مسالك الخ وغلق على كل مسلك باب وعرض السور في اعلاه ما يسير عليه عشرون فارسا لا يتزاحمون انتهى کہ خزر کے روکنے کے لئے پتھر اور سیسے کی انوشیرواں نے ایک دیوار بنائی کہ جسکا عرض تین سو گز ہے جسکو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچادیا اور اسکا ایک سرا دریا میں ملادیا اور اسکی لمبائی سات فرسخ ہے ہر ایک فرسخ پر ایک آہنی دروازہ لگا دیا ہے اور یہہ دیوار گھڑے ہوئے مربع پتھروں سے بنی ہوئی ہے کہ سوراخ کرکے ایک پتھر کو دوسرے سے میخ سے ملحق کر دیا ہے انمیں سے ایک ایک پتھر ایسا بڑا ہے کہ پچاس آدمی بھی اسکو اکھیڑ نہیں سکتے اور اوپر جاکر اسکی اتنی چوڑان ہے کہ جسپر بلا مزاحمت بیس سوار چلے جاویں - اور ایک جگہہ یہاں کے قلعوں کو قباد اکبر کی تعمیر بتایا ہے - یہہ دیوار بھی ابتک قائم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسیکو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے -

(۴) دیوار تبت کے شمالی پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نزہتہ المشتاق میں یہہ لکھا ہے والراست اقصى خراسان من ذلك الوجه وهي مدينة بين جبلين كان منها مدخل للترك الى الغارة فاغلق الفضل بن يحيى بن خالد بن برمك هناك بابا - کہ یہہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت سے خراسان کا اخیر کنارہ ہے یہاں ایک رستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کیا کرتے تھے اسکو فضل بن یحیی برمکی نے دروازہ لگاکر بند کردیا - یہہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہہ نزول قرآن کے بعد بنائی گئی ہے - (۵)

بحر شامی یا بحرہ روم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اسمیں چند جزائر ہیں اشیاء کوچک سے ملتے ہوئے جنمیں سے ایک جزیرہ روڈس ہے اور ایک جزیرہ پلونس ہے کہ جسکو ہزار میل کے دورے سے دریا گھیرے ہوئے ہے اسکا خشکی کیطرف ایک رستہ ہے چھ میل کے فاصلہ کا سو اسکو کسی قیصر روم نے دیوار بناکر بند کردیا ہے چنانچہ نزہتہ المشتاق میں لکھتا ہے الجزء الرابع من الاقليم الرابع نتضمن قطعة من البحر الشامي فيها اعداد جزائر من جزائر الرمانية وجزيرة بلبونس جزيرة يحيط بها البحر الف ميل وليس لها منفذ الى البر الا فم ضيق مقداره ستة اميال وقد كان احد القياصرة من الروم بنى عليه سورا طوله هذه المسافة وهي ستة اميال انتهى - یہہ معلوم نہیں کہ یہہ دیوار اب بھی قائم ہے کہ نہیں مگر یہہ بھی بالاتفاق وہ

دیوار نہیں کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور نہ وہ دیوار مراد ہوسکتی ہے کہ جسکو بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے۔ اب صرف اول و دوم و سوم دیوار میں کلام ہے
اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۶ جون ۱۸۹۱ء میں ہمارے کسی نامور معاصر نے ایک مضمون طبع کیا ہے جسکی سرخی یا عنوان **ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین** ہے
اسمیں امام فخر رازی رح پر بہت کچھ لے دے کی ہے۔ اول تو ذی القرنین کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لوگونکے چند اقوال نقل کئے تھے حالانکہ نہ انکی صحت کا ذمہ کیا تھا نہ
انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر معزز معاصر نے امام صاحب جیسے جلیل القدر شخص پر اعتراض جماکر شہرت حاصل کرنیکی غرض سے سبکو امام صاحب کی طرف منسوب کرکے قہقہہ اڑایا
ہے۔ اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جو لوگوں کے قول نقل کئے ہیں کہ کسینے سکندر بن فیلقوس مراد لیا ہے اور کسینے کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہے
وہاں بھی آپ سکندر رومی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ گئے اور ابوریحان بیرونی کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ
مراد لیتے ہیں ہاں اسکی بھی تغلیط کردی نہ جسپر کوئی دلیل لائے نہ برہان پھر عموماً مفسرین پر عتاب فرمایا ہے اور انکو غلطی میں پڑنیکا الزام دیکر از خود سد کے پتے سے
ذی القرنین کی تعیین کرنی شروع کی ہے۔ پھر جب آپ نے ادہر اُدہر دیکھا اور آپ کو بجز دیوار چین کے اور کسی دیوار کا پتا نہ لگا تو اسیکو وہ دیوار قرار دیا کہ جس کا
قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور کو پایا اس لیئے اسیکو ذی القرنین قرار دیا اور قرنین سے اسکے دو زمانے
مراد لیئے ایک اسباب و سامان جمع کرنیکا دوسرا فتوحات کا اور اسکا مغربی سفر برہما اور ملایا تک پہنچنا اور غربی سمت میں خلیج بنگالہ میں آفتاب کو چشمہ سیاہ میں
ڈوبتے پانا قرار دیا اور ایمان لانا جو قرآن میں مذکور ہے (کہ ذی القرنین نے کہا تھا جو ایمان لاویگا اور اچھے کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا) اسکے معنی فرمانبرداری کرنا بتلایا اور مشرقی
سفر کا چین کا مشرقی کنارہ مانا۔ یہہ تو سب کچھ کیا مگر بین الصدفین کی کچھ توجیہہ نہ بن سکی گو سادگی کی توجیہہ کردی کہ سد یا بین مراد ہے نہ کہ دو پہاڑوں کی چوٹیوں تک
بلند ہونا کسلیئے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑونکی گھاٹیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے
اور یہہ دیوار چین تو تخمیناً پندرہ سو میل تک ہے اور پہاڑوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور میدانوں میں اور دریاؤں پر برابر بنتی چلی گئی ہے اور وہ دیوار تو صرف دو پہاڑوں
کے درمیان بنی تھی جیساکہ معلوم ہوا کاش ہمارا معاصر یوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے اول دو پہاڑونکے درمیان اس دیوار کو چنکر ایک درہ بند کردیا تھا پھر فغفور چین نے
ادہر اُدہر سے اس دیوار کو اور بڑہاکر پندرہ سو میل تک لمبا کردیا تب تو ایک وجہ معقول ہوسکتی تھی۔ اور یہہ بھی سہی مگر پھر بھی ایک تاریخی خدشہ باقی رہتا وہ یہہ کہ اگلے زمانہ
میں بسبب دشوارگزاری رستونکے آس پاس کے ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیساکہ اہل عرب و اہل شام سے چین ہی ہمیشہ حیز خفا اور
پردہ لاعلمی میں رہتا تھا پھر یہود کو چی وانگٹی فغفور کا قصہ کس سبب سے معلوم ہوا اور جبکہ وہ باخدا اور موحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکے ہم معنی لفظوں سے اسکا تذکرہ انکی
زبانوں پر جاری ہونیکی کیا وجہ ہے اسکے علاوہ قرآن مجید کے متعدد لفظوں سے ذی القرنین کا باخدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیساکہ اسکا یہہ کہنا کہ جو ایمان لائیگا اور
نیک کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا۔ اب عام ہے کہ یہہ شخص نبی ہو یا اسکا پیرو مرد باخدا جو اسکی شہرت کا قرنوں تک باعث ہوا۔ **دوسری دیوار** کی نسبت جمہور
اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ یہی وہ دیوار ہے جسکا قرآن مجید مین ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں موجود ہے اور اسکا بانی کوئی فغفور چین نہیں اہل تاریخ سب متفق
ہیں کہ یہہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا نہ سکندر رومی جیساکہ بعض اہل علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے
کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ذو القرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ یہہ کہ ذو القرنین عربی لفظ ہے اور ذو کے ساتھ زمانہ قدیم میں اکثر یمن کے بادشاہ ملقب ہوا کرتے تھے جیسا
کہ ذی نواس ذو النون ذو رعین ذو یزن ذو جدن اسی طرح ذو القرنین بھی ہے ابوریحان بیرونی اسکا نام ابوکرب بن عیر بن افریقس حمیری بتلاتے ہیں اور اپنی سند میں اسعد یمانی کے
یہہ اشعار لاتے ہیں ؎ قد کان ذو القرنین جدی مسلما ٭ ملکاً علا فی الارض غیر مفند ٭ بلغ المشارق والمغارب یبتغی ٭ اسباب امر من حکیم مرشد ٭ ابوالفداء اپنی تاریخ کی چوتھی فصل میں

ابن سعید مغربی سے نقل کرتے ہیں کہ اول قحطان بن عابر ملک یمن میں آکر بادشاہ ہوا اسکے بعد اُسکا بیٹا یشجب کہ جسکو سبا کہتے ہیں اسی نے شہر سبا رہنایا اور مآرب کی زمین میں ملک کو شاداب کرنے کے لیئے پختہ بند بندھوایا اسکے بعد اُسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسنے ثمود کو یمن سے نکالدیا اسکے بعد اسکا بیٹا وائل بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا السکسک پھر اسکا بیٹا یعفر - پھر حمیر کے خاندان میں سے ذوالراس عامر بادشاہ ہوگیا مگر یعفر کے بیٹے نعمان نے پھر غلبہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشجع بادشاہ ہوا اور اس خاندان کی سلطنت اسی پر تمام ہوگئی اور شداد بن عاد بن الملاطہ بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد اور اسکے بعد دوسرا بھائی ذوسدد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الرائش بادشاہ ہوا یہی **تبع** اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی وہ **ذوالقرنین** ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالمنار ابرہہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا افریقس اسکے بعد اسکا بھائی ذوالاذعار اسکے بعد اسکا بھائی شرحبیل اسکے بعد اسکا بیٹا الہداد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکی بیٹی بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی انتہی ملخصاً - **قرن** عربی زبان میں سینگ کو بھی کہتے ہیں اور زمانہ کو بھی جسکا تثنیہ قرنین ہے ذوالقرنین کے معنی دو سینگ یا دو زمانہ والا - قرآن مجید اور احادیث میں اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی البتہ علماء نے لفظوں کے معنی پر خیال کرکے متعدد وجہ بیان فرمائی ہیں اب یہہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ سب صحیح ہوں یا سب غلط منجملہ انکے ایک یہہ ہے کہ اس کے تاج پر دونو طرف کلغیاں لگی رہتی تھیں - عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہے انکے دو تھیں اس لیئے اسی لقب سے شہرت پاگئے جو انکی شہنشاہی اور فتوحات کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہہ کہو کہ اسکو دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا دوسرا انپر قابض و مسلط ہوکر حکمرانی کرنیکا یہہ بات بھی ہر بادشاہ کو نصیب نہیں ہوتی سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھ بھی زمانہ نہیں پایا ہندوستان سے مراجعت کرتے وقت ٣٣ - برس کی عمر میں بابل میں مرگیا -

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش نے خواہ از خود خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے ذی القرنین کا حال بطور امتحان کے دریافت کیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین اسکے جواب میں فرماتا ہے قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا کہ ہم اسکا تجھ سے کچھ حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہے انا مکنالہ فی الارض و اتیناہ من کل شئی سببا کہ اسکو ہر ایک قسم کے اسباب اور قوت دی تھی فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندہا قوما کہ اسنے سامان و ساز سفر درست کرکے سفر کیا اور فتح کرتا ہوا وہانتک پہنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سو اسکو ایک سیاہ یا گرم چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی -

مغرب الشمس کے یہہ معنی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہہ ہے اور وہاں کوئی سیاہ دلدل یا گرم چشمہ ہے کہ جہاں آفتاب غروب ہوا کرتا ہے کسلیئے کہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور زمین گول ہے ہر وقت آفاق بعیدہ کے لحاظ سے اسکا طلوع و غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب دن ہے انکے مقابلہ میں رات ہے کہیں نصف النہار ہے تو دوسری جگہہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علے ہذا القیاس اور جو کسی نے یہہ معنی سمجھے ہوں تو یہہ اسکی غلطی ہے نہ کلام اللہ کی بلکہ یہہ کلام محاورہ اور عرف عام کے دستور پر صادر ہوا ہے دیکھو ہماری محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں بادشاہ کی وہانتک سلطنت ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں انکی افق کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسی طرح مغرب میں بہت دور دراز تک یہہ معنی ہیں مغرب الشمس اور مطلع الشمس کے - اور امام رازی وغیرہ محققین نے یہی مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں پھر ذوالقرنین جب مغرب کے رخ بہت دور تک پہنچا کہ جہاں بحر مسند رکے اور کوئی آبادی نہ تھی تو آفتاب انکو اسمیں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا اور سب کو یونہی معلوم ہوا کرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جنکے مغرب میں سمندر ہے وہ ہر روز اس بات کا معاینہ کرتے ہیں - قرآن مجید نے یہہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہانتک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی ؟ اب اسکی تعیین و تحقیق جو کچھ ہوگی تاریخ سے ہوگی - عرب کے تمام غربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور قدرے شمال کو بحر عرب و قلزم احاطہ کیئے ہوئے ہے اگر یہہ مراد نہ لیا جاوے کیونکہ یہہ اسنے بہت کچھ دور نہیں ہے

تو قلزم کو عبور کر کے ملک مصر اور بربر کو طے کرتے ہوئے بحر اعظم تک پہنچنا مراد لیا جاویگا اور وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا تعالی نے بذریعۂ الہام یا کسی نبی کی معرفت ذوالقرنین سے یہہ فرمایا قلنا یاذاالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیھم حسنا کہ تجھکو انکی بارہ میں اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دے جسکے جواب میں ذوالقرنین نے عرض کیا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا ۔ واما من امن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنی وسنقول لہ من امرنا یسرا کہ ظالموں کو ہم سزا دینگے اور وہ اپنے رب کے ہاں جاکر بھی سزا پاوینگے اور ایماندار وں نیکبختوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ ملیگا اور ہم بھی اسکو آسان بات کہینگے یعنی اسپر رعایت و مروت کرینگے ۔

ثم اتبع سببا پھر ساز و سامان مہیا کیا یہہ انکا **دوسرا** سفر شرقی ہے ہر سفر پر خدا تعالی ثم اتبع سببا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا کہ مشرق میں وہانتک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں اسکو ایک ایسی قوم ملی کہ جنپر آفتاب کے لئے کوئی آڑ نہ تھی ۔ مطلع الشمس کے وہی معنی ہیں جو مغرب الشمس کے تحت میں ہم بیان کر آئے ہیں ۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا؟ غالباً چین کا اخیر ہوگا کہ جہاں سمندر کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کے لئے حائل نہیں یا ہندوستان کا اخیر مراد ہوگا بحر چین تک کہ آفتاب سمندر سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں ۔ اسکے بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنے کے لئے فرماتا ہے کذلک وقد احطنا بما لدیہ خبرا کہ اسکا حال ہمکو خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے ۔ ثم اتبع سببا پھر ساز و سامان سفر مہیا کیا یہہ **تیسرا** سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً یہہ شمالی ملک کا سفر ہے کس لئے کہ آبادی کا اکثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بحر یا بعض جزائر ہیں حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونھما قوما لا یکادون یفقھون قولا کہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور انکے پرلی طرف ایک ایسی قوم ملی کہ جو بات نہ سمجھ سکتے تھے انکی زبان بالکل غیر تھی ۔ یہہ تاتار ۔ اور چینی تاتار کا پہاڑ ہے اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں یہہ پہاڑ تاتار اور چینی تاتار کے درمیان سے گزرا ہے اور منگولیا اور منچوریا کے درمیان حد فاصل ہے پھر اسکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کوسوں تک تاتار کو جنوبی و شمالی حصہ میں تقسیم کرتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق و شمال کو ہوتی ہوئی سائبیریا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جاملی ہے چینی تاتار کے لوگ اس پہاڑ کے اس درہ میں سے گزر کر کہ جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا تاتاریوں کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینھم سدا ۔ کہ یاجوج و ماجوج چینی تاتار کے لوگ زمین میں آکر فساد کیا کرتے ہیں آپ اگر ہماری اور انکے درمیان دیوار بنادیں تو ہم آپ کے لئے اسپر خراج مقرر کردیں قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینھم ردما ۔ اتونی زبر الحدید ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے تم صرف مجھے مدد دو اور لوہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکے درمیان دیوار بنادوں ۔ اب اس سے عام ہے کہ لوہے کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چنی تھی یا پتھروں سے لوہے کی اُنمیں میخیں لگائی تھیں بہر طور دیوار چنکر دونو پہاڑوں کے سرے تک لیگئے تو پھر اسکو آگ سے گرم کر کے اسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالدیا یا یوں کہو ان درزوں میں پلا کر سب کو ایک ذات کردیا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا ۔ حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا ۔ یہہ درہ اس مضبوطی سے بند ہوا فما اسطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقبا کہ نہ بلندی کی وجہ سے اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں لوہے اور تانبے کے لگانے سے نقب لگا سکتے تھے ۔ جب یہہ دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے یہہ کہا قال ھذا رحمۃ من ربی کہ یہہ تمپر ایک انعام الہی ہے اس نعمت پر تمکو خدا تعالے کا شکریہ کرنا چاہیئے ۔ یہہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہیگی مگر فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا جب میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گرنیکا وقت آئیگا تو یہہ دیوار ٹوٹ جائیگی میرے رب کا وعدہ برحق ہے ۔ یہاں سے

معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی یا کوئی باخدا آدمی تھے جنکو بطور الہام کے یہہ معلوم ہوگیا تھا کہ ایک وقت معین پر یہہ دیوار ٹوٹے گی اسکا ذوالقرنین سے وعدہ خدا نے کرلیا تھا۔ اس وعدہ کا کوئی وقت خاص یہاں بیان نہیں ہوا کہ کب یہہ دیوار ٹوٹیگی؟ علماء اسلام احادیث سے استدلال کرکے کہتے ہیں کہ یہہ دیوار قریب قیامت کے ٹوٹ جاویگی اور یہہ تاتار اور چینی تاتاری قومیں کہ جنکو یاجوج ماجوج کہا ہے شام وغیرہ ملکوں پر حملہ آور ہونگے اور انکر ملکوں میں سخت فساد برپا کرینگے پھر خدا تعالیٰ کی ایک بلاء آسمانی سے سب ہلاک ہوجاوینگے۔ احادیث صحیحہ میں یہہ مضمون موجود ہے۔ اور نیز کتاب حزقیل علیہ السلام کی ۳۸-۳۹ فصل میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی طرف سے بیشمار تعداد کے ساتھ حملہ آور ہونگے (شام کے ملک پر) اور لوگوں کو مغلوب و مقتول کرکے یہہ کہینگے کہ زمین والوں کو تو ہمنے ہلاک کردیا آسمان والوں کو بھی زیر کرنا چاہیئے اسلیئے آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر انکی کمان کو صحیح کرنے کے لیے خون آلودہ ہوکر گرینگے آخر خدا کی بھیجی ہوئی بلا سے یہہ سب ہلاک ہونگے کہ انکی لاشوں سے زمین بھر جاویگی اور لوگ سات برس تک انکی تیر و کمان کا ایندھن جلاوینگے۔ یہہ پیشین گوئی ابتک ظاہر نہیں ہوئی بلاشک قرب قیامت میں ظاہر ہوگی۔ گو خلیفہ واثق باللہ کے خواب کے موافق جو اسنے دیکھا تھا کہ دیوار ٹوٹ گئی ان تاتاریوں نے بسر کردگی چنگیز خان و ہلاکو خان شام اور ایران وغیرہ ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور ملک میں زلزلہ ڈالدیا کسیکو انکے مقابلہ کی طاقت نرہی اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس واقعہ کو خروج یاجوج ماجوج کا واقعہ کہا ہے مگر در اصل یہہ اور واقعہ تھا جو آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی[1] کے مطابق ہوا اور خروج یاجوج ماجوج کا ایک اور واقعہ ہی جو ہوگا۔

اب ہم یاجوج ماجوج پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کون قوم ہے اور کیسی ہے؟ باتفاق محققین یہہ دونو عجمی نام ہیں دو قوموں کے کہ جو یافث بن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے فقیل انہما من الترک قیل یاجوج من الترک ماجوج من الجیل والدیلم کہ بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونو ترکوں کے قبیلہ ہیں بعض کہتے ہیں یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جیل اور دیلم سے۔ بیضاوی اور ابو السعود و دیگر مفسرین انکو یافث کی نسل سے کہتے ہیں مطلب ایک ہی ہے۔

کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کرکے لکھتا ہے یکون یاجوج وماجوج وراءہم الی البحر المحیط کہ چین سے متصل بحر اعظم کے کنارہ کنارہ یاجوج ماجوج قوم ہے۔ جبل الطائی کے پہلی طرف منچوریا منگولیا۔ کوریا چین سے ملے ہوئے ہیں دریا کی حد تک وہ ان سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے۔ انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے دیوار چین بنائی تھی اور انہیں کے لیئے ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کردیا تھا۔ اور ایک جگہ لکھتا ہے واما یاجوج فہم فی ناحیۃ الشمال اذا قطعت ما بین الکیماکیۃ الخ اور اسی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ والوں نے بھی بیان کیا ہے جس سے منچوریا اور منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ یہہ لوگ دیو بھوت نہیں ہماری جیسے آدمی ہیں ہاں کسی زمانہ میں وحشی درندی سفاک جاہل کافر ضرور تھے اور کچھ اب بھی ہیں جغرافیہ جام جم میں جو انگریزی کتابوں کا ترجمہ ہے مرزا فرہاد نے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس تقدیر پر منگول و من چیو اوجینی تاتار کے باشندے ہیں انہیں کو اگلے زمانہ میں یاجوج ماجوج کہتے تھے اور یاجوج ماجوج کے لفظ کو منگول و من چیو اکرلیا یا اسکے برعکس ہوا۔ اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیرات ہوجاتی ہیں کہ جیکا اصل پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے انگریزی میں یعقوب کا جیکب اور اسکندر کا اسکنر اور یوسف کا جوزف بن گیا اور اسی طرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا اور اسی پر اور زبانوں کے الفاظ کو قیاس کرلینا چاہیئے۔ جب یہہ مان لیا گیا کہ یہہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیر ہوا اور پہلے یہہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہہ کس طرح پر ہیں۔؟

[1] ترمذی نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا لاتقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالہم الشعر ولا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما کان وجوہہم المجان المطرقۃ۔ اور پھر ترمذی کہتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیح یعنی قیامت قائم نہوگی جب تک کہ تم اے مسلمانوں ایک ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکی بالوں کی جوتیاں ہونگی اور ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکے چہرے ڈھالوں کی سے چوڑے چکلے ہونگے یعنی قیامت سے پیشتر تمکو ایسی قوموں سے لڑنا جنکا اتفاق ضرور ہوگا۔ اور اس قوم سے مراد اتراک اور تاتاری لوگ ہیں مگر بعض علماء کہتے ہیں یہی یاجوج ماجوج ہیں جو چنگیز خان اور اسکے بیٹے کی عہد میں خروج کرآئے تھے واللہ اعلم

توریت کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہہ ہیں جُمر اور ماجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس - اس یاجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہہ ماکوک سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنایا ہے ایک ہی قوم ہے

ں اولاد پر مستعمل ہونے لگے کتاب حزقیل کی

بسک اور توبال کا سردار ہے اپنا

ہا - بظاہر یاجوج اس ملک اور اُس

کہتے ہیں - اور انہیں کی نسل کے

ں میں حاکم ہوگا -

ہ اسکا کوئی عاقل قائل ہے -

ہتے ہیں کل ڈہائینگے وزاسی رہگئی مگر انکی

ہ ئینگے اور لوگ انسے بھاگ جاوینگے الخ اس

ور جس قوم کو تمنے یاجوج ماجوج تبلایا

ہی ہے -

تے بند کر دیے تھے - پھر یہہ ممکن ہے کہ اور

ستہ انکے ہاتھ میں ہوگا خصوصاً ان

لوٹنے کا وقت کئی سو برس آگے آچکا اور

ب لگانا اس زمانہ تک نہانہ ہمیشہ کیلیے

ں لفظ ایسا نہیں جو اس مطلب پر دلالت

ر دیوار کی بابت عجائب افسانی مشہور تھے

دہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے

ہ لیکر قرآن مجید سے چسپاں کی گئیں ہیں

بکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ بیضاوی نے

ران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے

باد کہ جسکی سلطنت ہی شرق و مغرب میں
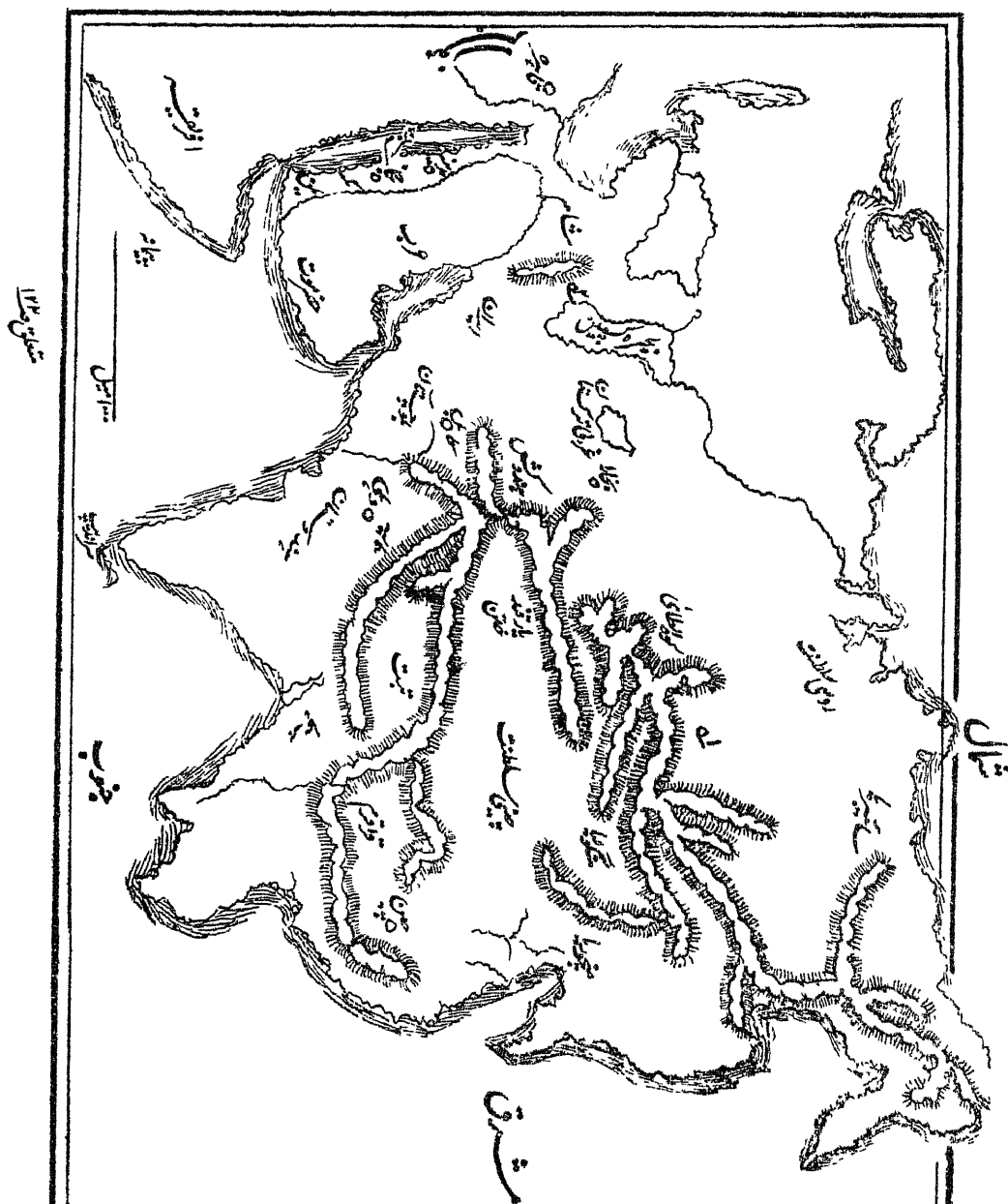
ی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے

۵۱ اس پہاڑ کو سلسلة الارض بھی کہتے ہین - اس کی شاخون کے جُدا گانہ نام ہین - اور اسی کی کسی گہاٹی مین وہ دیوار ہے -

۵۲ اس مقام پر باب الابواب یا دربند کے پاس بعض محققین کے نزدیک وہ دیوار ہے جس کو کسی ایرانی بادشاہ نے بنایا تھا وہ اس کو سد ذوالقرنین کہتے ہین ۱۲

ابو محمد عبدالحق

اور اس کی سند بھی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے -

توریت کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہ ہیں جُمر اور ماجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس - اس یاجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہ ماکوک سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنایا ہے ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے - ایسا ہو مگر اسکی دلیل بیان نہیں کی - اسمیں کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کے نام تھے پھر انکی اولاد پر مستعمل ہونے لگے کتاب حزقیل کی

۳۸ - باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منھ کر اور اسکے برخلاف نبوت کر - یہاں جوج کو ماجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور توبال قوموں کا سردار کہا - بظاہر ماجوج اس ملک اور اُس قوم کو کہا جو یاجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں اور جو انہیں بلادِ شمالیہ میں رہتے تھے جنکو آجکل تاتار اور چینی تاتار و ترکستان کہتے ہیں - اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہ ملک آباد ہیں اور جوج یعنی یاجوج انہیں سے کسی خاص فرقے کا نام تھا جو روس و توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہوگا -

یہاں سے بعض صاحبوں کا یہ خیال کر لینا کہ جوج سے انگریز اور ماجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اسکی کوئی سند ہے نہ اسکا کوئی عاقل قائل ہے -

سوال بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو توڑا اور ڈھایا کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کل ڈھائینگے ذرا سی رہگئی مگر انکی انشاء اللہ نہ کہنے سے پھر صبح کو خدا تعالیٰ اس دیوار کو ویسا ہی کر دیتا ہے پھر جب اسکا وقت آئیگا تو انشاء اللہ کہینگے پھر اسکو توڑ کر باہر نکل آئینگے اور لوگ انسے بھاگ جاوینگے الخ اس حدیث کو ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج وقت معہود سے پہلے ان ملکوں میں نہیں آسکتے اور جس قوم کو تمنے یاجوج ماجوج بتلایا ہے وہ ان ملکوں میں بارہا حملہ کرکے آئے ہیں اور اب بھی وہاں کے لوگ آتے ہیں اور انکے قریب چین کی عملداری ہے اور روس کی مملکت بھی ہے -

جواب قرآن مجید سے صرف اُسی گھاٹے کا بند کرنا ثابت ہوتا ہے جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا نہ یہ کہ انکی چاروں طرف کے رستے بند کر دیے تھے - پھر یہ ممکن ہے کہ اور دور دراز کے رستوں سے اس قوم کے لوگ ان ملکوں میں آتے جاتے ہونگے مگر اس عہد میں بجز اُس رستہ کے اور کوئی آسان رستہ انکے ہاتھ میں نہ ہوگا خصوصاً ان لوگوں پر حملہ آوری کے لیے کہ جنکے کہنے سے ذوالقرنین نے دیوار چینی تھی اور جو لوگ یاجوج ماجوج چنگیز خانیوں کو کہتے ہیں انکے نزدیک دیوار ٹوٹنے کا وقت کئی سو برس گے آچکا اور بہ نسبت اگلے زمانہ کے وہ بھی قیامت کے قریب ہے قرب قیامت سے مراد نفخ صور سے متصل زمانہ نہیں اور انکا اس دیوار پر نہ چڑھنا نہ نقب لگانا اس زمانہ تک تھا نہ ہمیشہ کیلئے یہ ہزاروں برس کا واقعہ ہے صدیوں تک وہ دیوار انکی خروج کو مانع رہی اب یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ کے لیے بھی مانع رہے قرآن میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتا ہوا احادیث خبر آحاد ہیں جنکے ثبوت میں بھی یقین کامل نہیں اہل کتاب کی کتابیں قابل احتجاج نہیں ہاں یہود میں یاجوج ماجوج اور دیوار کی بابت عجائب افسانے مشہور تھے جنکو بعض خوش اعتقاد مسلمانوں نے بھی روایت کر دیا - چنانچہ معالم التنزیل میں وہب وغیرہما کے چند اقوال یاجوج ماجوج کی نسبت منقول ہیں کہ وہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے ہیں اور انمیں سے کیکا قد سو گز سے زیادہ ہے اور انکی درندوں کی طرح جنگل اور کچلیاں ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب وہی روایات ہیں جو اہل کتاب سے لیکر قرآن مجید سے چسپاں کی گئیں ہیں

تیسری دیوار جو باب الابواب کے پاس ہے جسکا ہم بیان کر آئے ہیں بعض مفسرین نے اسکو وہ دیوار ذی القرنین قرار دیا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ بیضاوی نے لکھا ہے وقیل بآذربیجان الخ کہ بعض نے اسکو آذربیجان اور آرمینیہ کے پہاڑوں میں بتلایا ہے اور یہ بالاتفاق ہے کہ اس دیوار کا بنانے والا ایران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے پھر کوئی اسکا نام انوشیرواں بتلاتا ہے کوئی قباد کہتا ہے اگر نوشیرواں ہے تو یہ اخیر انوشیرواں نہیں بلکہ پہلے بادشاہوں میں سے کوئی ہوگا کیخسرو کیقباد کہ جسکی سلطنت بھی مشرق و مغرب میں بہت دور تک پہنچی تھی اور اسنے بڑی بڑی مستحکم عمارتیں بھی بنائی تھیں جیسا کہ تاریخ شاہان ایران سے ظاہر ہے اس قول کے مطابق تو یہی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے اور اس کی سند بھی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے -

اس کتاب کے ۸ - باب میں لکھا ہے بیلشضر بادشاہ (بخت نصر کے بیٹے) کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں مجھ نظر آئی تھی اور مینے عالم رویا میں دیکھا اور جسوقت مینے دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوسن[1] کے قصر میں تھا جو صوبہ عیلام میں ہے پھر مینے رویت کی عالم میں دیکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے پر ہوں تب مینے اپنی آنکھیں اُٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جسکی دو سینگ تھی اور دے دو سینگ اونچے تھے لیکن ایک دوسرے سے بڑا تھا مینے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اُتر دکھن طرف سینگ مارتا تھا یہانتک کہ کوئی جانور اسکے سامنے کھڑا نہ ہوسکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہانتک کہ وہ بہت بڑا ہوگیا اور مین اس سوچ میں تھا کہ دیکھ ایک بکرا پچھم کیطرف سے آکے تمام روئے زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوڑا اور اس بکرے کی دونو آنکھوں کے بیچوں بیچ ایک عجیب طرح کا سینگ تھا اور وہ اس دو سینگ والے مینڈھے پر بڑے زور سے دوڑا اور اسکو مارا اور اسکے دونو سینگ توڑ ڈالے اور اسکو زمین پر دے مارا اور لتھاڑ دیا اور کوئی اسکو نہ چھڑا سکا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پر زور ہوا تو اسکا سینگ ٹوٹ گیا اور اسکی جگہہ اور چار سینگ نکلے جب مین دانی ایل یہہ خواب دیکھ چکا تو اسکی تعبیر کی فکر میں تھا پھر مینے اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اسکو رویا کے معنی سمجھا دے سنے میرے پاس آ کے کہا اے آدم زاد سمجھ کیونکہ یہہ رویت آخری زمانہ میں انجام ہوگی وہ مینڈھا کہ جسکے دو سینگ تھے وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اسکے چار سینگ سو یہہ چار سلاطین ہیں جو اس قوم کے درمیان برپا ہونگے انتہی ملخصاً - اس بنا پر **ذوالقرنین** فارس کے بادشاہ ہیں ان میں سے کوئی بادشاہ ہے قباد وغیرہ جو دو سینگ والے سے یہود میں مشہور تھا جسکا ترجمہ عربی میں ذوالقرنین ہوا اور وہ بکرا ایک سینگ والا **اسکندر** فیلقوس یونانی بادشاہ ہے جسنے اس دو سینگ والے مینڈھے یعنی ایران کے اس بادشاہ کو جو اسکے عہد میں تھا (دارا جو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت و وسعت و غلبہ کے دو سینگ والا مینڈھا تھا) لتاڑا اور اسکی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اسکے چار سرداروں میں اسکا ملک تقسیم ہوا اور یہہ چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہوگئے - دانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہہ واقعہ ہوا - حضرت دانیال علیہ السلام کا یہہ خواب کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک معما سا چلا آتا تھا جسکے معنی یا تعبیر وہی جانتے تھے اسلئے انہوں نے قریش کو بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے ذوالقرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ وہ ذوالقرنین کو کوئی بادشاہ بتلاتے ہیں یا کوئی جانور دو سینگ والا ہے کیونکہ بظاہر لفظوں میں پورا ابہام ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ نے بموجب وحی متلو اسکا ان آیات میں پورا حال بیان کردیا اور اسکی دیوار بنانے اور قوم خزر کے روکنے کا تذکرہ بھی کیا جو یاجوج ماجوج کی قوم میں سے تھی اور شاہ فارس کے ملک میں آکر فتور برپا کیا کرتے تھے - اس خواب دانیال کے مطابق بھی سکندر رومی ذوالقرنین نہیں ہوسکتا - عوام میں جو سکندر ذوالقرنین مشہور ہوگیا ہے اس غلطی کا باعث بعض مورخوں کی لاعلمی اور پھر سکندر نامہ میں مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی غلط بیانی ہے - **بعض لوگوں** نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذوالقرنین **فریدوں** کو قرار دیا ہے جیساکہ تفسیر ابو السعود و تاریخ ابو الفدا میں مذکور ہے مگر جمہور محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین تبع حمیری ہے اور وہ دیوار جو اسنے بنائی وہی ہے جو جبل الطائی میں واقع ہے نہ دربند اور یاجوج ماجوج وہی تاتاری اور چینی تاتار کے لوگ ہیں کہ جنکے بزرگوں کے روکنے کیلئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قومیں اخیر زمانہ میں ملکوں پر یورش کرینگی یا کرچکیں - واللہ اعلم - یہہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کی تحقیق کہ جسمیں توہمات باطلہ اور داستان گوئی کو کچھ بھی دخل نہیں اور جسپر حال کے جغرافیہ اور تاریخوں کے بموجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا نہ کوئی شبہ باقی رہتا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لیگئی ہے محض اپنی رائے سے تاریخی واقعات میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے گئے ہیں جیساکہ ہمارے بعض معاصرین کی عادت ہے باایں ہمہ اگر میری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو مجھے اسپر کچھ بھی اصرار نہیں -

[1] یہ شہر شوستر کا قدیم نام ہے یہ شہر اگلے زمانوں میں شاہان کیانیہ کا پائے تخت بھی رہ چکا ہے جو دارا کہ حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جسکے ہاں حضرت مامور ہوگئے تھے اور جسنے بابل شہر سے بخت نصر بادشاہ کلدانی کی سلطنت کا خاتمہ کیا تھا اسی شہر میں تھا - حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل پہنچے تھے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں آپکو بڑی عزت دیگئی تھی انہیں کے روبرو بابل کی سلطنت کا خاتمہ ہوکر شاہان ایران کا غلبہ ہوا انہیں کو دو سینگ کا مینڈھا آپ خواب میں دیکھتے ہیں ۱۲ منہ

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ○ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ○

پھر کیا کافر سمجھے بیٹھے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں ہی کو کارساز بنا لیں گے ہم نے بھی کافروں کے اترنے کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اے نبی کہدو کہ کہو تو تمکو میں بتاؤں کہ کون لوگ اعمال کے لحاظ سے خسارہ میں پڑ رہے ہیں

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

وہ جنکی دنیاوی کوشش سب گئی گزری ہوئی اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اسکے سامنے جانیکا انکار کیا تو انکی کمائی اکارت ہو گئی

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سو ہم قیامت کے دن انکے نیک اعمال کا کچھ بھی وزن قائم نہ کریں گے یہی جہنم انکی سزا اسلئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھے میں اڑایا البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ○ قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ

انکے لئے جنت فردوس ٹھہرنے کی جگہہ ہے وہ اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے وہاں سے نہ ٹلیں گے اے نبی کہدو اگر میری رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے

كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ○ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ

سمندر تمام ہو جائے اور گو اسکی مدد کو ہم ایسا ہی اور بھی دریا لاویں اے نبی کہدو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں ہی ہاں میری طرف یہی وحی کیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ○

تو اسکو چاہیئے کہ اچھے کام کئے جائے اور اپنے رب کی عبادت میں کیسکو بھی شریک نہ کرے

ع ۵ | ۱۲ | ۳

تفسیر

ذوالقرنین کے قصہ کے خاتمہ پر فرمایا تھا کہ کافر قابل جہنم وہ ہیں کہ جنکی آنکھوں پر اور کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں نہ خدا تعالیٰ کو اسکے آیات قدرت دیکھ کر یاد کرتے ہیں نہ حق بات سنتے ہیں اب یہاں سے ان پردوں کا اثر بیان فرماتا ہے فقال افحسب الذین الخ کہ کیا ان کافروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھے چھوڑ کر میری مخلوق کو کارساز حاجت روا بنانا انکے لئے بس کرتا ہے حالانکہ یہ بڑی نادانی ہے اول تو یوں کہ مالک کے مقابلہ میں اسکے بندے اور مخلوق جنہیں حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں انکے کام آویں گے وہ کیا کام آسکتے ہیں جبکہ وہ خود ہی ہمارے محتاج اور دست نگر ہیں دوم بڑا کام آنا اُس جہان کے لئے ہوتا ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے سو انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا جہنے وہاں انکے لئے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھا ہے یہ انکی وہاں مہمانی اور ضیافت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ان معبودوں کی عبادت میں کوششیں کیں تھیں مال صرف کئے تھے اس طریقہ باطل کو غالب کرنے کے لئے اہل حق سے لڑے تھے حق کے مٹانے میں مال و جان صرف کی تھی اور اسکو دنیا و آخرت کی فلاح سمجھے ہوئے تھے اور درحقیقت یہ زیان کاری اور خسارہ دارین تھا اس لئے آنحضرت صلعم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان سے کہدو کہ میں تمکو بتلاؤں کہ کون زیادہ زیان کار اور خساری میں ہیں؟ پھر آپ ہی بتلایا کہ الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا الخ کہ جنکی سب کوششیں بیکار گئیں اسپر یہ غضب کہ وہ اسکو نیکوکاری سمجھے ہوئے تھے یہ جہل مرکب مرض لا دوا ہے جسکا نتیجہ موت روحانی یعنی دارین کی خسارت ہے انسان اگر برائی کو جانے تب ہی امید ہے کہ کبھی راہ راست پر آجائیگا اسکے برعکس جنکی کوشش دنیا میں کارگر اور راست ہوئی انکا حال بھی بیان فرماتا ہے بقولہ ان الذین آمنوا الخ کہ انکو دار آخرت میں جنات الفردوس رہنے کو ملیں گی جہاں وہ سدا رہا کریں گے۔ قل لو کان البحر یہاں سے یہ بات بیان فرماتا ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اسمیں جو انسان کی سعادت و نحوست اسقدر مشرح بیان ہے کہ جسکو کوئی سمندروں کی سیاہی بنا کر بھی لکھے تو سمندر خشک ہو جاویں اور وہ تمام نہوں بعض مفسرین کلمات ربی سے عام مراد لیتے ہیں انکے شرائع اور عجائب قدرت جو ہر مخلوق میں بیشمار ہیں ہر ایک مخلوق اسکی عجائب قدرت کا بے انتہا دفتر ہے اس عالم حسی کی مخلوق پھر عالم ملکوت اور پھر دار آخرت کے کیفیات پھر عالم لاہوت اور

تعبون باری تعالیٰ جنکے لکہنے کو ہزار سمندر بہی کافی نہیں کس لئے کہ وہ متناہی اور یہ غیر متناہی -

ابحاث (۱) عبادی سے مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیاطین بعض کہتے ہیں اصنام انکو بھی باعتبار ان اشخاص کے کہ جنکی یہ فرضی صورتیں بنائی گئی ہیں عباد کہا جاسکتا ہے جیساکہ ایک جگہہ قرآن میں آیا ہے عباد امثالکم - فقیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسمیں سب آگئے - (۲) نزل زجاج کہتے ہیں ماویٰ اور منزل کو نزل کہتے ہیں - اور جو کچھ مہمان کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و تنزیل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یعنی مہمانی اسکو بھی نزل کہتے ہیں - (۳) بالاخسرین اعمالاً سے بعض کہتے ہیں رہبان کیطرف اشارہ ہے - مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہیئے یعنی ہر ایک قوم اور ہر ایک شخص جو پیغمبر علیہ السلام کے برخلاف طریقہ کو نجات کا سبب جانکر اسمیں کوشش کرتا ہے جیساکہ ہندو گنگا کا اشنان اور گائے بیل کی پرستش اور بتوں کے آگے خودکشی و دیگر بے فائدہ مجاہدات کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر مذاہب کو سمجھنا چاہیئے بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب و سنت کے برخلاف خانہ ساز باتوں کو دین اور نجات کا باعث سمجھکر ان میں سعی کرتے ہیں مال و جان صرف کرتے ہیں بدعات میں ہزارہا روپیہ اٹھاتے ہیں جیساکہ محرم کی تعزیہ داری اور بیجا تعمیرات اور دیگر دستورات انکو بھی الذین ضل سعیھم میں علے قدر مراتب شمار کرنا چاہیئے نفع کی امید میں کام کیا وہاں الٹا نقصان عائد ہوا ؎ نترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی * کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست * الٰہی ہماری چشم باطن بینا کرتاکہ ہمکو ہر چیز اسکی اصلی حالت پر نظر آوے برے کو اچھا اور اچھے کو برا نہ سمجھیں اس جہل مرکب ورطہ میں نہ پڑیں آمین * (۴) ولقائہ سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اُس سے ملنا جو مرنے کے بعد یا قیامت میں ضرور ہوگا خواہ مجرمانہ حالت میں جیساکہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اکرام و اعزاز کی صورت میں بہرطور اس سے ایک روز ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہے خسارہ میں پڑا ہی (۵) فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا یہاں اس سے مراد یہہ ہے کہ حقارت و ذلت میں انکے اعمال ہونگے بولتے ہیں اسکا کچھ بھی وزن نہیں یعنی عزت نہیں نہ یہ کہ قیامت میں جو ترازو اعمال قائم ہونا دوسری آیت میں آیا ہی تو اس سے یہہ مراد کہ ترازو اہل ایمان کیلئے قائم ہوگی انکو انکے اعمال حسنہ و سیئہ کی مقدار معلوم کرانے کے لئے نہ کفار کے لئے پس دونوں آیتوں میں تعرض نہیں جسطرح کافروں کیلئے جہنم مہمانی میں ملنا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کا ملنا بیان فرماتا ہی - قتادہ کہتے ہیں فردوس وسط جنت اور اس سے اعلےٰ کو کہتے ہیں فردوس کے معنی رومی زبان میں باغ کے ہیں عکرمہ کہتے ہیں حبشی زبان میں ضحاک کہتے ہیں گھنے درختوں کو فردوس کہتے ہیں - اصل اس لفظ کی خواہ رومی ہو خواہ حبشی مگر یہہ بوقت نزول قرآن عرب العربا کی زبان میں مستعمل تھا - جنت الفردوس کی تشریح احادیث میں بہت کچھ آئی ہے کہ یہ تمام جنتوں میں اعلےٰ ہی وغیرہ - اور کفار کو انکے اعمال بد سے دائماً جہنم میں محبوس رکہنا اور ایمانداروں نکو کاروں کو ہمیشہ جنت الفردوس میں رکہنا یہ بھی ایک شان اور صفت ہی منجملہ ان صفات کے کہ جنکو سمندر کی سیاہی بناکر جو کوئی لکہنا چاہی تو سمندر تمام ہو جاوے اور وہ سب نہ لکھی جائیں - (۶) چونکہ اس سورہ میں اصحاب کہف اور ذی القرنین اور موسیٰؑ اور خضر کا حال بیان ہوا ہی جس سے انکی بزرگی اور خرق عادات معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عباد اللہ کو جو لوگوں نے خدائی میں شریک کیا ہے تو بشیتر انکے خارق عادت کاموں کی وجہ سے تو اسلئے آپکی امت کو تنبیہ کرنے کے لئے سورہ کا خاتمہ اسپر کیا قل انما انا بشر مثلکم کہ کہدو میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں خدا نہیں نہ خدائی کا شریک ہوں مجھپر یہہ موکد حکم وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے کوئی دوسرا معبود نہیں فمن کان یرجوا لقاء ربہ الخ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکہتا ہو کہ اپنے رب کے پاس جاکر حیات جاودانی پاؤں تو اسکو یہہ دو کام کرنے چاہئیں (۱) نیک کام کئے جائے اور نیک وہی کام ہیں جنکو نبی علیہ السلام نے نیک بتایا ہے اسمیں مالی بدنی اخلاقی سب نیکیاں آگئیں (۲) لایشرک الخ اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک کرے حسنات کی یہی دو اصول ہیں توحید جسکو ایمان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اعمال صالحہ تمام صحف انبیاء کا یہی خلاصہ ہے جسپر سورہ کو تمام کیا ہے فائدہ لایشرک بعبادۃ الخ میں صرف شرک ہی کی نفی نہیں بلکہ ریاکاری کی بھی کسلئے کہ ریا کار جب غیر کے دکھانے یا سنانے کو عبادت کرتا ہی تو گویا اسنے اسکی یا اسکے لئے عبادت کی انکو بھی خدا کے ساتھ شریک کیا اسکو شرع میں شرک خفی کہتے ہیں واللہ اعلم

سُورَۂ مَرْیَمْ مَکِّیَّہ ہے اس میں اٹھانوے آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

کٓھٰیٰعٓصٓ ○ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ○ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

یہ ذکر ہے تیری رب کی رحمت کا جو اسکے بندے زکریا پر ہوئی۔ جبکہ اسنے اپنے رب کو خفیہ آواز سے پکارا کہا اے مرے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہوگئیں اور سر میں بڑھاپا

شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ○ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ○

چمکنے لگا۔ اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنی طرف سے مجھے ایک وارث عطا کر

یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا ○ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اِِسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ○ قَالَ رَبِّ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی اور اسکو اے رب پسندیدہ کر۔ ہمنے کہا اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشی سناتے ہیں جسکا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہمنے ہمنام کا کوئی بھی نہیں پیدا کیا۔ کہا اے رب

اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ

میرے لئے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں آکر اینٹھ گیا ہوں۔ کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہ میرے نزدیک آسان بات ہے اور ہمنے اس سے پہلے تجھ کو پیدا کیا

وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ○ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ○ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ اَنْ

اور تو کچھ بھی نہ تھا زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن تک کلام نہ کرسکیگا بھلا چنگا ہو کر پس زکریا حجرہ سے نکلکر اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ

سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ○

صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو (زبان سے بول نہ سکا)

ترکیب ذکر مرفوع بانہ خبر مبتدء محذوف ای ہذا تم الخبر مضاف الی رحمت وہی الی ربک عبدہ منصوب بانہ مفعول رحمۃ وقیل مفعول لذکر اذ نادی ظرف زمان للرحمۃ اے رحمۃ اللہ ایاہ وقت ان ناداہ۔ قال رب الخ الجملۃ مفسرۃ لقولہ نادی والوہن الضعف یقال وہن یہن وہنا من باب وعد۔ یعدی ولا یتعدی فی لغۃ۔ اشتعل الراس الاشتعال انتشار شعاع النار فشبہ بہ انتشار بیاض شعر الراس بجامع البیاض ثم اخرجہ مخرج الاستعارۃ بالکنایۃ بان حذف المشبہ بہ وادات التشبیہ شقیا اے خائبا من الاجابۃ خفت بصیغۃ المتکلم وقری بکسر التاء وفاعلہ الموالی۔ اے قلوا وانو۔ والمراد بالموالی جمع المولی ہنا الاقارب یرثنی ویرث بالرفع فی الفعلین علے انہما صفتان للولی وقری بالجزم علے انہا جواب للدعا رضیا فعیل بمعنی المفعول قال اکثر المفسرین لم تسم احد قبلہ یحیی وقال ابن عباس ومجاہد وجماعۃ معناہ لم نجعل لہ نظیرا ولا مثلا من المساماۃ او السمو وقیل معناہ لم تلد عاقر مثلہ قبلہ ۱۲ منہ

تفسیر اس سورہ میں بھی چند بزرگوں کے تذکرے ہیں جنسے خدا تعالیٰ کی رحمت و قدرت کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ اور مقصود ان تذکروں سے یہ ہے کہ خدا پرستوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں اسکی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے مخلصین کی ہر موقع میں دستگیری کیا کرتا ہے اسی پر توکل چاہیئے۔ **پہلا** تذکرہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کا ہے یہ حضرت شہر یروشلم کے باشندے بنی اسرائیل میں ہیکل یعنی بیت المقدس کے ایک کاہن یعنی امام تھے منجملہ اور کاہنوں کے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ یہود کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم ان پر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر یہاں رہا کرتا تھا جنکو ہیرودیس کہا کرتے تھے یہ نام انکا خاندانی نام تھا اور ہیرودیس یہودی نسل سے نہیں بلکہ غیر تھا۔ بیت المقدس کئی بربادیوں کے بعد حال میں از سرنو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا اسمیں

ف۱ یعنی اسا کوئی جانشین فرزند عطا کر جو میرے بعد انتظام ملت و قوم کرے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے بعد میرے اقارب جو اس مسند امامت پر بیٹھیں گے قوم و ملت کو برباد کر دیں اس سے حضرت زکریا کو انکے اطوار اچھے نہ دکھائی دیتے ۱۲ منہ

ف۲ بنی اسرائیل میں اس نام کا اس سے پہلے کوئی نہیں گذرا بعض مفسرین کہتے ہیں یعنی مثل اس صفت کا کوئی نہیں گذرا گو انکے پہلے حضرت موسیٰ وغیرہ بنی اسرائیل میں بڑے بڑے بلند مرتبہ رسول ہو گذرے ہیں مگر ان میں ایک وصف خاص تھا اور ہر ایک کا رنگ و بو جدا ہے جدا ہے یعنی بڑا لائق فرزند عطا کریں گے ۱۲ منہ

ف۳ بڑھاپے میں انسان کی وہ حالت نہیں رہتی جو جوانی میں ہوتی ہے خشک ہو جاتا ہے ہاتھ پاؤں بھی سکڑ جاتے ہیں ۱۲ منہ

ف۴ بعض مفسرین کہتے ہیں زکریا کا قول بشارت فرزند سنکر تعجب سے یہ پوچھا کہ کیا ایسا ہوگا ۱۲ منہ

ف۵ انکی زبان بند ہوگئی تھی اشارہ سے کہا کہ میں بات نہیں کر سکتا تم خدا کو یاد کرو صبح و شام کی نمازیں پڑھو یہ دونوں وقتیں بنی اسرائیل میں زیادہ مروج تھیں اور انکی نماز و تسبیح و تقدیس ہی ۱۲ منہ

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

(جب یحییٰ پیدا ہوچکا تو اسکو کہا) اے یحییٰ کتاب کو مضبوط ہو کرلے اور ہمنے لڑکپن ہی میں اسکو حکمت عطا کی اور اسکو اپنے ہان سے رحم دلی اور پاکیزگی عنایت کی تھی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپکے ساتھ بہت نیکی کرنیوالا تھا اور وہ سرکش نافرمان نہ تھا

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

اور اسپر سلام جسدن کہ وہ پیدا ہوا اور جسدن کہ وہ مریگا اور جسروز کہ زندہ ہو کر اٹھیگا اور کتاب میں مریم کا ذکر کر جبکہ وہ اپنے لوگوں سے کنارہ کر کے ایک شرقی مکان میں جا بیٹھی اپنے لوگوں کی طرف سے

دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

ایک پردہ ڈال لیا پھر اسکے پاس ہمنے اپنے فرشتے کو بھیجا سو وہ اسکے روبرو پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا۔ مریم نے کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے اس نے کہا میں تو تیرے رب کا

رَبِّكِ ڰ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بھیجا ہوا ہوں کہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا میرے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھپر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

اور اسطرح یوں پیدا کیا کہ ہم اسکو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی اور لوگوں کے لئے اپنی مہربانی نبائین اور یہ بات ٹھہر چکی تھی پس مریم کو (خود بخود) حمل رہگیا اور وہ حمل کو لیکر کسی دور گوشہ میں جانے لگی

ترکیب وحنانا معطوف علے الحکم الحنان مخففا الرحمۃ والرقۃ ومشددا من صفات اللہ عزوجل۔ وزکوۃ معطوف علے ماقبلہ والزکوۃ التطہیر التزکیۃ والتنمیۃ ای جعلناہ وقبل زکیناہ بحسن الثناء علیہ کتزکیۃ الشہود وقیل صدقۃ تصدقنا بہا علے ابویہ سلام علیہ قال ابن جریر معناہ امان علیہ من اللہ وقال ابن عطیۃ التحیۃ المتعارفۃ مکانا شرقیا اے من جانب الشرق والنصب علے الظرفیۃ اومفعول بہ علے ان معنی انتبذت اتت مکانا ومن اجل ذلک اتخذت النصاری المشرق قبلۃ والبغی ہی الزانیۃ التی تبغی الرجال قال المبرد اصلہ بغوی علے فعول وقال ابن جنی فعیل ولما کان البغاء غالباً فی النساء دون الرجال اجری مجری حائض وحال لنجعلہ متعلق بمحذوف ای خلقنا ورحمۃ معطوفۃ علے آیۃ وکان اسمہ محذوف اے خلقہ امرا مقضیا خبر کان ۱۲

آخر ایک روز عین نماز میں دل بھر آیا اللہ سے مناجات و دعا کی (ندا ءً خفیا) کہ اے رب میں کبھی تجھ سے سوال کر کے محروم نہیں رہا ہوں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا کر کہ امت میں میرا وارث ہو اور اسرائیل کی نسل کا بھی وارث ہو نبوت اور بزرگی اور برکت یعنی جو اسرائیل سے وعدہ کی گئی تھی کہ تیری نسل میں برکت دونگا فرشتہ نے خدا کی طرف سے زکریا کو مژدہ دیا کہ تیری دعا قبول ہوئی تجھکو ایک فرزند نیک ملیگا جسکا نام یحییٰ (یوحنا) ہوگا اور اس سے پہلے اسکا نام کوئی نہیں ہوا ہے زکریا کو مژدہ سنکر اپنی پیرانہ سالی اور بیوی کے بانجھ ہونیکا خیال کر کے تعجب ہوا فرشتہ نے کہا کیا تعجب ہے خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا وہ بغیر اسباب کے پیدا کر سکتا ہے اور اسباب بھی پیدا کر سکتا۔ پھر جب زکریا کا اطمینان ہوگیا تو فرشتہ سے اسکی علامت پوچھی فرشتہ نے کہا جب وقت آئیگا تو خود بخود تین رات دن تک تیری زبان بند ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زکریا کچھ بات نہ کر سکتے تھے امامت کے روز لوگ حسب دستور منتظر تھے کہ زکریا محراب یعنی اپنی خاص عبادتگاہ سے باہر آکر نماز پڑھا دیں انکی دستور کے موافق پس باہر نکلکر لوگوں سے اشارہ کر کے کہا کہ تم بطور خود صبح و شام خدا کی حمد و ثنا کرو اس علامت کے چند عرصہ بعد زکریا علیہ السلام پیدا ہوئے یہ لڑکپن ہی میں وعظ و تلقین کیا کرتے تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں کبھی مصروف نہیں ہوئے تورات پر عمل کرنیکا انکو حکم ہوا انھا ہات کو خذ الکتاب بقوۃ سے تعبیر کیا یعنی مضبوطی سے کتاب یعنی توریت کو پکڑا اسپر عمل کرا اور ممکن ہے کہ انکو کوئی خاص صحیفہ عطا ہوا ہو جو مصائب میں گم ہوگیا اور آپ کو لڑکپن ہی میں حکم یعنی حکمت اور فہم و دانائی اور حنان یعنی نرم دلی اور محبت اور دل دردمند اور زکوۃ یعنی طہارت ظاہری و باطنی عطا کی گئی تھی ۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ○ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

پھر دردِ زہ کے مارے کھجور کے پیڑ کیطرف آئی کہنے لگی اے کاش کبھی میں اس سے پہلے مرچکی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ پھر اسکے پائین سے (فرشتے نے) آواز دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

تیرے پائین میں ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اپنی طرف کھجور کے پیڑ کو جھکا تجھپر پکی تازہ کھجوریں جھڑ پڑینگی پس تو کھا اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر پھر جو تو کسی آدمی کو دیکھے تو

فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۚ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ○ يٰٓاُخْتَ

کہہ دیجیو کہ میں رحمٰن کے لئے روزہ مانا ہے اب میں آجکے دن کسی شخص سے بات نہ کرونگی پھر وہ عیسےٰ کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم پاس لائی۔ وہ کہنے لگی اے مریم البتہ تو تو ایک عجوبہ چیز لائی ہے اے

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۖ

ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی

فاجاءھا یقال جاء و اجاء بمعنی ۔ المخاض مصدر و ہو وجع الولادۃ ۔ النسی الشئ الحقیر الذی من شأنه ان ینسی ۔ من تحتھا ۔ السری النھر الصغیر والجدول ۔ تساقط اصله تتساقط ۔ جنیا ۔ عجبا نادرا ۱۲

یہ حضرت یحییٰ کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرمائے تاکہ وعدہ الٰہی کہ اس سے پہلے کوئی اسکا ہمنام یا مثل نہیں پیدا ہوا صادق آئے اور وہ اوصاف یہ ہیں جو انکو لڑکپن ہی میں دئے گئے تھے باحکمت تھے نہایت مہربان رقیق القلب تھے ظاہر و باطن میں پاک اور بابرکت تھے نہایت پرہیزگار خداترس تھے ماں باپ کے فرمانبردار تھے جبار و سرکش نہ تھے ان خوبیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ حضرت یحییٰؑ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ ہمارا سلام یا سلامتی اور رحمت ہوا نپر پیدا ہونے اور مرنے اور مر کے جینے کے دن یعنی سخت اوقات میں۔ یہہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں مرحبا ہے اُسکے پیدا ہونے پر یا مبارک ہے اسکا پیدا ہونا۔ ان حضرت یحییٰؑ کو اسوقت کے ہیرودس نے ایک عورت کے کہنے سے ناحق قتل کیا انکا سر قلم ہو کر طشت میں لگا کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا یہہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیان کی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امرأۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص عمران نامی تھا (یہہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ اور شخص تھے) اسکی بیوی حنہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھی اسنے خدا تعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ الٰہی یہہ جو مجھے حمل رہا ہے اس سے لڑکا پیدا ہوگا تو میں تیری نذر کرونگی۔ یہود میں ایسی نذروں کا قدیم دستور تھا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے ذرا پیشتر صموئیل علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں لیکن عمران کی بیوی نے لڑکی جنی یعنی مریم جسپر انکو افسوس ہوا کہ لڑکا ہوتا تو بیت المقدس کی خدمت کرتا کیونکہ جنکو خدا کے لئے نذر مانا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لاکر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے تھے لڑکی کیا کریگی لیکن حضرت مریمؑ کو بھی انکی ماں بیت المقدس میں چھوڑ گئیں انکے خالو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے انکی پرورش کے لئے مقرر ہوئے زکریا علیہ السلام نے مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک جدا مکان تجویز کر دیا اور وہی انکے پاس کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے چنانچہ ایکبار جو یہ ان کے پاس گئے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تعجب سے پوچھا کہ یہہ کہاں سے آئے مریم نے کہا اللہ نے بھیجے ہیں اس سے زکریا کو اور بھی امید ہوئی اور خدا تعالیٰ سے لڑکے کا سوال کیا جسپر حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جنکا قصہ گزرا۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ○ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ

تب مریم نے لڑکے کیطرف اشارہ کیا وہ کہنے لگے ہم گود کے بچے سے کیونکر بات چیت کریں بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو اللہ نے کتاب دی اور نبی بنایا اور مجھ بابرکت کیا جہاں کہیں

مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِيْ ؗ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ

میں ہوں اور مجھکو نماز اور زکوۃ کی تاکید کی جبتک کہ میں زندہ ہوں - اور ماں کیساتھ نیکی کرنے والا بنایا - اور مجھے سرکش بدبخت نہیں کیا اور مجھپر خدا کی امان جسدن کہ میں پیدا ہوا اور جسدن

اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ○ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰى

کہ میں مرونگا اور جسدن کہ بار دگر زندہ کرکے اُٹھایا جاؤنگا - یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا (یہ ہے) سچی بات کہ جسمیں وہ جھگڑ رہے ہیں اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بنادے - پاک ہے وہ - جب وہ کوئی کام کرنا

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

ٹھہراتا ہے تو صرف اسکو کن کہتا ہے سو وہ ہوہی جاتا ہے اور (یہ بھی کہا) بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اسکی عبادت کرو - یہ ہے سیدھا رستہ - پھر فرقوں نے آپسمیں جھگڑنے لگیں پس خرابی ہے

كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

منکروں کی بڑے دن کے پیش ہونے سے

آخر جب مریم جوان ہوگئیں تو ایکبار انکو خوبصورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) نظر آیا مریم گھبرائیں اور کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خداترس ہے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اسلیئے آیا ہوں کہ تجھکو پاک فرزند دوں مریم نے کہا یہہ کیونکر ہوگا میرا ابتک کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں حرامکار ہوں فرشتہ نے کہا خدا یونہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرسکتا ہے تب فرشتہ نے انکی کرتے کے گریبان میں دم کردیا یعنی پھونک دیا اسکے بعد سے انکو حمل معلوم ہونے لگا مریم لوگوں سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جا رہیں (غالبًا یوسف کے ساتھ وہاں سے بیت اللحم میں آرہیں ہونگی جو وہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو آجکل شہر ہے یا اپنی خالہ کے گھر آرہی ہونگی اور انکی خالہ کو بھی حمل تھا چھ مہینے کا جس سے یحییٰ پیدا ہوئے) پس جب جننے کا وقت آیا اور درد لگے تو ایک افتادہ مکان میں آئیں جہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا اور پانی نہ تھا اور ولادت کے وقت ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے اوہر تنہائی اُدھر درد ادھر ہر قسم کی بے سروسامانی نہ کھانا نہ پانی ایسی حالت میں انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ گھبرا جاتا ہے گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس دن سے پیشتر مرجکتی اور نیست و نابود ہوگئی ہوتی کہ لوگ نام و نشان بھی بھول جاتے - ایسے سخت وقتوں میں خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دستگیری کیا کرتا ہے پس انکی پائین[1] سے فرشتے نے آواز دی کہ کچھ غم نکرو دیکھو تیرے پاؤں کی طرف خدا نے چشمہ جاری کردیا جسقدر پانی درکار ہو لے اور اس کھجور کے درخت کو ہلا تر و تازہ کھجوریں اس میں سے جھڑینگی اور جو کوئی شخص تجھے کچھ کہے تو اشارہ سے کہدیجو کہ میں کلام نہیں کرسکتی روزہ[52] نذر مانا ہے - پس پاک ہونے کے بعد ختنہ کے لئے شریعت موسوی کے موافق مریم عیسٰی کو بیت المقدس میں لائیں فاتت بہ قومہا تحملہ یہاں اپر لوگوں کا ہنگامہ ہوا

[1] من تحتہا کے معنی بعض نے یہ بیان کئے ہیں کہ مسیح نے انکے نیچے سے آواز دی تھی مگر صحیح مطلب آیت کا یہ ہے کہ مریم جو بوقت ولادت لیٹی ہوئی تھیں انکے پاؤں کی طرف سے کہ جسکو تحت یا نیچے کی جانب کہتے ہیں جس طرح سرہانے کو بالین یا اوپر کی جانب کہتے ہیں فرشتہ نے آواز دی ۱۲ منہ [52] اگر روزہ میں یہہ نذر مانا ہو کہ کسی سے کلام نہ کرونگا اس عہد میں اس نذر کا پورا کرنا ضرور تھا اس لئے مریم نے یہہ عذر کیا اور غرض یہ تھی کہ لوگوں کو آپ جواب دینا نہ پڑے خود لڑکا ہی جواب دیوے تاکہ اسکا اعجاز و کرامت معلوم ہو ۱۲ منہ

اور طعن و تشنیع شروع ہوئی کہ تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو حرام کار کہاں سے پیدا ہوئی؟ سچ بتا یہ بچہ کس کا ہے؟ مریمؑ نے حضرت مسیحؑ کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دریافت کر لو لوگوں نے کہا کہ ہم بچہ سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں اسمیں حضرت مسیح علیہ السلام گود میں سے آپ بول اُٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (سب سے پہلے یہہ جملہ یوں کہا کہ انکے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجائب معجزات دکھانے سے لوگ انکو کہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں جیسا کہ نصاریٰ سمجھ بیٹھے) مجھکو کتاب دی ہے یعنی انجیل گو اسوقت تک نہ ملی تھی بلکہ تیس۳۰ برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اسیطرح نبوت بھی جب ہی ملی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت ہیں ہو سکتی ہے لیکن یہ سب باتیں ہونی والی تھیں اور عالم غیب میں قرار پا چکی تھیں گو ظہور اسوقت تک نہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہہ معلوم کرا یا گیا تھا اسلئے ان سب باتوں کو بلفظ ماضی اس طفولیت کے وقت میں بیان فرمایا شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی برات کے لئے مسیح نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں کیا بلکہ پھر اسوقت بولے جو اور لڑکے بولا کرتے ہیں جب لوگوں نے یہہ کلام سنا تو حیرت میں رہگئے اور اسلئے مریمؑ پر زنا کی سزا جو قتل تھی قائم نہ کی ورنہ سزا سے بری رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر اس بات کو یہود نے مخفی کر دیا تاکہ لوگ انکے معتقد نہ ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پاکدامن پر بہتان دھر دیا۔

تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کا چچازاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو یہود اور ہیرودس کے خوف سے مصر لیگیا تھا اور اسکے مرنے تک وہ وہیں ہے پھر ہیرودس کے مرنیکے بعد[۵۷] آ کر ناصرہ گاؤں میں رہے اسلئے انکے متبعین کو نصاریٰ کہتے ہیں اور پھر وعظ و پند میں مصروف ہوئے اور معجزات دکھانے شروع کئے لوگ جوق جوق انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بد گمان کر کے انکو گرفتار کرایا کہ یہہ قیصر سے باغی ہے قید کر کے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اوپر اٹھا لیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کر دیا جسکو سولی دیا گیا انکے بعد حضرت مریمؑ کا انتقال ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام انکے روبرو ہیرودس کے ہاتھ سے شہید ہو چکے تھے۔

[۵۷] تخمیناً بارہ برس کی عمر میں مسیحؑ مصر سے واپس آئے ۱۲ منہ

حضرت عیسےٰؑ اور مریمؑ کے قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے ذٰلک عیسی بن مریم الخ کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن مریمؑ کی یہہ ہے سچا واقعہ جسمیں وہ جھگڑتے ہیں یہہ نہ وہ جو کہ یہود کہنے لگے کہ معاذ اللہ وہ زنا سے پیدا ہوئے تھے اور مکار و فریبی تھے نہ وہ جو عیسائی کہنے لگے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو از حد بدیہی البطلان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی اسلئے عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ الخ کہ خدا کی یہہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے وہ اس سے پاک ہے اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون بیٹا انکے لئے ہوتا ہے جنکو احتیاج ہے اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہتے ہی ہو جاتی ہے اسی طرح بغیر سبب ظاہری یعنی باپ کے بغیر عیسےٰ کو پیدا کر دیا خود عیسیٰؑ نے کہدیا تھا انی عبد اللہ الخ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہ اللہ میرا اور تمہارا دونو کا پالنے والا ہے اسی کی عبادت کرو سیدھا رستہ یہی ہے نہ یہہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو۔

ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا قصہ انجیل لوقا میں موجود ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں ایکروز تک گونگا رہنا مذکور ہے۔ اور مریمؑ کے قصہ میں اسقدر تفاوت ہے کہ مریم کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی نذر میں چڑھایا جانا اور زکریاؑ کی نگرانی میں پرورش پانا اور اسی طرح تولد مسیح علیہ السلام کے وقت خرمے کی درخت کا تر و تازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیر خوارگی میں مسیحؑ کا کلام کرنا انکی اناجیل اربعہ میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی اور اناجیل میں ہے جیسا کہ انجیل طفولیت وغیرہ اور اسی طرح رضاعت کے زمانہ میں یحییٰؑ کا کلام کرنا انجیل میں ہے قرآن مجید میں نہیں سو یہہ کچھ اختلاف ایسا نہیں کہ جس سے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی نوبت پہنچے خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کمی زیادتیاں ہیں ایک یہی ہے کہ مجوسی ستارہ کے اشارہ سے مسیح پاس آئے

دوسری میں نہیں علے ہذا القیاس ۔ اور جو اختلاف ہے بھی تو اسمیں قرآن مجید کا ہی عقلاً و نقلاً اعتبار ہونا چاہیئے نہ انکی کتب محرفہ کا ۔

(۲) تمام اہل اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ انکو انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں مگر آجکل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور حس باطن اور نور قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے وہ فریق قدم بہ قدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو انکے خیالات کے مطابق کرتا ہے غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات امور انکے نزدیک محال ہیں اس بات کے امکان پر دلائل لانیکی یہاں گنجائش نہیں مقدمۂ تفسیر میں بیان ہو چکے اب میں قرآن مجید کے وہ الفاظ بتاتا ہوں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں ۔ اول ۔ ان آیات میں فتمثل لہا بشرا سویا سے لیکر قال کذلک قال ربک ہو علی ہین تک صاف صاف کہہ رہا ہے کہ مریم کو فرشتے کے کہنے سے کہ تجھکو فرزند دینے آیا ہوں تعجب آیا اسلئے کہ نہ وہ حرام کار تھیں نہ کسی سے نکاح ہوا تھا اسپر فرشتہ کا یہہ کہنا کہ تیرا رب یوں ہی کر سکتا ہے اور یہہ اسپر کچھ مشکل بات نہیں تصریح ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کا تولد بغیر باپ کے ہوا ہے ۔ دوم ۔ ولنجعلہ آیۃ للناس بھی اسکی تصریح کرتا ہے کسلئے کہ تولد مسیحؑ اگر معمولی طور سے ہوتا پھر خواہ اسمیں لوگوں کیلئے کتنے ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد میں اسپر آیۃ کا اطلاق نہیں ہوتا کسلئے کہ قرآن مجید مین جہاں کہیں بجز آیات قرآنیہ کے اور چیزوں پر لفظ آیۃ کا اطلاق ہوا ہے تو انہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات اسکی قدرت کی پابند عادت و اسباب ظاہری بغیر پائی گئی ہو جیسا کہ اصحاب کہف پر اور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہا ۔ سوم ۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیہ میں اس امر کی صاف تصریح ہے کیونکہ آدمؑ کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اگر اس بات میں نہیں کہ جسطرح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح یہہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدمؑ کے ساتھ مسیحؑ کو ہے ؟ اور نیز اس آیت کا نزول انہیں کے رفع خیال کے لئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا سمجھتے تھے ۔

اسکے علاوہ اسی قصے میں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کھجور خشک سے تر خرموں کا پیدا ہونا پانی کا چشمہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہود نے کہا تھا کہ ہم گود کے بچہ سے کیونکر بات کر سکتے ہیں ؟ اور فرشتہ کا مجسم ہوکر مریم کو نظر آنا پھر یہاں بھی شاید تاویل باطل کریں گے ۔

اسی طرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماول صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸ ۔ ورس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہے جسکا ایک جملہ یہہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی ۔ پھر انجیل لوقا کے اول باب میں ۲۶ ۔ ورس سے لیکر کئی جملوں تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیحؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے ۔ پھر نہیں معلوم کہ ماول صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں ؟

(۳) یا اخت ہارون اخت کے حقیقی معنی بہن کے یہاں مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اخ اور اخت اور ابن بہت سے مواقع میں محض نسبت کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان اسے واحد منہم یعنی اے عرب والے اے قبیلۂ ہمدان والے نہ یہہ کہ اے عرب اور ہمدان کے بھائی اسی طرح مسافر کے لئے ابن السبیل اور چاند کے لئے ابن اللیل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنے کے لئے انکے جدِ اعلیٰ ہارون کیطرف منسوب کرکے کلام کیا کہ اے ایسے بزرگ کی اولاد تجھے ایسا کرنا تھا ۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑے نیک مرد تھے ۔ ایک پادری نے اخت کے حقیقی معنی سمجھکر پھر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کرکے اعتراض جڑ دیا کہ قرآن میں غلطی ہے ۔ فہم سلیم اسکو کہتے ہیں

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَ

وقفلازم

جسروز کہ وہ ہمارے پاس حاضر ہونگے اُسدن تو کیا ہی سنتے دیکھتے ہونگے لیکن ظالم آج تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (گویا اندھے بہرے ہیں) اور انکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جاویگا اور وہ ہیں غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور

هُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝

ع ۵

ایمان نہیں لاتے ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور انکے بھی جو اسپر ہیں اور سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر لائے جائیں گے

ترکیب

اسمع بہم وابصر معناً دونو تعجب کے صیغہ لفظاً امر کے صیغہ ہیں بمعنی ما اسمعہم و ما ابصرہم بہم موضع رفع میں ہے کقولک احسن بزید ای احسن زید لفظوں میں امر اور معنیً خبر ہے اے حسن زید۔ ویمکن ان یقال انہ امر لکل احد بان یحسن بزید والبا زائدۃ۔ یوم ظرف والعامل فیہ اسمع وابصر۔ اذ قضے یا یوم الحسرۃ سے بدل یا حسرت کا ظرف۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا فاختلف الاحزاب عیسیٰؑ کے بارہ میں قومیں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہود کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے فرقوں میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے اور تھا جنکی نسبت فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم کہ منکروں کو بڑے دن کی حضوری اور اسکی شدت سے خرابی ہے بڑا دن قیامت کا دن ہے یعنی اُس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے انکے اختلاف کا ثمرہ اسروز ظاہر ہو جاوے گا۔

اسمع الخ میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان ہی کہ جسروز یہ کافر ہمارے پاس آئینگے اسروز انکی بینائی اور شنوائی عجب ہوگی یعنی جسطرح آج اندھی اور بہرے ہیں نہ باطن کی آنکھوں سے حق دیکھتے ہیں نہ کسی سے سنتے ہیں اسروز یہ حال نہوگا نہوگا بلکہ خوب آنکھیں کھل جاوینگی کان بھی کھل جاوینگے یہی مضمون سورۂ ق میں بھی آیا ہے لقد کنت فی غفلۃ من ہذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کر دو تاکہ خوف کریں۔ پھر یوم الحسرت کی کچھ اور تشریح فرماتا ہے اذ قضے الامر وہم فی غفلۃ وہم لایومنون کہ یکایک انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاویگا اور وہ دنیا میں غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ بظاہر یوم الحسرت قیامت کا دن ہے کیونکہ جنہوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہاں انکی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تخویف پیدا ہوتی ہی یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ایمان و حسنات سے بیخبر ہے اور یکایک اسکی موت کا حکم ہو جاوے اسکا کام تمام ہو چکے اب اسکو ساتھ لیجانے کے لئے توشۂ آخرت حاصل کرنیکی مہلت کہاں پس اس دن سے زیادہ بھی اسکی حسرت کا دن اور کوئی کیا ہوگا؟ یہ مضمون بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یکایک اجل آجاتی ہے حسرت و ارمان دنیا کی جگہہ دل میں آخرت کے لئے کوتاہی کرنے کی حسرتیں ساتھ ہو جاتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ مال و زر زمین و باغات اسنے بڑی محنت سے حاصل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہ گئے ان سب کا اللہ ہی وارث اور اخیر مالک رہیگا اور سب ایکروز خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاوینگے انا نحن نرث الارض ومن علیہا والینا یرجعون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ○ يٰۤاَبَتِ

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو ۔ بیشک وہ ایک نبی صادق تھے جبکہ اسنے اپنے باپ سے کہا کہ ای میرے باپ آپ ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہیں کہ جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور جو نہ آپکے کسی کام آسکتی ہے ۔ ای میرے باپ

اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ○ يٰۤاَبَتِ

مجھے ایسا علم آیا ہے جو آپکو نہیں آیا ہے پس آپ میرے کہنے پر چلئے تاکہ میں آپکو سیدھا رستہ دکھاؤں ۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نکرو کیونکہ شیطان تو خدا کا نافرمان ہے ۔ ای میرے باپ

اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ○ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمپر خدا تعالے کا عذاب آپڑے پھر تم بھی شیطان کے ساتھی ہو جاؤ اسنے کہا ای ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو باز نہ آیگا تو میں تجھے سنگسار ہی کر ڈالوں گا

وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ○ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ○ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ

اور مجھ سے ایک زمانہ تک دور ہو جا ابراہیم نے کہا بہتر تو میرا سلام ہی آپ کیلئے میں اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا ہی کرونگا کیونکہ وہ مجھپر بڑا مہربان ہے اور میں تمہیں بھی چھوڑا اور تمہارے ان معبودوں کو بھی کہ جنکو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارا

عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ○ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ○

کرتے ہو امید ہے کہ میں اپنے پروردگار سے مانگکر محروم نہ ہونگا پھر ابراہیم نے انسے اور انکے معبودوں سے کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے کنارہ کیا تو ہمنے انکو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہمنے ہر ایک کو نبی بنایا

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○

اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے بہت کچھ بخشا اور انکے لئے ہمنے ذکر خیر کا آوازہ بلند کیا (کہ ابتک لوگ انکو عزت سے یاد کرینگے)

تفسیر - تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے یہہ انکی اسوقت کی ثابت قدمی اور خداپرستی مذکور ہے کہ جب ابتدائے شباب میں انہوں نے بت پرستی کو حقیر جانا تہا اور باپ کو بت پرستی سے منع کیا اور آخر کار محض اللہ کے لئے اپنے پیارے باپ کو چھوڑا کہ جسکی محبت نے ابراہیمؑ کو اسکے لئے خدا سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا اور اسکے لئے ابراہیم نے وعدہ بھی کیا پھر مہاجرت کے بعد خدا تعالٰی نے اسکو اسحاق اور اسحاقؑ کو یعقوبؑ برگزیدہ پیغمبر فرزند عطا کیا - یہہ نتیجہ ہے خدا کی فرمانبرداری کا -

یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں لیکن ایسا اولوالعزم پوتا بھی دادا کا نام روشن کرنیوالا گویا دادا کو فرزند ارجمند عطا کرنا ہے اس لئے وہبنا یعقوب فرمایا اسحاق کے بعد اسکے لئے علاوہ اور صدہا چیزیں خدا نے یعقوبؑ و اسحاقؑ و ابراہیمؑ کو عطا کیں تھیں اور سب سے بڑھکر لسان صدق علیا عطا کی یعنی انکی مدح وصفت لوگ انکے پیچھے کرتے رہینگے - لسان صدق ثنا حسن - ذکر جمیل - چونکہ یہہ زبان سے پایا جاتا ہے اسلئے اسکو زبان سے تعبیر کیا گیا جیساکہ جو احسان ہاتھ سے کئے جاتے ہیں انکو ید سے تعبیر کرتے ہیں - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تہی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین خدا تعالٰی نے انکی دعا قبول کرلی جسکا اثر یہہ ہے کہ آجتک حضرت ابراہیم تخمیناً دو ہزار برس سے زائد بنی آدم کے پیشوا مانے جاتے ہیں یہود عیسائی وغیرہم انکو بڑائی سے یاد کرتے ہیں اہل اسلام پنج وقتہ نماز میں انپر درود بھیجتے ہیں بلکہ خاتم مرسلین علیہ السلام کے ساتھ اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید کہتے ہیں آل ابراہیم میں اسحاق واسمعیل ویعقوب علیہم السلام کیطرف اشارہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں خدا تعالٰی عرب کے مشرکوں کو یہہ سمجھاتا ہے کہ تم جو باپ دادا کی تقلید کرکے بت پرستی کرتے ہو ایسا نہ چاہئے کیونکہ ابراہیم کہ جسکو تم بھی بزرگ مانتے ہو انہوں نے باپ کا کہنا نہ مانا انکی تقلید نہ کی اور نیز یہہ بھی ہے کہ اگر باپ دادا کی تقلید کرنی ہے تو ابراہیم کی اور انکی اولاد کی کیوں نہیں کرتے؟

سَلٰمٌ عَلَيْكَ وَاهْجُرْنِيْ سلاما - ابراہیمؑ نے باپ کے لئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اسکے موجب استغفار کیا مگر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی نہیں پھر اس سے بری ہوگئے -

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ○ وَوَهَبْنَا لَهٗ

اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کر کیونکہ وہ خاص بندے اور نبی صاحب کتاب تھے اور ہمنے اسکو کوہ طور کے دائین طرف سے پکارا اور راز داری کے لیے پاس بلایا اور اسکو اپنی

مِنْ رَّحْمَتِنَا اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ

رحمت سے انکے بھائی ہارون کو بھی نبی بنا کر عطا کیا اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کر کیونکہ وہ وعدہ کے بڑے سچے اور نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز

وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کر وبیشک وہ بڑے سچے اور نبی تھے اور ہمنے انکو بلند جگہہ بٹھایا یہی وہ انبیاء لوگ کہ جن پر

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا

اللہ نے کرم کیا تھا آدم کی نسل سے اور انکی نسل سے کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل میں سے اور یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جنکو ہمنے راہ راست دکھائی اور برگزیدہ کیا تھا۔ جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ○ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○

انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تو سجدہ میں گر پڑا کرتے تھے اور روتے جاتے تھے پھر انکے بعد وہ ناخلف پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نمازیں غارت کردیں اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پھر انکی گمراہی بھی بہت جلد انکے آگے آئیگی

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ○ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ

مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے سو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہونگے اور انکا کوئی حق تلف نہ کیا جاویگا وہ ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکا رحمن نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اسکا

وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ○ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ○

وعدہ پیش آکر رہیگا وہ بہشت کہ جسمیں کوئی خراب بات سننے میں نہ آئیگی مگر باہمی سلام کی آوازیں اور وہاں صبح و شام انکے لئے کھانا تیار ملیگا یہ ہی وہ جنت کہ جسکا ہم اپنے بندوں میں سے اسکو وارث کرتے ہیں جو پرہیزگار ہوتا ہے

یہہ چوتھا قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ خدا نے انکو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا یعنی انی انا اللہ الخ کے ساتھ موسےٰ کو خطاب کر کے کلام کیا اور اس شرف کے بعد دوسرا شرف یہہ بخشا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی انکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

واذکر فی الکتاب اسمٰعیل یہہ پانچواں تذکرہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کا ہے جو حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے تھے۔ چونکہ یہہ ایک مستقل رتبہ کے شخص تھے اسلئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جداگانہ۔ انکا پہلا وصف یہہ ہے کہ کان صادق الوعد وعدے کے بڑے سچے تھے۔ مروی ہے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا فلاں جگہہ انتظار کرونگا وہ اتفاقاً ایک برس تک نہ آیا آپ وہیں کھڑے رہے یہہ انکے صادق الوعد ہونے کی ایک ادنیٰ بات ہے۔ دوم کان رسولاً نبیا یعنی صرف نبوت ہی حاصل نہ تھی بلکہ صاحب شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان یامر الخ اپنے اہل وعیال کو جنمیں بعض علماء کے نزدیک انکی اُمت بھی شامل ہے نماز و روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے کامل و مکمل تھے اور اسی لئے کان عند الخ اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ بھی تھے۔ بس اے قوم عرب تمکو اسمٰعیل کا اقتدا لازم ہے جو تمہارا جد امجد تھا نہ اور بیہودہ جاہل اباؤ اجداد کا

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(فرشتوں نے کہا) اور ہم آپ کے رب کے حکم بغیر اترکر نہیں آیا کرتے اُسیکا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے اور اسکے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝

اور ان چیزوں کا بھی جو ان کے بیچ میں ہیں۔ سو اسی کی عبادت کرو اور اسکی عبادت کی تکلیف برداشت کیا کرو بھلا تمہیں کوئی اُس جیسا دوسرا بھی معلوم ہے

تفسیر

واذکر فی الکتاب ادریس یہ چھٹا قصہ حضرت ادریسؑ کا ہے جو نوح علیہ السلام کے پردادا تھے (نوح بن لمک بن متوسلح بن حنوک) اور حنوک یا اخنوخ انکا نام اور ادریس لقب تھا بوجہ کثرت درس صحف آسمانی کے۔ وہ صدیق نبی تھے یعنی بہت برگزیدہ اسلیئے رفعناہ مکانا علیا اسکے معنی بعض مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ انکو بلند مرتبہ کیا وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیسا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آیا ہے ورفعنا لک ذکرک اور ایک گروہ کہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ انکو بلند مکان پر اُٹھا لیا۔ اول تقدیر میں یوں کہا جاویگا کہ خدا نے ادریسؑ کا بلند مرتبہ کیا تیس ۳۰ صحیفے اُن پر نازل کئے بہت سے علوم اور صنعتیں انکی ہاتھ سے ایجاد ہوئیں۔ دوسری صورت پر بعض کہتے ہیں کہ خدا نے انکو زندہ آسمان پر بلالیا اور جنت میں داخل کر دیا بعض کہتے ہیں کہ صرف آسمانوں پر بلایا حضرت عیسےٰؑ اور ادریسؑ زندہ آسمانوں پر ہیں والعلم عنداللہ۔ توریت سفر پیدائش کے ۵ باب ۲۳ - ورس میں یہ ہے اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ ۳۶۵ برس کی ہوئی (۲۴) اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا تھا اور غائب ہوگیا اسلیئے کہ خدا نے اسے لے لیا۔ ان ورسوں کی شرح میں علماء اہل کتاب کے بھی ایسے ہی اقوال ہیں کہ جیسا اوپر بیان ہوا۔ ان سب بزرگواروں کا ذکر خیر کرکے فرماتا ہے اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہ انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنپر خدا نے کرم و فضل کیا تھا آدم اور ابراہیمؑ اور نوحؑ کے ساتھ والے اور اسرائیل کی نسل اور دیگر لوگ کہ جنکو خدا نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا انکا یہ حال تھا کہ اللہ کی آیتیں سنکر سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑا کرتے تھے اور خدا کے نہایت فرمانبردار نیک کردار بندے تھے۔ اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ انکو خدا جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ انکی نسبت فسق و فحش کی باتیں منسوب کرتے ہیں جیسا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ انکا یہ مرتبہ خدا کی طاعت سے ہوا پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئے جو نماز و عبادت چھوڑکر خواہش نفسانی کے درپے ہو گئے بجز کھانے پینے جماع کرنے کے اور کوئی بات انمیں نہ رہی انہوں نے طریق بگاڑ دیا سو وہ اپنے کیئے کا بُرا نتیجہ دیکھیں گے اور جو توبہ کر گئے اور نیک ہو گئے وہ جنت میں رہیں گے جسکے یہ اوصاف ہیں کہ وہاں کوئی خراب بات دلشکن رنج دہندہ انکی یا انکے اعزہ و احبہ کی موت یا وہاں سے نکالے جانے کی یا کسی نعمت کے زوال ہونے کی خبر یا گالی گلوچ بدکلامی غیبت بدگوئی سنائی نہ دیگی سلام سلام کی آوازیں سنائی دینگی آپس کا تحیہ سلام یا فرشتوں کیطرف سے سلامتی کا مژدہ یعنی تعظیم و تکریم کے کلمات دوسرے بلا محنت و مشقت ہمہ وقت بالخصوص صبح و شام انکو تیار روزی ملیگی روحانی و جسمانی پھر یہ بہشت ہر ایک کا حصہ اور ورثہ نہیں بلکہ ہماری بندوں میں سے صرف انہیں کا جو پرہیزگار ہیں۔ دراصل وہی آدم کے حقیقی فرزند ہیں اور جنت آدم کو مل چکی ہے یہی اپنے جد کا ورثہ پانے کے مستحق ہیں۔ وما نتنزل الا بامر ربک یہاں سے ایک جداگانہ کلام شروع ہوتا ہے جسکے شان نزول میں بخاری نے ابن عباسؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ آپ میرے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آیا کرتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی گویا خدا تعالےٰ نے جبرئیلؑ کیطرف سے یہ جواب دیا کہ خود نہیں آتے بلکہ تمہارے رب کے حکم سے آیا کرتے ہیں وہ مصلحت وقت سے خوب واقف ہی اسکو آگے اور پیچھے کا سب حال معلوم ہے یعنی ابتدا اور انتہا اور حال سب جانتا ہے وہ جب مصلحت جانتا ہے ہمکو بھیجتا ہے دیر کر آنے میں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ خدا تعالےٰ آپکو بھول گیا کیونکہ وہ بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کا اور ربّ فتنا ہو فتنا پرورش کیا کرتا ہے جسکو علم ہمہ وقت لازم ہے پس اے نبی اسکی عبادت کرو اور ہمارے دیر کر آنے سے ملول نہو بلکہ اسکے لئے عبادت میں تکالیف برداشت کرتے رہو کیونکہ وہ یکتا ہے اسکا کوئی ہمنام بھی نہیں یعنی الیساد و سرا نہیں جس پر اس عقیدہ کو رفع کر سکے۔ جنت عالم قدس کے بعد یہ جملہ جبرئیلؑ کیطرف سے بیان ہوتا جو عالم

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ

اور انسان (منکر) کہا کرتا ہے کہ کیوں جی جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کرکے قبر سے باہر نکالا جاؤں گا. کیا وہ انسان اسبات کو یاد نہیں کرتا کہ پہلے بھی اسکو ہم ہی پیدا کیا تھا ہیں قسم ہے آپ کے رب کی ہم انکو اور انکے

الشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا

شیطانوں کو جمع کرلینگے پھر انکو جہنم کے کنارہ حاضر کرینگے انکے گھٹنے ٹوٹے ہونگے پھر ہر گروہ میں سے انکو گھسیٹ لائینگے جو خدا سے بہت اکڑا کرتے تھے پھر ہمکو خوب معلوم ہے کہ انہیں سے کون گرنے کے قابل ہے۔

صِلِيًّا ۝ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اور تم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں کہ جو اُسپر سے ہوکر نہ گزرے آپ کے رب نے اسکا پورا کرنا لازمی کرلیا ہے پھر پرہیزگاروں کو تو بچالینگے اور ظالموں کو اسمیں پڑا اوندھا گرنے دینگے اور جب انکو ہماری

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ

کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ بتاؤ کونسا فریق ہم میں اور تم میں سے مرتبہ میں بہتر اور مجلس میں عمدہ ہے حالانکہ انسے پہلے ہم بہت سی ایسی جماعتیں ہلاک کرچکے ہیں کہ جو

أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ

اسباب اور نمود میں انسے کہیں بہتر تھے کہدو جو کوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو خدا بھی اسکو (دنیا میں) ڈھیل ہی دیتا جاتا ہے یہانتک کہ جسکا انہیں وعدہ دیا گیا ہے جب اسکو دیکھینگے یا تو عذاب کو یا قیامت کو

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ۝

تب معلوم ہوجا دیگا کہ کون برے درجہ میں ہے اور کسکی فوج کمزور ہے اور جو راہ راست پر ہیں اللہ انکو اور زیادہ ہدایت دیتا جاتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں

تفسیر

ویقول الانسان یہاںسے اُن ناخلفوں کے عقائد بیان فرماتا ہے کہ جنکا اوپر ذکر ہوا تھا۔ انسان سے کسی شخص خاص کیطرف اشارہ نہیں بلکہ عموماً حشر کے منکر لوگ مراد ہیں جو یہ تعجب سے کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائینگے تو پھر زندہ ہونگے؟ اس بات کو محال اور خدا کی قدرت سے باہر جانتے تھے اسلئے رسول کی تکذیب کرتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ابن آدم کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ تھا ہمنے اسکو موجود کردیا پس جو نیست محض کو موجود کردیتا ہے اسکے نزدیک دوبارہ زندہ کردینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کے بعد قسم کھا کر وعدہ مستحکم کرتا ہے کہ ہم انکو مرنیکے بعد ضرور جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کررہے ہیں اسکے بعد ان سبکو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے اور یہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے جسطرح غم و فکر میں بیٹھتے ہیں پھر کفار کے ہر فریق میں سے منکر و گمراہ کنندوں کو چھانٹ چھانٹ کر بہت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل کرینگے (شیعة فعلة کفرقة وفئة الطائفة التی شاعت)

وان منکم الا واردہا الی قولہ جثیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ منکم سے مراد کفار ہیں انکو اولاً غائب کے صیغوں سے یاد کیا تھا پھر حاضر کے صیغوں سے خطاب کیا کیونکہ اہل ایمان دوزخ میں وارد یعنی داخل نہ ہونگے لقولہ تعالیٰ اولئک عنہا مبعدون و قولہ لا یسمعون حسیسہا لیکن اکثر کہتے ہیں کہ مومن و کفار سب کے لئے خطاب عام ہے مگر اہل ایمان کا ورود اسمیں داخل ہونا نہیں بلکہ اسکا ملاحظہ اور معاینہ کرنا اور اسکے پاس سے ہوکر گزر جانا ہے جیسا کہ جملہ ثم ننجی الذین اتقوا الخ دلالت کرتا ہے اور بہت سی روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ اسلئے کہ اہل ایمان جنت میں اس تکلیف کے مکان کو یاد کرکے زیادہ شکریہ ادا کریں اور تا کہ جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہو کیونکہ راحت کا مزہ تکلیف کے مقابلہ میں معلوم ہوا کرتا ہے

واذا تتلی الخ حشر کے ان دلائل کے بعد مشرکین عرب یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایسا بھی ہوا تو وہاں بھی ہم ہی اچھے رہینگے جسطرح کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ ہمکو حشمت و ثروت ہے وہاں بھی ہوگی اسکے جواب میں فرماتا ہے وکم اہلکنا الخ کہ دنیا میں انسے بھی زیادہ دولتمند قومیں تھیں جنکو ہمنے ہلاک کیا جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دولت دنیا کچھ عنداللہ عزت کی بات نہیں پھر فرماتا ہے کہ دنیا میں ہمارا طریق خالقیت یہ ہے کہ گمراہوں کو جلدی نہیں پکڑتے بلکہ فلیمدد لہ الرحمن (یہ صیغہ امر وجوب تحقیق کیلئے بمعنے مضارع ہے) اسکو اور ترقی دیتے ہیں یہانتک کہ یا تو دنیا میں یا قبر میں مصیبت دیکھیں تو

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

بھلا تمنے اسکو بھی دیکھا کہ جو ہماری آیتوں کا منکر ہوگیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملیگی کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا یا اُسنے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے۔ کبھی نہیں ہم لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اسکے لئے عذاب بڑھاتے جائیں گے

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

اور جو کچھ وہ کہتا ہے اسکے ہم وارث ہوجائینگے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئیگا اور مشرکوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے حامی و مددگار ہوں۔ ہرگز نہیں وہ تو بہت جلد انکی عبادت کا انکار کردینگے اور انکے مخالف ہوجاوینگے

ع ۸

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ

کیا تمنے اسبات کو نہیں دیکھا کہ ہمنے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انکو اکساتے رہتے ہیں۔ پس اے نبی آپ انکے لئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے ہم خود انکی مدت گن رہے ہیں جسروز کہ ہم پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمان بنا کے جمع کرینگے اور گنہگاروں کو جہنم کیطرف پیاسا ہانکیں گے

جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ

وہ سفارش کی قدرت نرکھیں گے مگر وہ شخص کہ جسنے رحمان کے پاس سے اجازت حاصل کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان بیٹا رکھتا ہے (کہدو) یہ تو تم ایسی سخت بات گھڑ لائے ہو کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہوجائے

تَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ

اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑیں اس بات پر کہ انہوں نے رحمان کے لئے بیٹا ثابت کیا اور رحمان کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جو رحمان کا بندہ بنکر نہ آوے۔

أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ

اللہ نے انکو شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے قیامت کے دن اسکے پاس تن تنہا آویگا بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہیں عنقریب انکے لئے رحمان محبت پیدا کریگا ہمنے قرآن کو آپکی زبان میں اسلئے آسان

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

کردیا ہے کہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو مژدہ سنادیں اور جھگڑالو قوم کو خوف دلائیں۔ اور انسے پہلے ہم کتنے ایک قرن ہلاک کرچکے ہیں بھلا انمیں سے کوئی بھی تمہیں دکھائی دیتا ہے یا کسیکی کچھ آواز بھی سنائی دیتی ہے

نصف ع ۶

پہلے فرمایا تھا کہ ان بزرگواروں کی بعد ناخلف پیدا ہوئے اب یہاں ایک ناخلف کی کیفیت بیان فرماتا ہے جسکو افرایت سے شروع کرتا ہے جسکی بابت بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ خباب بن ارت کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کی پاس تقاضے کیلئے گیا اسنے کہا تو محمد کا منکر ہوجاوے تو تیرا قرضہ دیدوں میں نے کہا یہ ہرگز نہو گا یہانتک کہ تو مر کر بھی جی اٹھے اُسنے کہا میں مر کر جب زندہ ہونگا تو وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا وہاں تجھکو دیدونگا اسکی جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ جو یہ کہتا ہے کیا اسکو علم غیب ہے یا خدا سے اسنے عہد لیلیا ہے سو یہ ہرگز نہیں ہم اسکی گناہ لکھتے جاتے ہیں اور دنیا کا مال و اسباب چھوڑ کر تنہا ہماری پاس حاضر ہوگا اور جسطرح یہاں اسکو مال و منال دیا جاتا ہے اسکی ناشکری میں عذاب پر عذاب دیا جاویگا اور اس فرائش اولاد و مال کو بتوں اور غیر اللہ کی پرستش کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اسلئے آخرت کی بھلائی کی بھی انسے امید رکھتے ہیں اور وہ انکی عزت کی انسے جویاں ہیں کلا یہ انکا غلط خیال ہے جسطرح دنیا میں غیر خدا کوئی بھی عالم پر تصرف نہیں کرسکتا اسیطرح اس عالم میں عزت دینا تو درکنار انکی وہ فرضی معبود انکی عبادت ہی کا انکار کرینگے اور کہینگے کہ ہم نہیں جانتے بلکہ ان کے مخالف بن جائیں گے یہ محض شیطانی خیالات ہیں جو ان مشرکوں کے دلوں میں شیطان ڈالتے ہیں اور انکو بت پرستی کیطرف اکساتے رہتے ہیں اس گمراہی کی سزا کا انکے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اسے نبی انکی جلدی نہ کیجئے اور وہ جزا و سزا کا اصلی وقت قیامت ہے اب قیامت کا اجمالی حال بیان فرمایا جاتا ہے کہ پرہیزگار جوق جوق خدا کیطرف انعام و اکرام کے لئے بلائے جائیں گے اور خدا کی مجرم اسکے سوار و سرونکو پوجنے والے اسکی حکم عدولی کرنیوالے جوق جوق جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے اور وہاں کوئی بھی کسی کے لئے سفارش کرنے میں لب کشائی نہ کرسکیگا مگر وہی کہ جسکے لئے خدا کے ہاں اقرار ہوچکا ہے حضرات انبیاء و اولیاء و صلحاء لیکن وہ بھی کسی کیلئے صرف انہیں کے لئے جنہوں نے دنیا میں خدا پرستی و ایمان کے سبب سے خدا کی پاس عہد مغفرت قائم کرالیا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سے اور دیگر ناخلفوں کا بیان فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کیلئے بیٹا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ وغیرہ فرماتا ہے یہ بڑی سخت بات ہے کہ جس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے کیونکہ یہ اسکی شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بھی بیٹا بنائے یہ اسکے تقدس اور وجوب وجود کی سراسر خلاف ہے کس لئے کہ آسمان و زمین کی سب مخلوق اسکے آگے غلاموں کیطرح دست بستہ ہے پھر اسکو بیٹا بنا کر اپنا پشت و پناہ بنانا فضول ہے اسپر عتاب کرتا ہے کہ ہمنے ان سب کو شمار کر رکھا ہے مجرم ہماری نگاہ سے نہیں بچ سکتے بار قیامت میں ہر ایک تن تنہا حاضر ہوگا اولاد و مال و رسمی معبود کوئی بھی ساتھ نہ ہوگا اسکی بعد ایمان و اعمال صالحہ کی خوبی بیان فرماتا ہے ان الذین امنوا کہ ایماندار و نیکو کاروں میں خدا ایسی محبت پیدا کریگا دنیا میں بھی ایکدوسرے سے محبت رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھیگا کس لئے کہ سبکا مقصد خدائے واحد ہی ہے برخلاف بت پرستوں اور بدکاروں کے کہ انکی اغراض مختلف ہیں اسلئے وہاں بھی انمیں محبت حقیقی نہوگی ایکدوسرے پر لعنت کریگا اسکے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ خدا ان لوگوں سے محبت کریگا اور مشرکوں کو نظر قہر سے دیکھیگا اور یہ بھی معنے ہوسکتے ہیں کہ انکی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈالیگا پھر کہتے ہو کہ عربی میں کیوں قرآن اترا اسکے جواب میں فرماتا ہے اسلئے کہ ان جھگڑالوں کو سمجھایا جاوے اگر عربی زبان نہوتی تو کچھ بھی نہ سمجھتے اس کے بعد ان کے غرور وحشم پر تازیانہ مارتا ہے کہ ہم نے انسے بھی بڑھ بڑھکر قوموں کو غارت کردی ہیں بھلا انکا کوئی نام و نشان بھی باقی ہے۔

سورہ طٰہٰ مکیہ ہے ایکسو پینتیس آیتیں و آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰہٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ○ اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ○ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ

ہمنے ای نبی تپر اسلئے قرآن نازل نہیں کیا کہ تم زحمت اُٹھاؤ بلکہ اس کی نصیحت کیلئے جو خدا سے ڈرتا ہی۔ یہ اُس کیطرف سے نازل ہوا ہی کہ جسنے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ وہ رحمٰن جو عرش پر

اسْتَوٰی ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ○ وَاِنْ تَجْہَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ○ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ

جلوہ گر ہے اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے اور جو کچھ کہ تحت الثریٰ میں ہے۔ ای مخاطب اور اگر تو پکار کر بات کہو (تو کیا) وہ تو مخفی اور اس سے بھی مخفی بات جانتا ہو وہ اللہ ہے کہ جسکے سوا

اِلَّا ہُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ○

اور کوئی معبود نہیں۔ اسیکے سب نام اچھے ہیں

ترکیب

الا تذکرۃ استثنا منقطع ہے ای لکن انزلناہ للتذکرۃ وقیل ہو مصدر رلئے لکن ذکرنا بہ تذکرۃ تنزیلا بدل من اللفظ بفعلہ الناصب لہ۔ العلیٰ جمع علیا تانیث

اعلیٰ الرحمن بالجر بھی پڑھا ہے صفۃ لمن خلق فیکون علی العرش استوی خبراً محذوفاً ہو۔ وکذا ان رفع علی المدح دون الابتداء۔

تفسیر

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز میں کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر کھڑے ہوکر اسقدر طول طویل قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر آتے تھے جسکو دیکھکر کفار قریش کہتے تھے کہ اسپر قرآن کیا نازل ہوا زحمت میں پڑگیا اسپر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسقدر وعظ و پند فرماتے تھے کہ نفس کے سب آرام جاتے رہتے تھے اسپر کفار مکہ کچھ بگڑے ہوئے تھے تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اترا یہ شخص مشقت و مصیبت میں پڑگیا۔ طٰہٰ حروف مقطعات ہیں جنکی بحث مقدمہ تفسیر میں ہوچکی۔

فرماتا ہی کہ ای نبی ہمنے قرآن اسلئے نہیں نازل کیا کہ تم مصیبت میں پڑجاؤ بلکہ خدا ترس لوگوں کے لئے نصیحت کرنیکے لئے۔ اور یہ کسی ایسے ویسے کا نازل کیا ہوا نہیں بلکہ اُسکا کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے تخت حکومت پر بیٹھکر تمام عالم کی تدبیر کی سب کا بندوبست واقعی کردیا الرحمن علی العرش استوی چونکہ وہ رحمٰن ہے اسکی رحمت کا مقتضی یہ بھی ہوا کہ اسنے اپنے بندوں کی اصلاح آخرت و تزکیۂ ارواح و نفوس کے لئے قرآن نازل کیا وہ انکی تدبیر سے کیوں ساکت رہتا کیونکہ لہ ما فی السموٰت زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسیکی مخلوق اسیکی ملک ہے سب پر اسکی نظر رحمت ہے ہر چیز کی حاجت روا کرتا ہی انسان کی حاجت علم روحانی و صحیفہ آسمانی کی طرف اشد تھی۔ الثریٰ زمین کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں۔

ان آیات میں جس طرح اسکی قدرت و ارادہ کا ثبوت ہے اسیطرح اسکی رحمت کا بھی کہ جسکی وجہ سے قرآن نازل ہوا مگر قدرت و ارادہ علم بغیر ممکن نہیں اسلئے صفت علم کے ثبوت کیلئے فرماتا ہے وان تجہر بالقول الخ فاعلم انہ غنی عن جہرک فانہ یعلم السر واخفی (بیضاوی) کہ اگر تو دعا و ذکر پکار پکار کر کری تو اُسکو اُسکی حاجت نہیں کیونکہ اسکو پوشیدہ بات جو بہت آہستہ کہی جاتی ہے اور وہ جو اس سے بھی مخفی ہو یعنی دل کی بات سب معلوم ہے۔

اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ وہ تمام صفات الوہیتہ کو جامع ہی تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خدائی خاص اسیکا حصہ ہے اسلئے فرمایا اللہ لا الہ الا ہو اور چونکہ رحمٰن کے نام سے وہ چونکتے تھے تو فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنیٰ کہ اسکے سب نام نیک اور عمدہ ہیں رحمٰن کسی اور کا نام نہیں یہ بھی اسیکا نام ہے جو مقام رحمت پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا

اور کیا تمہیں موسیٰ کی بات بھی پہنچی؟ (معلوم ہوئی) جبکہ اُسنے آگ دیکھی تو اپنی گھروالی سے کہا کہ ٹھہرو مجھے آگ دکھائی دی ہے شاید کہ میں اسمیں سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کسی راہ کی خبر پاؤں پھر وہ جب

أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا

اسکے پاس آئی تو آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں تیرا رب بس تو اپنی جوتیاں اُتار لے کیونکہ تو پاک وادی میں ہے جو طوی ہے۔ اور میں نے تجھکو برگزیدہ کیا اپس جو کچھ وحی کیا جاتا ہے اسکو غور سے سن۔ کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی اور

فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَن لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

معبود نہیں۔ بس میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کر بیشک قیامت آنیوالی ہے میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر ایک اپنی کوشش کا بدلہ دیا جاوے۔ پھر یہ نہو کہ جو شخص اسکا یقین نہیں کرتا

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ

اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے اسکی فکر سے باز رکھے پھر تو تباہ ہوجاوے اور اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے کہا یہ میرا عصا ہے اسپر سہارا لگایا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میرے لئے اسمیں اور بھی فائدے ہیں

أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ

فرمایا اے موسیٰ اسکو ڈالدے۔ پھر اسکو موسیٰ نے ڈالدیا تو جب ہی وہ سانپ بنکر دوڑنے لگا۔ فرمایا اسکو پکڑ لے اور مت ڈر ہم اسکو ابھی اسکی پہلی حالت پر کردیتے ہیں۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں رکھلے تو بغیر اسکے کہ اسمیں کوئی عیب ہو

غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ۝ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ ع

ایک اور دوسری نشانی ہوکر چمکتا ہوا نکلیگا۔ تاکہ ہم تجھے اپنی بڑی نشانیوں سے اور بھی کچھ دکھائیں۔ فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہوگیا ہے

ترکیب

اذ ظرف ہے حدیث کا یا مفعول اذکر کا۔ ہدیٰ اے ہادیا یا مدلنے علی الطریق۔ نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف اے نودی یا موسیٰ الخ بیان ندا۔ طوی اسم علم للوادی وہو بدل منہ لذکری متعلق ہے اقم سے لتجزی متعلق ہے آتیۃ سے سیرتہا منصوب بنزع الخافض اے الی حالتہا بیضاء حال ہے من غیر سوء متعلق ہے تخرج سے۔

تفسیر

قرآن کے نازل ہونیسے کفار سخت متعجب تھے اسلئے اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زحمت کا سبب قرار دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کے یہود و نصاریٰ اور اُنکے اتباع کفار عرب بھی قائل تھے اس لئے یہاں سے موسیٰؑ کا قصہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو ان کو کس طرح سے الہام ہوا آگ لینے گئے تھے نبوت ملگئی یہ اُسکے فضل کی بات ہے پس اگر محمد صلعم پر خدا نے تمام عالم کو تاریکی کے پردوں سے نکالنے کے لئے قرآن نازل کیا تو کیا تعجب ہے؟ یہی موسیٰؑ کے قصہ آنیکا باعث اذ رای نارا یہ اُسوقت کا ذکر ہے کہ جب موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لیکر مصر کو جارہے ہیں راستہ میں رات میں بیوی کو سردی معلوم ہوئی موسیٰ کو دور سے ایک آگ کا شعلہ نظر آیا یہ آگ لینے وہاں گئے اور یہ بھی سمجھے کہ ضرور یہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے رستہ بھی ملیگا مگر جب وہاں پہنچے تو ایک سبز درخت سے شعلہ نظر آیا جسکو دیکھکر تعجب ہوا اور دراصل وہ آگ نہ تھی نور الٰہی کی تجلی تھی تب موسیٰ کو آواز دیگئی فرشتے نے آواز دی یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوئی ہو جیسی ندا کہ اُسکی ذات کے لائق ہو تب خدا سے کلام اور الہام شروع ہوا پھر آیات میں آخیر تک اسیکا ذکر ہے جو موسیٰؑ اور خدا تعالیٰ سے باہم کلام ہوا۔ جوتیاں نکالنے کو فرمایا ادب کے لحاظ سے کیونکہ وہ مقام وادی مقدس میں طوی ہے جو کوہ طور کے پاس ہے۔ ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ میں جوتیاں اُتار لینا گو پاک ہوں ادب کی بات ہے۔ بعض کہتے ہیں جوتیوں میں ناپاکی تھی یا گدہے کے کچے چمڑے کی تہیں اسلئے اُتارنیکو فرمایا حضرت موسیٰؑ کو اُس موقع پر خدا تعالیٰ نے یہ اصول دین تعلیم فرمائے اول انی انا اللہ کہ میں ہی ایک الٰہ ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ یہ توحید ہے اسلئے فاعبدنی کہ میری ہی عبادت کر یہ دوسری بات تھی عبادت عام ہے ذکر ہو مراقبہ ہو دعا ہو حاجات میں پکارنا ہو مدد مانگنا ہو زکوٰۃ و خیرات ہو یہ احکام شریعت ہیں ان میں الحکام شہرہ ہی آگئی جنکی بابت بطور تاکید ہوئی پھر اسمیں سے اقم الصلوٰۃ لذکری نماز کو بالخصوص موکد فرمایا تیسری بات ان الساعۃ کہ قیامت ضرور قائم ہونیوالی ہے جسکو میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں وقت اور سال مقرر نہیں کرتا تاکہ خدا پرستوں کو ہر وقت کھٹکا لگا رہے شریعت عبادت کے حکم کے بعد قیامت کی خبر دینا اس بات پر تنبیہ ہے کہ یہ عبث کام نہیں اسکے ثمرات نئی زندگانی میں جاودانی ہوگی ضرور ملیں گے چوتھی بات فلا یصدنک اُسپر قائم رہنا کسی جبار منکر نفس کے مرید کے اثر اور روک سے اس سے باز نہ آنا یہ استقامت اور ثبات قدمی ہے جو دین کیلئے ضروری ہے اور اسلئے بھی اسکی تاکید کی کہ انہیں ایک جبار دنیا پرست کے پاس پیغام لیکر جانا تھا اسکے بعد

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝

عرض کیا کہ اے رب میرا دل کھولدے۔ اور میری کام کو آسان کردے۔ اور میری زبان سے گرہ کھولدے کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے کنبے میں سے کسیکو میرا وزیر بھی کردے میرے بھائی

هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ

ہارون کو اس سے میری کمر مضبوط کردے اور اسکو میرے کام میں شریک کر تاکہ ہم تیری تقدیس بہت کیا کریں اور تجھکو بہت یاد کیا کریں۔ تو ہی تو ہم سبکو خوب دیکھ رہا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست

سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

منظور۔ اور ہم تجھ پر بار بار احسان کرچکے ہیں جبکہ تیری ماں کی طرف ہمنے جو کچھ الہام کرنیکا تہا الہام کیا۔ وہ یہ کہ اسکو (موسیٰ کو) صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالدے پھر دریا آپ اسکو

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ

کنارہ پر ڈالدیگا کہ اسکو میرا اور اسکا دشمن پکڑ لیگا (فرعون) اور اے موسیٰ تجھپر ہمنے اپنی محبت ڈالدی تہی (تاکہ جو دیکھے تجھکو پیار کرے) اور تاکہ تو میرے سامنے پرورش پائے جبکہ اے موسیٰ تیری بہن کہتی جارہی تہی کہ کہو تو میں تمکو ایسی

عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

انّا بتاؤں جو اسکو اچھی طرح پرورش کرے ایس سو ہٹری سی) اے موسیٰ ہمنے تجھکو تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کہائے۔ اور اے موسیٰ تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر ہمنے تجھکو اس غم سے نجات دی اور ہمنے تجھکو بار بار آزمایش میں ڈالا

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ

پھر تو برسوں مدین کے لوگوں میں رہا۔ پھر وقت مقرر پر اے موسیٰ تو حاضر ہوا اور تجھکو ہمنے خاص اپنے لئے پسند کرلیا ہے۔ تو اور تیرا بہائی دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نکرنا۔ دونوں فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سر اٹھا چکا

پاس پہنچنے کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ فقال وما تلک الخ کہ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے خدا کو معلوم تھا مگر اسپر ایک معجزہ دینا تھا اسلئے پوچھا موسیٰ نے کہا میرا عصا ہے جس سے یہ کام لیتا ہوں بیکار لٹھ لئے نہیں پھرتا ہوں حکم دیا کہ اسکو زمین پر ڈالدو ڈالا تو سانپ بنکر پھن پھنانے لگا موسیٰ ڈر گئے فرمایا مت ڈرو اسکو اٹھالو اٹھایا تو پھر وہی عصا تھا یہ ایک معجزہ عطا ہوا پھر فرمایا کہ اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو تو آفتاب کی طرح چمکنے لگا یہ دو معجزے انکو انکی صداقت کے نشان عطا ہوئے پہلے میں جبروت الٰہی کا اظہار تھا جو فرعون جیسے سرکش کے لئے ضروری بات تھی دوسرے میں رہنمائی اور روشنی طریقہ کی طرف اشارہ تھا جو مقصود انبیاء علیہ السلام ہے اسکے بعد حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور یہ کہو وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے +

تفسیر

جب موسیٰ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر شرف نبوت پا چکے تھے تو یہ چار چیزیں طلب کیں (۱) رب اشرح لی صدری الخ نبی کو عالم کی اصلاح کرنی پڑتی ہے طرح طرح کی سختیاں اُٹھانی پڑتی ہیں روحانی احکام کی تعلیم اور اخلاق حمیدہ کی ترغیب دینا اور اسکے تحمل کی آنکھوں میں حقارت پیدا کردینا ہوتا ہے یہ سب باتیں جب ہوتی ہیں کہ جب خدا دل کو کھولدے اُسکے دل سے حجابات ظلمانیہ جو اسکی بستگی کا باعث ہیں اُٹھ جاویں اسکو شرح صدر کہتے ہیں ویسر لی اسکی تشریح ہے (۲) واحلل یہ ظاہری اصلاح کی تھی جیسا کہ اول باطن سے متعلق تھی حضرت موسیٰ کی زبان پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں پیدائشی بعض کہتے ہیں لڑکپن میں جبکہ کھیلتے ہوئے فرعون کو لکڑی مار بیٹھے یا اسکی ڈاڑھی نوچ لی تھی تو اُس نے مارنیکا قصد کیا تھا اُسکی بیوی آسیہ نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اس امتحان کے لئے آگ اور ایک طرف یاقوت رکھدے موسیٰ نے آگ مونہہ میں ڈال لی جس سے زبان پر لکنت پیدا ہوگئی اور ممکن ہے کہ امراء و شاہان جبار کے سامنے انسان کی زبان پر ہیبت میں آکر گرہ لگجایا کرتی ہے صاف صاف نہیں کہہ سکتا اس گرہ کھولنے کی دعا کی ہو (۳) واجعل لی کہ ہارون کو میرا وزیر یعنی کارکن کردے اشدد بہ اسکی تشریح ہے (۴) واشرکہ فی امری اسکو نبی کردے۔ ان باتوں کو خدا تعالیٰ نے منظور کرلیا اور فرمایا کہ ہمنے تجھ پر اے موسیٰ دوبارہ احسان کیا ایکبار یہ اور ایک وہ جسکا بیان اذ اوحینا الخ سے لیکر واصطنعتک لنفسی تک ہے یہ احسانات موسیٰ کی ولادت اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے اور قبطی کو مار کر مدین جا کر برسوں رہنے کے متعلق ہیں جنکی شرح ہم تفسیر سورۂ بقر میں کر آئے ہیں والقیت علیک محبۃ منی ای محبۃ کائنۃ منی قد اودعتہا فی القلوب بحیث لا یکاد یصبر عنک من رآک (بیضاوی) یعنی تجھکو محبوب کردیا فرعون بھی تجھ پر شیفتہ ہوگیا تھا منی القیت سے متعلق ہوگا تو یہ معنی ہونگے کہ ہمنے تجھ سے محبت کی ولتصنع علی عینی تربی ویحسن الیک وانا راعیک اقبلک ای ترعی بحفظی والعطف علی علۃ مضمرۃ مثل لیتعطف علیک۔ ثم جئت علی قدر قدر کے دو معنی ایک قدرت کے کہ اے موسیٰ ہماری قدرت سے تو اس جگہ آیا یعنی ہم تجھکو یہاں کلام کرنیکے موقع میں لائے دوم مقدار معین کے یعنی مدت معین کے بعد تو آیا۔ ہمنے تجھکو اپنے لئے منتخب کرلیا ہے اب تم دونو بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور ہمارے آیات یعنی معجزات تمہاری شہادت کیلئے تمہارے ساتھ ہیں اور میری یاد میں سستی نکرنا ذکر الٰہی میں ایک بڑی قوت ہے جس سے ہیبت اور وقار پیدا ہوتا ہے گردن کشوں کی گردنیں سامنے جھک جاتی ہیں دلمیں قوت اور کام میں سہولت پیدا ہوتی ہے روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے جس سے بڑے بڑے کام سر انجام پاتے ہیں

وقف لازم

فَقُولَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

بس اُس سے جاکر نرمی سے بات کرنا شاید وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے — دونوں نے عرض کی کہ اے رب ہمیں خوف ہے کہ کہیں وہ ہمپر زیادتی نہ کرے یا سرکشی کرنے لگے — فرمایا کہ ڈرو مت میں تو تمہارے ساتھ ہوں سنتا

وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

اور دیکھتا ہوں — بس تم دونو اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لیکر آئے ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دیجئے اور انکو کیوں تکلیف دیجاتی ہے البتہ ہم آپکے پاس آپکے رب کی طرف سے نشانی لیکر آئے ہیں اور سلامتی اسکے لئے ہے

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى

جو راہ راست پر چلے — بیشک ہمکو حکم سنا دیا گیا ہے کہ عذاب اُسی پر نازل ہوگا جو اللہ کے حکم کو جھٹلاوے اور منہ پھیرے — فرعون نے کہا پھر تمہارا رب کون ہے اے موسیٰ — موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے ہر چیز کو اسکی صورت خاص

كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا

عطا کرکے رہنمائی کی — فرعون نے کہا پھر پہلے قرن والوں کا کیا حال ہے — موسیٰ نے کہا انکی خبر تو میرے رب کے پاس کتاب میں ہے نہ میرا رب بہکتا ہے نہ بھولتا ہے — وہ کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کر دیا اور اسمیں

وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝

تمہارے لئے رستے چلائے اور آسمان سے پانی برسایا — پھر اُس سے ہر قسم کی مختلف نباتات پیدا کئے (اور اجازت دی) کہ کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ — بیشک عقلمندوں کے لئے تو اسمیں بڑی نشانیاں ہیں

تفسیر

کلام تمام کرکے فرماتا ہے اذہب انت واخوک کہ اے موسیٰ تو اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیکر فرعون کے پاس جا اور قولا لہ قولا لینا اُس سے نرمی سے بات کرنا کیونکہ عموماً نرمی نصیحت کے لئے ایسی ہے کہ جیسا جسم کے لئے روح سختی سے دل پر اثر نہیں ہوتا خصوصاً جبار لوگ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اسلیئے فرمایا کہ لعلہ یتذکر او یخشیٰ موسیٰ نے از خود اور اپنے بھائی کی طرف سے بھی (کیونکہ اسوقت انکے بھائی ہارون مصر میں تھے) عذر کیا کہ ہمیں انکے ظلم و سرکشی کا خوف ہے قال ربنا الخ خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کی لاتخافا الخ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فاتیہ پس اسکے پاس جاکر فقولا یہ کہو انا رسولا ربک الخ یہاں سے لیکر من کذب و تولی تک اسی پیغام کی تقریر ہے پھر قال فمن ربکما سے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا بیان ہے جو اُنہوں نے فرعون کے دربار میں کی تھی۔ اوّل فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ فرعون فرقہ صابیہ میں سے تھا جو ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور اہل مصر کا بھی غالباً یہی مذہب تھا وہ خدا تعالیٰ کے قائل تھے پھر جو وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا اور موسیٰ سے رب سے سوال کرتا تھا غالباً اسکی یہ وجہ تھی کہ وہ اپنی شوکت و دولت اور اُن طلسمات کے زور پر جو اس عہد میں تھے رعیت پر رعب جمانیکے لئے اپنے آپ کو رب سے کہتا تھا جیسا کہ قدیم زمانہ میں بعض بادشاہوں کا دستور تھا موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا رب تو وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو اسکی مناسب صورت پر پیدا کیا انسان اور اسکے ہر عضو کو خیال کیجئے جس موقع پر آنکھوں کا لگانا مناسب تھا وہاں آنکھیں لگائیں کان کی جگہ کان ہر چیز میں یہی کاریگری ملحوظ ہے اعطیٰ کل شئی خلقہ کے یہی معنی ہیں اور اسی لئے اسکی جگہ خلق کل شئی نہ کہا پھر جسم کے اندر تو یہ صنعت کی ہی تھی لیکن انکے مصالح دنیا و آخرت کے لئے انکو قویٰ ظاہرہ و باطن بھی دیئے کما قال ثم ہدیٰ یہانتک کہ مکھی اور مچھر بھی اپنی تدابیر سے غافل نہیں پھر یہ باتیں بجز مدبر عالم کے اور کون کر سکتا ہے؟ فرعون کو اسکا تو کچھ جواب نہ آیا مگر جاہلانہ طور پر یہ سوال کیا فما بال الخ کہ پہلے لوگ صدہا برس سے اسی مذہب پر تھے بت پرستی کیا کرتے تھے پھر اُنکا کیا حال ہوا ہوگا وہ تو سب گمراہ ٹھہرتے ہیں اور قابل عذاب موسیٰ علیہ السلام نے اسکا مجملاً جواب دیا کہ انکا حال تو خدا کو معلوم ہے پھر آگے اور چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے بیان کئے کہ جن سے فرعون کو یہ معلوم ہو جاوے کہ در اصل رب اور ہی کوئی ہے جس نے زمین بنائی رستے نکالے پانی برساتا ہے

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

ہے اسی زمین سے ہی پیدا کیا ہے اور پھر تمکو اسی میں ہی لیجاوینگے اور اسی سے تمکو بار دیگر نکالینگے۔ اور ہمنے فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں تو دکھائیں پر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا کہنے لگا کہ ای موسیٰ تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہمکو ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

اپنے جادو کے زور سے نکالدے پھر ہم بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلے کہ جس سے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوجاۓ۔ موسیٰ نے کہا تمہارا وقت

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

جشن کا دن ہے اور لوگونکو دن چڑھتے جمع کرلینا چاہیئے۔ پھر فرعون نے اپنی جگہ پر جاکر اپنے مکر کا سب سامان فراہم کیا اور وقت مقرر پر (سب کو لیکر آیا) موسیٰ نے جادوگروں سے کہا او کم بختو خدا پر بہتان نہ باندہو ورنہ وہ کسی عذاب سے

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

تمہارا ستیاناس کردیگا اور بیشک جسنے جھوٹھ بنایا وہ غارت ہوا پس جادوگروں کا باہم اختلاف ہوا اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے کہنے لگے یہ دونو جادوگر ہیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

نکالا چاہتے ہیں اور تمہارے عمدہ طریق (مذہب) کو بھی مٹایا چاہتے ہیں۔ پھر تم اپنی تدبیریں جمع کرکے میدان میں صف باندھکر آؤ اور جو آج ور رہا وہی بازی لے گیا۔ وہ بولے ای موسیٰ۔ یا تو اول تو ہی عصا ڈال اور یا

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

یہہ کہ اول ہم ڈالیں موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو۔ پھر تو انکی رسیاں اور لکڑیاں انکے جادو سے موسیٰ کو دوڑتے ہوئی معلوم ہونے لگیں۔ بس سے موسیٰ کو دل میں ڈر سا معلوم

خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى

ہونے لگا۔ ہمنے کہا ڈرو مت تو ہی ور رہیگا۔ اور جو کچھ تیرے داہنے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈالدے جو کچھ جادوگروں نے (سانگ) بنایا ہے سب کو ہڑپ کرجائیگا۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ جادوگروں کا شعبدہ ہے۔ اور جادوگر کو جہاں کہیں جاۓ فلاح نہیں

باہمی گفتگو کے بعد فرعون نے جبکہ دربار میں موسیٰ کے معجزے دیکھے یہ کہا کہ یہ جادوگر ہے جادو کے زور سے لوگونکو یہاں سے باہر لیجانا چاہتا ہے سو ہم بھی اسکے مقابلہ میں ایسا ہی سحر لاوینگے موسیٰؑ سے مقابلہ کی ٹہری اور وقت مقرر کرایا موسیٰؑ نے کہا یوم الزینۃ جشن کا دن۔ مصریوں کے ہاں سال بھر کے بعد ایک بڑا جشن ہوتا تھا جسطرح ہندوؤں کے میلے ہوتے ہیں بتوں کی پرستش کے لیئے یہ اسلئے کہ اسروز مجمع عام ہوگا سب لوگوں کو امر حق معلوم ہوجاویگا فرعون نے جابجا بڑے بڑے جادوگروں کے پاس آدمی بھیجے۔ اور انکو انعام کا وعدہ دیا اس عہد میں طلسم و نیرنجات کا ازحد چرچہ تھا جیساکہ مصر کی تاریخ اور فراعنہ کے تعمیر کردہ مکانات سے معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے جادوگر جمع ہوے اور آپسمیں مشورے کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ مقدس شخص ہے اسکے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ بھی ہمارے علم کا ماہر بڑا ماہر ہے موسیٰؑ نے مقابلہ کے وقت انہیں سمجہایا کہ بدنصیبو ایسی باتیں نہ کرو اس بت پرستی کو خدا کی طرف منسوب کرو کہ اُسنے حکم دیا ہے کیونکہ خدا پر جھوٹھی باتیں بنانے والا فلاح نہیں پاتا آخر کار مجمع عام میں جادوگروں نے موسیٰؑ سے کہا یا تو اول آپ اپنے عصے کا کچھ کرشمہ دکھاییے (کیونکہ معلوم ہوچکا تھا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰؑ نے ہاتھ سے جب عصیٰ ڈالا تو اژدہا بنگیا تھا) یا ہم ڈالیں موسیٰؑ نے کہا تمہیں ڈالو انکے ڈالنے سے ان کی وہ رسیاں اور لکڑیاں طلسم یا کسی شعبدہ کی وجہ سے موسیٰ کو حرکت کرتی ہوئیں دکھائی دینے لگیں اور موسیٰ دل میں ڈر گئے خدا تعالےٰ نے فرمایا مت ڈرو تو ہی تو غالب رہیگا اور اپنا عصے تو بھی ہاتھ سے ڈالدے چنانچہ ڈالتے ہی اژدہا بنگیا اور ان کے سب سانپوں کو لقمہ کرگیا۔ فرماتا ہے کہ ساحر کو کہیں حق کے مقابلہ میں کامیابی اور فلاح ہوتی ہے جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کا یہہ کام جادو اور طلسم کی قوت سے بڑھکر ہے (اور ہر فن کو اسکا اہل ہی خوب جانا کرتا ہے) اور اسلئے

سُوًى انتصاب مکانا سوی بفعل دل علیہ المصدر او بانہ بدل من موعدا علی تقدیر مکان مضاف الیہ ۱۲ منہ ضحی ۔۔۔ بجہار شنبہ کعب ۔۔۔ مخاورہ ۔۔۔ ان ضمیر شان ۔۔۔ بعض ۔۔۔ مبتداء و خبر ۔۔۔ ۱۲ منہ کید ساحر بالرفع علی ان ما موصولہ ۔۔۔ ۱۲ ابو محمد

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ○ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

[illegible] بیشک یہ تو تمہارا بڑا (اوستاد) ہے کہ جس نے تمکو جادو سکھایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ○ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

[illegible] اور تمکو کھجور کے تنوں پر لٹکا دیتا ہوں اور تمکو معلوم ہوگا کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ وہ بولے ہم تجھکو ہرگز ترجیح نہ دیں گے

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

[illegible] جو کرنا ہو کر لے تو صرف اسی زندگی دنیا پر حکم چلا سکتا ہے ہم تو اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں بخشدے

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ○ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ○ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

[illegible] بہتر اور زیادہ باقی ہے جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم ہوکر آویگا سو اسکے لئے جہنم ہے۔ جس میں نہ وہ مریگا اور نہ زندہ ہی رہیگا۔ اور جو اسکے پاس مومن ہوکر آویگا

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ○ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ○ وَلَقَدْ

[illegible] ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ انمیں ہمیشہ رہا کرینگے۔ یہہ بدلہ ہے اسکا جو آلائش گناہ سے پاک ہوگیا ہو اور البتہ

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ○ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ

[illegible] کہ پیچھے سے نہ تعاقب کا اندیشہ تجھے رہیگا نہ ڈوبنے کا ڈر ہوگا پھر تو فرعون بھی اپنا لشکر لیکر انکے درپئے ہوا پھر تو ان کو

فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ○ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ○

[illegible] جیسے کہ گھیرا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کردیا اور راہ پر نہ لایا۔

[illegible] تو سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ موسیٰ و ہارون کے رب پر ہم ایمان لائے رب ہارون و موسیٰ اسلئے کہا کہ وہ معبود حقیقی کو جھوٹے معبودوں سے امتیاز [illegible] بہت سے رب ٹھہرے ہوئے تھے فرعون بھی مصریوں کا رب کہلاتا تھا۔ اس بات پر فرعون سخت ناخوش ہوا کہ میری اجازت بغیر تم کیوں ایمان لائے اس سے معلوم ہوتا ہے [illegible] جادوگر تمھارا اُستاد معلوم ہوتا ہے میں اول تو تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواونگا برخلاف کہ دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا برعکس تاکہ دو طرفی ہو جاویں [illegible] چنانچہ چور کی سزا میں شریعت محمدیہ میں بھی مکرر چوری کرنے پر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد میں تمہیں کھجور کے بلند درختوں [illegible] ساحروں نے کہ جنکے دل میں حلاوت ایمان اثر کر گئی تھی کہا اسکی ہمکو کچھ پروا نہیں یہہ دنیا کی سزا ہے جو تھوڑی سی دیر میں تمام ہو چکیگی مگر اسکے ڈر سے ہم اپنے پیدا کرنے [illegible] تو بھی معجزات موسیٰ اور اسکے دین کو نہ چھوڑینگے ہم اللہ پر ایمان لاچکے ہیں ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے اور اسکو بھی کو جو تو نے زبردستی سے ہمسے جادو کرایا ہے اللہ کا انعام بہتر [illegible] اور باقی بھی ہے بخلاف تیرے عذاب کے کہ جسکو تو اتقی اور اشد کہتا ہے یہہ چند روزہ قصہ ہے۔

[illegible] ذلک جزاء من تزکی تک اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں کی تائید میں فرماتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ انہیں ایمانداروں کا قول ہو اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں کہ ایمان لاتے ہی ان جادوگروں پر دار آخرت کا [illegible] کیا کہ جو اسکے پاس مجرم ہوکر آویگا اسکی سزا جہنم ہے کہ جہاں نہ موت ہے نہ لطف حیات ہے اور جو ایمان و عمل صالح کیساتھ خدا کے پاس جاویگا انکے لئے بڑے درجے ہونگے جنات عدن کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی کیونکہ انپر عالم غیب کا نور اور اسکا اصلی فیض پرتو افگن ہو گیا تھا اور ایسی حالت میں یہ بات معلوم ہو جانی کچھہ مشکل بات نہیں یا موسیٰ علیہ السلام سے سنا ہوگا القصہ جب یہہ ہو چکا اور جادوگروں کو فرعون نے [illegible] قتل کیا تو اسکے بعد اور بھی موسیٰ نے معجزات دکھائے آخر کار اس موقع پر نے بنی اسرائیل کو عید کرنیکی اجازت دی اسی بہانہ سے بنی اسرائیل مرد و زن مع مال و اسباب بلکہ فرعونیوں کے زیور

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے بنی اسرائیل البتہ ہمنے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تمکو کوہ طور کی داہنی جانب وعدہ دیا (بلایا) اور تمپر من وسلویٰ اتارا (اور فرمایا) کہ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں میں سے خوب کھاؤ

وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ

اور اسمیں حکم عدولی نکرنا کہ تمپر میرا غصہ اترے اور جسپر کہ میرا غصہ اترا تو وہ گیا گذرا ہوا اور میں اس کے لئے غفار بھی ہوں کہ جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم بھی رہے ۔ اور تو کس لئے

اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَ

اپنی قوم سے جلدی کر آیا اے موسیٰ ۔ اسنے کہا وہ بھی میرے پیچھے ہی آرہے ہیں اور میں جلدی کرکے آپکے پاس اسلئے آیا کہ آپ خوش ہوں فرمایا کہ تیرے پیچھے ہمنے تیری قوم کو آزمائش میں ڈالدیا ہے اور وہ یہ

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ

ان کو سامری نے گمراہ کردیا ہے ۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا پھر آیا (اور) کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تمسے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا پھر کیا تمپر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تمنے

اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

یہہ چاہا تھا کہ تمپر تمہارے رب کا غصہ اترے ۔ کیوں پھر تمنے مجھسے وعدہ خلافی کی ۔ انہوں نے کہا ہمنے اپنے اختیار سے تمسے وعدہ خلافی نہیں کی ولیکن قوم (قبط کے) زیوروں سے جو کچھ بوجھ ہمپر لاد دیا گیا تھا (سامری کے کہنے سے)

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا

اسکو ہم نے آگ میں ڈالدیا تھا پھر سامری نے بھی اسیطرح ڈالدیا (اوس سب زیور سے) سامری نے ایک بچھڑے کا پتلا ڈہالا جسمیں بچھڑے کی سے آواز بھی تھی تب بعض کہنے لگے کہ یہی تو تمہارا خدا اور موسیٰ کا بھی پھر موسیٰ بھول گیا کیا انہیں نہیں سوجھا

يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

کہ وہ بچھڑا نہ تو انکی بات کا جواب دیسکتا ہی اور نہ ان کے لئے نفع ونقصان کا ہی مالک ہے

بنی اسرائیل کو لیکر راتوں رات نکل گئے ۔ یہی ہانک کر دور کے میدان میں نکلے وہاں موسیٰ کو حکم پہنچا کہ اب انکو شب باش ملک شام کیطرف لے نکل چنانچہ وہ سب چلے ادہر فرعون کو خبر ملی تو وہ بڑا لشکر لیکر پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آیا دریا قلزم پر آلیا بنی اسرائیل گھبرائے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر عصا مار مارا تو پانی کی دونوں طرف دیواریں سی کھڑی ہو گئیں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل صاف نکل گئے انکے پیچھے ہی فرعون اور اسکا لشکر جو اسی رستہ سے آیا تھا پھر دریا مل گیا پانی نے ڈہانک لیا وہ سب غرق ہو گئے اور موسیٰ اور بنی اسرائیل کہ جنکی تعداد لاکھوں کی تھی قلزم کے اس پار صحیح وسلامت اتر آئے اور ایسے بیابان میں پڑ لئے جو عرب کے مغرب و شمال اور شام کے جنوب میں واقع ہے جسکو تیہ کہتے ہیں اور یہیں کوہ طور بھی ہے ۔

اب خدا تعالیٰ اس تیہ کے وقائع سے بنی اسرائیل کو متنبہ کرتا اور اپنے احسان یاد دلاتا ہی ۔ (۱) انجینٰکم من عدوکم کہ ای بنی اسرائیل ہمنے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اسکو غرق کیا تم کو صحیح وسلامت قلزم سے نکال دیا (۲) وواعدنٰکم جانب الطور الایمن بنی اسرائیل کا ڈیرا جب کوہ طور کے پاس پڑا تو وہاں خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تو اس پہاڑ کی داہنی چوٹی پر جو سب میں بلند مقام ہی ہمسے آکر مل اور یہیں احکام عشرہ اور الواح ملنے کا وعدہ ہوا تھا جسکے لئے اول تیس رات پھر چالیس رات پہاڑ پر ٹھہرنیکا حکم ہوا تھا یہہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا احسان تھا کہ ان کے لئے توریت و الواح و دیگر نعماء دینیہ عطا ہوئیں (۳) ونزلنا علیکم المن والسلویٰ جب ان لق ودق بیابانوں میں کھانے کو کچھہ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من کو (جو ایک قسم کی شیرین اور خوش مزہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جسکی تووں پر روٹیاں پکا پکا کر کھاتے تھے) اور سلویٰ کو (یعنی بٹیریں جو از خود رات کو ان کے خیموں میں آگرتی تھیں) نازل کیا اور یہہ کہدیا کہ شوق سے کہاؤ مگر حد سے تجاوز نکرنا یعنی دن کا کھانا رات کے لئے اور رات کا دن کے لئے جمع نکرنا بعض کہتے ہیں مراد کہ ناشکری نکرنا کیونکہ نعمت کے بعد شکر نکرنا حد سے تجاوز کرنا اور سرکشی کرنا ہی اگر ایسا کروگے تو تمپر میرا غضب نازل ہوگا مگر بنی اسرائیل نے اسپر بھی ناشکری کی اور مورد عتاب ہوئے ۔ اسی منزل میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو پہاڑ پر بلایا اور انکی قوم کو بھی حکم دیا کہ نہا دہو کر خدا کا جلال دیکھنے کے لئے پہاڑ کے قریب آجاویں جیسا کہ سفر خروج ۱۹ باب میں ہے

ع ۱۴

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

اور ہارون پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اے قوم اس سے تو تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور رب تو تمہارا رحمان ہے میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو وہ بولے ہم تو اس بچھڑے (کی عبادت) پر

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

او سوقت تک جمے بیٹھے ہیں گے جب تک کہ ہمارے پاس لوٹ کر موسیٰ نہ آتے۔ موسیٰ نے (آکر) کہا اے ہارون جب تو نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو کیلئے میرے پیچھے نہ چلا آیا پھر کیا تو نے میری عدول حکمی کی۔ اُسنے کہا اے میری ماں جائے (بھائی)

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ

میری ڈاڑھی اور سر کے بال تو نہ پکڑو۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم یہ کہنے لگتے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار ہی نہ کیا۔ (پھر موسیٰ نے سامری سے کہا کہ ای سامری تجھے کیا ہوا تھا اسنے کہا مجھ وہ بات سوجھی جو انکو نہ سوجھی تھی

بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

پھر میں نے رسول کے نقش قدم کی ایک مٹھی مٹی کی لیکر (اس بچھڑے میں) ڈالدی میرے جی میں ایسا ہی آیا تھا موسیٰ نے کہا جا دور ہو زندگی میں تو تیرے لئے یہی سزا ہے کہ تو کہتا پھرے کہ مجھے کوئی نہ چھونا

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور تیرے لئے عذاب کا ایک اور بھی وعدہ ہے جسکو تو ٹال نہ سکے گا اور اپنے اس خدا کو بھی دیکھ لے کہ جسکی عبادت پر تو آس لگائے ہوا تھا کہ ہم اسکو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بکھیرے دیتے ہیں۔ ای لوگو تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے کہ جسکے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اور کوئی معبود نہیں جس کے علم میں ہر چیز ہے

اور موسیٰ سب سے آگے تنہا خدا کے پاس آئے جسپر خدا نے پوچھا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور خدا تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر رہتے ہوئے چالیس دن رات ہوئے (سفر خروج ۲۴-باب) اتنی دیر لگنے سے بنی اسرائیل نے غل مچادیا کہ موسیٰ کہاں گئے کسی ڈوبہا مر گئے کیسے کچھ کہا اسمیں ایک شخص نے کہ جسکا نام سامری تھا لوگوں سے کہا کہ آؤ میں تمہیں تمہارا معبود دکھاؤں کہ جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے۔ تم میرے پاس سونے کا زیور لاؤ چنانچہ وہ اسکے پاس لائے اسنے اسکو ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور اسمیں ایک ایسا رستہ ہوا کے آنے جانیکا رکھا کہ جس سے گائے بیل کی آواز جیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہہ دیکھکر بنی اسرائیل جو مصر میں مصریوں کو گائے بیل پوجتے دیکھا کرتے تھے اسپر گرویدہ ہوگئے قربانیاں چڑھانے اسکی عبادت کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے ہر چند سمجھایا مگر وہ کب مانتے تھے۔ اس بات سے خدا تعالےٰ نے کوہ طور پر موسیٰ کو خبردار کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے تیری قوم گمراہ ہوگئی سامری نے انکو گمراہ کر دیا۔ یہہ سنکر موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے انکے پاس آکر انکو ملامت کرنے لگے قال یا قوم الم یعدکم الی قولہ فاخلفتم موعدی لوگوں نے عذر کیا کہ ہمکو سامری نے گمراہ کیا ہے ہم قوم قبط سے زیور مانگ لائے تھے جسطرح ہم اسکو آگ میں ڈالا کرتے ہیں اور چیزیں ڈھال کر بنانے کیلئے اسیطرح سامری نے بھی ڈھال کر بچھڑا بنادیا جسکی آواز تھی اور کہدیا یہہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے موسیٰ اسکو بھول گیا جو کوہ طور پر خدا سے ملنے گیا ہے افلا یرون یہہ جملہ خدا کی طرف سے ہے کہ وہ عجب احمق تھے صرف آواز سے ایمان لائے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ کچھ نفع دیسکتا ہے نہ ضرر پھر معبود کیونکر ہوسکتا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کیطرف سے یہہ جملہ تھا۔ ولقد قال لہم ہارون خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ کے آنیسے پیشتر ہارون نے انکو سمجھا دیا تھا مگر نہ مانا پھر موسیٰ ہارون پر خفا ہوئے کہ تو نے جب انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو تو انکو چھوڑ کر میرے پیچھے کیوں نہ چلا آیا ہارون نے عذر کیا کہ میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم آکر یہہ کہتے کہ بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈالدیا میرے آنیکا انتظار کیوں نہ کیا۔ پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے تو اسنے کہا میں نے رسول کے پاؤں کی مٹی لیکر اسمیں ڈالدی تھی جس سے وہ بولنے لگا موسیٰ نے فرمایا دنیا میں تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور راندہ ہوا رہیگا جو تیرے پاس آویگا اسکو بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ آویگا تو کہا کریگا کہ چھونا مت کوئی میرے پاس نہ آوے اور آخرت کی سزا تیرے لئے اور مقرر ہے جو ہرگز نہ ٹلیگی اور اس تیرے معبود کو میں تو آگ سے ذرہ ذرہ دریا میں بہائے دیتا ہوں اس کے بعد فرمایا تمہارا معبود تو اللہ ہے جسکے علم میں ہر ایک چیز ہے۔ یہہ کلام الٰہی کے لفظوں کی شرح تھی اب ہم چند فوائد بیان کرتے ہیں۔

(۱) فقبضت قبضۃ من اثر الرسول عام مفسرین کے نزدیک اسکے یہ معنی ہیں کہ جبرئیل خاص مجھی کو دکھائی دیتے تھے اور وں کو نہیں پس میں نے اسکے گھوڑے کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھرلی

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝

اے نبی ہم اسطرح سے تمکو گزشتہ لوگونکی کچھ خبرین سناتے ہیں۔ اور تمکو ہمنے اپنے ہان سے ایک سمجہانے والی چیز بھی دی ہے (قرآن) جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن اُسکا بوجھ اُس پر ہوگا

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

جو وہ اُنپر ہمیشہ رہیگا۔ اور ان کا یہہ بہت ہی برا بوجھا ہے قیامت کے دن جسدن کہ صور پھونکا جاویگا اور ہم سب گناہگاروں کو اُس دن جمع کرلیں گے اور ان کی دہشت سے نیلی آنکھیں ہونگی چپکے چپکے آپس میں کہتے ہونگے کہ تم دنیا میں کیا ٹھیرے ہوگمر

عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝ؑ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ ع ۵

یہی دس دن۔ ہم خوب جانتے ہونگے جو کچھ کہ وہ کہتے ہونگے جبکہ ان میں کا بڑا سمجھدار کہیگا کہ تم صرف ایک ہی روز ٹھیرے ہو۔ اور اے نبی تسے پہاڑون کا حال پوچھتے ہیں۔ کہدو ان کو تو میرا رب ریتا کرکے اوڑا دیگا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ۭ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

پھر زمین کو چٹیل میدان کرچھوڑیگا۔ کہ جسمین اے مخاطب تجھے نہ کوئی پستی دکھائی دیگی نہ بلندی۔ اسروز پکارنیوالے کے پیچھے سب ہی ہو لیں گے۔ اور (دہشت سے) رحمٰن کے آگے سب کی آوازین پست ہوجاوینگی پھر اے مخاطب تجھ کو کچھ بھی سنائی نہ دیگا

اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ

بجز پاؤن کی آہٹ کے اُسروز کسیکی شفارش فائدہ نہ بخشیگی مگر اسکی کہ جسکو رحمٰن نے اجازت دی ہوگی اور اسکا بولنا پسند کرلیا ہوگا جو کچھ انکے روبرو ہے، اور جو کچھ انکے بعد ہوگا وہ سب کو جانتا ہے اور اسکو کسیکا علم بھی

عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

احاطہ نہیں کرسکتا۔ اور حی و قیوم کے آگے سب منہ جھک گئے ہونگے۔ اور جو ظلم کی گٹھڑی اٹھائے ہوگا وہ تباہ ہوگیا ہوگا۔ اور جسنے اچھے کام کئے ہونگے اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکو نہ ظلم کا خوف ہوگا نہ حق تلفی کا

پھر اسکو ڈھلی ہوئے بچھڑے میں ڈالدیا جسکی تاثیر سے وہ آواز دینے لگا۔ اس تقدیر پر کئی باتیں ماننی پڑتی ہیں۔ اول یہہ کہ رسول سے مراد جبرئیل لی جاویں۔ دوم اسپر بھی حذف ماننا پڑتا ہے اسی تراب اثر فرس الرسول۔ سوم اس بدمعاش سامری کی بات کو بھی سچ تسلیم کیا جاوے حالانکہ یہہ تینوں باتیں قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت ہوتی ہیں نہ کسی صحیح حدیث سے یہ ان مفسرین کے اقوال ہیں۔ ابو مسلم ان معنی کو نہیں مانتے اور ایک جدید توجیہ کرتے ہیں کہ رسول سے مراد موسیٰ اور اثر سے اسکا طریقہ و دستور کہتے ہیں فلان یقفوا اثر فلان و یقبض اثرہ اذا کان یتمثل رسمہ یعنی جو کسیکے طریقہ کا تبع ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں کہ یہہ اسکی اثر پر قابض ہے۔ سامری کہتا ہے کہ اول میں رسول یعنی موسیٰ کا پیرو تھا پھر اسکو چھوڑ دیا اور بت پرستی کا یہہ سامان بہم پہنچایا۔ اس توجیہ کی امام فخر الدین رازیؒ نے بھی تائید کی ہے اور اسی میں اعتراضات سے امن ہے۔ اور یہہ بھی ممکن ہے کہ سامری نے جو قبطیوں سے اسوقت کے علوم اور صنعت سیکھے ہوئے تھا ایسی صنعت سے بچھڑا بنایا ہو جس میں ہوا کی دخول و خروج کرانے کے رستے ہوں کہ جسنے بچھڑے کی آواز پیدا ہوتی تھی باقی اُسنے جھوٹا فقرہ بنا لیا۔ (۲) سفر خروج کے ۳۲۔ باب میں ہے کہ ہارون نے یہہ بچھڑا بنا کر پجوایا تھا اور سامری کا نام تک بھی یہاں نہیں۔ قطع نظر اسکے کہ یہہ توریت وہ اصلی توریت نہیں یہہ نسخہ بھی صدہا تحریفات سے خالی نہیں جسکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے۔ یہاں غالباً نام میں سہو ہوگیا یا سامری کا نام ہارون بھی ہو اور اس سے مراد ہارون علیہ السلام نہوں کیونکہ اخیر میں اسی باب کے ہے کہ اس فعل کے مرتکب سب مبتلاء بلا ہوئے تلوار سے کٹے و باسے مرے خدا تعالیٰ اور موسیٰ کا غصہ انپر حد بھر کا ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قرابتی کو اس جرم پر قتل کرے پھر تعجب ہے کہ ہارونؑ پر کہ جسنے یہہ فساد کھڑا کیا کوئی بھی سزا قائم نہو بلکہ انکی کہانت نسل در نسل قائم رہے اور نیز ہارونؑ نبی تھے ان کو کیا ہوا تھا جو وہ ایسا کام کرتے؟

اس قصہ کو تمام کرکے فرماتا ہے کہ اے محمد گزشتہ لوگونکے تذکرے ہم یون سناتے ہیں ہمنے تجھے ذکر یعنی قرآن دیا ہے پھر جو قرآن سے منہ پھیریگا قیامت میں اسکا یہہ حال ہوگا کہ قیامت میں اپنی گناہونکی گٹھڑی آپ اٹھاویگا اور جسروز صور پھونکیگا دوبارہ زندہ ہونے کیلئے تو یہہ لوگ ایسی دہشت میں ہونگے کہ آنکھونکی رنگت پلٹ جاویگی نور اور سیاہی جاکر نیلی ہوجاوینگی اور دنیا میں جو سالہا سال عیش کئے ہیں انکے مصائب کے آگے اسکو دس دن سمجھینگے اور جو ان میں زیادہ دانا ہے وہ تو ایک دن سمجھیگا۔ قیامت کی ذکر میں کسی نے آنحضرت صلعم سے پہاڑوں سے سوال کیا کہ یہہ کیا ہونگے ویسئلونک الخ فرمایا فقل ینسفہا ربی کہ خدا انکو ریتا کرکے اوڑا دیگا اور زمین کو صاف میدان کردیگا پھر آگے اور قیامت کے حالات بیان کرتا ہے کہ اسروز بجز اسکے کہ جسکو شفاعت کی اجازت ملی ہوگی اور اسکی بات بھی پسندیدہ خدا ہوگی اور کسیکی بھی

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

اور جسطرح ہمنے ان قصوں میں سچی خوبی رکھی ہی؛ سیطرح لفظوں کے لحاظ سے بھی ہمنے اسکو عربی زبان میں نازل کیا ہی اور اسمیں طرح طرح کی خوف دلانی والی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ ڈریں یا انکی لیے سمجھہ پیدا کرے ۔ اسمیں خدا اکا کوئی ذاتی

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

پہلے اس سے کہ تمہیں وحی پوری ہو اور دعا کیا کرو کہ ای رب مجھے اور زیادہ علم دے ۔ اور ہمنے پہلے آدم سے عہد لیا تھا ۔ پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اسکو کچھ مضبوط نہ پایا ۔ اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ

آدم کو سجدہ کرو تو سب ہی نے سجدہ کیا مگر ابلیس کہ اوسنے انکار کیا ۔ پھر ہمنے آدم سے کہا کہ یہ (شیطان) تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہی پھر یہہ نہو کہ وہ تمکو جنت سی نکالدی کہ پھر تو خراب ہو جاوی تو اس بہشت میں نہ بھوکا رہیگا

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

اور نہ ننگا ۔ اور تو اسمیں پیاسا ہی نہ رہیگا ۔ اور نہ دھوپ اٹھاویگا ۔ پھر شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہا اے آدم تو کہے تو میں تجھے ایک ایسا درخت بتلاؤں کہ جسکے کھانیسے تو ہمیشہ جیتا رہے اور بیزوال سلطنت ملے

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۡ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

پھر آدم و حوا نے اس درخت میں سے کچھ کھایا تو انپر انکی ننگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر باغ کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنی رب کی نافرمانی کی سو بہک گیا ۔ آخر کار اسکو اسکے خدا نے سرفراز کیا پھر اسکی توبہ قبول کی اور اسکو رستہ دکھایا

وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ

خدا نے کہا کہ تم دونوں فریق بہشت سے نکل جاؤ کہ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے ۔ پھر جو کبھی تمہارے پاس میری طرف سی کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیگا تو وہ گمراہ نہ ہوگا اور نہ خراب ہوگا ۔ اور جو میرے ذکر سے

اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

منہ پھیریگا تو انکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسکو قیامت میں بھی ہم اندھا کرکے اوٹھاوینگے وہ کہیگا تونے اب مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا اور میں تو بینا تھا ۔

شفاعت کارگر نہوگی نہ ان فرضی معبودوں کی جنکو وہ اس امید پر پوجتے ہیں اور اس آیت کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جسکے لئے رحمان اجازت دیگا اور اسکی حق میں بولنا پسند کریگا اسکے لئے شفاعت کارگر ہوگی نہ ہر کسی کیلئے کیونکہ یعلم ما بین ایدیہم الخ اسکو ہر ایک کا اگلا پچھلا سب حال معلوم ہی اسکا علم بہت وسیع ہی جسکو کوئی احاطہ نہیں کرسکتا کسیکا علم اسکے علم کے برابر نہیں قابل شفاعت اسکو معلوم ہیں اور سارے سرور بڑے بڑے متکبروں کی اسکی آگے گردنیں جھک جائینگی اور ظالم تباہ ہونگے ایماندار اور نیکو کاروں کو انکی دنیاوی کوشش کا پورا بدلہ ملیگا ۔

وکذلک عطف ہے کذلک نقص پر یعنی جسطرح ہمنے اے نبی تسے پہلوں کے راستی آمیز ہدایت خیز قصے بیان کئے اسی طرز پر تمام قرآن نازل کیا ہی جسکے دو وصف ہیں اول وہ عربی ہے جسکا سمجھنا قوم عرب کو آسان ہے ، دوم صرفنا اسمیں طرح طرح سے خوفناک باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا انکو سمجھہ بوجھہ پیدا ہو ۔ کلمہ او منافات کے لئے نہیں ہے ۔ اور یہ قرآن اس خدا ہی کیساتھ اسنے اسلئے نازل کیا ہی کہ جو بخل و جہل وغیرہ اوصاف سے بری ہے اسمیں اسکا کوئی نفع و نقصان نہیں وہ ان باتوں سے پاک ہی اور حق ہی اسکا ملک اور اسکی ذات دائم و قائم ہی اسلئے اسنے انکی بہبودی کیلئے ایسا قرآن نازل کیا چونکہ قرآن حسب اسمائی ہی اور تدریجًا نازل ہوا تھا ادہر آنحضرت صلعم کے دل میں اسکی تبلیغ اور اسکی یاد کرنے اور اسکے مطالب واضح کرنیکا بمقتضی نبوت بہت شوق اور از حد ولولہ تھا اسلئے فرمایا ولا تعجل بالقرآن الخ کہ وحی کے تمام ہوجانے سے پہلے قرآن کی پڑھنے یا لوگوں کو پڑھانے سمجھانے میں جلدی نکیا کرو جب ایک مضمون کی وحی جو فرشتہ لاتا ہی تمام ہوچکی تب آپ پڑھیں اسیطرح کا مضمون اور جگہہ بھی آیا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ اور رب زدنی علمًا کی دعا کرتے رہو کہ میرا علم زیادہ کرتا کہ وقتًا فوقتًا وحی آتی رہی آپکا علم زیادہ ہوتا رہے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہی کہ علم کا خزانہ ہمارے پاس ہے اسمیں سے جسقدر ہم جسکو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں بندہ علام الغیوب نہیں ہوسکتا ۔ اسکے بعد یہ چھٹی بار حضرت آدم کا قصہ ایک آئندہ جملہ کیلئے بطور تمہید کے ذکر ہوا اور وہ جملہ مقصود بالذات ہے فاما یاتینکم منی ہدی اسکی شروع تمہید ہے واذ قلنا للملائکۃ الخ کہ اسوقت کو یاد کرو جبکہ ای بنی آدم ہمنے تمہارے جد امجد کیلئے فرشتوں کو سجدہ تعظیم کا حکم دیا اور تاج خلافت انکے سر پر رکھا گیا اسوقت سب فرشتوں نے

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ

فرمائیگا یوں ہی ہونا چاہیے تیری پاس ہماری آیتیں آئیں پر تونے انکو بھلا دیا اور اسیطرح آج تو بھی بھلایا گیا - اور جو کوئی حد سے گذر جائے اور اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانے تو اسکو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور البتہ آخرت کا عذاب تو

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

سخت تر اور بہت ہی دیرپا ہے - پھر کیا انکو اس بات نے بھی رہنمائی نہ کی کہ ہمنے انسے پہلے کتنی ایک قرنوں کو غارت کر دیا ہے کہ جنکے مکانوں پر سے وہ چلتے پھرتے ہیں - اسمیں تو عقل مندوں کے لیئے بڑی بڑی

النُّهٰى ○ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ○ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

نشانیاں ہیں - اور اے نبی اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک بات قرار نہ پا چکی ہوتی اور وعدہ مقرر نہوا ہوتا تو عذاب لازم ہو چکا ہوتا - پھر جو کچھہ وہ بکتے ہیں اسپر صبر کرو اور آفتاب کے طلوع ہونیسے پہلے اور غروب ہونیسے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○

اپنے رب کی حمد و ثنا کیساتھہ تقدیس کیا کرو اور رات کیوقتوں میں بھی تسبیح کیا کرو - اور دن کے اول و آخر میں بھی تاکہ تمکو خوش کیا جاوے -

---

سجدہ کیا مگر اوس ابلیس نے (جسکے کہنے پر اکثر بنی آدم چل رہے ہیں قدیمی حاسد اور دشمن کو دوست بنا رکھا ہے) انکار کر دیا پھر اسکے بعد ہمنے تمہارے جد امجد کو ایک ایسے باغ میں رہنے کو جگہ دی کہ جہاں کھانا پینا لباس کا ہمنے انتظام کر دیا تھا اور ان مشقتوں سے نجات دیدی تھی اور ساتھہ ہی یہ بھی کہدیا تھا کہ خبردار رہنا یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی دونو کا دشمن ہے اسکے کہنے میں آ کر مصیبت میں پڑنا کہ یہاں سے نکالے جاؤ اور خراب خستہ ہوتے مارے پھرو مگر وہ مردود وہاں بھی روپ بدل کر جا ہی پہونچا اور ناصح مشفق بنکر آدم کے دل میں خطرہ ڈالا اور کہنے لگا کہ اے آدم یہہ تو تمپر بڑی مہربانی ہوئی مگر تمہاری حیات اور یہاں بادشاہانہ طور پر سدا رہنے کا کوئی بھی انتظام نہیں ہوا اس تمہید کے بعد کہا کہ میں تمہیں اس باغ میں ایک ایسا پیڑ بتاتا ہوں کہ جسکے کہانیسے ہمیشہ جیتے رہوا ور بے زوال سلطنت تمہیں ملے اُسکا نام شجرۃ الخلد ہے تمہاری خدا نے اسیلئے تمکو اُس کے کہانے سے منع کیا ہے حالانکہ ہمنے آدم سے اول ہی عہد لیا تھا مگر آدم اسکو بھول گئے اور اسکو کھا لیا ولم نجد لہ عزما اور ہمنے تمہارے دادا کی کوئی استقامت اور مضبوطی نہیں پائی نہ ہمارے عہد کی حفاظت کی نہ قدیمی دشمن کو خیال کیا (اسمیں بنی آدم کی کمزوری طبیعت کیطرف اشارہ بلکہ تعریض ہے) پھر اسپر بھی باوجود اس مقبولیت کے نافرمانیکا لازمی نتیجہ پیش آیا یا ہی آیا کپڑے تن سے اُتار لیئے برہنگی ظاہر ہونے پر درختوں کے پتے بدن پر چپٹانے لگے اور آدم و حوا اور شیطان سب کے سب اوس باغسے نکالے گئے اور کہدیا گیا کہ ایک دوسرے کا دشمن رہیگا لیکن آدم روئے اور توبہ کی خدا نے اسکی توبہ قبول کی اور دوبارہ سرفرازی بخشی جب باغ سے نکالے گئے تھے یا جب توبہ کی تھی تو آدم سے ہمنے کہدیا تھا کہ دنیا میں تمہارے پاس یعنی تمہاری اولاد پاس ہدایت آیا کریگی رسول اور آسمانی کتابیں پھر جو اُس ہدایت پر چلیگا تو وہ اُس سیدھے رستہ سے جو انسان کو دار الخلد تک پہونچاتا ہے نہ بھٹکیگا نہ خراب ہوگا - ولا یشقی یعنی شقاوت و بدبختی سے محفوظ رہیگا شقاوت کی دو قسم ہیں ایک دنیاوی دوسری اُخروی ہدایت الٰہی کے طفیل ان دونوں سے محفوظ رہیگا اور جو اُس ہدایت سے منہ پھیریگا اسکی دوسرا میں تنگی ایک دنیاوی فان لہ معیشۃ ضنکا ای ضنکا جملہ الضیق والشدۃ وہو مصدر یوصف بہ فیقال منزل ضنک وعیش ضنک - کبیر کہ اسکی زندگی تنگ ہوگی - عام مفسرین کے نزدیک زندگی دنیا کی تنگی مراد ہے کیونکہ کافر مال و جاہ پر حریص ہوتا ہے گو باعتبار قید حلال و حرام ہونیکے وہ جنت میں ہے جیسا کہ آیا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر - مگر وہ کون ہے کہ جسکو تمام باتیں حسب دلخواہ حاصل ہوگئی ہوں اسکی پریشانی میں کمی ہے اور مومن کی نظر دار آخرت پر ہوتی ہے اسکو کسی تکلیف میں تکلیف معلوم نہیں ہوتی - اور یوں بھی ہے کہ خدا کی ہدایت چھوڑ نیسے دنیا میں بلائیں نازل ہوتی ہیں سیکڑوں قومیں ایسی ہیں کہ اسی سبب سے برباد ہو گئیں جیسا کہ اسکی تائید کیلئے اگلی آیت میں فرماتا ہے افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون کہ کیا انکو اس بات سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی کہ ان کفار قریش سے پہلے ہم کتنی قوموں کو نافرمانی کیوجہ سے ہلاک کر چکے ہیں کہ جنکی اُجڑے ہوئے مکانوں پر سے آج یہہ چلتے پھرتے ہیں عاد و ثمود بنی اسرائیل قیاصرہ و شاہان بابل شاہان مصر وغیرہ - خدا کی نافرمانی کر کے کوئی قوم اخیر تک سرسبز نہیں رہتی - بعض کہتے ہیں قبر کی تنگی بعض کہتے ہیں آخرت کی تنگی مراد ہے - دوسری یہہ کہ اسکو قیامت میں اندھا کر کے اوٹھاوینگے وہ کہیگا میں دنیا میں آنکھوں والا تھا آج اے رب مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا جواب ملیگا تو بھی تو دنیا میں ہماری آیتوں سے اندھا ہو گیا تھا - آخرت میں اندھا ہونیسے مراد یہ ہے کہ وہ جسمانی تاریکی میں مبتلا ہونگے نور روحانی نصیب نہوگا پس اسی سے انکے لیئے ظاہری آنکھیں بھی فی الحقیقت بسی

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ

اور ائے نبی آپ اُن چیزوں کی طرف نظر بھی نہ اٹھائے جو طرح طرح کے　سامان زندگی و دنیا کی آرائش ہمنے انکو اسلئے دی رکھے ہیں کہ اسمیں ہم انکی آزمایش کریں اور تمہارے رب کا عطیہ بہتر اور دیر تک رہنے والا ہے۔　اور اپنے کنبے کو

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم

نماز کا حکم دیا کر۔ و اور خود بھی اسپر قائم رہو ہم تمسے کچھ روزی تو نہیں مانگتے۔ روزی تو ہم تمہیں دیتے ہیں۔ اور عاقبت بخیر تو پرہیزگاروں کی ہی۔ وہ کہتے ہیں کہ تو اپنے رب کیطرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔ کیا انکے پاس

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن

پہلی کتابوں کی شہادت نہیں پہونچی۔ اور اگر ہم اس سے پہلے ہی انکو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے　تو ضرور کہتے کہ اے رب تو نے کسلئے ہمارے پاس اپنا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم رسوا اور ذلیل ہونے سے　پہلے ہی

نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

تیری آیتوں پر چلتے۔ انسے کہدو کہ ہر ایک انتظار کر رہا ہے سو تم بھی انتظار کرو پھر تمکو خود معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی رستہ پر کون (اور غلط راہ والا کون ہی) اور ہدایت پانے والا کون (اور گمراہ کون ہی)۔

اوپر دیکھنے میں کچھ منافات نہیں پہلی قوموں کی ہلاکت بیان فرما کر یہ بات فرماتا ہی کہ اگر نوشتہ ازلی (کہ چند روز ہم انکو دنیا میں رکھینگے) مانع نہ آتا تو ان لوگونپر بھی عذاب دنیا ہی میں آچکتا اسپر بھی اگر یہ جو ہدایت پر نہیں آتے اور ستاتے ہیں تو صبر کرو اور اپنے لئے دار آخرت کی تیاری کرو تاکہ تو وہاں خوش وقت رہو فقال فاصبر علی ما یقولون۔ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس الخ تسبیح سے مراد اکثر علماء کے نزدیک نماز پنجگانہ ہی ابن عباسؓ فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہی اور قبل غروبہا سے ظہر و عصر و من انائ اللیل سے مغرب و عشاء۔ اور قولہ واطراف النہار دونوں نمازوں کے لئے جو دن کے اول و آخر ہوتی ہیں یعنی فجر و مغرب تاکید کا جملہ ہے جیساکہ الصلوٰۃ الوسطی عصر کے لئے۔ گرچہ دن کی دو طرف ہوتی ہیں مگر ہر دن کے لحاظ سے اطراف جمع کا صیغہ آیا۔ بعض کہتے ہیں اوقات مذکورہ میں جمع تقرب کے اوقات ہیں اور اُن اوقات میں انسان کو مشاغل دنیا سے غفلت ہو جاتی ہی عموماً اسکی تسبیح و تقدیس کرنا مراد ہی جو نماز کو بھی شامل ہی۔

ف (۱) فنسی ولم نجد لہ عزما سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ آدمؑ کا گناہ سہواً تھا وقت پر ممانعت یاد نہ رہی لیکن احتیاط نکی اسلئے عتاب ہوا (۲) آدمی کی جبلی عادت ہی کہ وہ اپنے باپ دادا کے کمالات پر نازاں ہوا کرتا ہی اور بسا اوقات اسی پر تکیہ کر لیتا ہی کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد میں ہمیں کیا غم ہی اسلئے آدمؑ کے قصہ میں متنبہ کر دیا کہ اسپر نازاں نہو نا خود تمہاری بزرگ سے نافرمانی پر کیا سلوک ہوا باوجودیکہ مسجود ملائکہ تھے اور پھر کس خواری سے نکالے گئے بجز توبہ کے انکو چارہ نہوا۔ یہ ہے وعید شدید۔

ولا تمدن الخ المد دراز کردن کشیدن۔ اور مراد رغبت اور حسرت کی ساتھ نگاہ کرنا۔ دار آخرت کے توشہ کی تعلیم کرکے جو نماز و عبادت ہی دنیا کے وہ اسباب آرایش و تجمل جو کفار اور دولتمند ونکو دئے گئے ہیں مکان اور عمدہ لباس عمدہ عورتیں سواریاں اور دیگر چیزیں۔ انکی طرف رغبت کی نگاہ سے منع کرتا ہی کیونکہ یہ چیزیں انکے لئے فتنہ ہیں انہیں سے خدا تعالیٰ ازمایش کرتا ہی سو وہ انہیں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ دار آخرت اور اسکے توشہ کا انکے دل میں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا جب انکو یہاں سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور ادھر اس تجمل کی چھوڑتے وقت انکی روح پر صدمہ عظیم ہوتا ہی حیثیش نگراں ست کہ ملکش با دگراں ست۔ اس چندروزہ عیش کے مقابلہ میں عذاب دائمی بڑا فتنہ ہی اور نیز اس دولت کیوجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ حضرت صلعم کی آنکھیں تو ان سے پاک تھا مگر حضرت سے خطاب کرکے اور ونکو سنایا جاتا ہی کہ اسطرف نظر پھیر کر بھی نہ دیکھنا حرص و رغبت تو دوسری چیز ہی اسلئے کہ تمہاری درجات آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہی ایسے عارف تارک الدنیا کی متعلقین غالباً نان و نفقہ اور دنیاوی سامان سے خالی رہا کرتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ انکے دل پر دوسروں کے ساز و سامان دیکھکر کچھ حسرت ہی پیدا ہوتی ہو اس لئے حضرت صلعم سے فرمایا وامر اہلک بالصلوٰۃ کہ انکو توشہ آخرت نماز کی تاکید کرو اور تم خود بھی اسپر جمے رہو انکو ہم رزق دینگے تمکو حکم نہیں ہے کیونکہ روزی ہم دیتے ہیں اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے حاصل ہوتی ہی اسلئے پرہیزگاری میں کوشش کرو۔ وقالوا لولا ایسی باتوں کو سنکر کفار کہتے تھے کہ ہمکو کوئی بڑا معجزہ کیوں نہیں دکھاتے اسکے جواب میں فرماتا ہی جو کچھ معجزے یا ثبوت آنحضرتؐ کی شواہد پہلی کتابوں میں ہیں کچھ کم ہیں؟ پھر فرماتا ہی ہم چاہتے تو بغیر رسول بھیجے انکے گناہوں پر انہیں ہلاک کر دیتے مگر وہ عذر کرتے کہ رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم اسکو مانتے۔ پھر فرماتا ہی انسے کہو ذرا انتظار کرو مرنے کے بعد تمکو آپ معلوم ہو جاویگا کہ سیدھی رستہ پر کون ہے؟

سورۂ انبیاء مکیۃ ہے اسمیں ایکسو بارہ آیات اور سات رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۝ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡہُ وَہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ۝

لوگوں کا حساب تو قریب آلگا اور وہ ہیں کہ غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے ربکے پاس سے سمجھانے کیلئے کوئی نئی بات انکے پاس آتی ہے تو اوسکو سنکر ہنسی کھیل ہی میں ڈالدیتے ہیں

لَاہِیَۃً قُلُوۡبُہُمۡ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَی ٭ۖ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ ہَلۡ ہٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ۝ قٰلَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ

ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ظالموں نے چپکے چپکے کہا۔ کہ یہ (محمد) ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک شخص۔ تو پھر کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے جایا کرتے ہو۔ رسول نے کہدیا کہ میرا رب

الۡقَوۡلَ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۫ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۭ بَلِ افۡتَرٰىہُ بَلۡ ہُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلۡیَاۡتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ

آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے (پھر سرگوشیاں کیا چیز ہیں) بلکہ ان ظالموں نے یہ بھی کہدیا کہ یہ قرآن خیالات پریشان ہیں بلکہ اسنے جھوٹ باندھا ہے بلکہ وہ شاعر ہے۔ پھر جسطرح اگلے پیغمبر رسول

مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَہۡلَکۡنٰہَا ۚ اَفَہُمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ

انسے پہلی جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا وہ بھی تو ایمان نہلائی تھی پھر کیا یہ ایمان لے آوینگے۔ اور اے محمد تمسے پہلے بھی تو ہمنے آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا یہی تھا کہ ان کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تمہیں معلوم نہو تو علم والوں سے پوچھ دیکھو

لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَمَا جَعَلۡنٰہُمۡ جَسَدًا لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَمَا کَانُوۡا خٰلِدِیۡنَ ۝ ثُمَّ صَدَقۡنٰہُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَیۡنٰہُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَہۡلَکۡنَا

اور ہمنے ان کے ایسے بدن نہ کئے تھے کہ جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہمنے ان سے اپنے وعدہ کو سچا کیا تب انکو اور جسکو چاہا نجات دی اور جو حد سے بڑھگئے تھے

الۡمُسۡرِفِیۡنَ ۝ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡہِ ذِکۡرُکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝

ان کو ہلاک کر دیا۔ ہمنے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجدی ہے کہ جس میں تمہاری نصیحت ہے۔ پھر کیا تمکو عقل نہیں

ترکیب

وہم مبتدا اور معرضون خبر و فی غفلۃ ضمیر معرضون سے حال ہے اے اعرضوا غافلین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لاہیۃ قلوبہم حال ہے ضمیر یلعبون سے اور یہ دونو حال مترادف یا متداخل ہیں اور جسنے لاہیۃ کو مرفوع پڑھا ہے تب ایک ہی حال ہے کس لئے کہ یہ خبر بعد خبر ہے پس ہذا جملہ محل نصب میں ہے النجوی سے بدل ہو کر اے واسروا ہذا الحدیث۔ قال بصیغہ ماضی رسول کا قول ہوگا حمزہ و کسائی و حفص کی قرات کی بموجب اور دیگر قرا نے قل بصیغہ امر پڑھا ہے۔

تفسیر

یہہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بیشتر توحید و نبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیاء علیہم السلام کے عبرت انگیز تذکرے اور انکی نافرمان امتوں کا انجام بد اور انسان کا بارگاہ الہی میں حساب دینے کے لئے حاضر ہونا بیان ہے پس فرماتا ہے اقترب الخ کہ انسان کے حساب کا وقت تو قریب آلگا اور وہ غفلت میں ہی پڑا ہوا خدا کے فرستادوں سے منہ موڑ رہا ہے اور جو کوئی نئی بات وعظ و پند کی آنکے کانوں میں پڑتی ہے تو اسکی طرف کھیل کود میں توجہ بھی نہیں کرتے۔

حسابہم مفسرین کہتے ہیں کہ حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صدہا ہزارہا سال بعد آئے گا مگر آئندہ آنے والی چیز تو گھڑی گھڑی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ ما اقرب ما ہو آت ؛ وما ابعد ما ہو فات ؛ کہ آنیوالی چیز بہت ہی قریب ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ بعد موت کے بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے

سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے پس اسوقت کے قریب ہونے میں توکسیکو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں سوتا ہے کہ موت آلیتی ہے واسروا النجوی یہہ جملہ مستانفہ ہے ان کی عادات رذیلہ کے بیان میں ان کے اعراض اور غفلت اور کہیل اور کود کے ثبوت ہیں۔ النجوی اسم ہے التناجی سے جسکے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے یہہ معنی کہ ان باتوں کو جنکا ذکر اگلے جملہ میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تہے۔ انسان جس بات کو اہم سمجھتا ہے اسکی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر مثلکم کہ یہہ رسول تو تمہارے جیسا آدمی ہے جسطرح ہم کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ہے پھر یہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتی ہیں ہمارے پاس نہیں؟ ان کے خیال میں رسول بشریت کے جامہ سے باہر ہے اور ملکیت کے لباس میں ہونا چاہیے تہا جو کہانے پینے سے پاک ہو اور ہمیشہ جیتا رہے جسکے رد میں آگے ارشاد ہوتا ہے (۲) افتاتون السحر وانتم تبصرون قرآن مجید کو اُسکے اعجاز کی وجہ سے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ تم قرآن پر نہ چلو جان بوجھکر کیوں جادو پر چلتے ہو؟ یہہ بات انکے دل میں نہ تھی دل میں تو حق جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جادو کہتے تھے قال ربی یعلم القول یہہ ان کے مخفی کہنے کے جواب میں ہے کہ رسول نے انکا مخفی راز ... اُسنے کہدیا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ اسنے کہدے تم ہزار چھپاؤ میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام مخفی باتیں جانتا ہے اور سننے والا جاننے والا ہے اس سے تمہارا یہہ مخفی مشورہ کب مخفی رہسکتا ہے؟ القول صاحب کشاف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے شامل ہے سر و جہر کو تاکید کے لئے یعلم السر کی جگہ یعلم القول کہا۔

بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر کفار مکہ کو قرآن کے جادو کہنے میں بھی استقلال نہ تھا جیسا کہ ہٹ کا کوئی کسی میں عیب لگایا کرتا ہے تو وہ اسیطرح مختلف باتیں کہا کرتا ہے یعنی جادو پھر جی ایک نادیو پر ہے یہہ تو ایسا بھی نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو از خود محمد نے بنا کر ذرا اچھی اور دلچسپ عبارت میں جمع کر لیا ہی کیونکہ وہ شاعر ہے۔ (۳) فلیاتنا بایۃ الخ پہلے نبیوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھاتا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ یہ انکے تین شبہ تھے جنکی تقلید میں آج کل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہا کرتے ہیں ما امنت من قریۃ اہلکنا ہا افہم یومنون یہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار مُنہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کی سامنے پیش کیا کرتے تھے کہ ان سے پہلے جسقدر بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا ہے انہوں نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے مگر جب ان کو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہ جو معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئینگے؟ اسلیئے ان کی خواہش کے بموجب معجزہ نہیں دکھایا جاتا کیونکہ ایک وقت مقرر تک ان کا ہلاک کرنا ہم کو منظور نہیں وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم یہہ ان کے پہلے شبہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہمنے جسقدر رسول بہیجے ہیں وہ بھی تو آدمی ہی تھے کہ جن کی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تم کو معلوم نہو تو فاسئلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھہ دیکھو کہ جن کے تم اے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو اور اُن سے پوچھہ پوچھہ کر اعتراضات کیا کرتے ہو وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور ان انبیاء کو ہم نے ایسے بدن عطا نہ کئے تھے کہ جو کہانے کے محتاج نہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کہاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اُٹھہ گئے موت سے نہ بچے۔ ہاں وہ ہمارے رسول تھے انہوں نے اپنی نافرمان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لئے جو کچھہ وعدے کئے تھے ثم صدقناہم الوعد ان کو ہمنے پورا کر دیا۔ فانجیناہم ومن نشاء واہلکنا المسرفین رسولوں اور ان کے پیروں کو بچا لیا اور بدکاروں کو حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کر دیا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یہہ ان کی دوسری بات کا جواب ہے کہ قرآن کو جو ہم نے تمہارے پاس بہیجا ہے اس میں غور کرو کہ تمہارے لئے اس میں کسقدر وعظ و نصیحت ہدایت و سعادت ہے پھر اس کو سحر اور کیا کیا کہتے ہو افلا تعقلون کیا تمکو عقل نہیں؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا

اور ہمنے بہت سی بستیوں کو جہاں کے لوگ ظالم تہے غارت کردیا ہے اور ان کے بعد ہمنے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب ان ہلاک ہونیوالوں نے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً وہاں سے بہاگنے لگے۔ (کہا گیا) بہاگو

إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا

کی طرف لوٹ جاؤ جنکے تم مزے اوڑایا کرتے تھے اور اپنے مکانوں کیطرف بہی واپس جاؤ تاکہ تمسے پوچہا جاوے۔ وہ کہنے لگے وا مصیبتا ہم ہی ظالم تہے۔ پھر وہ ہمیشہ یہی پکار اکئے یہانتک کہ ہمنے انکو کاٹ کر کہلیان کردیا

خَامِدِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ

بجہا دیا۔ اور ہمنے آسمان اور زمین اور انکے اندر کی چیزوں کو کہیلنے کو نہیں بنایا ہے۔ اگر ہم کہیل ہی بنانا چاہتے تو اپنے پاس کی چیزوں کو بناتے اگر ہمکو یہی کرنا تھا بلکہ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

حق کو باطل پر (پتھر کیطرح) پہینک مارتے ہیں پس حق باطل کا سر توڑ دیتا ہے پھر وہ باطل ترت سٹ جاتا ہے۔ اور تمپر پہٹکار ہے تمہاری باتیں بنانے سے اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسیکا تو ہے اور جو لوگ اسکے حضور میں

عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ۝ لَوْ كَانَ

نہ سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ رات دن تسبیح کیا کرتے ہیں سستی نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے زمین کی چیزوں میں سے ایسے معبود بنا رکہے ہیں کہ جنکو وہ خود بناکر کہڑا کرتے ہیں

فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ خراب ہو چکے ہوتے۔ جو جو یہ لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں اللہ عرش کا مالک ان سب سے پاک ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچہا نہیں جاتا (بلکہ) وہ خود پوچہے جاتے ہیں

(ترکیب)

وکم قصمنا صاحب کشاف کہتے ہیں قصم اسطرح سے توڑنے کو کہتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا جدا ہو جاوے بخلاف فصم اور کسر کے۔ قریہ سے مراد وہاں کے سکان بحذف مضاف۔ کم خبریہ تکثیر کے لیے محل نصب میں قصمنا کی وجہ سے من قریۃ تمیز کانت ظالمۃ محل جر میں قریہ کی صفت ہوکر بحذف مضاف۔ اذا مفاجات کے لیے ہم مبتدا یرکضون خبر اذا اسکا ظرف تلک دعواہم تلک موضع رفع میں اسم زالت و دعواہم خبر و یجوز العکس۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہمنے مسرفین کو ہلاک کردیا اب پھر اس کی تشریح فرماتا ہے کہ وہ مسرفین کون تھے اور انکے کیا عادات تھے اور کسطرح سے ہلاک ہوتے ہیں تاکہ ان مشرکین کو معلوم ہو کہ وہ ہمارے ہی جیسے کافر اور بدکار تھے اب ہمکو بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے پس فرماتا ہے وکم قصمنا کہ ہمنے بہت سی شہروں کو ہلاک و برباد یا غارت کردیا ہے جنکے رہنے والے ظالم و بدکار تھے اور ان کی جگہ اور نئی قومیں آباد کردیں اور نئے لوگ پیدا کر دیے۔ پھر جب ان غارت ہونیوالے لوگوں کو ہمارا عذاب آتا ہوا دکھائی دیا جیسا کہ انبیاءؑ نے انکو خبر دی تھی (یہ ثم صدقناہم الوعد کی تفسیر ہے) تو اس عذاب سے بھاگنے لگے۔ رکض ایڑ مارنا ومنہ قولہ تعالیٰ ارکض برجلک پس جب انکو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوتے دکھائی دئے تو اپنی سواریوں پر سوار ہوکر انکو ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار چھوڑ چھاڑ بھاگنے لگے یا رکض کے ساتھ انکا جلدی بھاگنا سرعت کیوجہ سے تعبیر کیا گیا۔ لاترکضوا فرشتہ یا ہاتف غیب نے یا انکے حال موجودہ نے اُنسے کہا کہ مت بھاگو اور تمکو جو کچھ خدا نے نعمتیں اور عمدہ مکانات اور باغ اور مال زر اور محبوب فرزند دے رکھے تہے لوٹ کر وہیں جاؤ شاید تمسے سوال کیا جاوے۔ کہ تمپر کیا گذری یعنی بھاگنا سود مند نہوگا۔ اور انکے مکانات اور نعمتوں کی طرف لوٹ جانیکا حکم دینے میں گویا انپر تعریض ہے کہ آج یہ سب چیزیں تمسے چھینی جاتی ہیں تمنے انکی شکرگذاری نہ کی تہی اب انہیں کو دیکھ دیکھ حسرت کے ساتھ جان دو اور انکو بھی اپنی روبرو برباد ہوتے دیکھو۔ اور انسے سوال ہونیسے یہ مراد کہ تمہارے اموال و مکانات کے

سائقہ ہلاک ہونے سے کل آئندہ آنیوالے لوگ سوال کرینگے کہ یہ کون لوگ تھے اور کیونکر ہلاک ہوئے؟ یا یہ معنی کہ جاؤ تمہاری نوکر چاکر ماتحت لوگ تمسے پوچھ پوچھ کر کام کرینگے جیساکہ تمہاری بحالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ نا جاکر ویسی ہی حکومت چلاؤ۔ پھر فرماتا ہی فمازالت تلک دعوٰھم حتی جعلنٰھم حصیدا خامدین کہ وہ ہلاک ہوتے ہوتے تک یوں ہی پکارا کئے یا ویلنا انا کنا ظالمین کہ اے افسوس اے خرابی بیشک ہم ستمگار تھے۔ مگر اس وقت انکا کہنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکارتے پکارتے نیست و نابود ہو گئے۔ دعوٰی مصدر بمعنی الدعوۃ پکارنا جیساکہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین۔ حصید کٹی ہوئی کھیتی بمعنی المحصود۔ الخمود بجھنا آگ کا۔ یعنی ان کو ہم نے ایسا کر دیا جیسی کھیتی کٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بجھا دیا جس طرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہ کہ ہلاک و برباد کر دیا۔

ان گاؤں کی نسبت کہ جنکا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ حضور اور سحول یمن میں دو شہر تھے جہان عمدہ کپڑا بنتا تھا وہ مراد ہیں کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ شام و یمن پر کیا موقوف ہے تاریخ کھول کر دیکھئے گا تو ہر ملک میں آپ کو ایسے بہت سے اجاڑ شہر ملیں گے کہ جو زلزلہ یا آسمانی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پہاڑ کے آتشی مادہ سے یا کسی اور آفت الٰہی سے جو معمولی آفتوں کے علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام و نشان بھی نہیں ان کی جگہ اور قومیں آباد ہیں۔ عبرت عبرت۔

وما خلقنا السماء والارض الخ مشرکین بلکہ اور بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور رسولوں کے بھیجنے سے کیا مطلب؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہے اسمیں انکے گناہ و ثواب کو کیا دخل یہ سب اسباب ارضی و سماوی سے ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی کائنات از خود تو پیدا ہو ہی نہیں گئی بہر طور کوئی اسکی علت و سبب انکا لوگے پھر اس میں کلام ہوگا انجام کار خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جب ان کے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے ہمنے ان چیزوں کو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر ایک سے ایک غایۃ مطلوب ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غایۃ اور کمال حاصل کرنیمیں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نکر سکینگے (جیساکہ خلقت انسان سے مقصود اسکی معرفت و عبادت و دیگر مصالح ہیں) تو نکمے ہونگے جیساکہ میوے دار درخت کی نکمی شاخ جسکا کاٹنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اسکی جگہ اور شاخ پھوٹے (وانشانا بعدھا قوما آخرین) رہے اسباب ارضی و سماوی وہ سب بھی ہماری ہی ہاتھ میں ہیں۔ اسباب کا پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لئے یا سعادت کیلئے ہمارا ہی کام ہے۔ اور اگر ہمکو دنیا کے پیدا کرنیسے کھیل اور تماشا ہی منظور ہوتا لو اتخذناہ من لدنا ای من عندنا اپنے ہاں سے یعنی مجردات اور نورانی چیزیں جو ہمارا اسرار ربوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں؟ بلکہ انبیاء و رسل بھیجنے سے ہمارا مقصود توہمات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جتلانا ہے۔ اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کیا ہے باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینک ماریں تو فوراً ٹوٹ پھوٹ جائے اسلئے فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں کہ جس سے وہ باطل مٹ جاتا ہے۔

اور اے کفار ولکم الویل مما تصفون تم جو یہ کچھ بیان کرتے ہو اس سے تمہارے لئے خرابی ہے یا یہ جملہ انشائیہ بصورت جملہ خبریہ ہے کہ تمہاری ان باتوں پر پھٹکار منجملہ انکی بری بیانوں کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہے ولہ من فی السموات والارض کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ کی ملک ہے پھر اسکو بیٹی کی کیا حاجت؟ اور جو بیٹا ہے پھر اسنے کیا پیدا کیا ہے؟ یہ چیزیں تو خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں؟ ومن عندہ اور اسکے پاس جو رہتے ہیں یعنی ملائکہ وہ تو خود رات دن اسکی عبادت کرتے ہیں تھکتے نہیں نہ تکبر کرتے ہیں پھر سو وہ اسکی بیٹیاں کیونکر ہیں؟ ام اتخذوا الھۃ زمین کی چیزوں کو انہوں نے گویا خدا بنا لیا ہے پھر کوئی پوچھے ہم ینشرون کیا وہ کسیکو زندہ کر سکتے ہیں؟ لو کان فیھما الھۃ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو ان کے جھگڑے سے نہ آسمان رہے نہ زمین پس خدا عرش کا مالک جسکو کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کرتا ہے ان سب باتوں سے پاک ہے۔ اسکے یہ بھی معنی ہیں کہ خود انہوں نے زمین کی چیزوں سے پتھر پیتل تانبے سونے چاندی کو

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ

کیا انہوں نے اسکے سوا اور بہی معبود بنا رکہے ہیں کہدو اپنی دلیل تو پیش کرو۔ یہہ میری ساتہہ والوںکا فہمایش کرنیوالا (قرآن) موجود ہے اور مجہسے پہلوںکی بہی فہمایش نامے ہیں (یعنی توریت انجیل پر کسی میں بہی معبود نہیں) بلکہ انمیں سے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور اے نبی تمسے پیشتر ہمنے ایسا کوئی بہی رسول نہیں بہیجا کہ جسکی طرف یہہ وحی نہ کی ہو کہ بجز میرے اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کیا کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رحمانے (فرشتوں کو) بیٹیاں بنا لیا ہے وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ تو اسکے معزز

مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ

بندے ہیں۔ کلام کرنے میں اسسے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسکی حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچہہ کہ انکے آگے اور جو کچہہ انکے پیچہے ہے۔ اور وہ شفاعت بہی نہیں کرتے مگر اسکی لئے کہ جسسے وہ خوش ہوگیا ہے اور وہ اسکے

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝

جلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی انمیں سے یہہ کہے کہ اسکے سوا میں خدا ہوں تو اسی پر ہم اسکو جہنم کی سزا دیں گے۔ ظالموں کو ہم اسیطرح سے سزا دیا ہی کرتے ہیں۔

ع

پھر تہدید و توبیخ کے لئے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہی ام اتخذوا الخ کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اسبات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہاتوا برہانکم کہ اسپر کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو محض وہم اور فاسد خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی وذکر من قبلی کہ اچھا اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اسبات پر نہیں تو نقلی پیش کرو۔ نقلی دلیل کتاب الہی سے ہو تو مسلّم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الہی جو میرے ساتہہ والونکا یعنی میری اُمت کا ذکر یعنی فہمایش کرنے والی ہی وہ قرآن مجید ہی اور مجہسے پہلے لوگوں کا ذکر توراۃ و انجیل و زبور و صحف انبیا بہی دنیا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو دکھاؤ کہ اور بہی خدا کے سوا معبود ہیں؟ سعید بن جبیر و قتادہ و سدی کہتے ہیں کہ یہ ذکر من قبلی قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری اُمت کا اور مجہسے پہلے لوگونکا ذکر ہے اب اُس سے بڑھکر اور جامع کونسی کتاب ہو گی جو مانوگے؟ فرماتا ہے بل اکثرہم لایعلمون الحق فہم معرضون کہ یہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اسسے کتاب الہی کا قصور نہ سمجہنا چاہیئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور جاہل ہیں حق شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے مُنہ موڑتے ہیں۔ اس کتاب کا اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہوگیا رہے بزرگان دین جو انبیا اور رسول ہیں انہوں نے بھی کبہی دو خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ وما ارسلنا من قبلک الخ اے محمد تمسے پیشتر جسقدر انبیا ہمنے بہیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کی تہی کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کیا کرو۔ چنانچہ توریت موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہ بات موجود ہے پھر مسیح کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسیطرح اور چیزوں یا بزرگونکا خدائی میں شریک ہونا انکو کہاں سے ثابت ہوگیا؟ عرب میں قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتونکو خدا تعالی کی بیٹیاں کہا کرتے تہے انکے قول کو بھی رد فرماتا ہی وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ الخ کہ وہ مشرکین کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنائی ہے وہ ایسی باتوں سے پاک ہی اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اسکے بندے ہاں معزز بندے ہیں۔ مگر اسکے حکم کے ایسے مطیع ہیں کہ (۱) کلام بہی اُس کی اجازت بغیر نہیں کرتے جب وہ کچہہ فرمالیتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اسکے حکم کے پابند ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالی کو انکا ظاہر و باطن معلوم ہے۔ یا یہ معنی کہ خدا تعالی نے جو انکو عزت دی ہے وہ ان کے ابتدا و انتہا سے خوب واقف ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہ کہ وہ اسکی قدرت و علم کے احاطہ میں ہیں پھر انکی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی پاتے ہیں یعنی کلمہ گو کی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی کا قائل ہو بھی تو ہم اسکو جہنم میں ڈالدیں ہمارے زیر حکم ہیں پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ داری ہونا کیسا؟ اور انپر کیا موقوف ہے ہم ہر ظالم کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور کیا منکروں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم جوڑی ہوئے تھے۔ پھر ہمنے ہی انکو جدا جدا کر دیا - اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ تو پھر کیا اسپر بھی ہمپر ایمان نہیں لاتے - اور زمین پر

فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ

ہمنے ہی بوجھل پہاڑ رکھدیے کہ انکو لیکر ادھر اودھر نہ جھکنے پاتے - اور اس میں ہمنے ہی کشادہ رستے بنا دیئے　تاکہ لوگ راہ پاویں - اور ہمنے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا - اور وہ ہیں کہ آسمانی نشانیوں سے

اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

منہ پھیرے ہوئے ہیں - اور وہی تو ہے کہ جسنے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے۔

ترکیب

کل شئی مفعول جعلنا حی اسکی صفت من الماء لابتداء الغایۃ ویجوز ان یکون صفۃ لکل تقدم علیہ فصار حالا۔

تفسیر

مشرکین کا خیال رد کر کے اب انکے سامنے (جو بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور کبھی انکی معزز مخلوق کو اسکا بیٹا یا بیٹیاں کہتے تھے) یہ چند دلائل بیان فرماتا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عالم میں یہ تمام صنعت کاری اسکی ہے کسی معبود یا بیٹے نے کیا پیدا کیا ہے؟ اور چونکہ یہ دلائل ایسے بدیہی ہیں کہ جو ادنی غور کرنیسے مدعا ثابت کر دیتے ہیں تو اسلئے اولم یر کر کے خطاب کیا (۱) ان السموات والارض کانتا رتقا الخ رتق بند کرنا بند ہونا فتق بالفتح جدا کرنا کھولنا۔ اسکی معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباسؓ اور حسن اور جمہور مفسرین اسکے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا یہ کہ انسے نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہ ہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اگانا۔ کہ کافر یہ نہیں دیکھ چکے بلکہ ہر سال صیف وشتا شدید کے وقت جبکہ بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالی ہی اپنی بد قدرت سے کھولتا ہے۔ بارش برساتا ہے پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اگاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان آیات میں ابتداء آفرینش عالم کیطرف اشارہ ہے جسکو قرآن مجید میں کئی جگہ بیان فرمایا یہاں اجمالا بیان کیا جاتا ہے کہ مادہ اثیریہ یعنی ایتھر سب ایک جا جمع تھا آسمانوں اور زمین کا مادہ مجتمع تھا اسمیں سے ہمنے آسمانوں کو جدا کر دیا زمین کو جدا یعنی اسمیں سے کسیقدر سے آسمان بنا دیئے کسیقدر سے زمین پھر زمین کی مخلوقات حیوانات نباتات کو زندہ کیا کل شئی سے یہی چیزیں مراد ہیں نباتات میں بھی ایک قسم کی حیات ہے اگر غور کرو تو جمادات کا انعقاد بھی پانی سے ہوا ہے اور انکی صورت نوعیہ کا قیام انکی حیات ہے اسلیے اسکے بعد میں فرماتا ہے (۲) وجعلنا من الماء کل شئی حی۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جعلنا یا تو ایک مفعول کی طرف متعدی قرار دیا جاوے یا دو کیطرف پہلی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ہمنے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیساکہ اور جگہہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہے یا انکو پانی کیطرف اشد ضرورت ہے اسلیے انکی حیات کو پانی کیطرف منسوب کیا جیساکہ آیا ہے خلق الانسان من عجل انسان میں جلدی ہونیکو جلدی سے پیدا ہونیکے ساتھ تعبیر کیا یہ ایک محاورہ عرب ہے دوسری صورت میں یہ معنی ہونگے صیرنا کل شئی حی بسبب الماء کہ ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا ہے من الماء مفعول ثانی کل شئی موصوف حی صفت مجموعہ مفعول اول۔ مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کیوجہ سے ہوگا۔ اور بعض روایات میں حیا بالنصب بھی آیا ہے یا تو اسکو اسصورت میں کل کی صفت قرار دینگے کہ ہر کل شئی جو حی ہے اسکو پانی سے پیدا کیا۔ یا یہ مفعول ثانی ہوگا تب یہ معنی ہونگے کہ ہر ایک شئی کو پانی سے زندہ کیا۔ اس صورت میں ہر شئی سے مراد حیوان یا نباتات ہونگے قرائن سے یہ عام خاص کیا جاوے گا۔

سوال۔ بہت سے جاندار ہیں جو پانی سے پیدا نہیں ہوئے جیساکہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدمؑ جنکی نسبت آیا ہے خلقہ من تراب اور وہ جانور جنکو کہ حضرت مسیح علیہ السلام گارے کا بنا کر اسمیں کچھ پھونکتے تھے کہ وہ اڑ جاتا تھا پھر سب جاندار وں کا پانی سے پیدا ہونا نہ پایا گیا۔ **جواب**۔ لفظ گرچہ عام ہے مگر قرینہ مخصص موجود ہے

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اولم یر سے وہ چیزیں بیان کرتا ہے جو ان کے دیکھنے میں آتی ہیں اور یہ چیزیں انہوں نے کب دیکھی ہیں۔ پس یہ اسمیں شامل نہیں۔ یا بیان اکثر یہ ہے جسکو محاورۂ عرب میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور عرف عام کا یہی کلیہ ہے (۳) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم لئے لئلا تمید لام و لا عدم التباس کیوجہ سے حذف کیا گیا۔ راسیہ زمین میں گڑی ہوئی چیز جس کی جمع رواسی ہے مراد پہاڑ یعنی کرۂ زمین میں پہاڑوں کی وجہ سے یا خود اسکی ذات میں ثقل اور بوجھل ہونا کر دیا جو ڈگمگاتی نہیں اگر یہ بھی ہوا یا پانی کیطرح خفیف و سبک ہوتی ہلتی جلتی تب اسپر کوئی مکان رہنا نہ ممکن یہ بھی بڑا انعام الٰہی ہے۔ (۴) وجعلنا فیھا فجاجا سبلا لعلھم یھتدون کہ زمین میں تمہارے راہ پانے کے لئے کشادہ رستے رکھے اگر سخت ناہموار و دشوار گزار زمین ہوتی جیسا کہ بعض جبال ہوتی ہیں تو یہی دنیا اس لطف کیساتھ نہ بستی۔ الفج الطریق الواسع لعلھم یھتدون میں ایک لطیف اشارہ اسطرف بھی ہے کہ کاش یہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نعمت سمجھیں اور راہ ہدایت پر آویں (۵) وجعلنا السماء سقفا محفوظا آسمان کو چھت زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ گرنے اور پرانا ہونے سے محفوظ ہے اور گھروں کی چھتوں کی مانند وہ نہیں کقولہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ دوم یہ کہ شیاطین سے محفوظ ہے شیاطین کو وہاں تک رسائی نہیں کما قال وحفظناھا من کل شیطان رجیم۔ زمین گویا فرش اور آسمان اسکی چھت ہے اور یہ ایک عمدہ گھر ہے جسکی روشنی کی قندیلیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور اسیطرح سیارے بھی جنکا آگے ذکر فرماتا ہے۔ پھر یہ تمام مخلوق جو اسکے گھر میں اسکی نعمت کھاپی رہی اور یہ گھر اور اسکی نعمتیں جو روز اپنے مہمانوں کو کھلاتا ہے بجز اسکے اور کسنے پیدا کیں ہیں ؟ پھر اس آسمان کی رفتار اور اسکے ستاروں کی گردش اور انسے صدہا انقلابات خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اسکے جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں لیکن کفار ان میں غور نہیں کرتے وھم عن آیاتھا معرضون۔

فی الحقیقت اگر انسان تھوڑی دیر بھی ان عجائب قدرت میں غور کرے کہ جو اسنے آسمانوں میں کیسی ہیں تو صاف معلوم ہو جاوے کہ اس پردۂ زنگاری میں کوئی ہے جو یہ کاروبار کر رہا ہے (۶) وھو الذی خلق اللیل والنھار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون اس آیت میں ان چند نشانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنسے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا یہ تعاقب آنا علاوہ ان بیشمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوق کے لیے ہیں جیسا کہ رات میں سونا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا کاروبار کرنا پھلوں پھولوں کا نمودار ہونا اسکی قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا ہزاروں فوائد ہیں اور یہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے اسیطرح ماہتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب بھی ان فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا ہے۔ یہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کرکے دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں یہ دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ ان کی اس چال کو تیرنے کے ساتھ بطور تشبیہ یا استعارہ کے بیان کیا۔

ف حکماء قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے اور ماہتاب پہلے میں اور نیز انکے حرکات فلک کی حرکات کے ساتھ ہیں پھر تدویر اور اس فلک کی وجہ سے کہ جسمیں یہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (اگر یہ حرکات مختلفہ نہ ہوتے تو کہیں ہمیشہ جاڑا رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت یبوست نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا) انکے نزدیک تو معنی ظاہر ہیں اور جمہور اہل اسلام بھی ان آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکماء کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کسی فلک میں جڑے ہوئے نہیں اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دار چیز نہیں ہاں یہ جو نظر میں ایک نیلا گنبد سا نظر آتا ہے یہی عرف عام میں فلک گنا جاتا ہے خدا کی پاک کتابوں میں ایسے امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت کرنا بجز اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے جیسا کہ ضحاک کا قول ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا

اور اے نبی تسے پہلے ہمنے کسی آدمی کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی - تو پھر کیا تم مرجاؤ گے تو وہ ہمیشہ زندہ رہینگے ؟ ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمکو بری حالت اور بھلی حالت میں بطور امتحان کے آزمایش کرتے ہیں اور تم ہمارے پاس ہی تو

تُرْجَعُونَ ○ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ○

پھر آؤ ہی گے - اور اے نبی جب تمکو کافر دیکھتے ہیں تو بس تسے ہنسی کرنے لگتے ہیں - کہ کیا یہ وہی ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ رحمٰن کے ذکر سے منکر ہیں

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ○ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ

آدمی جلد باز بنایا گیا ہے (ذرا ٹھیرو) میں تمکو اپنی نشانیاں ابھی دکھائے دیتا ہوں سو جلدی مت کرو - اور وہ کہتے ہیں کہ بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو - کاش منکروں کو وہ وقت معلوم ہو جاوے

كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ○ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کہ جب وہ نہ اپنے مونہوں سے آگ دور کر سکینگے نہ اپنی پشت سے اور نہ انکی مدد کیجائیگی - بلکہ وہ گھڑی انپر یکبیک آجاوی گی پھر تو وہ ان کو بدحواس کردیگی پھر نہ تو اسکو

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ○ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

ٹال سکیں گے اور نہ انکو مہلت ملیگی - اور اے نبی تسے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے - پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر آپڑا -

ع ۱۲

فتنۃ مفعول لہ یا موضع حال میں اے فاتنین یا مفعول مطلق اے نفتنکم بہا فتنۃ - الا ہزوا مفعول ثانی - من عجل موضع نصب ہیں خلق سے علی المجاز جیساکہ خلق من طین - اور حال بھی ہو سکتا ہے اے عجلا و جواب لو محذوف و حین مفعول بہ ہے نہ ظرف - بغتۃ مصدر موضع حال میں -

آفتاب و ماہتاب اور دیگر دار دنیا کے ارکان بیان فرماکر کہ جن میں غور کرنے سے اس گھر کے بنانے والے کا وجود ثابت ہوتا تھا یہ بات بیان فرماتا ہے کہ کسیکو سدا اس گھر میں رہنا نہیں اے محمد تسے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تمکو ہمیشگی ہے اور نہ تمہارے بعد ہمیشہ یہ رہیں گے جو تمہارے مرنے کی آرزو کرتے ہیں - وماجعلنا الخ اس دنیا میں امتحان کے لئے تم آئے ہو تاکہ تم نیکی کرکے دار آخرت کی خوبیوں کے مستحق بنو اور ہمارے پاس ہر ایک کو ضرور آنا ہے پھر ہر ایک کو نیکی بدی کا بدلہ ملنا ہے واذا راک الخ مگر اب ان دار آخرت سے غافلوں اور دار دنیا کے مفتونوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اسکے کہ دار آخرت کے ہادی کا اتباع کرتے اس سے ہر وقت تمسخر اور ٹھٹھا کرکے کہتے ہیں کہ کیا یہی تمہارے بتوں کو برائی سے یاد کرتا ہے یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہے انکو بے اختیار عاجز کہتا ہے مقاتل و سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی وہ زیادہ تر ٹھٹھا کیا کرتا تھا اسمیں اسکی طرف اشارہ ہے - فرماتا ہے کہ بتوں کے اور اپنے فرضی معبودوں کے ذکر سے تو ایسا خفا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر یعنی اسکے اوصاف حمیدہ وحدہ لاشریک لہ اور قادر مطلق ہونے وغیرہ کے منکر ہیں ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس اسکے ان اوصاف کا انکار لازم آتا ہے - خلاصہ یہ کہ حقیقی معبود کے مقابلہ میں فرضی معبودوں کی یہ قدر و منزلت ؟ پھر دار آخرت اور حیات جاودانی کیونکر نصیب ہوگی ؟

خلق الانسان من عجل ای خلق عجولا وذلک علی المبالغۃ - یعنی دار آخرت کا ہادی جو انکو بری باتوں سے جو پیش آنیوالی ہیں روکتا ہے تو اپنی جلد بازی سے کہتے ہیں کہ متی ہذا الوعد وہ وعدہ کب پورا ہوگا اور جلد ہمپر کیوں عذاب نہیں آچکتا فرماتا ہے ساوریکم آیاتی کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا کہ جنکا وعدہ کیا گیا ہے زندگی میں اور مرنیکے بعد ظہور ہو جاتا ہے جلدی نکرو پھر فرماتا ہے کہ یہ جلد بازی اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہو جاوے کہ جب جہنم میں ہر طرف سے آگ انکو گھیریگی کبھی اس کی جلدی نکرتے - پھر فرماتا ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت ہے کہ جو فوراً آجاویگی مہلت نہ لینے دیگی -

پھر آنکو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تسلی دیتا ہے کہ یہ تمسخر کوئی نئی بات نہیں کفار ہمیشہ انبیا سے تمسخر کرتے چلے آئے ہیں جسکا انجام یہ ہوا کہ وہ وبال عذاب جسکی بابت وہ تمسخر کرتے تھے انہیں پر الٹ پڑا -

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

اے نبی ان سے پوچھو کہ رات اور دن میں اللہ کے عذاب سے تمہاری کون محافظت کیا کرتا ہے (کوئی بھی نہیں بس انکو ڈرنا چاہئے ڈر ماننا) بلکہ وہ تو خدا کے ذکر سے بھی مونہہ موڑ رہے ہیں ۔ پھر کیا ہمارے سوا انکے معبود انکو بچا رکھتے ہیں

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

وہ تو خود (وقت پر) اپنی بھی مدد نکر سکینگے اور نہ انکی ہماری طرف سے حفاظت کیجاویگی (وہ معبود کسیکو کیا دیسکتے ہیں) بلکہ ہمنے انکو اور انکے باپ دادا کو رسایا بسایا یہانتک کہ انپر زمانہ دراز گذر گیا (اسلئے اس رحمت کو رحمت نہ دادا نہیں)

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ

سمجھتے) پھر کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے لیکر دباتے چلے آتے ہیں پھر کیا یہی غالب رہینگے؟ کہدو میں تو تمکو صرف وحی سے ڈرسناتا ہوں (اگر تم بہرے ہو) اور بہروں کو جب کسی چیز سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ (سیدہ) پکارنا ہی نہیں سنتے ڈرنا تو کجا

ترکیب

من استفہامیہ مبتدا یکلؤکم اسے یحفظکم خبر من الرحمن اے من باسہ موضع نصب میں یکلؤ سے ام استفہام انکاری لایستطیعون جملہ مستانفہ یصحبون مازنی کہتا ہے یہ اصحبت الرجل اذا منعتہ سے ہے نہ صحبت سے بعض کہتے ہیں صحبت اس جگہ بمعنی نصرت و معونت ہے ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ آخرت میں انپر ہر طرف سے عذاب محیط ہوگا آگے سے اور پیچھے سے یہ اسکو دفع نکرسکیں گے اب فرماتا ہے آخرت تو آخرت اگر دنیا ہی میں انپر رات دن میں کوئی بلا نازل ہو جاوے یہ اسکو کب روک سکتے ہیں پس اس دار دنیا میں بھی ان رات دن کی صدہا مصائب سے بجز رحمان کے اور کوئی انکو محفوظ نہیں رکھ سکتا یہ بات اسنے پوچھ دیکھو خود انکو بھی اسکا اقرار ہے ۔ لفظ رحمان میں اشارہ ہے کہ یہ محافظت محض اسکی رحمت کا مقتضے ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں ۔ یہ جملہ گویا اگلے کلام کے لئے تمہید بھی ہے کہ انکے معبودوں میں سے ایسا کوئی ہے جو انکو ہماری بلا سے محفوظ رکھ سکے؟ پھر فرماتا ہے کہ وہ تو خود اپنی بھی حفاظت نہیں کرسکتے ۔ وہ یہ سب سمجھ جان بوجھ کر جو ہمارے سوا اوروں کو پوجتے ہیں گویا عمداً ہم سے اور ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں کما قال بل ہم عن ذکر الرحمن معرضون ۔ اب انکی اس بیجا اعتنائی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بل متعنا ہؤلاء و آباءہم الخ انکا یہ اعراض و تمرد کچھ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ہمنے اس دار دنیا میں کہ جسکا فرش زمین اور جسکی چھت آسمان اور جسکی قندیلیں چاند اور سورج ہیں انکو پشت در پشت اپنے کرم و فضل سے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں کہ جنکو یہ برتتے برتتے یہ سمجھنے لگے کہ یہ سب ہماری ہی کوشش کا نتیجہ ہے اور سدا سے ہے اور ہمیشہ ہم یوں ہی کامیاب رہینگے الغرض ہماری نعمتیں کھا کھا کر مست و مغرور ہو گئے سو انکا یہ خیال غلط ہے وہ ہماری نافرمانی کرکے کبھی بحال نہ رہیں گے ہم انکو مٹا ڈالیں گے اور اپنے پاکباز بندوں کو غالب کرینگے افلا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا سے یہی مراد ہے کہ وہ شریر متمردین جو عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ زمین یعنی ملک عرب کو اسکے کناروں سے لیکر کم کرتے چلے آتے ہیں کہ مکہ کے اور گرد دور تک بڑے بڑے سرکش مرتے جاتے ہیں اور اسلام پھیلتا چلا آتا ہے کفر کی زمین گھٹتی چلی جاتی ہے اسلام پھیلتا جاتا ہے ۔ ابن عباسؓ و مقاتل و کلبی کہتے ہیں ننقصہا سے مراد اسلام کے لئے شہروں کا فتح ہونا عکرمہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا ۔ اول قول قوی ہے مگر ایک شبہ ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا تھا پھر زمین کفر کے کم کرنیکے اسوقت میں کیا معنی؟ سیوطیؒ نے اتقان میں کہا ہے کہ یہ آیات مدنیہ ہیں تب شبہ نہیں ہا ۔ فقیر کہتا ہے کہ اگر آیات مکیہ بھی ہوں تو کچھ شبہ نہیں کس لئے کہ آنحضرت صلعم جب مکہ میں تھے ہجرت سے ذرا پیشتر مدینہ اور اسکے نواح میں اسلام پھیل گیا تھا اسی طرح حبشہ میں اور دیگر قبائل عرب میں بھی ۔ اسکے بعد فرماتا ہے کہ ان سے کہدو یہ جو کچھ میں تمسے کہتا ہوں اپنی گھر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تمہارا منعم حقیقی ہے مگر جو لوگ بہرے ہو گئے انکے کانوں میں حق باتوں کی رسائی نہیں وہ اس خوف آمیز پیغام کو سنتے ہی نہیں ۔ وہ دراصل بہرے نہیں ہو گئے تھے بلکہ اس قوت شنوائی کو عمداً حق بات سننے میں صرف نہیں کرتے تھے گویا انہوں نے اس قوت سے جب اسکا اصلی کام نہ لیا تو کھو ہی دیا اس لئے بطور استعارہ کے انکو بہرا کہا گیا اور اسیطرح جس قوت خداداد کو کوئی اسکے موقعہ پر استعمال نہیں کرتا تو اسکو اس قوت کا گم کر دینے والا سمجھنا اور اسکو اس فاقدۃ القوت سے تعبیر کرنا عام محاورہ ہے اسلئے ان کو گونگا اندھا کہا جاتا ہے ۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ

اور اگر انکو تمہارے ربکے عذاب کی ایک جھونکا بھی لگ جاوے تو کہنے لگیں کہ ہائے خرابی بیشک ہمیں ظالم تھے اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کرینگے

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا

اور اگر رائی کے دانہ کی برابر بھی کسیکا عمل ہوگا تو اسکو بھی ہم لاموجود کرینگے اور ہم ہی حساب لینیکے لئے بس ہیں۔ اور البتہ ہمنے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فیصلہ کرنیوالی اور روشنی دینیوالی اور پرہیزگاروں کے لئے

الربع

اَلَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۚ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ

نصیحت کی کتاب دی تھی ان پرہیزگاروں کے لئے جو اپنے ربسے غائبانہ ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی وہ خوف کرتے ہیں اور یہ قرآن بھی ایک مبارک پندنامہ ہے جسکو ہمنے نازل کیا ہے پھر کیا تم اسکے بھی منکر ہو۔

ترکیب

ومن شرط من عذاب ربک نفحۃ کی صفت۔ واصل النفح من الریح اللینۃ والمعنی ولئن مستہم شیٔ قلیل من عذاب اللہ لیقولن جواب۔ الموازین جمع میزان موصوف القسط گو مفرد ہے مگر مصدر ہے جو جمع کی صفت ہو سکتا ہے یا بتقدیر ذوات القسط تب بھی الموازین کی صفت ہو سکتا ہے مثقال منصوب خبر کان ہوکر اسم و ان کان العمل وزن مثقال۔ ثقل بمعنی بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی وزن ہیں من خردل صفۃ ہے حبۃ یا مثقال کی۔ کفی بنا کی ترکیب گذر چکی۔

تفسیر

اب اگر انکو عذاب الٰہی کی کچھ ہوا بھی چھو جاوے ذرا بھی عذاب نازل ہو جاوے تو یہ بہرہ پن سب جاتا رہے اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کرنے لگیں۔ اور خیر یہ تو دنیا کا معاملہ ہے مگر آخرت میں تو وہ اپنے اعمال کے بدلے سے ہرگز بچ ہی نہ سکینگے کیونکہ ونضع الموازین الخ وہاں اعمال کی ترازو میں ہم قائم کرینگے ہر ایک کے لئے ایک ترازو ہوگی اور ترازو بھی کیسی عدل و انصاف کی کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا کہ اسکے نیک اعمال کو دبا لیا جاوے اور ناکردہ عمل اسپر لگا دئے جاویں بلکہ وان کان مثقال الخ اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسیکا عمل ہوگا تو بھی لا یا جاویگا اور ہم خود حساب لیں گے۔ مجاہد کہتے ہیں اور ضحاک و قتادہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ بطور تشبیہ کے ہے نہ یہ کہ حقیقت میں ترازو عمل تولنے کو کھڑی ہوگی بلکہ مراد یہ ہے کہ حساب انصاف کے ساتھ لیا جائیگا کیونکہ دنیا میں محسوسات کا صحیح اندازہ اور انصاف و عدل کا وزن ترازو یا پیمانہ سے ہوتا ہے اسلئے قیامت میں اعمال کے موازنہ کو اسکے ساتھ تعبیر کیا ابن جریر نے ابن عباس سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے مگر ائمہ سلف فرماتے ہیں کہ جبتک لفظ کے حقیقی معنی بن سکتے ہوں مجاز کی کیا حاجت ہے پس اگر قیامت میں اعمال تولنے کی لئے ترازو قائم ہو تو کیا بعید ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ ترازو دنیا کی ترازوں کی طرح سے نہ ہوگی بلکہ اعمال تولنے کے مناسب خواہ اعمال کو کسی شکل میں محسوس کرکے تولا جاوے یا کوئی اور طریق ہو جو خاص اس علام الغیوب کو معلوم ہے اور یہ اسلئے کہ میدان حشر میں سب کو اعمال کا اندازہ معلوم ہو جاوے خدا تعالیٰ پر ظلم کی تہمت نہ کوئی لگا دے اور بہت سے صحیح احادیث سے کہ جنکو صحیحین میں شیخین نے بھی روایت کیا ہے اس قول سلف کی تائید ہوتی ہے

سوال یہ آیت اس آیت کے مخالف اور صریح نقیض ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا **جواب** اس آیت میں وزن نہ قائم کرنے سے مراد انکے اعمال کی بے قدری مراد ہے جیسا فرمایا تھا کہ قل انما انذرکم بالوحی اب اس بیان کو تمام کرکے جو دار آخرت و معاد سے متعلق تھا مسئلہ نبوت کو ثابت کرنیکے لئے چند اولوا العزم انبیاء کے تذکرے بیان فرماتا ہے تاکہ آنحضرت صلعم کی تائید ہو اور مخالفوں کو اطمینان ہو کہ یہ الہام و نبوت کا سلسلہ دنیا میں ہمنے آج محمد ہی سے نہیں بہت پہلے سے جاری کر رکھا ہے موسیٰ اور ہارون کو بھی ہمنے کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو فیصلہ کرنیوالی اور نور یعنی منور اور پرہیزگاروں کے لئے سمجھ کی چیز تھی۔ یعنی خدا ترسوں کے لئے۔ باوجود اسکے انکی امت نے انسے کیا کیا اور اسیطرح یہ قرآن بھی سمجھانیکی مبارک کتاب ہے پھر کیا اے لوگو تم اسکے بھی منکر ہو۔ کتاب تو موسیٰ ہی کو دی تھی مگر نبوت اور اسکی ترویج و شہرت میں ہارون علیہ السلام بھی شریک تھے اسلئے انکو بھی شامل کر لیا جسطرح کبھی امت کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ○ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ○ قَالُوا وَجَدْنَا

اور ہمنے ابراہیم کو اول ہی سے عقل سلیم عطا کی تھی اور ہم انکی صلاحیت سے واقف تھے ۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کہ جنپر تم جمے بیٹھے ہو کیا چیز ہیں انہوں نے کہا کہ ہمنے اپنے باپ

آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ○ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ

دادا کو انہیں کی عبادت کرتے دیکھا ہے ۔ ابراہیم نے کہا البتہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے ۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ○ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا

رب تو آسمان اور زمین کا رب ہے کہ جس نے ان چیزوں کو بنایا ہے ۔ اور میں اسکا گواہ ہوں (آہستہ سے یہ بھی کہا) کہ بخدا تمہارے گئے بعد میں تمہارے بتوں سے چال ہی کرکے رہوں گا سو ابراہیم نے بڑے بت کے سوا

إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ

سب توڑکر انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (اور بڑے کو رہنے دیا) تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں (جب وہ پھر کر آئے اور یہ حال دیکھا) تو کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کس نے کیا ۔ وہ بڑا ہی ظالم ہے آپس میں کہنے لگے ہمنے ایک جوان کو انکی ہجو کرتے

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ○ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ○ قَالَ

سنا ہے کہ جسکو ابراہیم کہا کرتے ہیں (وہ بولے) پھر تو اسکو سب کے سامنے لاؤ تاکہ وہ بھی دیکھیں (پھر مجلس میں ابراہیم سے) پوچھا کہ اے ابراہیم کیا یہ حرکت ہمارے بتوں سے تو نے کی ہے ابراہیم نے کہا

بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ○ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ○ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ

بلکہ یہ تو انکے اس بڑے نے کی ہے اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ دیکھو پھر وہ اپنے دل میں نادم ہوکر کہنے لگے کہ بیشک سراسر تمہیں ناحق پر ہو پھر انہوں نے سر

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ○ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ○ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ

نیچا کرکے[1] کہا کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ بولا نہیں کرتے ابراہیم نے کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو پوجا کرتے ہو کہ جو نہ تمہیں کچھ نفع دے سکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے اف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں

مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

کہ جنکو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو پھر کیا تمکو کچھ بھی عقل نہیں

[1] یعنی شرمندہ ہوکر کہا ۱۲ منہ

یہ دوسرا قصہ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس میں حضرت کا ابتداء عمر میں موحد ہونا اور اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر کرنا اور جب وہ عید میں باہر گئے تھے بعد میں انکے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالنا اور بڑے کا باقی رکھنا اس الزام دینے کے لئے کہ اسنے پوچھو پھر بت پرستوں کا اس بات سے ناراض ہوکر حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا اور رحمت الٰہی سے جو ہمیشہ اسکے پاکباز بندوں کے ساتھ رہتی ہے آگ کا سرد اور باغ ہو جانا مذکور ہے اسمیں عرب کے مشرکین کی طرف تعریض بھی ہے کہ تم کیسے ابراہیم کے فرزند ہو اس نے تو بت پرستی کو یوں مٹایا اور تم آج خود بت پرستی میں مشغول ہو ۔ اگر باپ دادا ہی کی تقلید کرتے ہو تو اپنے جد امجد ابراہیم کی تقلید کرو ۔

ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل رشد سے مراد نبوت جس پر جملہ کنا بہ عالمین دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ اسکو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جس کو جان لیتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بامانت وحفاظت سرانجام دیگا اور انجام دہی کے قابل ہے ۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نور ہدایت و باطنی روشنی ہے جسمیں نبوت بھی آگئی ۔ من قبل سے مراد یہ کہ موسیٰ سے پیشتر بعض کہتے ہیں لڑکپن کا زمانہ جبکہ حضرت ابراہیم غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے جب ہی سے آثار رشد انمیں نمایاں تھے کیوں نہو ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات ۔ تماثیل جمع تمثال آدمی یا دیگر حیوان یا کسی اور چیز کی صورت جسم دار خواہ پیتل کی ہو خواہ لوہے پتھر لکڑی کی ہو جسکو ہندی میں مورت کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا آہواز کے باشندے تھے ۔ اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو ستاروں اور

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ

(حلکر) کہنے لگے کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو ابراہیم کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (جب ابراہیم کو آگ میں ڈالدیا تو) ہمنے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہوجا - اور اُنہوں نے تو ابراہیم سے برا کرنا چاہا تہا پر ہمنے خود انہیں کو

الْأَخْسَرِينَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا

زیانکار کر دیا - اور ہم ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف لے آئے کہ جسمیں ہمنے جہان کے لئے برکت رکھی ہے - اور ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب انعام میں عطا کیا اور ہر ایک کو ہمنے نیکبخت کیا تھا -

صَالِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ

اور اُنکو پیشوا بنایا تہا کہ ہماری حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہمنے اُنکو اچھے کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا تہا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے اور لوط کو ہمنے

حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ ع ۵

حکمت و علم عطا کیا اور ہم اسکو اُس بستی سے جو گندے کام کیا کرتی تہی صحیح و سلامت نکال لے آئے کیونکہ وہ لوگ بری قوم (اور) بدکار تھے اور اُسکو ہمنے اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیکبختوں میں سے تھا -

دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے اور انکے مناسب انکی مورتیں بنا کر انکی پرستش کیا کرتے تھے خاص بابل میں اُنکا ایک بڑا عالیشان مندر تھا جس کی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سنکر حیرت ہوتی ہی حضرت ابراہیم لڑکپن سے ہونہار اور ابتک موحد قوم کے پیش رو ہونیوالے علم الٰہی میں مقرر ہو چکے تھے انکو اس بت پرستی سے نفرت ہوئی باپ اور دیگر اقارب سے اِس امر میں مناظرے شروع ہونے لگے پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے انکی الوہیت باطل کر کے قوم کو الزام دیا پہر کہہ اُٹھے کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کرونگا چنانچہ جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی عید کے لئے گئے جو انکے معبودوں کی پرستش میں ایک سالانہ بڑا بھاری جشن ہوا کرتا تھا ابراہیم مرض کا عذر کر کے پیچھے رہ گئے انکی بتخانہ میں جا کر انکے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہنود کے ہاں چھوٹی چھوٹی مورتیں ہوتی ہیں انکے ہاں بھی ویسی ہونگی اور ایک مورت جو سب میں بڑی تہی رہنے دیا جب وہ لوگ واپس آئے یہ حال دیکھا تو بڑی طیش میں آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم کا کام ہے کیونکہ کسی نے کہا کہ آج قوم میں وہی انکی اہانت کیا کرتا ہے پھر اسکے سوا اور کون ایسا کر سکتا ہے پہر حضرت ابراہیم کو مجلس قومی کے سامنے حاضر کیا گیا اور ان سے سوال کیا کہ یہ کام کس ظالم نے کیا ہے فرمایا کہ تمہارے معبود ہیں انہیں ہر قسم کی قدرت ہے خود ان سے دریافت کرلو الزام دینا مقصود تھا کہ یہ کیسے معبود ہیں کہ جنکو کسی نے توڑ ڈالا یہ کچھ نہ کر سکے اور نیز اب بیان بھی نہیں کر سکتے انمیں باہم لڑائی ہوئی ہوگی بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا اسپر اور بھی وہ نادم اور خجل ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو کیونکہ اُن وحشی قوموں میں سخت جرم کی ایسی ایسی وحشیانہ سزائیں تہیں آگ میں ڈالا اللہ تعالی نے آگ کو ابراہیم پر سرد اور راحت کر دیا سلامت اُسمیں سے نکل آئے تب تو اور بھی لوگوں کو حیرت ہوئی اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ایمان لے آئے - ہاران حضرت ابراہیم کا حقیقی بہائی تھا لوط اُسکے بیٹے تھے ہاران اپنے باپ تارہ کے روبرو جسکو آذر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں مرگیا تھا ابراہیم خداوند کے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی اسکے ساتھ چلا اور یہ ملک شام میں آیا کہ جس میں خدا نے پہلوں پھولوں اور انہار و اثمار و شادابی کی وجہ سے دنیا کے لئے برکت رکھی ہے اس ملک میں خدا تعالی نے حضرت ابراہیم کو بہت برومند کیا اسحق بیٹا پیدا ہوا اور پھر اسحق سے یعقوب نفع میں کیونکہ التجا بیٹے کے لئے تھی خدا نے پوتا بھی دیا اور پھر انکی نسل میں سے انبیاء اور برگزیدہ لوگ پیدا کئے یہ نتیجہ ہے دنیا میں خدا پرستی کا -

اور لوط کو بحیرہ مردار کے پاس رہنے کا حکم ہوا وہاں کی بستیاں سدوم و عامورہ وغیرہ کے بڑے ناپاک لوگ دغلامی تھے اُنپر خدا کا قہر نازل ہوا لوط کو خدا نے وہاں سے سلامت نکالا

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم کا اپنے آپ کو بیمار کہنا اور بت شکنی کو بڑے بت کی طرف منسوب کرنا یا آفتاب کو ہذا ربی کہنا یا مصر میں جا کر کافر بادشاہ کے خوف سے اپنی بیوی سارا کو بہن کہنا نسبت بانی کے لحاظ سے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا یہ باتیں از قسم تعریض و توریہ ہیں مجازاً جھوٹ کہو تو کہو سو یہ بھی ایسے اولو العزم نبی کے لئے موجب استغفار تھا - لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرنا اور صالحین میں سے ہونا فرمایا اس لئے کہ وہ قصہ جو توریت موجودہ میں ہے کہ لوط نے شراب پیکر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا غلط ثابت ہو گیا ایسا نبی کہ جسکی اُمت اغلام کرنے سے اُسکے روبرو وغارت ہو آپ ایسا فعل بد کر سکتا ہے ۱۲ منہ

وَنُوحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۞ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ

اور نوح کو بھی یاد کرو جبکہ اسنے پیشتر اسنے پکارا تو ہمنے اسکی سُنی پھر اسکو اور اُسکے گھرانے کو بڑی سخت مصیبت سے نجات دی اور ہمنے اسکو اس قوم پر ور کیا کہ جسنے ہماری آیتیں جھٹلائیں تھیں ۔ کیونکہ

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۞

وہ بہت برے لوگ تھے اسلیے ہمنے ان سب کو غرق کر دیا ۔ اور داؤد اور سلیمان کو بھی یاد کرو جبکہ وہ دونوں کھیتی کا جھگڑا فیصل کرنے لگے جبکہ ایک کھیت میں ایک قوم کی بکریاں راتکو چر گئیں ۔ اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۞ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا ۔ اور ہر ایک کو ہمنے حکمت و علم دیا تھا اور ہمنے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا کہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور یہ سب کچھ ہم ہی کیا کرتے تھے ۔ اور داؤد کو ہمنے زرہیں بنانا بھی تمہارے لیے سکھایا

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۞ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۞

تاکہ تمکو لڑائی میں محفوظ رکھیں ۔ پھر تم کیا شکر کرتے ہو ۔ اور ہمنے تیز ہوا کو سلیمان کا حکم بردار کر دیا تھا ۔ جو اسکے حکم سے اُس زمین کیطرف چلا کرتی تھی کہ جسمیں ہمنے برکت دی ہے اور ہمکو ہر بات معلوم ہے ۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۞

اور سلیمان کے لیے کچھ تو ایسے جن تھے کہ جو دریا میں غوطہ لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا کرتے تھے ۔ اور انکی حفاظت ہم کیا کرتے تھے

ترکیب

جس طرح لوطا مفعول تھا اتینا محذوف کا کہ جسکی تفسیر اتیناہ کو رہے اسیطرح نوحا و داؤد و سلیمان ہیں اور ممکن ہے کہ انکو اذکر محذوف کا مفعول کہا جاوے اذ نفشت ظرف ہے یحکمان کا مع داؤد والعامل فی مع یسبحن اور یہ حال ہی الجبال سے والطیر معطوف ہی الجبال پر وقیل ہی بمعنی مع الریح منصوب ہے سخرنا مقدر سے عاصفۃ حال ہے الریح سے تجری دوسرا حال ہے منصوب ہے سخرنا سے ۔

تفسیر

یہ **تیسرا قصہ** حضرت نوح کا ہے کہ جب انکی قوم نے انکو سخت تکلیف پہنچائی اور انہوں نے ہمکو کرب عظیم میں پکارا تو اُسکو اور اُسکے کُنبے کو کشتی میں سوار کر کے اس بلائے عظیم سے نجات دی باقی تمام قوم پر قہر الٰہی ٹوٹ پڑا سب کے سب پانی میں ڈوب گئے ۔ اے محمد صلعم پہلی امتوں نے اپنے انبیار کو ایسی ایسی تکلیفیں دیں ہیں آخر اسکے وبال میں پکڑے گئے ۔ تمہارے مخالف اس مُہلت پر نازاں نہوں ۔

یہ **چوتھا قصہ** حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے ۔ انکے قصہ میں ایک تو یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت و تاج پیدا ہوئے یہ سب انکی خدا پرستی کا پھل ہے کہ جنکے ساتھ انکے معاصروں نے یہ بدسلوکیاں کیں تھیں کہ انکو آگ میں ڈالدیا تھا دوسری بات یہ کہ کفار قریش جو اپنی تھوڑی سی آسودگی پر یہ غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہ اُنکی کم حوصلگی ہے ورنہ داؤد اور سلیمان ع جیسوں کو دیکھو کہ خدا تعالےٰ نے انکو کیسی ثروت اور حکومت دی تھی ہوا اور پہاڑ اور پرند تک اور جن و شیاطین تک بھی انکے زیر حکم تھے اسپر بھی وہ ایسے خدا ترس خدا پرست بالانصاف تھے کہ جسکی ادنے نظیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجودیکہ باپ اور بزرگ تھے ایک فیصلہ میں غلطی ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کر دینے کے متعلق تھا مگر سلیمان ع کے کہنے کو مان گئے اور سلیمان کو دیکھو کہ انہوں نے اس غلط فیصلہ میں جو ایسے بڑے معزز باپ سے سرزد ہو گیا تھا انکی پیروی نہ کی پھر اے لوگو تم اپنے جہلا باپ دادا کی لکیر کے ناحق کیوں فقیر بنے بیٹھے ہو کیا انسے غلطی اور سوء فہمی ممکن نہ تھی؟ ۔ اب پیشتر وہ بکریوں کے چرنے کا فیصلہ ذکر فرماتا ہے پھر جو انکو نعمتیں عطا ہوئی تھیں انکو ذکر کرتا ہے فقال اذ نفشت ابن السکیت کہتے ہیں نفش شب میں بکریوں کا چرواہے بغیر از خود چرنا ۔ وہ قصہ جیسا کہ ابن مسعود و شریح و مقاتل رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے یوں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عہد حکومت میں

۵۱ یعنی طوفان سے ۱۲ منہ

۵۲ یعنی ملک شام و فلسطین ۱۲ منہ

ف عاصفۃ شدیدۃ الہبوب و تخفیفۃ یقال عصفت الریح اذا اشتدت ۱۲ منہ الغوص غوطہ زدن در آب ۱۲ منہ

ایک رات کسی چرواہے کی بےخبری میں بکریاں کسی کے انگوری کھیت میں جا پڑیں بکریوں نے انگور کی کونپلیں کھالیں خوشوں کو خراب کر دیا صبح کو یہ مقدمہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت نے اسکے نقصان کا اندازہ لگایا تو اسقدر قیمت ہوئی کہ جسقدر بکریوں کی مالیت تھی اسلیئے وہ بکریاں اسکے تاوان میں کھیت والے کو دلادیں فریقین باہر آئے تو ان سے سلیمان عم نے پوچھا سنکر کہا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہونا چاہیئے تھا یہ خبر داؤد کو پہنچی انہوں نے سلیمان کو بلاکر پوچھا فرمایا بکریاں کھیت والے کو دیجئے اور چرواہے کو کہیئے کہ جتنی مدت تک کہ پھر اسیطرح اس کا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اون وغیرہ کا نفع لے گا اور تو اتنے دنوں اسکے کھیت کو درست کرے گا پھر جب ویساہی ہوجاوے تو تیری بکریاں تجھکو واپس ملیں گی۔ اسپر فریقین راضی ہوگئے داؤد علیہ السلام نے بھی اسکو بہت پسند کیا۔

اب داؤد پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور پرندان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقاتل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام جنگل میں جاکر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو انکے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی تسبیح و تہلیل کرنے لگتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا انکی آواز تسبیح سے گونج اٹھنا اور پرند کا جھنڈ باندھکر انکے گرداگرد انکے حمد و ثنا آہ بکا میں شریک ہونا انکا تسبیح کرنا ہے اور ایسا واقعہ ہوتا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانی سکھائی۔ انسے پیشتر کوئی زرہ بنانا نہ جانتا تھا۔ یہ بھی حروب و جدال میں بڑی کارآمد چیز ہے خدا نے یہ نعمت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے عطا فرمائی۔ آجکل قسم قسم کی توپیں اور بندوقیں اور آلات آتش فشاں انسان کے مارنے کے اسباب ہیں مگر محفوظ رکھنے کا کوئی نہیں اسلیئے فرماتا ہے لتحصنکم اسپر شکر کرنا چاہیئے۔ کما قال فہل انتم شاکرون۔

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھیں (۱) ولسلیمان الریح عاصفۃ کہ سلیمان کے لئے ہوا مسخر ہوئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کی طرف چلا کرتی تھی۔ سورۂ ص میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیاطین کل بناء وغواص وآخرین مقرنین فی الاصفاد سورۂ سبا میں یوں آیا ہے ولسلیمٰن الریح غدوہا شہر ورواحہا شہر کہ سلیمان کے لئے ہوا تابع کردی تھی جسکی صبح و شام کی رفتار ایک مہینہ کا رستہ تھا سورۂ ص میں ہوا کو نرم اور سورۂ انبیاء میں تند و تیز فرمایا اسوجہ سے کہ ہوا تو تیز تھی مگر سلیمان کی مرضی کے موافق نرم نرم بھی چلتی تھی کہ جس میں تکلیف نہو یعنی ہموار چلتی تھی۔ ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر مع اپنے مصاحبوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت ایسا اور ایسا تھا۔ جو ہوا پر اڑا کرتا تھا مہینے بھر کا رستہ آدھے دن میں طے کرتا تھا اور سلیمان عم اصطخر یا اور کسی مشرقی صوبہ سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دوپہر تک شام اور خاص یروسلم میں جا پہونچتے تھے۔ البتہ مفسرین اسلام اور مورخین یہود کے ہاں یہ روایات مشہور او مسلم ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول تو حضرت سلیمان نبی تھے انکے معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب غرائب صنائع اختراع ہوئے ہیں کہ جو ان صنائع کے صفحۂ عالم سے محو ہوجانے کے بعد وہ افسانہ دور از عقل معلوم ہوتا ہے۔ آج کل غبارہ کی رفتار کو دیکھیے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس عہد میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو۔

جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ و کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں صرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہازی بیڑے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حیرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑیاں پہنچانے کے لئے بنوایا تھا جیساکہ اول کتاب السلاطین کے ۵ باب میں مذکور ہے اور تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیہا اسپر صاف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا یروسلم کیطرف آیا کرتا تھا۔

(۲) شیاطین یعنے جن حضرت سلیمان عم کے تابع تھے جو بہت سے سرکشی کی وجہ سے بیڑیوں میں قید رہتے تھے اور ان میں سے بہت کو مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا کہ بعض

ف داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ وحی و الہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد پر اور اجتہاد شرع میں درست اور سند ہے لیکن مجتہد سے بحیثیت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ممکن ہے یا یوں کہو داؤد سے بھی غلطی نہیں ہوئی مگر سلیمان کو انسے بہتر بات معلوم ہوگئی۔ ہماری شرع میں اگر یہ حادثہ واقع ہو تو اسکی نسبت حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہی حکم سلیمانی جاری ہوگا کیونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور بہت علماء کہتے ہیں اجماع سے منسوخ الحکم ہے پھر آئیں امام شافعی فرماتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہو تو بکریوں کے مالک کو کچھ دینا نہیں پڑتا کیونکہ دن میں کھیت کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر رات میں ہو تو تاوان دینا ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ خواہ دن کا واقعہ ہو یا رات کا جبتک چرواہے کی بکریوں کے چھوڑنے میں کوئی تعدی یا خطا نہو گی تاوان نہ لازم ہوگا کیونکہ صحیح حدیث میں آگیا ہے العجماء جرحہا جبار۔ ک ۱۲ منہ

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم

اور (یاد کرو) ایوب کو جبکہ اسنے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے سخت روگ لگ گیا حالانکہ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ سو ہمنے اسکی سُنی بس جو کچھ اسکا روگ تھا اسکو دور کردیا اور اُس کا کنبہ بھی اُسے دیا اور اتنا ہی انکے ساتھ

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور بھی دیا اپنی رحمت سے اور اسلئے بھی کہ عابدوں کے لئے یادگار ہے اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو بھی (یاد کرو) ہر ایک انمیں سے صابر تھا۔ اور ہمنے انکو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھے

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

اور ذی النون کو بھی یاد کرو جبکہ وہ خفا ہوکر چلدیا پھر اُس نے سمجھ لیا تھا کہ ہم اسپر قابو نہ پاوینگے تب اسنے اندھیروں میں سے پکارا کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے البتہ میں جو تھا تو ستمگاروں میں سے تھا

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

پھر ہمنے اسکی سُن لی اور اسکو غم سے نجات دی۔ اور ہم ایماندالوں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا کو بھی (یاد کرو) جبکہ اُسنے اپنے رب کو پکارا کہ اے رب مجھکو اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہمنے اُسکی سُن لی

لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا

اور اسکو یحییٰ عطا کیا اور اسکے لئے اُسکی بیوی کو بھلا چنگا کردیا۔ یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑا کرتے تھے۔ اور ہمکو توقع اور ڈر سے پکارا کرتے تھے۔ اور ہم سے

خَاشِعِينَ ۝ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ

ڈرتے رہتے تھے۔ اور اس عورت کو بھی یاد کرو کہ جسنے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر اس عورت میں ہمنے اپنی روح پھونکدی اور اسکو اور اسکے بیٹے کو جہان کیلئے نشانی بنایا۔ (مسلمانوں) یہ لوگ تمہارے گروہ ہیں ایک گروہ ہے جو سب کا ہے۔ اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُونِ ۝ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ۝

پس میری ہی عبادت کیا کرو۔ ولیکن (انکے بعد) لوگوں نے آپسمیں تفرقہ ڈالدیا سبکو آنا تو ہمارے ہی پاس ہے

ع ۶ ۱۸

سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالا کرتے تھے اور عمارت اور دیگر بھاری بھاری کاموں پر بھی مامور تھے جیسا کہ سورۂ سبا میں ہے ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ۔ اور یہ قوم جن محض خدائے تعالےٰ کی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے بس میں تھی جیسا کہ فرماتا ہے وکنا لہم حافظین۔ جب کہ قوم جن کا وجود انسان سے جداگانہ مقدمۂ تفسیر میں ثابت ہوچکا اور یہ بھی کہ اپنے مادہ کی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہیں تو پھر خدا کی قدرت و عنایت سے انکا کسی بابرکت انسان کے بس میں ہوجانا اور کام کرنا کیا محال ہے ہ صدہا عجائب کا عاملان جن کے لوگوں نے دیکھے ہیں۔ مگر وہی نئی روشنی کے لوگ اسکی بھی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی عملداری نہرِ فرات سے لیکر فلسطیون کی زمین تک اور مصر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار تفسح سے لیکر غزہ تک سب بادشاہوں یعنی با اختیار رئیسوں پر اسکی حکومت تھی جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۴ باب میں ہے اور عمالیق قوم کو بھی سرکشی اور تنومندی اور قوت کی وجہ سے کبھی جن کیساتھ کبھی شیاطین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا تھا جیسا کہ آجکل بھی بڑے اور سرکش آدمی کو شیطان اور بڑے قوی کو جن کہا کرتے ہیں بس اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔ **ف** یہ باتیں صاف صاف بائبل میں نہیں مگر کچھ حرج نہیں کیونکہ کتب موجودہ میں بہت سی باتیں نہیں دیکھو اول کتاب التواریخ کی اخیر میں لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھو وہ سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں یعنی اسکی ساری حکومت اور زور کا تذکرہ اور جو زمانے اسپر اور اسرائیل پر اور زمین کی ساری مملکتوں پر گزر گئے انکا سب حال لکھا ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ سب کتابیں کہاں ہیں؟ بس جس علام الغیوب کے علم میں وہ سب احوال ہیں اس نے انمیں سے بعض اپنے رسول صلعم پر بھی الہام کئے

یہ ایوب علیہ السلام کا **پانچواں قصہ** ہے جسمیں یہ بات پاکبازوں اور خدا کے راستبازوں کو بتلائی جاتی ہے کہ دنیا دار المصائب ہے یہاں بڑے بڑے برگزیدے آزمائے گئے ہیں اُسپر طرح طرح کی مصیبتیں پڑی ہیں ایوبؑ کو دیکھو مال و اسباب پر مصیبت آئی فقیر ہوگئے پھر تمام اولاد بیٹے اور بیٹیاں دفعتاً مر گئے پھر خود بھی مرضِ جذام میں مبتلا ہوئے لوگ گھن کھانے لگے گاؤں سے نکالدیئے گئے باہر ایک جھونپڑی میں رہتے تھے بیوی کہیں سے محنت و مزدوری کرکے لاتیں اور اُن کو کھلاتی تھیں اسپر بھی اُنھوں نے صبر کیا

۱؎ یعنی اصلاح قوم سے متکفل اور ذوالکفل سے مراد حضرت الیسع ہے جو ایک نبی تھے انبیاء بنی اسرائیل میں سے ۱۲ منہ
۲؎ ذی النون مچھلی والا یعنی جو مچھلی کے پیٹ میں جا پڑے تھے حضرت یونس جنکو ایک نام یونہ بھی ہے ۱۲ منہ
۳؎ یعنی مریم ۱۲ منہ
۴؎ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۱۲ منہ

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

پھر جو کوئی اچھے کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکی کوشش رائگاں نہ جائیگی اور ہم اسکے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا اُسپر حرام تھا کہ وہ رجوع کرتے (خدا کیطرف)

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ يٰوَيْلَنَا

یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھولدیا جاویگا اور وہ ہر بلندی سے دوڑے چلے آوینگے۔ اور وعدۂ حق نزدیک آلگے گا یکبیک کافروں کی آنکھیں اوپر لگ جاوینگی اور (وہ کہیں گے) ہائے رے خرابی

قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَاۤءِ

بیشک ہم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔ (حکم ہوگا) البتہ خود تم اور جسکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہو۔ تمکو اُس میں پہنچنا ہے اگر یہ درحقیقت معبود ہوتے تو اسمیں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰۤئِكَ عَنْهَا

کاہے کو گرتے۔ اور یہ سب اسمیں سدا پڑے رہینگے۔ جہنم میں انکی چیخ دہاڑ ہوگی اور یہ اسمیں کچھ نہ سنیں گے (اپنے رونے کے غل میں)۔ البتہ جنکے لئے ہماری طرف سے آگے سے بہتری ٹھہر چکی ہی وہی اس سے

مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ ؕ

دور رہیں گے اسکی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ اپنی من مانی عیشوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ انکو بڑی بھاری گھبراہٹ سے بھی پریشانی نہوگی اور انسے فرشتے آملینگے (اور کہینگے) یہی تو تمہارا

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِى السَّمَاۤءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

وہ دن ہے کہ جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا۔ جسدن کہ ہم آسمانوں کو کاغذوں کے مٹھے کی طرح سے لپیٹ لیں گے جس طرح ہمنے اول بار پیدا کیا تھا اسیطرح سے بار دیگر پیدا کرینگے ہمپر وعدہ ہو چکا ہے البتہ ہمکو یہ کرنا ہے

اس آزمائش کی بابت کتاب ایوب میں بھی اور ہمارے ہاں کی روایات میں بھی یوں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے خدا تعالےٰ سے کہا کہ ایوبؑ کی جو تو تعریف کرتا ہی اس کا سبب یہی ہے کہ اسکو تو نے بہت سی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر اسپر مصیبت آوے اور پھر تیری شکایت نہ کرے تب جانوں کہ صابر و شاکر ہی خدا تعالےٰ نے شیطان کو اختیار دیا ایوبؑ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اور مال کا یہ حال کہ سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچسو جوڑیاں بیلوں کی اور پانچسو گدھیاں تھیں۔ پس ایکروز ایسا ہوا کہ سب بہن بھائی ایک مکان میں دعوت کھا رہے تھے اور مواشی چراگاہ میں چر رہے تھے اور بیل جوتے جا رہے تھے ناگاہ سبا کے لوگ آگرے اور گدھوں کو چھین لے گئے اور آدمیوں کو قتل کر گئے اور اسی دن آسمان سے آگ کا شعلہ آیا اسنے بھیڑوں اور نوکر چاکروں کو ہلاک کیا اور کسدی اونٹ لیگئے اور نوکروں کو مار گئے اور ایک ورکی آندھی آئی مکان گر گیا سب بیٹے بیٹیاں دبکر مر گئے قاصد ایک کے بعد دیگرے آکر ایک ہی وقت میں ایوبؑ کو اس حادثہ کی خبر دیتے کسینے اولاد کی ہلاکت کی کسینے اونٹوں کی کسینے بکریوں کی۔ ایوبؑ نے سُنکر سجدہ کیا اور کہا میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤں گا اُسینے دیا تھا اُسینے لیلیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب بھی جو ایوب شکر و صبر کرتا ہے تندرستی کی نعمت انکو حاصل ہے اگر یہ نہو تب شکر و صبر کرے تو معلوم ہو آسپر بھی خدا تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی تب شیطان نے حضرت ایوبؑ پر اثر کیا جسکی وجہ سے تمام بدن پر پھوڑے نکلے اور جھبکر الیکر کھجلانے لگے اور تمام بدن خراب ہو گیا پھوٹ نکلا ان مصیبتوں پر حضرت ایوبؑ نے صبر کیا لوگونکے طعن و تشنیع کی بھی تکلیفیں اُٹھائیں دوستوں کی بے مہری دیکھی تب ایکروز حضرت ایوب خدا تعالےٰ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ اے میرے معبود اپنے بندے پر رحم کر میرے زخمی دل کو دیکھ مجھسے لوگ نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جیساکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہی وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر خدا تعالےٰ نے ایوبؑ پر رحمت کی اسکو آگے کی نسبت دونی دولت عنایت کی واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم مقاتل و قتادہ و ابن عباس و ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایوب کے مرے ہوؤں کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور تین بیٹیاں بعد میں پیدا ہوئیں جیساکہ ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہی عکرمہ کہتے ہیں اسکے یہ معنی کہ ہمنے ایوبؑ کو اس کا کنبہ دیا یعنی سات بیٹے اور تین بیٹیاں تندرست ہونیکے بعد پیدا ہوئیں اور اسکے بعد ایوب ایکسو چالیس برس تک زندہ رہے اپنی چار پشت کو دیکھا جیساکہ کتاب ایوب کے ۴۲ باب درس ۱۵-۱۶ میں تصریح ہے، یہ مثلہم معہم ہوا۔ حضرت ایوبؑ کو توریت میں

پھر اسمیں بھی بڑا اختلاف ہے کہ حضرت ایوب کس زمانہ میں تھے وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایوب رومی تھے انوص کے بیٹے عیص بن اسحق کی نسل سے۔ اور انکی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تھیں جنکا نام رحمتہ تھا۔ چونکہ عرب میں بنی اسمعیل جا بسے تھے اور ایوب علیہ السلام کی قرابت ان سے بہت قریب تھی ان کے ہم زبان بھی تھے اسلئے انکا عرب میں مبعوث ہونا من قومہ کے برخلاف نہیں کہا جاسکتا۔ اب یہ متعین نہیں کہ عرب میں کس بستی میں رہتے تھے؟ انکی ایام مصیبت کی تعداد کسی نے سات برس کسی نے کم زیادہ بیان کئے ہیں والعلم عند اللہ تعالی۔ اسکے بعد خدا تعالی اسمعیل و ادریس و ذی الکفل علیہم السلام کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک انمیں سے صابر تھا انپر بھی بڑی بڑی تکلیفیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اسمعیل و ادریس کا حال اور انکے مصائب تو ناظرین کو ہماری کتاب کے متعدد مقامات سے معلوم ہوگئے ہونگے ہاں ذی الکفل کا بتلانا ضرور ہے۔ زجاج کہتے ہیں لغت میں کفل حصہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے چوتڑ پر پڑا رہتا ہے اب اسمیں اختلاف ہے کہ یہ بزرگ کون ہیں اور انکو ذی الکفل کیوں کہتے ہیں بعض کہتے ہیں ذی الکفل سے مراد زکریا ہیں بعض کہتے ہیں یوشع بعض کہتے ہیں الیاس قوی تر یہ ہے کہ یہ الیسع کے شاگرد اور انکے قائم مقام ہیں اور ذی الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے انتظام بنی اسرائیل کا تکفل کر لیا تھا یعنی اپنے ذمہ لے لیا تھا یا غربا و مساکین کا تکفل کیا کرتے تھے اسلئے اس لقب سے مشہور ہوگئے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد یاہو ہے جو حضرت الیسع کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کی بت پرستی دور کی اسکا اس نے تکفل کیا تھا یہ نیک بندہ بادشاہ تھا نبی نہ تھا واللہ اعلم۔ ۱۵

و ذالنون **یہ نواں** قصہ یونس علیہ السلام کا ہے نون مچھلی کو کہتے ہیں کیونکہ مچھلی نے انکو لقمہ کر لیا تھا اسلئے انکا لقب ذالنون ہوا۔ ذہب مغاضبا خفا ہوکر گئے خدا سے خفا نہ ہوئے تھے بلکہ قوم سے فظن ان لن نقدر علیہ القدر یہاں بمعنی القضاء ہے یعنی یونس کو یہ گمان تھا کہ ہم اسپر سختی نکرینگے یہ سمجھکر قوم سے چلے گئے تھے ان کا مختصر حال یہ ہے کہ یہ شہر نینوا کی طرف بھیجے گئے تھے وہاں کے لوگ بت پرست اور بدکار تھے جب انکی ہدایت کو قبول نہ کیا تو عذاب الٰہی انپر نازل ہونیکی انکو خبر دی گئی انہوں نے بغیر حکم الٰہی اسکا وقت بھی مقرر کر دیا وہاں کے لوگوں کو عذاب کے آثار معلوم ہونے لگے سر بصحرا خدا کی جناب میں توبہ و گریہ کرنیکو نکل کھڑے ہوئے ان سے وہ عذاب ٹلگیا حضرت کو وعدہ پر عذاب نہ آنیکے سبب شرمندگی ہوئی اور وہاں سے چل نکلے راستہ میں دریا تھا کشتی سے باہر دریا میں گر گئے مچھلی نے لقمہ کر لیا ان اندھیروں میں خدا سے دعا کی فی ظلمات ایک مچھلی کا اندھیرا دوسرا دریا کے شور کا تیسرا رات کا من الظلمین جو کہا ترک اولی کے لئے نہ کہ درحقیقت ان سے ظلم سرزد ہوا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔

و زکریا **یہ دسواں قصہ** حضرت زکریا علیہم السلام کا ہے بیٹے کے لئے دعا کی خدا نے یحیی علیہ السلام بیٹا دیا والتی احصنت فرجہا **یہ گیارہواں قصہ** حضرت مریم کا ہے وجعلنہا وابنہا آیۃ للعلمین میں تصریح ہے کہ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے جس لئے انکو قدرت حق کی نشانی جہان کے لئے فرمایا گیا ورنہ معمولی ولادت نشانی یا معجزہ نہیں ہوسکتی تم سے وہ بیگانہ نہیں تھے اور وہ ایک ہی گروہ کے لوگ ہو سب کا اصول ایک ہی ہے ان سے تمہیں کو فخر کرنا چاہئے نہ کہ انکو جو باوجود ترک اتباع کے انکی طرف منسوب ہیں جیسا کہ یہود و نصاری ان بزرگوں کے حالات بیان فرما کر مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ صاحب کشاف کہتے ہیں امۃ بمعنی ملت اور یہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام وہ ملت ہے جسپر تمکو قائم رہنا چاہئے جسکو ایک ملت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اسمیں کچھ اختلاف نہیں مراد یہ کہ تمکو اختلافات پیدا کرنے نہ چاہئیں اور میں تمہارا معبود ہوں میری عبادت کرو ایک حدیث میں جسکو محدثین نے صحیح مان لیا ہے یوں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام پیشین گوئی کی طور سے فرماتے ہیں کہ میری امت میں بہتر فریق ہو جاوینگے بجز ایک فریق کے سب ہلاک ہوں گے یعنی آخرت میں اپنے عقائد فاسدہ کی سزا پاوینگے لوگوں نے پوچھا کہ وہ ایک فریق کونسا ہے فرمایا وہ کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب چنانچہ چند روز کے بعد ایسا ہی ہوا اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ بہتر فریق ایک ہی زمانہ میں موجود ہو جاویں بلکہ جب کبھی ہوں بعض کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما کر یہ کہنا یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ سب لوگ اصول دین میں تمہارے ہی لوگ ہیں ایک طریقہ کے یعنے انکا اور تمہارا طریق جدا نہیں ہاں پچھلوں نے تفریق کر دی اور اختلاف ڈالدیا ہے جس کے بعد بطور معیار کے فرماتا ہے فمن یعمل من الصلحت کہ جو کوئی ایمان لاویگا اور پھر نیک کام کریگا خواہ کوئی ہو اسکی کوشش کا قطعاً بدلہ ہم دینگے۔ پھر فرماتا ہے و حرام علی قریۃ حرام خبر ہے اسکا مبتدا یا انہم لا یرجعون ہے یا کچھ اور اول صورت میں بعض علماء نے لا کو زائد نہیں مانا ہے تب یہ معنی ہوں گے کہ انکا عدم رجوع حرام یعنی ممتنع ہے تب رجوع کرنا انپر واجب یعنی ضرور ہے دار آخرت کی

ذی الکفل کا حال

۱۵ ذہب مغاضبا [illegible]

[illegible]

بے نیاز ہے رہتے ہیں ۱۲

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور ہم پند و نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔ البتہ اسمیں خداپرست قوم کیلئے ایک بشارت کا پیغام ہے۔ اور اے نبی تمکو

إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ وَ

جہان بھر کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے اُنسے کہدو کہ میری طرف تو یہی حکم پہنچایا جاتا ہے کہ تمہارا معبود تو صرف خدا واحد ہے تم فرمانبردار رہتے ہو پھر اگر نہ مانیں تو کہدو کہ میننے تمکو برابر اطلاع کر دی

إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ

ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور۔ کیونکہ اللہ ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم مخفی کام کرتے ہو انکو بھی جانتا ہے اور میں یہی نہیں جانتا کہ شاید اس

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قُلْ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝ ع ۱۹ نصف

مہلت میں تمہاری لئے آزمائش اور ایک وقت تک دنیا کے فائدہ پہنچانا منظور ہے۔ آخر پیغمبر نے کہدیا کہ اے رب تو مجھ میں اور ان کافروں میں حق حق فیصلہ کر دے جو کچھ تم باتیں بناتے ہو اسمیں مدد مانگی جاتی ہے رحمٰن سے جسکا حال

طرف۔ اکثر مفسرین لا کو زائد کہتے ہیں تب یہ معنی کہ انپر رجوع کرنا دنیا میں یا دوبارہ آنا حرام کر دیا ہے یا یہ کہ انکی تقدیر میں شرک و معاصی سے باز آنا حرام تھا اسلئے وہ غارت ہوئے جمہور کا قول بہت ٹھیک ہے کہ انکو بار دگر دنیا میں آنا تدارک مافات کے لئے حرام ہے پھر اسکی غایۃ فرماتا ہے کہ کبتک؟ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج یاجوج و ماجوج جو دو قومیں بند ہیں (دیوار میں) انکے کھلنے تک اور اُس وقت تک کہ وعدہ قیامت قریب آلگے اور لوگوں کی آنکھیں اس سخت وقت میں خوف و دہشت سے رحمت کے انتظار میں اوپر کی طرف لگ جاویں اور کافر یہ کہنے لگے کہ ہائے خرابی ہم بد کار تھے یعنی قیامت تک وہ دنیا کی طرف رجوع نکرینگے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ حتی اذا فتحت یاجوج ماجوج الخ حرام کی غایت نہیں بلکہ مستقل کلام ہے اور حتی کسی محذوف مناسب کی غایت ہے قیام الدین وغیرہا اور یہاں سے مسئلہ معاد شروع ہوتا ہے یعنی یہ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لوگوں کی رہنمائی کو آئے تھے کہ دار آخرت میں عذاب سے بچیں نعیم باقیہ حاصل کریں اور یہ دنیا ایک وقت معین تک باقی ہے پھر فنا ہو جاویگی فنا کی ابتدا اور علامات خروج یاجوج ماجوج ہے اسکے بعد وعدہ حق بہت قریب آلگے گا قیامت برپا ہو جائیگی اور اُس روز گنہگاروں کی آنکھیں وحشت یا انتظار رحمت میں اوپر لگی ہونگی اور اپنے گناہوں کا آپ اقرار کرینگے حقیقت حال کھلجائیگی بت اور بت پرست جہنم میں پھینک دیے جائینگے وہاں روئینگے پیٹیں چیخیں چلائینگے مگر نیکوں کو ہر مصیبت سے محفوظ رکھکر نعماء ابدیہ سے سرفراز کیا جاویگا۔ یاجوج ماجوج کا مفتوح ہونا یعنی دیوار سے کھولا جانا قرب قیامت میں ہوگا وہ دیوار ٹوٹ جاویگی یہ قوم بد کار پھیل پڑیگی ہر بلندی سے اُترتے آنا محاورہ ہے دوڑتے ہوئے آئینگے۔ یہ جملہ یاجوج ماجوج کے ذکر میں تبعًا آگیا۔ اس قوم کا قرب قیامت میں ظاہر ہونا اس آیت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتاب حزقیل کی ۳۹ فصل میں مصرحًا مذکور ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور سعید بن جبیر مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید کہتے ہیں زبور سے مراد وہ کتابیں جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ کہ جہاں سے نقل ہو کر یہ کتابیں آئیں یعنی دونو جگہ ہمنے لکھدیا کہ زمین کے نیک بندے وارث ہونگے زمین سے مراد جنت کی زمین کہ وہاں بجز انکے اور کوئی آدم علیہ السلام کے ورثہ میں مالک ہوگا سو یہ بات کل آسمانی کتابوں میں ہے۔ اس تقدیر پر یہ آیت بیان سابق کا تتمہ یا تاکید ہوگی۔ قتادہ و شعبی کہتے ہیں زبور سے مراد قرآن اور ذکر سے مراد توارت ہے سو ان دونوں میں بھی یہ بات مذکور ہے زبور سے مراد داؤد کی کتاب بھی ہو سکتی ہے ارض میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) جنت کی زمین جیسا کہ بیان ہوا (۲) دنیا کی زمین یعنی ملک کا مالک ہم نیک بندوں کو کرینگے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا الی قولہ لیستخلفنہم فی الارض الآیۃ اسمیں اسلام کے غلبہ و ظہور کی طرف ایماء ہے اور مخالفوں کیلئے تہدید کہ تمہاری سامنے یہ نہ مٹے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ارض سے ارض مقدس بیت المقدس و ملک شام مراد ہے سو اس اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا کہ مسلمانوں کے قبضہ میں کر دیا اور ابتک ہے اور کسریٰ و قیصر کی سلطنت بھی انکے قبضہ میں آئی۔ قریش کہ جو اپنی سرداری اور جماعت پر نازاں تھے اُنکو یہ سُنایا گیا ۳۷ زبور کے ۹ اور گیارہویں ورس میں بھی یہی مضمون ہے اور بہت سے مقامات عہد جدید و عہد قدیم سے بھی ثابت ہے پھر فرماتا ہے کہ اسمیں عبادت کرنیوالوں خدا ترسوں کیلئے مژدہ رسانی ہے کہ خدا پرستوں پر دنیا میں بھی فضل ہوتا ہے۔ آخر کار ملکوں کے مالک بنائے جاتے ہیں اور مصائب سے بھی محفوظ رہتے ہیں آخرت میں تو پھر سب ہی کچھ ہے اور اے محمد تمکو اس تمام عالم کا ہادی بنا کر اسلئے رحمت و شفقت کی نظر سے بھیجا ہے کہ میرے بندوں کو جو تاریکی میں پڑے ہیں مطلع کر دو اور

سورۃ حج مدنیۃ ہی اسمین اٹھتر آیات اور دس رکوع ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن اسکو دیکھوگے تو دودھ پلانیوالی بچہ کو بھول جاویگی اور ہرایک حمل والی

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰی وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ○ نصف وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ كُلَّ

نصف

اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے اے مخاطب لوگ مدہوش نظر آئینگے اور درحقیقت وہ مدہوش نہونگے لیکن اللہ کی آفت سخت ہو کہ جسکے خوف سے مدہوش ہیں) اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے معاملے مین نادانی سے جھگڑتے ہیں اور ہر

شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ۙ كُتِبَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَ یَهْدِیْهِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ○ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

شیطان سرکش کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہ شیطان، جسکے نصیب میں لکھا گیا کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو گمراہ کرکے رہیگا۔ اور اسکو عذاب جہنم کی طرف لیجائیگا اے لوگو اگر تمکو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے میں شک ہے تو

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ

(اسکو خیال کرو کہ) ہمنے تمکو خاک سے پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے بنایا کسیکو پورے نقشہ سے کسیکو ناتمام تاکہ (اپنی قدرت) تمکو معلوم کرائیں اور ہم رحم میں جسکو چاہتے

اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ

ہیں ایک وقت مقرر تک ٹھہرا رکھتے ہیں۔ پھر تمکو لڑکا بنا کر نکالتے ہیں پھر (یہانتک تربیت کرتے ہیں) کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے جوانی سے پہلے مرجاتے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر (بڑھاپے) تک پہنچائے جاتے ہیں کہ دانش کے بعد

عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ وَ تَرَی الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

کچھ بھی وقوف نہیں رہتا ہے۔ اور تجھکو اے مخاطب زمین خشک پڑی دکھائی دیا کرتی ہے پھر جب ہم اسپر پانی برساتے ہیں تو تروتازہ ہوجاتی اور ہرایک خوشنما جڑی بوٹی اگاتی ہے۔ یہ سب کچھ اسکی دلیل ہے کہ اللہ ہی

الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ○

برحق ہے اور مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنیوالی ہے جسمیں کچھ بھی شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ زندہ کریگا جو قبروں میں ہیں

منجملہ اور پیغاموں کے سب سے موکد حکم توحید کا ہے سو وہ پہنچادو کہ انما یوحی الخ پھر اگر وہ اسکو نہ مانیں تو کہدو تیرہ بلا مقرر آنیوالی ہے لیکن اس کا وقت خدا ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ چھپی اور کھلی ہرایک بات کو جانتا ہے اور جو یہ مہلت ہے سو چند روزہ ہے تمتع دنیا کے لئے۔

ترکیب

زلزلۃ مصدر ہے جایز ہے کہ فعل لازم سے ہو اسے تزلزل الساعۃ اور ممکن ہے کہ متعدی سے ہو اسے زلزال الساعۃ الناس دونو صورت میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوگا یوم ترونہا منصوب ہے تذہل سے جو حال ہے ضمیر مفعول سے والعائد محذوف سکاری حال ہے اور یہ بالضم اور بالفتح دونوں طرح سے آیا ہے اور سکری مثل مرضی اور واحد سکران یا سکر ہے مثل زمن و ضمنی۔ من یجادل میں من نکرہ موصوفہ ہے۔

تفسیر

اس سورہ میں علمار کا اختلاف ہے ابن عباس و ابن زبیر و مجاہد کہتے ہیں مدنیہ میں نازل ہوئی ہے بجز چند آیات کے کہ وہ مکہ میں نازل ہوئیں وما ارسلنا من قبلک من رسول سے لیکر عذاب یوم عقیم تک جمہور کہتے ہیں کہ مکہ اور مدنیہ میں نازل ہوئی ہے قرطبی کہتے ہیں کہ صحیح یہی بات ہے اس سورہ میں علوم خمسہ قرآنی مذکور ہیں آفرینش بھی معاد بھی احکام بھی پہلو واقعات امتوں کے عذاب ثواب دنیاوی بھی رسالت کا مسئلہ بھی تسمین ابن المبارک و شافعی و احمد و اسحق کی نزدیک جگہ سجدے ہیں ابن عباس و ابراہیم نخعی و سفیان ثوری و امام ابوحنیفہ کہتے ہیں ایک سجدہ ہے

سورہ انبیاء کے خاتمہ میں مسئلہ معاد کا ذکر تھا اس سورہ میں اس سے ابتدا کی جاتی ہے تاکہ انسان کو پرہیزگاری اور خداترسی اور عبادت کی طرف کامل رغبت ہو اور دل میں خوف رہے اور انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر سورہ انبیا میں ہوا تھا تصدیق اُنکی پیروی کرنیکی خواہش پیدا ہو کیلئے کہ دار آخرت کا مسئلہ اور اس عالم کے مفید و مضر کام بغیر حضرات انبیاء کے معلوم ہو نہیں سکتے اسلئے خدا تعالی اُس ہولناک واقعہ کی خبر کس ہیبتناک عنوان سے بیان فرماتا ہے اور سب سے پیشتر رب سے ڈرنے اور تقوی کرنیکا حکم دیتا ہے فقال یاایہاالناس اتقوا ربکم اول تو لفظ رب یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مربی سے ڈرنا اور اسکی طاعت کرنا چاہیئے مگر اسکے بعد ایک سخت مصیبت آنیوالی ہے اسکا ذکر کرکے اور بھی اس تقوے کے حکم کو موکد کرتا ہے گویا یہ جملہ ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم اسکی علت ہے کیونکہ اس سخت وقت میں انسان کو تقوی ہی امان دیگا۔ پھر فرماتا ہے یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اُس روز کیا حال ہوگا؟

فرماتا ہے یوم ترونہا کہ اوس روز حاملہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جائینگے۔ اور دودھ پلانیوالیاں باوجود اسکے کہ بچہ سے بڑی محبت ہوتی ہے بچہ کو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جائینگے اور اس دہشت سے لوگ متوالے کی طرح بدحواس ہونگے اور درحقیقت نشہ نہوگا عذاب الہی کی بدحواسی ہوگی۔ یہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صور پھنکیگا۔ پہاڑ اُڑتے پھرینگے زمین کپکپا ویگی ایک آہا دھایی ہوگی کہ الہی توبہ۔ اہل ایمان میں سے اس وقت روئے زمین پر ایک بھی باقی نرہیگا پہلے ہی اُٹھ جائینگے اشرار بدکردار رہ جائینگے جو اس دن کو دیکھینگے۔ پھر تمام دنیا نیست ہوکر دوبارہ ایک اور عالم پیدا ہوگا نیا آسمان نئی زمین قائم ہوگی لوگ جی اُٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن الناس من یجادل الخ مکہ کے مشرک اس بیان کو سنکر جھگڑنے لگے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے اور جھگڑا بھی بے دلیل یہ محض شیطانی وسوسہ ہے ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث نے اللہ کے امر یعنی قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کی تھی جسکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا۔ ویتبع کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندۂ درگاہ کی پیروی کرتا ہے اسمیں لیکے گمراہ کنندہ لوگ بھی آگئے اور ابلیس بھی جسکے لیے یہ مقرر ہوچکا ہے کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو راہ راست سے بہکا کر جہنم کی طرف لیجائیگا پھر اس کمبخت کو کیا ہوا جو ہادی برحق سے جھگڑ کر مضل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالی قیامت ہونے پر دو دلیل پیش کرتا ہے **اول دلیل** یاایہاالناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم الی قولہ تعالی لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کہ اگر تم کو قیامت کے روز مرکر جی اُٹھنے میں شک ہو تو تم اس بات کو دیکھو کہ ہمنے تمکو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدم کو مٹی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں سمجھو کہ تم نطفہ سے پیدا ہوتے ہو جیساکہ اسکے بعد خود ہی فرماتا ہے ثم من نطفۃ اور نطفہ غذاؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر نطفہ کو جو پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنادیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اسمیں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو ناقص رکھتے ہیں غیر مخلقۃ یا یوں کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رہ کر باہر گر جاتے ہیں لنبین لکم تاکہ تمکو معلوم کرائیں کہ یہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسنے طبیعت کو آلہ بنادیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کونسا امر مرجح تھا کہ ایک قطرہ یا یکساں خون یا یکساں گوشت کا لوتھڑا سب کی ایک طبیعت پھر اسمیں سے کسیکو لڑکی کسیکو بیٹا بنائے کسی کو سر کسی کو ہاتھ آنکھ ناک اور اُن میں یہ یہ دور اندیشیں مدنظر رکھے پھر رحم میں جسکو جتنی مدت چاہتے ہیں ٹھراتے ہیں پھر بچہ بناکر اس نطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لڑکپن میں کسیکو جوانی میں کسیکو ایسی عمر طبعی تک پہنچا کر مارتے ہیں کہ وہ علم و دانش جاکر پھر نادان بچوں جیسا ہوجاتا ہے پس جو ان باتوں پر قادر ہو کیا وہ انسان کو بار دگر زندہ نہیں کرسکتا؟ بیشک کرسکتا ہے اور ضرور کریگا

دوسری دلیل وتری الارض ہامدۃ سے لیکر آخر تک۔ کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں جڑی بوٹیاں اُگاتے ہیں اور ہماری اس قدرت کاملہ کا تماشا اکثر دیکھتے ہو پھر کیا ہم ماء الحیات برسا کر انسان کو نباتات کی طرح بار دگر پیدا نہیں کرسکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے معاملہ میں حق سے مونہہ موڑ کر بغیر علم و ہدایت اور بغیر کتاب روشن کے اسکے رستہ سے گمراہ کرنیکے لئے جھگڑا کرتے ہیں۔ اس کو دنیا میں بھی رسوائی ہے اور

نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى

قیامت کے دن بھی اسکو عذاب دوزخ کا مزہ چکھائینگے اس کو کہا جائیگا یہ تیرے عمل بد کا بدلہ ہے جسکو تیری دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور اللہ بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کی

حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

عبادت کرتے ہیں دگرہی الگ تھلگ۔ پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اسپر جارہا۔ اور اگر کچھ تکلیف پہنچ گئی تو مونہہ کے بل اولٹا پھر گیا اسنے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ یہی ہے وہ صریح خسارہ

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

اللہ کو چھوڑکر اسکو پکارتا ہے جو نہ اسکو ضرر دے سکے اور نہ فائدہ۔ یہی تو وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔ اسکو پکارتا ہے کہ جسکا ضرر اسکے نفع سے نزدیک تر ہے۔ ایسا آقا بھی برا اور رفیق بھی برا

قیامت کے دلائل بیان کرکے پھر انہیں بیہودہ لوگوں کے جاہلانہ حجت و مجادلہ کا ذکر فرماتا ہے۔ فقال ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولاہدی ولاکتاب منیر بعض کہتے ہیں پہلی آیت ومن الناس الخ نضر بن حارث کے حق میں اور یہ ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں دونوں جگہ نضر مراد ہے محض ذم کے مبالغہ کے لئے اسکا اعادہ کیا۔ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا ہے یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے تو یا تو علم بالبدیہیات یا استدلال و نظر صحیح یا وحی و الہام سے پھر جسکو یہ تینوں باتیں کسی بات کی طرف ہدایت نکریں اور وہ اسپر جھگڑے تو سخت نادان ہے بغیر علم میں بدیہیات اور ولاہدی میں نظریات اور ولاکتاب منیر میں الہام حق کیطرف اشارہ ہے کہ اسکے پاس ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسکا یہ فعل محض تکبر اور لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ثنی العطف کبر و خیلاء سے عبارت ہے۔ اب اسکی سزا بیان فرماتا ہے اسکے کبر و غرور کے بدلہ میں لہ فی الدنیا خزی کہ خدا تعالیٰ اسکو دنیا میں بھی خوار و ذلیل کریگا چنانچہ نضر بن حارث اور ابوجہل کس ذلت کے ساتھ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور کتوں کی طرح سے انکی لاشیں کھینچ کے ایک گڑھے میں ڈالدی گئیں اور اسی طرح سب سرکشوں کا یہی حال ہوا ہے اور ہوگا۔ اور اس جاہلانہ مجادلہ کی سزا میں ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق قیامت کے روز عذاب جہنم کا بھی مزہ چکھائینگے اور یہ اسی کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرماکر انسان کو دار آخرت کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا کرتے ہیں پھر اس شخص کی سخت حماقت ہے کہ انکے رستہ کو دنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے دنیا کے نفع و نقصان تو انسان کے ساتھ ہر حال میں رہتے ہیں چنانچہ حضرت کے عہد میں ہی بعض بیوقوف اسلئے اسلام میں آئے تھے اسلئے انکی برائی بیان فرماتا ہے فقال ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایسے بھی لوگ آتے اور اسلام لاتے تھے کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہوا اور اسکے مواشی کے بچے ہوئے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی حرف کے معنی طرف یعنی شک و تردد کے ہیں دنیا میں تو اسپر قضا و قدر سے مصیبت آہی رہی تھی ادھر خدا سے بھی پھر گئے دنیا بھی گئی دین بھی گیا ذلک ہو الخسران المبین یہ بڑا ٹوٹا ہے اب خدا کے ڈر سے پھر کر اور معبودوں کی طرف رجوع ہوا ہے یہاں کیا رکھا ہے بجز نقصان کے؟ انکی عبادت و نذر و نیاز میں مال ضایع کرنا وقت کھونا وبال بت پرستی سر پر لینا اور بھی خسارہ اور ضرر ہے ان معبودوں کو قدرت ہی کیا ہے جو کسیکو نفع یا نقصان دے سکیں ایسا ہی بدنصیب انکو والی اور رفیق بنا ہے اور ایسے ہی وہ معبود باطل ہیں جنکے پوجنے میں نفع کی

ف۱ یعنی بغیر علم و دانش اور بغیر کسی تحقیقی سند کے اللہ کی باتوں کی جاہلانہ تکذیب کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ

ف۲ قال المفسرون الحرف الشک و اصلہ من حرف الشیٔ طرفہ مثل حرف الجبل والحائط فان القائم علیہ غیر مستقر ۱۲ منہ

ف۳ یہ کیا معنی ہے کہ اگر اسکو دنیا کا فائدہ حاصل ہوا تو اس راہ پر قائم رہے ورنہ ادھر اودھر بھی کوئی تکلیف پہنچی فوراً منہ پھیر لیا ۱۲ منہ

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ ۞ مَنۡ کَانَ یَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ یَّنۡصُرَہُ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور رسول نے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے　جسکو (حالت مایوسی میں) یہ گمان ہو کہ اللہ اسکی

اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ فَلۡیَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لۡیَقۡطَعۡ فَلۡیَنۡظُرۡ ہَلۡ یُذۡہِبَنَّ کَیۡدُہٗ مَا یَغِیۡظُ ۞ وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنٰہُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ

دنیا اور آخرت میں مدد نہ کریگا اسکو چاہیئے چھت میں ایک رسّی لٹکائے پھر اس سے پھانسی لے کر مر جائے پھر دیکھے کہ اسکی تدبیر اسکے غصے کو دور بھی کرتی ہے اور ہمنے اس قرآن کو کھلی کھلی آیتیں بناکر نازل کیا ہے اور اسلیئے

اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یُّرِیۡدُ ۞ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ الصّٰبِئِیۡنَ وَ النَّصٰرٰی وَ الۡمَجُوۡسَ وَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا ٭ۖ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡصِلُ بَیۡنَہُمۡ

کہ اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے　وہ جو ایمان لائے ہیں اور وہ جو یہودی ہوگئے ہیں اور وہ جو صابی ہوگئے ہیں اور وہ جو نصاریٰ اور مجوس ہیں اور وہ جو مشرک ہیں بیشک قیامت کے دن اللہ ان میں باہم

یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ۞

فیصلہ کردے گا　البتہ اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے

منافقوں کی عبادت اور انکے معبودوں کا حال بیان فرماکر اسجگہ سچّے ایمانداروں کی عبادت کا بیان فرماتا ہے اور ان کے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہے کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہے اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو مرنیکے بعد ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے قادر مطلق ہے برخلاف انکے معبودوں کے کہ انکو نفع وضرر کا کچھ بھی اقتدار نہیں +

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ میں ان منافقوں کیطرف روئے سخن ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عبادت تردد اور شک سے کرتے ہیں کہ جہاں کوئی دنیا کا فائدہ معلوم ہوا تو جمے رہے کوئی تکلیف آپڑی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہوگئے کہ بھلا وہ ان معبودوں کیطرف متوجہ ہوکر تو اپنا کام بنالیں اور دیکھیں ان کے دل کا غصہ جو خدا پر ہے کسطرح سے نکالتے ہیں وہ جیسی چاہیں تدبیر کرلیں جس قدر چاہیں زور لگالیں حتّٰی کہ آسمان کی طرف یا اپنے گھر کی چھت میں (کیونکہ السماء سے سماء البیت بھی مراد ہوسکتا ہے) کوئی رسّی لٹکاکر اس سے گلا گھونٹ کر مر جاویں۔ پھر دیکھیں کہ اس تدبیر سے بھی ان کے دل کا غصہ نکلتا ہے؟ یعنی ہزار تدبیریں کریں کچھ نہوگا خدا ہی نہ چاہے تو کیا ہوسکتا ہے۔ یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر مَن کیطرف رجوع کی جاوے جیساکہ سیاق چاہتا ہے۔ مگر ابن عباس و کلبی و مقاتل و ضحاک و قتادہ و ابن زید و سدی و فراء و زجاج اسکو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اسکا بول بالا کرکے اور آخرت میں اسکا درجہ بلند کرکے اسکی مدد نہ کرے گا اور اسلیئے وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہے جیساکہ مقاتل کہتے ہیں یہ آیت غطفان اور اسکے چند لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ ہمکو خوف ہے کہ خدا محمدؐ کی مدد نہ کرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی گئے گزرے ہوئے یا جو آنحضرتؐ سے حسد رکھتے ہیں اور حسد کے مارے یہ خیال کرتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ جیسا دل چاہے ویسی تدبیر اور داؤ کرلیں یہاں تک کہ کوئی رسّی لٹکاکر اس سے گلا گھونٹ کر مر جاویں یا رسّی کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ جائیں تب بھی کچھ نہوگا خدا اپنے رسول کی دنیا و آخرت میں مدد کریگا اور کریگا۔ کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ یفعل ما یرید یا کوئی ایسا سبب پیدا کریں کہ جس سے آسمان پر چڑھ جاویں اور وہاں سے ناکام ہونے پر گرکر مر جاویں لیقطع کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں سبب کے معنی رسّی کے اور وسائل کے بھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض مسلمان حضرت کے فتوحات اور غلبہ میں دیر ہونیکی وجہ سے خفا اور دل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں انکی طرف اشارہ ہے کہ وہ جو چاہیں کرلیں انکی تدابیر سے کچھ نہوگا خدا ایک وقت پر مدد و فتح حضرت کی کرے گا،

تمام قرآن کو آیات بینات بناکر ہمنے یوں ہی نازل کیا ہے رہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ گو دنیا میں اکثر یہ چھ فریق ہیں اول اہل اسلام جنکو الذین آمنوا سے تعبیر کیا دوم یہودی سوم صابی چہارم نصاریٰ پنجم مجوس ششم مشرکین اور انہیں سے ہر ایک اپنے تئیں ہدایت پر کہتا ہے۔ مگر در اصل ہدایت پر وہی فریق ہے کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام۔ رہی انکی قیل و قال سو اسکا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کردے گا اسکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے

[illegible]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ

(اے مخاطب) کیا تونے نہیں دیکھا کہ آسمان والے اور زمین والے اور آفتاب و ماہتاب اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ کے

السجدۃ

وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ

آگے جھکتے ہیں اور بہتیرے وہ بھی ہیں کہ جنپر عذاب مقرر ہوچکا ہے اور جسکو کہ اللہ ذلیل کرے پھر اُسکو کوئی عزت نہیں دے سکتا بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ دونوں فریق مخالف جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں جو

كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ

منکر ہیں اُنکے لیے تو آگ کے کپڑے قطع کئے گئے ہیں اُنکے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا کہ جس سے جو کچھ اُنکے پیٹ میں ہے (انتڑیاں وغیرہ) اور اُنکی کھال جھلس جائیگی۔ اور اُن پر لوہے کے

ع ۱۲ ۹

حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

گرز پڑیں گے جب گھبراکر وہاں سے نکلنا چاہینگے تو پھر اُسمیں دخل کیے جاوینگے۔ اور کہا جاویگا دوزخ کا عذاب چکھو

(تفسیر)

کثیر مبتدا ہے من الناس صفت خبرہ مطیعون محذوف اور بعض کہتے ہیں من فی السموٰت پر معطوف ہے تفصیل کیلئے بسبب جملہ مستانفہ اور خبر ثانی بھی ہوسکتا ہے پہلے فرمایا تھا اللہ ہر چیز جانتا ہے جس سے اسکا علم و ادراک کامل ثابت ہوا تھا جو یفصل بینہم یوم القیامۃ قیامت کے فیصلے کے لیے ضروری ہے اب یہاں الم تر سے قدرت و جبروت کا ثبوت کرتا ہے کہ اُسکے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے اور جسکو وہ ذلت دیتا ہے کوئی اُسکو عزت نہیں دیسکتا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت کردیا کہ جو لوگ اسکے سوا اوروں کو پوجتے ہیں (جیسا کہ مشرکین جن کا ذکر اگلی آیتوں میں آیا تھا) محض بیوقوف ہیں نہ اُنکو وہ علم ہے جو اللہ کو ہے نہ اُسکی مانند کسیکو قدرت و سلطنت ہے اور قیامت میں فیصلہ کرنیکے لیے بھی دو وصف ضروری ہیں اسلیے اپنے فیصلہ کرنیکا ثبوت کردیا کہ ہم قادر مطلق ہیں ہمارے آگے ہر ایک سرنگوں ہے تمہارے معبود وہاں کیا کرسکینگے؟ اور یہاں بھی ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الم تر سے مراد الم تعلم یعنی تو کیا نہیں جانتا مراد یہ ہے کہ اے مخاطب تجھے خوب معلوم ہے دلائل و براہین قدرت میں نظر کرنیسے۔ چونکہ یہ بات بہت ظاہر تھی اسلیے الم تر سے تعبیر کیا۔ یسجد لہ سجدہ کرنیسے مراد مسخر اور سرنگوں ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کسلیے کہ تمام عالم ممکن ہے اور ممکن کو جس طرح اپنے حدوث سے واجب تعالیٰ کیطرف احتیاج ہے اسیطرح بقا میں بھی۔ پس ہر چیز کا ہمہ وقت اسکا محتاج رہنا اسکے آگے سجدہ کرنا ہے۔ من فی السموٰت و من فی الارض اگرچہ جملہ علویات و سفلیات داخل ہیں لیکن ان مشرکین کے معبود کہ جو نزول قرآن کیوقت موجود تھے مفصلہ ذیل تھے اسلیے تعمیم کے بعد انکی تخصیص کیگئی الشمس و القمر و النجوم آفتاب اور چاند اور ستارے اکثر فرقہ صابیہ اور مجوس اور ہنود کے معبود ہیں اُنکے مرشدوں نے انہیں اشیا کو پیکر نورانی سمجھکر انکی عبادت کو تقرب الٰہی کا ذریعہ بنایا اور بعد میں انہیں کو قاضی الحاجات سمجھنے لگے پھر انکے نام کے بت اُنکی مناسب دہات کے بنائے اور بڑے بڑے شاندار مکان بناکر اُنکی پرستش کرنے لگے یونانی بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر اُنسے اُترکر والجبال پہاڑوں کے پتھر پوجنے لگے ہنود اور عرب کے معبود پتھروں کے اور پہاڑوں کی دہات تانبے پیتل کے تھے والشجر والدواب یہانتک کہ ہنود درختوں اور چارپایوں کو بھی پوجتے ہیں پیپل کا درخت اور گائے بیل بھی انکے معبود ہیں وکثیر من الناس بہتیرے آدمیوں کو بھی پوجتے ہیں راجہ رامچندر کرشن ہنومان مہادیو وشن برہما یہ سب انسان تھے جنکو ہندو پوجتے ہیں اسیطرح عرب کے مشرکوں نے لات منات اساف نائلہ ذی الخلصہ ہبل وغیرہ انسانوں کی مورتیں بنارکھی تہیں انکو ہی قاضی الحاجات دافع البلایا جانتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے مصائب کیوقت انکو پکارتے تھے اُنکی دوہائی دیتے تھے فرماتا ہے یہ سب چیزیں تو اللہ کے آگے جھک رہی ہیں اُسیکے آگے سر جھکاتی ہیں باخدا انسان کہ جنکو پوجتے ہیں بالاختیار اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور کرتے ہیں باقی یہ سب اشیا اپنے وجود اپنے بقا میں ہر دم اُسیکی طرف محتاج ہیں اور اُسکے حکم تکوینی کے مسخر ہیں۔ یہی انکا جھکنا اور سجدہ ہے۔ پھر انکے مالک و خالق کو چھوڑکر ان کو پوجنا کونسی عقلمندی ہے مگر آدمیوں میں سے ایسے بھی بدبخت اور بدعقل اور ذلیل ہیں کہ حق علیہ العذاب کہ باختیار خود اُسکے آگے نہیں جھکتے اُسکی مخلوق کے آگے جھکتے ہیں۔ ان ذلیلوں پر عذاب الٰہی ثابت ہوچکا ہے اور ذلت نوشتۂ ازلی ہے ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم۔ کیونکہ جن کو وہ ذلت دے اُسکو کون عزت دے سکتا ہے اور اس فعل میں خدا کو کون پوچھ سکتا ہے وہ فاعل مختار ہے اپنی حکمت و مصلحت سے

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ

البتہ اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے باغوں میں داخل کرے گا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں انکو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوینگے اور وہاں اُنکا لباس

فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ریشمی ہوگا۔ اور (یہ وہ ہیں) جن کو اچھی بات کیطرف رہنمائی کی گئی اور عمدہ رستے کی انہیں ہدایت کی تھی۔ وہ جو منکر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ

کہ جسکو ہم نے سب لوگوں کے لیے معبد بنایا وہاں اُس جگہ کا رہنے والا اور باہر والا دونوں برابر ہیں اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہیگا تو ہم اسکو دکھ دینے والا عذاب چکھاوینگے اور یاد کرو جبکہ ہم نے ابراہیم کیلیے کعبہ کی

الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْــــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ

جگہ معین کر دی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور قیام کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کیلیے پاک کر اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے کہ تیرے پاس لوگ پا پیادہ اور پتلے دُبلے

ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز رستوں سے چلے آئیں گے۔

جو چاہے کرتا ہے۔ اب یہ دو فریق ہو گئے ایک ذلیل جو اپنی مثل مخلوق کو پوجتے ہیں دوسرے عزت دار جو اللہ کے سوا کسیکو بھی نہیں پوجتے۔ اب دونوں فریق کا کیا حال ہے ہٰذان خصمان اختصموا فی ربہم وہ یہ کہ آپس میں اپنے رب کے معاملہ میں باہم اختلاف کرتے ہیں۔ ذلیل فریق خدا میں عجز و حدوث کے اوصاف رذیلہ اپنے قیاس سے ثابت کرتا ہے کہ وہ سب کام آپ نہیں کر سکتا۔ اُسنے ان ان اشخاص و اشیاء کو یہ کام بانٹ دیئے ہیں اسلیے ہم انکو پوجتے اور پکارتے ہیں۔ فریق عزت دار اُسی کو قادر مطلق اور جملہ کاموں کا کرنے والا سمجھتا ہے وہی علام الغیوب ہے ہر ایک کی پکار بھی وہی سنتا ہے اور سُن کر قضاء حاجت بھی کرتا ہے کیونکہ علیم بھی ہے رحیم بھی ہے بخلاف مخلوق کے۔ اسکے بعد آپ ہی دونوں فریق کا انجام کار بتلاتا ہے۔ فریق ذلیل کا انجام ان آیات میں ہے۔ فالذین کفروا کہ انکے لیے جہنم کے کپڑے تیار ہیں گرم پانی اور لوہے کے گرز اور وہاں سدا رہنا ہے۔ اگلی آیات میں فریق عزت دار کا انجام بیان فرماتا ہے۔

ان اللہ میں اُس دوسرے فریق کا ذکر ہے کہ اللہ انکو بہشتوں میں داخل کریگا کہ جنمیں نہریں بہتی ہونگی اور وہ اسمیں جڑاؤ زیور اور موتی اور ریشمی لباس پہنینگے۔ پھر ان اہل ایمان کے وصف میں فرماتا ہے وہدوا الی الطیب من القول کہ یہ باتیں انکو اسوجہ سے نصیب ہونگی کہ دنیا میں اللہ کیطرف سے انکو اچھی بات اور عمدہ رستہ کی ہدایت کی گئی تھی اچھی بات کہ جس کو قول طیب سے تعبیر کیا کلمۂ پاک لا الہ الا اللہ یا قرآن مجید ہے اور عمدہ رستہ دین اسلام ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جنت میں جا کر اچھی باتیں کہنا ہے اسکی حمد و ثنا۔ گویا اسمیں روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے۔ ان الذین کفروا ویصدون الخ یہاں سے اُس فریق نافرمان کے پھر چند اوصاف بیان فرماتا ہے بالخصوص انکے جو حضرت صلعم کے معاصر تھے کہ کفر کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے بھی روکتے ہیں یعنی اسلام اور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی سے۔ مشرکین مکہ ان لوگوں پر جو اسلام لاتے تھے بڑے ظلم و ستم کر کے انکو اسلام سے روکتے تھے اور بعض اسلام پر جھوٹے الزامات لگا کر اسکو رسوا کرنا چاہتے تھے جیسا کہ آجکل گمراہ فرقوں کے پیشوا کیا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے

ف واذن فی الناس حسن اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ یہاں سے خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے پہلا کلام تمام ہو چکا یعنے اللہ تعالےٰ آنحضرتؐ سے فرماتا ہے کہ اے محمدؐ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو وہ تمہارے پاس حج کرنے نزدیک و دور سے چلے آوینگے یہ آیت فرضیت حج کے بیئے ہے۔ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بھی جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے اسمیں انہیں کی طرف خطاب ہے کہ جب حضرت ابراہیم کعبہ تعمیر کر چکے تو ہمنے انکو حکم دیا کہ تو لوگوں میں حج کے لیے پکار دے تاکہ لوگ حج کو آویں۔ اسمیں یہ مراد ہے کہ اے قریش مکہ تم جو ان لوگوں کو مسجد الحرام سے روکتے ہو نہ صرف خدا تعالیٰ بلکہ اپنے بزرگ ابراہیم خلیل اللہ کی بھی خلاف کرتے ہو ۱۲

ف۳ یاتوک رجالا و علی کل ضامر۔ ضامر پتلی دبلی اونٹنی۔ جو اونٹنیاں سواری کی ہوتی ہیں کثرت سفر سے دُبلی پتلی ہو جاتی ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ حج کو پا پیادہ یا اونٹنیوں کی سواری آوینگے بلکہ عرب کی قوموں کے لحاظ سے یہ فرمایا جن کی سواری بیشتر اونٹنیاں ہی ہوتی ہیں ورنہ مراد عموم ہے کہ ہر قسم کے لوگ آوینگے ۱۲

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

تاکہ اپنے فوائد کے لیے حاضر ہوں اور تاکہ جو چارپائے خدا نے انکو دے رکھے ہیں انپر ایام مقررہ میں خدا کا نام یاد کیا کریں (یعنے قربانی کریں انکا نام لیا کریں) پھر انمیں سے آپ بھی کھاؤ اور

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ

محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں (احرام کھولکر) اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں بات یہ ہے اور جو کوئی تعظیم کریگا اللہ کی محترم چیزوں کی سو یہ اسکے لیے

خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ

اسکے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لیے مواشی حلال کر دیے گئے مگر وہ جو تمکو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں (مردار وغیرہ) پھر بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی دور رہا کرو۔ خاص اللہ کے

لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝

ہو رہو اسکے ساتھ کسیکو شریک کرنیوالے نہو اور جو اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہے تو گویا وہ اوپر سے گر پڑا پھر یا تو اسکو پرندے اچک لیجائینگے یا اسکو ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیگی

ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

بات یہ ہے اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی حرمت مانتا ہے سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے تمہارے لیے جانوروں میں ایک وقت معین تک فوائد ہیں پھر انکو قدیم گھر تک پہنچانا چاہیے

بھی روکتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابی سفیان وغیرہ کے حق میں ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلعم کو عام حدیبیہ میں عمرہ سے روک دیا تھا۔ (کبیر) اگر حدیبیہ کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہو تو یہ صاف ... وہ روکا کرتے تھے باہم لڑائی بھڑائی کے خوف سے لوگ بجز ایک خاص موسم کے نہیں آسکتے تھے اور جب اسلام پھیلا تو مسلمان قبائل کو تو انہوں نے روک ہی دیا تھا۔ اسکے بعد مسجد الحرام کو صاف بیان فرماتا ہے (۱) یہاں عاکف مقیم و حاضر اور بادی (الطاری من البدو وھو النازل الیہ من غربتہ۔ کبیر) یعنی مقیم و مسافر دونوں برابر ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ کی سکونت ... وہاں کے ٹھیرنے میں سب برابر ہیں جو پہلے آوے اور ٹھیر جاوے وہی مستحق ہے اور یہی قتادہ و سعید بن جبیر کا قول ہے انکے نزدیک مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا اور بیع کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کسیکی ملک نہیں ہوسکتی اور یہی مذہب ابن عمرؓ اور عمر بن عبد العزیز و امام ابوحنیفہ رح و اسحاق حنظلی کا ہے انکی دلیل یہ آیت اور بعض احادیث ہیں۔ اس تقدیر پر مسجد الحرام سے مراد مکہ ہے۔ اور علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خاص حرم کسیکی ملک نہیں یہاں ہر ایک مقیم و مسافر کا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں برابر حق ہے۔ اور مکہ کے مکانات کی بیع آنحضرت صلعم کے عہد میں برابر ہوتی تھی (۲) ومن یرد فیہ بالحاد الحاد لحد سے مشتق ہے بمعنی کجی۔ اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں حرم میں شکار کرنا بعض کہتے ہیں کسیکو مارنا ستانا۔ مگر صحیح تر یہ ہے کہ عموماً ممنوعات مراد ہیں ان سب پر عذاب ہے۔ اسکے بعد اس مسجد کی تعمیر اور فرض کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ

واذ بوانا لابراہیم الخ کہ اس گھر کے بنانیکا ابراہیم کو پہلے ہی حکم دیا تھا یہ جگہ خدا کی عبادت کرنیکے لیے مخصوص کر دی تھی کہ ایک عبادتخانہ بنا کہ جسکے ارد گرد لوگ طواف کریں خدا کے حضور میں اور اسطرح سے قربان ہوں اور خداپرست اسمیں کھڑے ہوکر نماز ادا کیا کریں اور رکوع کرنیوالے رکوع اور سجدہ کرنیوالے وہاں خدائے واحد کو سجدہ کیا کریں اور اس گھر کو پاک صاف کریں اور وہاں کسی قسم کی پرستش غیر اللہ کی نہوا کرے۔ اسمیں قریش مکہ پر تعریض ہے کہ تم ایسے نالائق مجاور ہو کہ تم نے اس گھر کو خلاف منشائے بانی بت خانہ بنا دیا اس نجاست سے گندہ کر دیا۔ اور پہلے ہی ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا کہ پکار دے کہ خداپرست یہاں آکر حج کیا کریں۔ مراسم خداپرستی بجا لائیں۔ اس صلائے عام سے دور دراز سے خداپرست پاپیادہ اور سوار ہوکر کشادہ رستوں اور تنگ گھاٹیوں سے چلے آئینگے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے عرفات کی پہاڑی پر چڑھ کر پکار دیا اسوقت سے یہ جشن خداپرستی قائم ہوا۔ یہ عرب کے جاہلوں کا بت پرستی کے لیے سالانہ میلہ نہیں ہے۔ اسکے بعد حج کے فوائد اور قربانی کے طریقے ارشاد فرماتا ہے۔

فقال لیشہدوا منافع لہم۔ حج کے منافع دو قسم کے ہیں **ایک** منافع دنیا۔ سو وہ بھی بے شمار ہیں۔ اول تمام اہل مذہب کا ایک جگہ جمع ہونا میل جول کرنا۔

(۲) ایک قوم کا دوسرے سے علم و ہنر میں مستفید ہونا۔ (۳) دور دراز کے صحیح صحیح حالات کا بہم پہنچانا (۴) پھر اس سے تجارت و دیگر امور دنیاویہ میں فوائد حاصل کرنا (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا۔ (۶) قوت اجتماعیہ اور اخوت دینیہ کا استوار کرنا (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہاں اس متبرک جگہ میں اسکا بسہولت میسر آنا۔ (۸) سفر کا عادی ہونا ریاضت و مشقت و تجربہ حاصل کرنا وغیرہ۔ **دوسرے** فوائد دینیہ وہ بھی بہت ہیں۔ صدہا ہزارہا خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا (۲) ایک پر دوسرے کے انوار و برکات کا منعکس ہونا (۳) حضرت ابراہیم رئیس الموحدین کی یادگار کا جلسہ خصوصًا انہیں کے عاشقانہ لباس و ہیئت میں اور تہلیل و تکبیر پہاڑوں پر پکارنا قربانی کرنا (۴) تمام خلائق کو یہ دکھا دینا کہ دنیا میں یہی ایک جماعت ہے کہ جو خاص اسکی پیرو ہے جس سے عام طبائع پر توحید و خدا پرستی کا ایک ولولہ پیدا ہو وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں مجملاً ایما ہے۔ لیشہدوا منافع لہم۔ پھر بعض فوائد کی تفصیل فرماتا ہے فقال ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات کہ چند معین دنوں میں اللہ کا نام لیا کریں۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد قربانی کرنا ہے جسکا قرینہ علی مارزقہم اللہ الخ ہے کیونکہ قربانی میں اللہ کا نام کسی چیز یعنی جانور پر ذکر کیا جاتا ہے تکبیر بسم اللہ واللہ اکبر کہی جاتی ہے اور یہ بھی اللہم منک والیک اور یہ بھی۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

اکثر علماء کہتے ہیں۔ ایام معلومات سے مراد عشرۂ ذی الحجہ ہے اور معدودات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطاء و قتادہ و حسن و سعید بن جبیر و ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اسیکو شافعیؒ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو زیادہ معلوم رہا کرتے تھے۔ اور اب بھی معلوم رہا کرتے ہیں۔ اسلیئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسیطرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ ایام معلومات سے عشرہ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اسکے جزو اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطاء کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے یوم النحر اور اسکے بعد کے اور تین روز مراد ہیں۔ کیونکہ یہ ایام قربانی کے لیے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور اسیکو ابو مسلم نے پسند کیا ہے۔

بہیمۃ الانعام بہیمہ ہر چار پائے کو کہتے ہیں خواہ بری ہو خواہ بحری۔ اس معنے میں یہ لفظ مبہم تھا پھر جب اسکے ساتھ الانعام لگا دیا تو تعین ہو گئی یعنے اونٹ گائے بیل۔ دنبہ بکرا (کشاف)

فکلوا منہا بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کے لیے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں برسم یہود یا از خود اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے دفع حرج کے لیئے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے یعنی ہدی تطوع و تمتعہ و قران میں سے آپ بھی کچھ کھاوے اور باقی فقیروں محتاجوں کو دیوے۔ پھر بعض کہتے ہیں نصف آپ کھاوے اور نصف کو تصدق کرے۔ بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لیے ایک احباب و اقارب کے لیے ایک مساکین کے لیے۔ مگر جو قربانیاں کہ نذر یا کفارات یا حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انہیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہیئے سب کے تصدق کر دینا چاہیئے یہ مساکین کا حق ہے پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھاتے نہ تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں آپ کھانے کی اجازت صرف اس قربانی میں ہے جو تطوعًا ہو۔ ثم لیقضوا تفثہم مُبرد کہتے ہیں۔ تفث کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں جو انسان کو لگی ہے جس میں میل کچیل ناخنوں کا بڑھنا حجامت کا بڑھ جانا سب آگیا مراد یہ کہ حج میں قربانی کرکے احرام کھولدو حجامت بنواؤ نہاؤ دھو میل کچیل دور کرو۔ لیقضوا اے لیؤدوا ازالۃ وسخہم۔ ولیوفوا نذورہم۔ اور جو کچھ ہدایا اور قربانیاں تمنے نذر مانی ہیں انکو بھی پورا کرو۔ یا یہ مراد کہ حج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن بغیر حج پورا نہیں ہوتا جیسا کہ دم قران و تمتع وغیرہ انکو پورا کرو۔ نذورہم مواجب حجہم والعرب یقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر اور ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم (مدارک)

الاضحیۃ قد صح ان النبی علیہ السلام اکل من لحم ہدیہ وحسا من المرقۃ ہدایہ ۱۲ منہ واللہ اعلم

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ○ الَّذِينَ

اور ہر گروہ کے لیے ہمنے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ جو کچھ خدا نے انکو چارپائے عطا کیے ہیں اُنپر اللہ کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا خدا ایک ہی خدا ہے پس اُسیکا حکم مانو اور (اے نبی) خدا سے عاجزی کرنیوالوں کو مژدہ دو انکو

إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم

کہ جب اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہو تو انکے دل کانپ اُٹھتے ہیں اور اُنکو بھی (مژدہ سنادو) کہ جب اُنپر مصیبت آپڑتی ہو تو اسپر صبر کرتے ہیں انکو بھی کہ جو نماز قائم کرتے اور ہمارے دیے میں سے کچھ دیا کرتے ہیں اور بیل اونٹوں کو

مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ○ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا تمہارے لیے ان میں فوائد بھی ہیں پس اُنپر اللہ کا نام کھڑا کرکے لو (یعنے بسم اللہ کہکے ذبح کرو) پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو اُن میں سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھے ہوں کو اور سوالی کو بھی کھلاؤ

كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اللہ نے انکو تمہارے لیے ایسا مسخر کر دیا تاکہ تم شکر کرو اللہ کو تو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اُسکے پاس پہنچتی ہے اسطرح سے انکو تمہارے لیے مسخر کر دیا

لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ○

تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اسپر کہ اُسنے تمکو ہدایت کی اور (اے نبی) نیکبختوں کو مژدہ سنادو۔ بیشک اللہ حمایت کرتا ہو ایمان اروں کی اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہیں آتا۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق قربانی کے بعد جو دسویں تاریخ منٰی میں ہوتی ہے احرام کھولدیتے ہیں پھر اسکے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جسکا اس جملہ میں حکم دیتا ہی بالاتفاق اس طواف سے مراد طواف واجب ہے جسکو طواف الزیارہ اور طواف الافاضہ کہتے ہیں۔ کعبہ کو بیت العتیق کہا عتیق قدیم اور پرانے کو کہتے ہیں سو کعبہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہی اس سے پرانا اور قدیم عبادت خانہ دنیا پر اور کوئی نہیں۔ یہ احکام بیان فرماکر فرماتا ہو ذلک کہ بات یہی ہو جو بیان کی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے ایک کلام تمام کرکے یہ جملہ بولدیا کرتے ہیں جسطرح ہذا۔ پھر فرماتا ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کی رعایت کریگا تو یہ اُسکے لیے عنداللہ بہتر ہے ومن یعظم حرمات اللہ حرمات اللہ وہ اُمور کہ جنسے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے اور انکی تعظیم اُنسے بچنا ہے۔ زجاج نے کہا ہے حرمتہ وہ ہو کہ جسکے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں کمی کرنا حرام ہو بعض علما کہتے ہیں کہ اسجگہ حرمات اللہ سے مراد مناسک حج ہیں منجملہ انکے احرام میں شکار کھیلنا اور فحش باتوں کی ممانعت ہے اسلیے اسکے بعد احرام کے متعلق ذکر کرتا ہے واحلت لکم الانعام الا ما یتلیٰ علیکم کہ احرام میں تمہارے لیے سب چارپائے حلال ہیں انکو ذبح کرکے گوشت کھانا مباح ہے مگر وہ جو تمسے سورہ مائدہ میں بیان کیے گئے وہ درست نہیں۔ خنزیر وغیرہ اور وہاں وانتم حرم بھی فرمادیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلی کہ ان چارپایوں میں سے جو وحشی جانور ہیں جن کا شکار کیا جاتا ہے محرم کے لیے اُنکا شکار کرنا ممنوع ہے ہاں غیر محرم شکار کرکے لاوے تو کھالینا درست ہو۔

خلاصہ یہ کہ احرام کی حالت میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان حلال جانوروں کے گوشت کی بھی ممانعت ہو بلکہ حرام جانوروں کی اور شکار کرنے کی۔ یہ لب لباب تمام احادیث و اقوال کا۔ گوشت سے کیا پرہیز ہے۔ بچنے کی تو یہ چیزیں ہیں فاجتنبوا الرجس من الاوثان کہ بتوں سے بچو جو ناپاک چیز ہے اور اجتنبوا قول الزور اور جھوٹی اور لغو بات سے بچو۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد مشرکین کا وہ قول ہے جو حج میں کہا کرتے تھے۔ لاشریک لک لبیک [illegible] الخ پھر اخیر تک توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت بیان فرماتا ہے اور مشرک کو اس بدنصیب سے تشبیہ دیتا ہے جو آسمان سے گرے اور پھر پرندے اس کی تکے بوٹی کرلیں یا ہوا سے کہیں دور جا پڑے مراد یہ کہ اسکا بالکل ستیاناس ہوگیا۔

قربانی کے جانوروں کو عرب اپنے ساتھ کعبہ میں لایا کرتے تھے یا پہلے بھیجدیتے تھے اور ایسے جانوروں کو کہ جن میں بیشتر اونٹ ہوتے تھے ہدی کہتے تھے

اب ان جانوروں کی نسبت فرماتا ہے لکم فیہا منافع کہ تمھارے لیے ان میں فوائد رکھے ہیں اپر بوقت ضرورت سوار ہولینا یا بوقت حاجت انکا دودہ پینا درست ہی کب تک الی اجل مسمّی ایک وقت مقرر تک یعنی ذبح ہونے تک ثم محلہا الی البیت العتیق پھر وقت ذبح کا انکے منتہی ہوتا ہے کعبہ تک۔ کعبہ سے مراد حرم ہے یعنی پھر اسکو حرم میں ذبح کرنا چاہیے کیونکہ حرم کی زمین بھی یہی حکم رکھتی ہے (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں جبکہ فیہا کی ضمیر بہائم کیطرف رجوع کیجاے دو قول ہیں (۱) یہ کہ تمھارے لیے ان بہائم میں انکے ہدی مقرر کرنیسے پہلے منافع اور فوائد رکھے ہیں انکے بچے لو دودہ پیو انپر سواری کرو وغیرہ مگر جبکہ انکو ہدی مقرر کرچکو اور خدا کے نام پاک پر ذبح کرنیکے لیے انکو کعبہ وانہ کردو تب منافع حاصل نکرنے چاہییں۔ یہ ابن عباس اور مجاہد و قتادہ و ضحاک کا قول ہے پھر انمیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہدی پر سوار ہولینا یا اسکا دودہ پی لینا کچھ مضایقہ نہیں اور علماء احناف رح اسی طرف گئے ہیں اور یہی قوی ہے (۲) یہ کہ ہدی بنانیکے بعد بھی تمھارے لیے یہ منافع درست ہیں اور یہ قول مالک و شافعی واحمد و اسحاق رح کا ہے اس حدیث سے کہ جسکو ابو ہریرہ رض نے روایت کیا کہ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہانکتے دیکھکر فرمایا کہ سوار ہولے اس نے عرض کیا کہ یہ ہدی ہے دوبار آپنے فرمایا اسنے یہی جواب دیا تیسری بار آپنے فرمایا کمبخت سوار ہوجا (رواہ مالک) مگر یہ حدیث فریق اول پر حجت نہیں ہوسکتی کس لیے کہ غالبًا آنحضرت صلعم نے اس تاکید کے ساتھ اسکی ضرورت سمجھکر حکم دیا ہو۔

بعض مفسرین فیہا کی ضمیر شعائر کیطرف رجوع کرتے ہیں جس سے مراد مناسک مشاہد کہ مراد لیتے ہیں اور ثم محلہا الی البیت یعنے احرام کھولنے کا موقع بیت اللہ ہے طواف زیارت کرنیکے بعد **ف** اور جب ہدی روانہ کرچکے اور کسی دشمن کے خوف سے یا مرض کیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خلافًا للشافعی رح کعبہ جانے سے رک جاوے تو ہدی کو کعبہ روانہ کردے اور جب معلوم کرے کہ آج ہدی کی قربانی ہوگئی ہوگی تو احرام کھولدے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ امام شافعی رح فرماتے ہیں فورًا احرام کھولدے ہدی بعد میں ذبح ہوجاوے گی کیونکہ رخصت کا یہی مقتضٰی ہے (ہدایہ)

کوتاہ اندیش اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ اب بھی ہنود اور عیسائی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ کسی جانور کے ذبح کرنیسے کیا خدا تعالی کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ناحق جانوروں کو مارتے ہیں یہ رسم جاہلیت ہے اسکا تحقیقی جواب تو اگلی آیت میں دیتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم جسکی تشریح اب آگے چلکر ہم کرینگے لیکن الزامی جواب پہلے عنایت فرماتا ہے فقال ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فالٰہکم الٰہ واحد فلہ اسلموا کہ تم سے پیشتر بھی ہمنے ہر قوم کے لیے رسم قربانی اللہ کا نام یاد کرنیکے لیے جاری کی ہے کچھہ نئی بات نہیں حضرت موسیٰ اور یعقوب و اسحاق و ابرہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی قربانی کا دستور خدا تعالی ہی کیطرف سے تھا جیسا کہ ابتک اہل کتاب کی کتب میں پایا جاتا ہے اور اسیطرح ہنود کے ہاں بھی قربانیاں ہیں قدیم سے بلدان چلا آتا ہے پس تمھارا اے مسلمانوں اور انکا جدا جدا خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جسنے انکو حکم دیا تھا اسنے تم کو بھی دیا ہے اسکا کہا مانو قربانی کرو۔ اور اسپر خاص اللہ ہی کا نام لو۔ اور اسیطرح اسکی سب باتوں میں فرمانبرداری کرو اور اسکی پوری فرمانبرداری کرنیوالے کو مخبت کہتے ہیں اسلیے اسکے بعد مخبتین کے لیے آنحضرت صلعم کو مژدہ اور خوشخبری دینے کا حکم دیتا ہے بقولہ وبشر المخبتین پھر مخبتین کے اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے انکے دل کانپ اٹھتے ہیں پھر اسکے دو اثر ہیں اول سختیوں پر صبر کرنا خدا کے رستے میں بیماری تنگدستی و دیگر مصائب کی برداشت کرکے ثابت قدم رہنا یہ اول سیڑھی ہے اسلیے پہلے اسی کو ذکر کرتا ہے والصابرین علی ما اصابہم دوم جان اور مال سے اسکی خدمت میں حاضر ہونا جان کی خدمت اہم ہے اسلیے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والمقیمی الصلوۃ نماز میں کامل درجہ کی جانی خدمت ہے اسکے بعد مالی اسکو اس جملہ میں ذکر کرتا ہے ومما رزقنہم ینفقون کہ وہ ہمارے دیے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں منجملہ اسکے قربانی کرنا ہے اسمیں فی الجملہ جواب تحقیقی بھی آگیا کہ قربانی اسلیے ہے اور اسلیے اسکے بعد پھر قربانی کا ذکر شروع کرتا ہے بقولہ والبدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر البدن جمع بدنۃ کخشب و خشبۃ اس سے شافعی کے نزدیک مراد وہ اونٹ ہیں کہ جو قربانی کیلیے حرم کیطرف بھیجے جاویں اور انکے بڑے بدن ہونیکی وجہ سے انکو بدنہ کہتے ہیں

لہ لیکن دودہ کی قیمت کا اندازہ کرکے صدقہ دینا ہوگا اور اگر مضطر ہو یا حاجت نہ ہو تو صدق بمثلہ او بقیمتہ لانہ مضمون علیہ ہدایہ ۱۲ منہ

لہ انکے نزدیک اجازت مخصوص ہے ساتھ ضرورت کے ۱۲ منہ

ف قربانی پر اعتراض اور اسکا جواب

لہ شعائر اللہ من اعلام دین ان کو اسلیے شعائر کہا کہ ان کو ان میں بوقت قربانی نشان مقرر کردیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہے معالم التنزیل ۱۲ منہ

اور امام مالک و ابو حنیفہ علما گائے بیل کو بھی بُدنہ کہتے ہیں گرچہ بکری کی بھی حج وعمرہ میں قربانی جائز ہے لیکن اسکے صغر جسم سے اسکو بُدنہ نہیں کہتے (کبیر) مگر یہاں بُدنہ سے اونٹ ہی مراد ہے کہ یہ جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اسنے ایسا بارکش اور عجیب الخلقہ جانور تمہارے لئے کیسا مسخر کر دیا لکم فیہا خیر تمہارے لئے اسمیں بہت کچھ منافع رکھے ہیں۔ پس ایسی پیاری چیز کو کہ جسکو عرب جان کی برابر عزیز رکھتے ہیں اپنی جان قربان کرنیکی عوض اسکی قربانی کرو فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف کہ اسکو کھڑا کرکے پاؤں باندھکر اسپر اللہ کا نام لو ذبح کی تکبیر پڑھو بسم اللہ واللہ اکبر اور اسطرح سے قربانی کرنیکو نحر کہتے ہیں ہدایہ میں ہے والافضل فی البدن النحر وفی البقر والغنم الذبح کہ بدنہ کے لئے نحر افضل ہے اور گائے بکری کے لئے ذبح کرنا افضل ہے لقولہ تعالےٰ فصل لربک وانحر آنحضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے اگر بٹھاکر بھی ذبح کریگا تو جائز ہوگا جب نحر کرچکو اور وہ زمین پر گر پڑے یعنی جان نکل جاوے تو آپ بھی کھاؤ اور محتاجوں فقیروں کو بھی کھلاؤ فاذا وجبت جنوبہا الخ وجبت الجنوب کے معنی زمین پر گر پڑنا کہتے ہیں وجبت الحائط وجبۃ اذا سقطت علی الارض اطعموا القانع والمعتر قانع سے مراد وہ محتاج ہے کہ جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا نہ پھرے اور معتر وہ جو مانگتا پھرے غرض یہ کہ دونوں کو دو۔ اور خود بھی کھاؤ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اب اُس جواب تحقیقی کو شروع کرتا ہے اور اسکے ضمن میں ایک رسم جاہلیت پر تعریض کرتا ہے فقال لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم کہ اللہ کے پاس ان قربانیوں کا نہ تو گوشت جاتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے۔ صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے اس آیت کی شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کرکے اسکا گوشت اور خون بتوں کے آگے رکھتے اور خون اونسے مل دیتے تھے اور اسیطرح کعبہ کی دیواروں کو بھی خون لگاتے تھے اس بات کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قربانیوں کا خون اور گوشت اللہ کو مطلوب نہیں نہ اسکے پاس نہیں جاتا ہاں اس قربانی سے تمہارا تقویٰ مطلوب ہے اور وہی اُسکے پاس جاتا ہے۔

اس آیت سے جواب تحقیقی یوں نکلتا ہے کہ بندہ کا کمال اور اسکی سعادت یہ ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور خالق کی دل سے محبت کرے اور طبائع بشریہ میں محبت کا اخیر مرتبہ اُسپر فدا اور قربان ہوجانا ہے اور اسلئے اظہار محبت کے مقامات پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہی کہ تیرے قربان تجھپر فدا اور یہ بات حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے پروانہ کا شمع پر جلنا اظہر من الشمس ہے حقیقی قربانی تو فنا فی اللہ ہونا ہے جو خاصان خدا کا حصۂ خاص ہے مگر اپنی محبوب ترین چیز کا قربان کرنا بھی اسکے قایم مقام ہے اور اپنی نفس کے بعد انسان کو دو چیز زیادہ تر محبوب ہیں اولاد اور مال اسلئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قربانی فنا فی اللہ کے بعد[لہ] اپنے پیارے فرزند حضرت اسمٰعیل کی قربانی کا قصد مصمم کیا اور حج تو سراسر افعال عاشقانہ ہیں حضرت ابراہیم کا یادگار ہے اور نفس اور اولاد کا قربان کرنا ہر ایک کا کام نہیں مال میں سے حیوانات اونٹ بکری دُنبہ گائے جو مرغوب چیز ہی اور انسان کیساتھ حیوانات میں شریک بھی ہیں اسلئے انکی قربانی جاری کیگئی۔ تقویٰ خدا کے پاس پہنچنے سے یہی مراد ہے۔ اسکے بعد فرماتا ہی کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہدٰکم کہ یہ جانور اسلئے تمہارے بس میں کردئے گئے کہ تم اسکی رہنمائی کے موافق بوقت نحر یا ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بیان کرو پھر اس دلیل کے بعد اسکے حکم ماننے والوں کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ دینے کا حکم دیتا ہے وبشر المحسنین خدا تعالےٰ کیساتھ تقرب حاصل کرنا اعلیٰ درجہ کا احسان یعنی نیکی ہے۔ پہلے ذکر تھا کہ کفار مسجد الحرام سے روکتے ہیں یہاں فضائل حج قربانی اور ایمانداروں کے اوصاف ذکر کرکے ایمانداروں کی حمایت[ٹ] کا مژدہ سناتا ہے بقولہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اور کافروں سے نفرت ظاہر کرتا ہے ان اللہ لا یحب کل خوان کفور پہلے ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا میں مسلمانوں کے لئے انکی حالت مظلومی پر مقابلہ کا اشارہ تھا مگر اسکے بعد بھی کفار قریش ظلم وستم سے باز نہ آتے تھے آنحضرت کے پاس مسلمان زخمی ہوکر اور پٹکر آیا کرتے تھے اور شکایت کرکے مقابلہ کی اجازت چاہتے تھے مگر آپ فرماتے تھے کہ صبر کرو پھر جب آپ مدینہ میں گئے تو یہ آیت اذن للذین الخ نازل ہوئی یہ اجازت جہاد میں اول آیت ہے

[لہ] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا ابن الذبیحین کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کیطرف اشارہ ہو تو بعید نہیں ۱۲ منہ

[ٹ] یعنی اللہ تعالےٰ تقریر میں بھی اور معاملات میں بھی ایمانداروں کی حمایت کرتا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار انکو غالب کریگا کفار روکنے کے قابل نہ رہینگے ۱۲ منہ

قربانی کا جواب تحقیقی

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

جو لوگ مارے جاتے ہیں انکو جہاد کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ انکی مدد پر قادر ہے۔ وہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس کہنے سے کہ ہمارا رب اللہ ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع نہ کیا کرے تو تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھا دیجاویں کہ جن میں اللہ کی بہت یاد کیجاتی ہے اور بیشک اللہ کی مدد کریگا اللہ بھی اسکی مدد کریگا

مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ

البتہ اللہ قوی زبردست ہے۔ یہ (مسلمان) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انکے ملک میں پاؤں جماویں (یعنی حاکم کر دیں) تو نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور نیک بات کا حکم کیا کریں اور ہر بات کا انجام تو

وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ

اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ تجھے بھی اے نبی آپکو جھٹلا دیا تو انسے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد و ثمود جھٹلا چکے ہیں۔ اور ابراہیم اور لوط کی قوم بھی۔ اور مدین والے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ اور موسے بھی جھٹلائے گئے ہیں

فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ

پھر میں منکروں کو مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا پھر دیکھا ہماری خفگی کیسی تھی اور بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں ہم ہلاک کر چکے ہیں جو اُلٹی پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے کنوئیں

مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى

نکمے پڑے ہیں اور بہت سے مستحکم محل خراب پڑے ہیں۔ پھر وہ کیا ملک میں پھر کر دیکھ نہیں چکے پھر کہیں انکے دل ہی تو ہوں کہ جنسے وہ سمجھیں یا ایسے کان ہوں کہ جنسے وہ سُنیں۔ پھر کچھ آنکھیں تو اندھی

الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ

ہو ہی نہیں جاتیں پر اندھے تو دل ہی ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں اور تجھسے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ تو ہرگز اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا اور تمہارے رب کے نزدیک ایکدن تمہاری

رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے اور کتنی ایک ظالم بستیوں کو ہمنے مہلت دے رکھی تھی پھر انکو پکڑ لیا۔ اور میرے ہی پاس پھر کر آنا ہے۔

ع ۱۲

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ ہی میں نازل ہوئی ہے اسمیں خاص ان لوگوں کو جہاد کی اجازت ہے جو انکے ظلم و ستم سے ہجرت کر کے باہر جانا چاہتے تھے اور کفار انکو زبردستی سے روکتے تھے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے اور سبب اجازت بھی بیان کر دیا بانہم ظلموا کہ مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اسلیئے انکو اجازت ہے کہ مقابلہ کریں۔ اہل مدینہ و ابن عامر و حفص یقاتلون کو بفتح تا پڑھتے ہیں یعنی ان مومنوں کو اجازت ہے کہ جنسے کفار مقاتلہ کرتے ہیں لڑتے مارتے ہیں قتل کرتے ہیں پھر انکو وعدہ دیتا ہے کہ ان اللہ علی نصرہم لقدیر اللہ انکی مدد پر قادر ہے یعنی انکو غالب کریگا چنانچہ جب مظلوم مسلمانوں نے جہاد کی تلوار کھینچی تو سبکو زیر کر دیا اس کے بعد ان مسلمانوں کی حالت مظلومی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارہم الخ کہ جنکو جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں صرف اس جرم پر کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں اور اسکو شریک نہیں کرتے۔ اسکے بعد اجازت جہاد کا سبب بیان فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع الخ کہ اللہ تعالے ہمیشہ سے شریروں سرکشوں کے شر اور انکی سینہ زوری کو دوسرے لوگوں یعنی خدا پرستوں کے ہاتھ سے مٹاتا رہا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو نہ اگلے انبیا کے عبادتخانے باقی رہتے نہ حال کے نبی کے عبادت خانے باقی رہیں نہ نماز و عبادت جاری رہے۔ صوامع جمع صومعہ۔ مجاہد و ضحاک کہتے ہیں صوامع رہبان کے عبادتخانوں کو کہتے ہیں قتادہ کہتے ہیں فرقۂ صابئین کے عبادت گاہوں کا نام ہے و بیع جمع بیعۃ نصاری کے گرجے صلوات یہود کی نماز کی جگہہ مساجد جمع مسجد اہل اسلام کے عبادت گاہ۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا

اے نبی کہدو کہ اے لوگو میں جو ہوں تو صرف تمکو صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو انکے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ

پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں۔ اور ہمنے اے نبی تمسے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا اور نہ نبی کہ اسنے جب کوئی تمنا کی ہو اور شیطان نے اسکے تمنا میں کچھہ آمیزش نہ کی ہو پر اللہ

مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ

شیطان کی آمیزش کو دور کرکے اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیا کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کی آمیزش کو اُن لوگوں کے لیے کہ جنکے دلوں میں مرض شک ہے اور جنکے دل سخت ہیں انکے لیے آزمایش بناوے

قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ○ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور بیشک ظالم تو بڑے ضدمیں پڑے ہوئے ہیں اور اس لیے بھی کہ علم والے اسکو حق اور اپنے رب کی طرف سے جانکر اسپر ایمان لاویں اور انکے دل اسکے لیے جھک پڑیں۔ اور اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

ایمانداروں کو سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

ابو العالیہ کہتے ہیں صوامع نصارٰی کے اور بیع یہود کے اور صلوات صابئیوں کے اور مساجد مسلمانوں کے عبادت خانے. بعض کہتے ہیں یہہ سب مساجد مسلمین کے نام ہیں اوصاف مخصوصہ کے لحاظ سے یہ حسن کا قول ہے۔

یہود و نصارٰی کے عبادت خانوں کو خدانے محفوظ رکھنا یا تو اسلیے فرمایا کہ نسخ و تحریف سے پیشتر یہ مقامات متبرکہ تھے بعض کہتے ہیں بعد نسخ تحریف کے بھی انکی عزت فی الجملہ باقی ہے کسلیے کہ انمیں بھی تو اسمہی کی عبادت کیجاتی ہے یہ بتخانے نہیں ہیں جہاں بتونکی پرستش ہوتی ہو اور حسن کے قول کے موافق تو اس گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد مراد ہیں۔ اسکے بعد مجاہدوں کو اپنی مدد کا بھروسہ دیتا ہے۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ کہ جو اللہ کی یعنی اسکے دین اور انبیا کی اعانت و حمایت کریگا خدا ضرور اسکی بھی مدد کریگا پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جاویں اور سلطنت و حکومت حاصل کریں تو (۱) نماز پڑھا کریں (۲) زکواۃ دیا کریں (۳) نیک باتونکا حکم دیا کریں (۴) بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں مطلب یہ کہ جب خدا ملک پر کسی قوم کو بصلہ حمایت دینی قابض و مسلط کرے تو انکو یہہ باتیں عمل میں لانی چاہییں نہ کہ عیاشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہونا چاہیے کیونکہ انکے غالب و مسلط کرنیسے اللہ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل انصاف قایم رہے اسلیے اس بات کو بطور پیشین گوئی فرمایا کہ وہ ضرور ایسا کرینگے چنانچہ آن حضرت صلعم نے اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے دین الٰہی کی مدد کی جہاد کرکے مخالفوں کو سرنگوں کرنا چاہا خدانے حسب وعدہ انکی مدد کی کہ انکو ملکوں کا مالک کر دیا پس بموجب پیشین گوئی اُن میں یہ سب خوبیاں موجود تھیں پھر انکو ظالم و غاصب کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے۔

اور اسی لیے بعد میں فرمادیا وللہ عاقبۃ الامور کہ اللہ کو ہر بات کا انجام کار معلوم ہے وہ بصلہ حمایت دینی ایسے لوگوں کو ملک پر کیوں قابض کرنے لگا جو اقتدار پاکر فساد کریں۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہہ مشرکین اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کچھہ رنج کی بات نہیں ہے آپ سے پیشتر قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور لوط اور مدین کے لوگوں نے بھی ایساہی کیا ہے موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں مگر انجام کار ہمنے منکروں کو ہلاک کر دیا ملک میں پھر کر دیکھو کہ انکے بلند محل اور بڑے عمیق کنوئیں کیسے برباد پڑے ہیں۔ ۹

خلفاء اربعہ کے فضائل

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

اور منکر تو ہمیشہ اس سے شک میں پڑے رہیں گے یہانتک کہ یکایک انپر قیامت آجاوے　یا انکو نحس دن کا عذاب آلیوے۔　اس روز اللہ ہی کی حکومت رہیگی

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ ع

فیصلہ بھی کردیگا۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں　سو انہیں کو ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُم

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا خود مر گئے البتہ انکو اللہ عمدہ روزی دیگا۔ (آخرت میں) اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے البتہ اللہ ہی انکو ایسی جگہ میں

مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

پہنچادیگا کہ جس سے وہ خوش ہوجاویں گے۔ اور اللہ خبردار تحمل والا ہے۔ بات یہ ہے اور جو کسی نے اسیقدر بدلا لیا کہ جسقدر اسکو تکلیف دیگئی تھی پھر اسپر زیادتی کی تو اللہ اسکی مدد کریگا۔ البتہ اللہ درگذر کرنیوالا

غَفُورٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

معاف کرنیوالا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ　رات کو　دن میں　اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے　اور اللہ سنتا دیکھتا ہے (یعنی قادر اور واقف ہے) یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے　اور جنکو وہ

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

اسکے سوا پکارتے ہیں　وہی غلط ہے اور بیشک اللہ ہی برتر بزرگ ہے　(یعنی وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے بخلاف جھوٹے معبودوں کے)

اسکو منکرین عذاب کے خواستگار ہوتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور عذاب کے لئے جلدی کرنا اور اسکے انتظار کی مدت کو بہت شمار کرنا عبث ہے ہاں عذاب کے ایام البتہ بڑے سخت ایام ہیں وہاں کا ایک روز بوجہ سختی اور تکلیف کے جو منکرین پر ہوگی جسکی مفصل کیفیت اللہ جانتا ہے وان یوما عند ربک تمہارے ہزار برس کے برابر ہوگا مصیبت کے ایام کی درازی ضرب المثل ہے۔ معالم میں ہے قال مجاہد وعکرمہ یوما من ایام الآخرۃ الخ کہ آخرۃ میں خدا تعالیٰ ایام کی ایسی درازی کریگا کہ وہاں کا ایک روز یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوگا۔ بعض کہتے ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ مہلت دینے میں ایک روز اور ہزار برس دونوں برابر ہیں کیونکہ وہ قادر ہے جب چاہے مواخذہ کرے تاخیر سے اسکی وقوع میں تردد نکرنا چاہئے یہ ابن عباس رض کا قول ہے۔
اسکے بعد فرماتا ہے انسے کہدو کہ تم کسلئے جلدی کرتے ہو میں تمہیں مطلع کرنے آیا ہوں کہ جو ایمان لاویگا نیک کام کریگا مغفرت اور دنیا و آخرت میں عزت پاویگا اور جو مقابلہ کریگا جہنم میں جاویگا میں نذیر ہوں بشیر ہوں نہ خدا ہوں نہ خدا کے گھر کا مالک و مختار کہ جو چاہو تمہاری خواہشوں کے موافق اسکو کر دکھاؤں اسلئے اس بات کی تائید کے لئے یہ کلام بعد میں صادر فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کہ اے محمد صلعم تمپر کیا موقوف ہے تمسے پیشتر جسقدر رسول اور نبی بھیجے گئے ہیں گو وہ معصوم تھے مگر بشر تھے خواص بشریہ سے خالی نہ تھے جب کبھی کسیلئے ان میں سے کوئی تمنا کی ہے یعنی کسی امر مہتم بالشان کیطرف توجہ تام کی ہے تو قوت متوہمہ نے جسکو شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کچھ نہ کچھ اسمیں خلط کردیا ہے۔ چنانچہ انہیں ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت کرکے ایسے ملک میں گئے ہیں کہ جہاں نخلستان ہے پس قوت متوہمہ نے ملک یمامہ وہجر کی طرف خیال دوڑایا حالانکہ مراد مدینہ تھا اسیطرح خواب میں دیکھا کہ حلق و قصر کرکے مکہ میں داخل ہوئے ہیں وہم نے کہدیا کہ اسکے سال میں یہ واقعہ پیش آئیگا حالانکہ کئی سال بعد پیش آیا اسیطرح آیات میں جو مجملاً پیشین گوئیاں ہوتی ہیں انکی تعین میں قوت متوہمہ دخل معقولات کردیتی ہے۔ پس ایسی باتیں ضعیف الایمان اور سست اعتقاد اور ناپاک دل والوں کیلئے فتنہ یعنی آزمایش ہوجاتی ہیں وہ ڈگمگا جاتے اور شبہ کرنے لگتے ہیں اور اہل علم اور راسخ الاعتقاد اس بات کی حقیقت پر واقف ہوکر اسکو ایک بات من جانب اللہ جانکر اسپر ایمان لاتے اور دل میں خائف ہوجاتے ہیں

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز ہوجاتی ہے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں پر مہربان اور ان کے حال سے واقف ہے۔ اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا

وہ بے نیاز اور قابل ستایش ہے۔ اے مخاطب کیا نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور کشتی کو بھی کہ جو دریا میں اُسکے حکم سے چلتی ہے۔ اور ایسے آسمانوں کو تھام رکھا ہے کہ اسکے حکم بغیر زمین پر نہیں گر سکتے

بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝

بیشک اللہ آدمیوں کے ساتھہ نہایت نرمی کرنیوالا مہربان ہے۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مارےگا پھر وہی تمکو بارِ دگر زندہ کریگا۔ البتہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ

ہمنے ہر قوم کے لیے ایک دستور مقرر کر دیا ہے کہ جسپر وہ عمل کرتے ہیں پس اس کام میں کوئی تمسے نہ جھگڑے۔ اور اب اپنے رب کیطرف لوگوں کو بلائے کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو اور اگر تمسے وہ جھگڑیں ہی

فَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ

تو کہدو کہ جو کچھہ تم کر رہے ہو خدا اسکو جان رہا ہے۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا جس چیز میں کہ تم باہم اختلاف کر رہے ہو۔ اے مخاطب کیا تو نہیں جانتا کہ جو کچھہ آسمان اور زمین میں ہے۔ اللہ سب کو جانتا ہے

إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

یہ سب کچھہ اسکے دفتر میں لکھا ہوا موجود ہے یہ اللہ پر آسان [illegible] ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا ایسکو پوجتے ہیں کہ جسپر خدا نے ہی کوئی سند اتاری ہے اور نہ انکے پاس ہی کوئی اسکا علم ہے۔ اور ان ظالموں کا تو

مِن نَّصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ

کوئی ہی مددگار نہوگا اور جبکہ انکو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو انکے چہروں پر اے نبی تمکو ناراضی معلوم ہوگی (یہانتک) کہ جو انکو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں قریب ہے کہ ان پر حملہ کر بیٹھیں

قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

کہدو کہو تو میں تمکو اس سے بھی سخت تر بات سناؤں وہ کیا ہے آگ کہ جسکا خدا نے منکروں سے وعدہ کر لیا ہے اور وہ کیا ہی بری جگہہ ہے

مگر خدا تعالے اس آمیزش کو دور کرکے جو امر حق ہے اسیکو قایم رکھتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم آیات سے مراد وہی احکام حقہ ہیں جو رسولوں اور انبیا کو القا ہوتے ہیں اللہ آمیزش وہمی کو دور کرکے انہیں صاف اور مستحکم کر دیتا ہے باقی مطلب صاف ہے۔

بعض مفسرین کی عادت ہے کہ وہ قرآن مجید کے صاف اور سیدھے مطلب کو اُلجھاوے میں ڈالدیتے ہیں اور جب کوئی مطلب سمجھہ میں نہیں آتا تو اسکے لیے کوئی قصہ گھڑ لیتے ہیں پھر اسکو شان نزول قرار دے لیتے ہیں اور پھر لفظ حدثنا یا اخبرنا دیکھکر خوش اعتقاد لوگ اس مہمل بات کو حدیث سمجھہ لیتے ہیں چنانچہ انہیں آیات کی تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا کرتے ہیں کہ مکہ میں آنحضرت نے سورۃ النجم کی اس آیت کے بعد ومناۃ الثالثۃ الاخری القا شیطانی سے جو آپکے دلمیں خیال تمہا بت پرستوں کو خوش کرنیکو یہ جملہ بھی پڑھ دیا تلک الغرانیق الاعلی وان شفاعتھن لترتجی جس سے مشرکین خوش ہو گئے مگر جبرئیل نے آکر آپ کو متنبہ کیا اور آپ کو رنج ہوا اسلیے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

پھر بعض اسکی یہہ توجیہ کرتے ہیں کہ شیطان نے اثنار قرأت میں یہہ جملہ ملا دیا تھا بعض کہتے ہیں استفہام انکاری کے طور پر یہہ جملہ آپ نے کہا تھا مگر جب سر ہی سے اس قصہ کی اصل ہی نہیں اور امام بیہقی نے خاص اسکے ردمیں ایک رسالہ لکھدیا اور ثابت کر دیا کہ یہہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے کسی صحیح سند اور معتبر راویوں سے اسکا کچھہ بھی پتا نہیں لگتا تو پھر ان توجیہات اور اسکے مقابلہ میں قرآن مجید کے آیات اور دیگر دلائل کی کیا ضرورت ہے امام فخر رازی و صاحب مدارک و بیضاوی وغیرہ محققین نے اس قصہ کا ابطال بڑی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کیا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ

لوگو ایک مثل بیان کیجاتی ہے اسکو کان لگاکر سنو۔ (وہ یہ کہ) جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اسکے لئے جمع بھی ہو جاویں۔ اور اگر انسے

الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

مکھی کوئی چیز چھین لیجاوے تو اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب (دونوں ہی) بودے ہیں۔ انہوں نے اللہ کی جیسا کہ چاہیے تھی کچھ بھی قدر نہ کی بیشک اللہ تو بڑا قوی زبردست ہے

مگر اسلام پر عیب لگانیکے لئے پادری صاحب ایسی لغو قصہ کو خواہ مخواہ پیش ہی کر دیا کرتے ہیں حالانکہ ایسی بے اصل بات سے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خدا ترسی سے بہت ہی بعید ہے واللہ اعلم

اولئک لہم عذاب مہین تک اسی بیان کا تتمہ ہی۔ پھر والذین ہاجروا فی سبیل اللہ سے لیکر ان اللہ لعفو غفور تک اصل مطلب کی طرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں اور ظالموں کے ہاتھ سے مارے جانے والوں کو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ہیں اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کریگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت کا اظہار عالم میں گوناگوں تصرفات سے ظاہر کرتا ہے بقولہ یولج الیل فی النہار الی ان الانسان لکفور اور انہیں جملوں میں انسان ناقدرے اور ہٹ دھرم کو اپنی بیشمار نعمتیں بھی یاد دلاتا ہے۔ شبہ ہوتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ ایسا رحیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور اسکے فیض سے کوئی خالی نہیں تو پھر بندوں کو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و احکام کی کیوں تکلیف دیتا ہی؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ہم ناسکوہ کہ ہمنے بندوں کی بھلائی کے لئے ہر امت کے لئے انکے مناسب انکی انبیاء اور ہادیوں کی معرفت (جیسا کہ فرمایا ہے ولکل قوم ہاد۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاح دارین کے لئے ایک قانون دیا ہے جس کے وہ پابند تھے فلا ینازعنک فی الامر پھر انکو تم سے اے نبی اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں وادع الی ربک انک علیٰ ہدی مستقیم آپ سب لوگوں کو انکے رب کی طرف بلائے کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو دلائل میں نظر کرکے ہر عاقل جان سکتا ہے وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر اسکے بعد بھی وہ تم سے جھگڑا کریں تو کہدو کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھ لیگا اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دے گا (منسک شریعت اور رستہ یہہ ابن عباس کا قول ہے جیسا کہ عطا نے نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منکم شرعۃ و منہاجا بعض نے مذبح و قربانی بھی مراد لی ہے، اللہ کو ہر بات معلوم ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماوٰت والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے اور یہہ بات اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں کی عقل کو دیکھئے کہ شریعت و طریقۂ انبیاء کو لگاڑ کر ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں کہ جنکے لئے اللہ کی طرف سے کوئی بھی سند نہیں۔ یعنی یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہمارے لئے سفارش کریں گے اس بات پر انکے پاس خدا کے ہاں سے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے بڑھ کر وما لیس لہم بہ علم ان چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے ہی نہیں علم حقیقی انکی ماہیت کا نہیں رکھتے جیسا کہ ہزاروں معبود خیالی ہنود کے ہیں کالی پری سیٹر پری فلاں دیو فلاں بھوت یہی حال عرب کی قوموں کا تھا مگر اذا تتلیٰ علیہم ایٰتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر جب انکو رد شرک کے بارہ میں ہماری کھلی کھلی آیتیں اور دلائل سنائے جاتے ہیں تو انکے منہ بتاتے ہیں دیکھا چاہتے ہیں کہ آیتوں کے سنانیوالوں پر حملہ کریں واذا تتلیٰ علیہم ایٰتنا الخ فرما یا ہی کہ کیا انکو اسے جہنم کی آگ اس سے زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کے لئے مقرر ہو چکی ہے قل افانبئکم الخ اسکے بعد انکی معبودوں کی عجز و ناطاقتی ظاہر کرنیکے لئے فرماتا ہے یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ کہ ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو اور وہ مثل یہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا کہ جسکو پکارنا اور اس سے مدد چاہنا جائز ہے اسکو قدرت تو ہونی چاہیے اور وہ خالق بھی ہو اور خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات میں کم مرتبہ مکھی ہے اسکو تو بنا ہی نہیں سکتے

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی جسکو چاہتا ہے پیغام پہونچانے کیلئے منتخب کرلیتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ وہی سب کا اگلا اور پچھلا حال جانتا ہے اور اللہ ہی کیطرف سب باتیں رجوع

الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ

کرتی ہیں۔ ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور بھلائی کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جیساکہ چاہیے جہاد بھی کرو

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اسیئے تو تمکو انتخاب کیا ہے اور تمپر اسنے دین میں کوئی تنگی بھی نہیں کی ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہی تو دین ہے اسیئے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا ہے۔ اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تمپر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو پس نماز قایم کیا کرو اور زکواۃ دیا کرو اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑ لو وہی تو تمہارا مولا ہے پھر کیا ہی خوب مولا اور کیا ہی خوب مددگار ہے

ولو اجتمعوا لہ اگر وہ سب بھی جمع ہو کر پیدا کریں تو نہیں کرسکتے پھر دوسری بات اس سے بھی کمتر ہے اور وہ یہ کہ ان یسلبھم الذباب الخ اگر مکھی انسے کوئی چیز لے اڑے تو اس سے چھین بھی نہیں سکتے پس جب یہ حال ہے تو ضعف الطالب والمطلوب ضحاک کہتے ہیں طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے مراد معبود ابن عباسؓ کہتے ہیں طالب سے مراد مکھی ہے جو بتوں کی چڑھی ہوئی چیز پر آبیٹھتی ہے اسکو لیتی ہے اور مطلوب صنم ہے کہ جس سے مکھی طلب کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ علی العکس طالب صنم مطلوب مکھی بہر تقدیر یہ سب ضعیف و کمزور ہیں جو بت اپنی منہ سے مکھی نہ اڑا سکے بھلا اسکو پوجنا کس عقل کا کام ہے ؟ ماقدروا اللہ حق قدرہ بات یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیساکہ چاہیے تھا ان اللہ قوی عزیز وہ قوی اور ہر بات پر قادر ہے پھر بندوں کو کیا مصیبت ہے جو اسکے سوا اوروں کے پاس جاتے ہیں کیا وہ کافی نہیں یا اور کوئی اس سے زیادہ قادر ہے ؟

بتوں کی حقیقت تو معلوم ہوگئی اب رہے وہ لوگ کہ جو خدا کے برگزیدہ ہیں ملائکہ و انبیا جنکو کہ اکثر بت پرست یا مشرکین پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر انکی اقتدارات تسلیم کرکے انسے حاجات کا سوال کرتے ہیں جیساکہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ہنود اپنے بزرگوں کو اور آج کل کے جہال مسلمان اولیاء کرام اور بزرگان دین کو پوجتے ہیں اور عرب کے مشرکین اور صابئین ملائکہ کو پوجتے تھے پس انکی نسبت فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس کہ ملائکہ اور لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول ہیں انکو بھی تو اللہ ہی نے برگزیدہ کیا ہے یعنی انکے کمالات اپنے گھر کے نہیں انکی بزرگی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو پوجنا کیا عقل ہے ؟ دوم لفظ رسلا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ یا انسانوں میں سے جسقدر محترم اور معزز ہیں وہ رسول ہیں یعنی رسل ملائکہ یا بنی آدم انکے بھی اصطفار اور برگزیدگی کا باعث رسالت ہے پھر یہ جبکہ رسول ہیں اسکے برابر اور اس سے زیادہ کیونکر ہوسکتے ہیں ؟ سوم جب رسول ہیں تو ضرور یہ اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لائے تھے اور سب سے مؤکد پیغام یہی تھا کہ اللہ کے سوا اور کسیکو معبود نہ بنانا پھر عجب ہے کہ انکے پیغام کو بالائے طاق رکھکر انہیں کو خدائی کا شریک سمجھنے لگے۔ اور اسی کلام میں مکہ کے منکروں کا جواب بھی ہے جو وہ کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے محمدؐ ہی کو رسالت کیلئے خاص کرلیا ءانزل علیہ الذکر من بیننا کہ اسمیں کسیکا کیا اجارہ ہے اللہ فرشتوں میں سے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اسکام کے لئے ممتاز کرلیتا ہے اور اسیطرح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اسکام کیلئے ممتاز کرلیتا ہے۔

ان اللہ سمیع بصیر وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور ان بزرگوں کے پوجنے والے جو جتیں کرکے انکو الوہیت میں شریک کرتے ہیں وہ انکی باتیں سن رہا ہے اور جو کچھ افعال عبودیت ان بزرگوں کے لئے کر رہے ہیں انکو دیکھ رہا ہے۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم اللہ کو اگلی پچھلی ہر بات معلوم ہے والی اللہ ترجع الامور اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کیطرف ہے یعنی ہر بات اسیکے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگلے جملہ سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

بت پرستی اور شرک کی مذمت اور دنیا میں رسولوں کی بعثت بیان کرکے ایمانداروں کو ان باتوں کی تاکید کرتا ہے جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں فقال یاایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا کہ اے ایمان والو خدا تعالیٰ کو رکوع و سجدہ کرو یعنی نماز پڑھا کرو جسمیں رکوع اور سجود ہے اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت کیا کرو واعبدوا ربکم تلاوت، حج، روزہ اور وافعلوا الخیر ہر ایک نیکی کرو جسمیں صلہ رحمی خیرات صدقات مکارم اخلاق دنیا کی سب اچھی باتیں آگئیں لعلکم تفلحون تاکہ تمہیں فلاح ہو۔ ابن المبارک واحمد، اسحاق و امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد سجدہ کرنا لازم ہے اور سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس جگہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ قرآن مجید میں چودہ جگہ سجدۂ تلاوت واجب ہے امام شافعیؒ سورۂ ص میں سجدہ واجب نہیں جانتے اسکے بدلہ میں اسجگہ کا سجدہ لیکر چودہ پورے کرتے ہیں ہمارے امام کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ ہے یہاں نہیں واللہ اعلم۔

اسکے بعد ایک اور حکم دیتا ہے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہ سے مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے جسکی تفسیر بعض نے یوں کی ہے کہ خالصاً للہ اور بعض کہتے ہیں جسمیں سردار اور اللہ کی مخالفت نہو بعض کہتے ہیں جسمیں کسیکی ملامت کا خوف نہو۔ پھر یہ عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ تلوار سے۔ اور اس حکم کا سب کے اخیر میں صادر کرنا اسباب کو جتلاتا ہے کہ نماز و فعل الخیرات سب سے بڑھکر یہ کام ہے کیونکہ جبتک شر اعداء سے امن قائم نہو گا تو زمین پر خدا تعالیٰ کے بندے نہ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکینگے نہ کوئی اور نیک کام کرسکیں گے بعض مفسرین کہتے ہیں جاہدوا فی اللہ سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعداء دین سے جنگ ہو خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور نیکی کی باتیں اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کے لئے تاکید ہے۔

بعض اہل عرفان جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدۂ نفس ہے کہ نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکو اور اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے پھر فرماتا ہے ہو اجتباکم کہ اللہ نے تمکو اے امت محمدؐ اس خدمت کیلئے ممتاز کرلیا ہے تم کسیکے طعن و تشنیع کی پروا نہ کرو وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تمکو جو شریعت دیگئی ہے اسمیں کوئی مشکل اور دقت نہیں رکھی گئی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جسکی معافی توبہ و استغفار یا کفارہ و قصاص سے نہ مقرر کی گئی ہو اور اسی طرح اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اور اسی طرح اگر غسل و وضو نہ کرسکے تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار اور مسافر کو افطار کی رخصت ہے یہانتک کہ جو چیزیں سور مردار وغیرہ حرام ہیں بوقت اضطرار انکی بھی اجازت ہے یہود کیطرح شریعت اور احکام سخت نہیں نہ ہنود کیطرح کچا مذہب ہے کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دھرم بھرشٹ ہو جاوے اپنے ہاتھ سے چوکا کرے اور ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع انکے ہاں قرار دی گئی ہیں یہانتک کہ سفر و حضر موت و حیات معاملات کا دائرہ تنگ کردیا گیا ہے ملۃ ابیکم ابراہیمؑ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں اسمیں عرب کی طرف خطاب ہے جو اکثر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور تمام امت بھی مراد ہو سکتی ہے کسلئے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلعم کے جد امجد ہونیکی وجہ سے جو مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں سب مسلمانوں کے باپ ہیں قرآن مجید میں حضرت صلعم کی بیویوں کو مسلمانوں کی ماں کہا ہے وازواجہ امہاتہم پس آپ باپ ہیں اور آنحضرت کی شریعت کا مادہ حضرت ابراہیمؑ کی شریعت ہے بلحاظ زمانہ اسمیں کچھ ترمیم ہوئی ہے اسلئے حضرتؐ کی شریعت کو ملت ابراہیم کہتے ہیں۔ ہو سماکم المسلمین من قبل کہ اسی نے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے جیسا کہ دعا کی تھی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وفی ہذا اور اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلمان قرار پایا ہے۔

لیکون الرسول شہیداً علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسول قیامت میں تمہارا گواہ بنے اور تم تمام بنی آدم کیلئے گواہ بنو تو توحید و عبادت کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ جانی اور مالی عبادت میں سرگرم رہا کرو واعتصموا باللہ اور ہر بات میں اللہ ہی کا بھروسہ رکھو اپنے دشمنوں سے کچھ خوف نہ کرو کیونکہ ہو مولٰکم وہ تمہارا مالک اور کارساز ہے فنعم المولیٰ ونعم النصیر

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ھِیَ اسمیں ایکسو اٹھارہ آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ○

البتہ کامیاب ہو گئے ایمان والے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِکَ

اور وہ جو اپنے ستر کو محفوظ رکھتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اسلئے ان پر کوئی الزام نہیں پھر جو کوئی اسکے سوائے ڈھونڈے

فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ

تو وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی اماتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی محافظت کیا کرتے ہیں وہی

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کا ورثہ پاویں گے۔ وہ اسمیں سدا رہا کرینگے

وقف لازم

ترکیب

الذین المومنون کی صفت یا بدل والذین اسپر معطوف الا علی ازواجہم فی موضع نصب لان المعنی صانوہا عن کل فرج الا عن فروج ازواجہم اور حال بھی ہوسکتا ہے اے الا والین علی ازواجہم او قوامین علیہن من قولک کان فلان علا فلانۃ۔ ہم فیہا خالدون جملہ حال مقدرہ ہے فاعل سے یا مفعول سے

تفسیر

یہ سورۃ بھی مکہ میں ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے۔ احمد و ترمذی و نسائی نے روایت کی جسکا اخیر جملہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے بعد فرمایا کہ مجھپر دس آیات (یعنی اس سورہ کا اول) ایسی نازل ہوئی ہیں کہ جو انپر عمل کریگا جنت میں داخل ہوگا۔

سورۂ حج کے اخیر میں یہ تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو خدا نے برگزیدہ کیا ہے کہ تم اور لوگوں پر دنیا و آخرت میں نیکی اور بدی کے معاملات میں شہادت ادا کرو جس کام کو بالاتفاق تم اچھا کہو یا جس شخص کو تم بھلا کہو وہی اچھا اور وہی بھلا ہے اور رسول ایسے معاملات میں تمپر شہادت ادا کرنے والا ہے تمہاری اچھائی اور برائی رسول کی شہادت پر موقوف ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ گواہ جب تک عدل یعنی نیک اور معتبر نہ ہو تو اس کی گواہی کیا اس لئے اس سورہ میں اصول حسنات کی طرف اس جملہ میں فاقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و اعتصموا باللہ اجمالا اشارہ تھا اس سورہ میں اسکی تشریح فرمائی گئی اور اصول حسنات جو موجب فلاح و صلاح دارین ہیں تبلائے گئے اور اصول حسنات بیان فرمانیسے پہلے انپر عمل کرنے والے کو بلفظ قد جسکے معنی تحقیق اور ضرور کے ہیں فلاح کا مژدہ بھی دیدیا کہ اسکی فلاح میں کوئی شک و شبہ نہیں فقال قد افلح المومنون کہ ایمانداروں نے فلاح حاصل کر لی آگے اس فلاح کی بھی شرح فرمائیگا مگر اس سے پہلے وہ اوصاف ارشاد فرماتا ہے جن پر فلاح مرتب ہے یہ سات صفت ہیں جو تمام مکارم اخلاق کے اصل الاصول ہیں اور جنمیں دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری و عملی تہذیب اخلاق سے لے کر تدبیر المنزل تک کوئی بات رہ نہیں گئی ہے (۱) المومنون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

اور البتہ انسان کو ہمنے چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ہمنے اسکو ایک قرارگاہ میں (رحم) نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا پھر علقہ کو

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ

مضغہ گوشت بنایا پھر مضغہ گوشت سے ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر اسکو ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو مبارک ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے پھر تمکو اسکے

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

بعد تمکو مرنا ہے۔ پھر تم قیامت کے دن اوٹھائے جاؤ گے

اسمیں ایمان کا ذکر ہے جو سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اسمیں اجمالاً اللہ اور اسکے صفات اور ملائکہ اور انبیاء اور انکی کتب اور دار آخرت کی تصدیق آگئی۔ یہ تمام حکمت نظریہ کا عطر ہے (۲) الذین ہم فی صلوتہم خاشعون یہاں سے حکمت عملیہ شروع ہوتی ہے اور نماز سب میں اول بات ہے اس جملہ میں نہ صرف نماز پڑھنے ہی کا حکم ہے بلکہ نماز میں عاجزی کرنیکا بھی۔ خشوع کے معنی میں اختلاف ہے بعض اسکو دل کا فعل کہتے ہیں ڈرنا اور دل سے معانی پر لحاظ کرکے خدا تعالیٰ کو حاضر پا اپنے آپ کو اسکے آگے کھڑا سمجھکر عجز و نیاز کرنا اور بعض اسکو ہاتھ پاؤں کا عمل کہتے ہیں سکون سے کھڑا رہنا اودھر اودھر التفات نہ کرنا کپڑے یا ڈاڑھی یا اور چیز سے کھیل نہ کرنا نماز کے اندر اور بعض نے دونوں باتوں کو لیا ہے اور یہی قوی ہے اور صحیح حدیثوں میں دونوں باتوں کیطرف اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کسلئے کہ جب انسان اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سمجھیگا اور اس سے عجز و نیاز کریگا جو روح نماز ہے تو وہ کبھی ادہر اودہر ملتفت نہو گا جب شاہان دنیا کے دربار میں ادہر اودہر ملتفت ہونا سوادبی ہے تو وہاں دربار عالی میں کیونکر ادہر اودہر ملتفت ہوسکتا ہے وہاں جو رسمی نماز پڑھتے ہیں اور دل سے انکو حضور ہے نہ نیاز وہ ایسی باتیں کرتے ہیں انکی نماز انکے منہ پر ماری جاتی ہے (۳) والذین ہم عن اللغو معرضون وہ جو بیہودہ باتوں لغو حرام اور مکروہ اور اس مباح فعل کو بھی کہتے ہیں کہ جسکی طرف انسان کو کوئی حاجت یا ضرورت نہو۔ افسوس کہ آجکل مسلمان اس لغو میں کیسے مبتلا ہیں دنیاوی امور میں صدہا مکانات اور بے ضرورت اسباب خرید اور بنا کر محتاج ہوتے جاتے ہیں بیاہ شادیوں میں اس لغو کا کچھ انتہا نہیں آتشبازی ناچ رنگ کیا کیا ہوتا ہے اور اسیطرح دینی معاملات میں لغو کا ارتکاب ہوتا ہے اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر کیا کچھ نہیں ہوتا پھر قبروں پر ناچ ہوتا ہے اور دیگر فضول باتیں ہوتی ہیں اور محرم میں تو کچھ انتہا ہی نہیں ہزار ہا روپیہ لگا کر تعزیے بنتے ہیں لوگ تر بچہ تبدیل بنتے ہیں شدے اور علم اور انکے ساتھ دیگر منہیات پھر کہیں حضرت امام حسینؓ کے گھوڑے کا فرضی نعل نکلتا ہے جسکو نعل صاحب کہتے ہیں سرکاروں سو لاکھوں روپے عاشورخوانوں کیلئے ملتے ہیں کاش یہ روپیہ قوم کی تعلیم میں صرف ہوتا۔ کہاں گئے ہمارے واعظ جو مجالس میں صرف رولانا ہی جانتے ہیں ان باتوں کا ذکر تک بھی نہیں کرتے (۴) والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون وہ جو اپنے مال میں سے اللہ کے رستہ میں ایک حصہ معین دیا کرتے ہیں اور ایسے حصہ معین کو زکوٰۃ کہتے ہیں اسکے لئے فاعلون کا لفظ لانا نہایت فصاحت ہے (۵) والذین ہم لفروجہم حافظون وہ جو اپنی بیبیوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا اور کسی پر اپنا ستر نہیں کھولتے۔ اس سے لواطت اور سحق اور ہاتھ سے منی نکالنے کی بھی ممانعت ثابت ہوئی اور متعہ کی ممانعت بھی سمجھی گئی کسلئے کہ متاعی عورت حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بیوی نہیں اور نہ لونڈی ہے پھر کیونکر مباح ہو سکتی ہے اور آیت میں بیوی اور لونڈی پر قضاء شہوت کا حصر کر دیا ہے (۶) و جو والذین ہم لاماناتہم و عہدہم راعون امانت اور عہد کی حفاظت رکھنے والے ہیں۔ امانت میں مال اور آبرو اور بات سبکی حفاظت ضرور ہے اسیطرح عہد میں عہد الٰہی اور باہمی معاہدہ آگیا (۷) والذین ہم علی صلوتہم یحافظون وہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کیساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانے والے کے لئے اسنے اپنے فضل سے جنت میں آٹھویں درجہ کی اعلیٰ جنت کا وعدہ دیا جسکو جنت الفردوس کہتے ہیں اور اسکا انکو وارث یعنی مالک بھی قرار دیا اور وہاں ہمیشہ رہنے کا بھی مژدہ دیا یہی فلاح ہے مگر اسکے بعد بھی منکرین حشر و نشر یہ کہتے تھے کہ مرکر کون زندہ ہوگا؟ اسلئے اسکے بعد دلائل حشر شروع کئے فقال ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ کہ ہمنے انسان کو قطرہ منی سے پیدا کیا اور وہ قطرہ مٹی سے بنا تھا کیونکہ غذا ہیں جن سے منی پیدا ہوتی ہے مٹی سے بنتی ہے پھر اس قطرہ کو خون بنایا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسکے ہاتھ پاؤں بنائے ہڈیاں اور پٹھے بنائے اور اسکو انسان بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لائے اور پھر وہ ایک روز مرتا ہے پھر جسنے ایسا کر دیا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا ضرور کر سکتا ہے کما قال ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون یہ دلیل کا نتیجہ ہے یہاں تک دلائل النفس تھے کہ انسان سب سے پہلے اپنی ہی اندر اسکی قدرت و کمال کے صدہا شواہد موجود ہیں انمیں غور کرکے فی الفور کہہ سکتا ہے کہ وہ قادر باکمال ضرور مرنیکے بعد

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ

اور البتہ ہمنے تمہارے اوپر سات رستے بنائے اور ہم بنانے میں بیخبر نہ تھے۔ اور ہمنے ایک اندازہ کے ساتھہ آسمان سے پانی اوتارا پھر اسکو زمین میں ٹھہرائے رکھا

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

اور ہم اسکو لیجا بھی سکتے ہیں۔ پھر ہمنے اس پانی سے تمہارے لئے باغ اُگائے کھجور اور انگور کے باغوں میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور انہیں سے تم کھاتے بھی ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ

اور ہمنے (زیتون کا) وہ درخت بھی پیدا کیا جو کوہ طور میں (اکثر) پیدا ہوتا ہے وہ ایسے طور سے اُگتا ہے کہ جسمیں تیل اور کھانیوالوں کے لئے سالن بھی ہوتا ہے۔ اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت ہے کہ تمکو ان کے

بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ ع

پیٹ کی چیزوں میں سے جدا کرکے دودہ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے انمیں بہت سی اور بھی فائدے ہیں اور انمیں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور انپر اور کشتیوں پر سوار بھی کیجاتی ہو

اسکے بعد دلائل آفاق یعنی اپنے جو باہر سو ایہیں ہیں انکو شروع کرتا ہے اور سب میں بڑے نمونہ کا پہلا ذکر فرماتا ہے فقال ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق یعنی ہمنے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے طرائق جمع طریقہ۔ آسمانوں کو طرائق یا تو اسلئے کہا کہ یہ ملائکہ کے آنے جانے کی رستے ہیں یا سبع سیارہ کی چال کی رستے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ انکو طرائق انکی تطارق کیوجہ سے کہا ہو جسکے معنی تہ بتہ یعنی اوپر تلے ہونیکے ہیں یقال طارق الرجل نعلیہ اذا طبق نعلا علی نعل و طارق بین الثوبین اذا لبس ثوبا فوق ثوب یہ خلیل و زجاج اور فرا کا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے وماکنا عن الخلق غافلین کہ ہمنے ان آسمانوں کو یا دیگر مخلوق کو بے جوڑ کیف ما اتفق نہیں پیدا کیا ہے بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک انکی مصالح کو نظر رکھا ہے (دوسری دلیل) وانزلنا من السماء ماء بقدر الخ کہ ہم آسمانوں سے یعنی اوپر بادلوں سے پانی اوتارتے ہیں سو وہ بھی بے اندازہ نہیں کہ یوں ہی بادلوں کے دہانے کہولکر بے موقع دنیا کو غرقاب کر دیا جاوے بلکہ بقدر ایک اندازۂ خاص سے پھر اس پانیکو بیہودہ طور پر صرف نہیں کرتے بلکہ فاسکناہ فی الارض اسکو زمین میں رہنے دیتے ہیں وانا علی ذہاب بہ لقادرون ہم اسپر بھی قادر ہیں کہ اس پانیکو لیجاویں سکھا دیں لیکن فانشانا لکم بہ جنات الخ تمہارے لئے اُس سے باغ اُگاتے ہیں اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں منجملہ انکے کھجور اور انگور ہے جنکو تر اور خشک گرمی سردی میں ہر طرح سے کھاتے ہیں انکے سوا باغوں میں لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون تمہارے لئے اور طرح طرح کے میوے ہیں اور نہ صرف میوے کہ جنسے پیٹ نہ بھرے غذا کا کام نہ چلے بلکہ بعض انمیں سے کھانیکا بھی کام دیتے ہیں۔ صاحب کشاف کہتے ہیں منہا تاکلون کے یہ معنی کہ یہی باغ تمہاری معاش اور روزی کا بھی ذریعہ ہیں جیسا کہ کہا کرتے ہیں فلاں شخص فلاں پیشہ سے کہاتا ہے۔ وشجرۃ معطوف ہے جنات پر اے انشانا لکم شجرۃ اس درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے جو عرب کیلئے بیشتر کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے تخرج من طور سینا صاحب کشاف کہتے ہیں طور یا تو سینا سے اسکی طرف مضاف ہے کہ جسکو سینین بھی کہتے ہیں یا طور مضاف اور سینا مضاف الیہ دونوں سے مرکب ہوکر ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ امرء القیس و بعلبک پھر بعض اسکو غیر منصرف کہتے ہیں تعریف و عجمی کی سبب یا تعریف و تانیث کے سبب کیونکہ یہ بقعہ ہے اور فعلاء کا الف تانیث کے لئے نہیں جیسا کہ حرباء اور بعض الف کو تانیث کے لئے کہتے ہیں جیسا کہ صحراء۔ یہ پہاڑ قلزم کے اس طرف عرب کے گوشۂ شمال و مغرب کے بیابان میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو توریت ملی تھی تنبت بالدہن موضع حال میں ہے اے تنبت وفیہا الدہن کما یقال رکب الامیر بجندہ اے ومعہ الجند یعنی اس درخت میں تیل ہوتا ہے وصبغ للاکلین اور سالن بھی نہ سب کے لئے بلکہ انکے لئے جو اسمیں روٹی لگاکر کھاتے ہیں عرب زیتون کے تیل کو سالن کے کام میں لاتے ہیں الصبغ والمصباغ ما یصطبغ بہ اے یصبغ بہ الخبز وصبغ عطف علی الدہن اے ادام تیسری دلیل حیوانات کے متعلق وان لکم فی الانعام لعبرۃ کہ چارپاؤں میں بھی تمہارے لئے بہت غور کیجائے ہے انکی پیدایش اور تولد و تناسل اور انکا شعور و ادراک تو دفتر معرفت ہے ہی مگر تم صرف انکے انہیں فایدوں کو ہی دیکھو (۱) نسقیکم کہ ہمیں انکا دودہ پلاتے ہیں اور پیٹ کی آلایش اور خون میں سے کس حکمت بالغہ سے جدا کیا اور نکالا جاتا ہے (۲) ولکم فیہا منافع کثیرۃ دودہ کے سوا تمہارے لئے انمیں اور بھی فوائد ہیں انکی اون اور جلد کو کام میں لاتے ہو (۳) ومنہا تاکلون کہ بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور انکا گوشت تمہاری عمدہ غذا ہے (۴) وعلیہا وعلی الفلک تحملون کہ انپر بلکہ کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو بوجھا لادتے ہو پھر جو قادر با کمال یہ کر رہا ہے کیا وہ اپنی حکمت بالغہ سے انسانکو ایک نئی زندگانی نہ دیگا اور اسکی حیات کا سلسلہ اسی چندروزہ حیات پر تمام کر دیگا

سلہ وماکنا عن الخلق غافلین کی پھر سے دلیل ہے کہا جسمیں بعض چیزوں کو چند فقرہ بیان الوہیت ہیں اور بعض بالطبیعت سے خالق و فاعل ہونیکا کارخانہ چلے وہم سے قائل ہیں ۱۲ منہ

ربع

ع ۲۲

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور البتہ نوح کو ہمنے اسکی قوم کیطرف بھیجا تب اسنے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں　تم کیا ابھی نہیں ڈرتے۔　سو اسکی قوم کے کافر سرداروں نے

مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا

یہ کہا کہ یہ ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک آدمی تمپر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے　اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے ہی نہ بھیجدیتا　ہمنے اپنے اگلے باپ دادا سے یہ

الْأَوَّلِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

کبھی نہیں سُنا　یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے　پس اسکا ایک وقت تک انتظار کرو۔ نوح نے کہا اے رب انہوں نے تو مجھے جھٹلایا ہی ہے تو ہی میری مدد کر　پھر ہمنے اسکی طرف وحی کی کہ ہماری مدد اور حکم سے کشتی

بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

تیار کر۔ پھر جب ہمارا حکم آوے　اور تنور یعنی زمین سے پانی اُبلنے لگے تو کشتی میں　ہر چیز کا جوڑا سوار کرلے　اور اپنے کنبے کو بھی مگر انمیں سے جنکے ڈبو دینے کا حکم ہو چکا ہے

مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ۝ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

انکو نہیں اور ظالموں کے معاملہ میں مجھسے بات نہ کرنا　کیونکہ وہ سب ڈوبنے والے ہیں۔　پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہیں　کشتی پر سوار ہولیں　تو کہنا حمد ہے اُس اللہ کیلئے کہ جسنے ہمکو

نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝

ظالم قوم سے نجات دی۔ اور دعا کرنا کہ اے رب مجھکو کشتی سے برکت کے ساتھ اتارنا　اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔　بیشک اس قصے میں بہت سی نشانیاں قدرت ہیں　اور ہمکو تو آزمائش منظور تھی

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝

پھر انکے　بعد ہمنے　اور دوسرا قرن پیدا کیا۔　پھر ان میں ہمنے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا　کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے

اب یہاں سے چند انبیاء گذشتہ کے تذکرے بیان کرتا ہے جنکے ذکر سے یہ چند باتیں ظاہر کرنی مقصود ہیں (۱) یہ کہ جسطرح اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تمہاری قوم تم سے کج بحثیاں اور شبہات رکیکہ کرتی ہے اسیطرح پہلے لوگ انبیاء سابقین کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت بڑے بڑے معجزے دکھا کر آخر کار ان کو ہلاک و برباد کیا ہے ایسا ہی تمہارے مخالفوں کے ساتھ ہونیوالا ہے (۳) یہ کہ سب انبیاء خدا پرستی اور توحید کی تعلیم کرتے آئے ہیں یہ جو بت پرستی کو تقلید آباؤ اجداد سے ایک امر جائز قرار دیتے ہیں محض غلط بات ہے (۴) خدا تعالیٰ ہر ایک قرن کو غارت کرکے اسکے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا آیا ہے پھر کیا مرنیکے بعد زندہ نہیں کرسکتا ہے

سب سے پہلا قصہ حضرت **نوح** علیہ السلام کا ہے جسمیں بڑی بات کلام سابق کے ساتھ موجب ربط یہ ہے کہ وہاں فرمایا تھا ہم آسمان سے پانی ایک اندازہ خاص کے ساتھ تمہارے فائدے کیلئے نازل کرتے ہیں اور جب بندے سرکشی کرتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ سے باز نہیں آتے تو اسی رحمت کو ہم زحمت کردیتے ہیں جیسا کہ قوم نوح کیلئے ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا شرک سے منع کیا انکی قوم نے کہا (۱) یہ تم جیسا آدمی ہے اسمیں فضیلت کی کیا بات ہے (۲) اللہ نے اسکو کیوں بھیجا فرشتے کیوں نہ بھیجدیے (۳) یہ حکم ہمنے باپ دادا سے نہیں سُنا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو (۴) اسکی یہ باتیں خلاف عقل ہیں یہ دیوانہ ہے (۵) یہ جو کہتا ہے کہ عذاب آئیگا دیکھو آتا ہے کہ نہیں چونکہ یہ شبہات بے بنیاد تھے انکا جواب ذکر نہ کیا آخر کار نوح نے دعا کی کہ الٰہی میری مدد کر اسپر حکم ہوا کہ کشتی تیار کر اور اسمیں اپنے خاندان کو بجز انکے کہ جنکی تقدیر میں ازل سے ہلاکت لکھی گئی الا من سبق علیہ القول اور ایمانداروں کو اور ہر چیز کے جوڑے کو سوار کرلے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور باقی سب لوگ کہ جنمیں انکا بدبخت بیٹا بھی تھا غرق ہوگئے اس قصہ کی کامل تشریح پہلے ہوچکی اور فار التنور کے معنی بھی ہم بیان کر آئے ہیں قصہ کو تمام کرکے نتائج مذکورہ بالا کی طرف اشارہ کرتا ہے ان فی ذالک لآیات کہ اسمیں بڑی نشانیاں قدرت کی ہیں پھر فرماتا ہے انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کیا

وقال الملأ من قومه الذين كفروا وكذبوا بلقاء الآخرة وأترفناهم في الحياة الدنيا ما هذا إلا بشر مثلكم يأكل مما

اور رسول کی قوم کے وہ سردار جو منکر تھے اور جنہوں نے آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا اور ہمنے انکو زندگی دنیا میں آسودگی بھی دی تھی یہہ کہنے لگے کہ رسول ہے کیا مگر تم ہی جیسا ایک آدمی

تأكلون منه ويشرب مما تشربون ۝ ولئن أطعتم بشرا مثلكم إنكم إذا لخاسرون ۝ أيعدكم أنكم إذا متم وكنتم ترابا وعظاما

کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیا کرتے ہو اور اگر تمنے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خسارہ میں پڑ گئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے

أنكم مخرجون ۝ هيهات هيهات لما توعدون ۝ إن هي إلا حياتنا الدنيا نموت ونحيا وما نحن بمبعوثين ۝ إن هو إلا

تو تم پھر زندہ کر کے قبروں سے باہر نکالے جاؤ گے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہی بہلا وہ کہاں وہ کہاں صرف یہی ہماری دنیا کی زندگانی ہے یہیں ہم مرتے اور زندہ ہوتے ہیں اور ہمکو تو مر کر زندہ ہونا نہیں یہ کچھ نہیں مگر

رجل افترى على الله كذبا وما نحن له بمؤمنين ۝ قال رب انصرني بما كذبون ۝ قال عما قليل ليصبحن نادمين ۝ فأخذتهم

ایک ایسا شخص ہے کہ جسنے اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہی اور ہمکو تو اسکا یقین آتے کا نہیں رسول نے کہا اے میرے رب میری مدد کر کہ اونہوں نے مجھے جھٹلایا۔ فرمایا تھوڑی دیر کی بعد یہ نادم ہو کر رہینگے پھر تو وعدہ برحق پر

الصيحة بالحق فجعلناهم غثاء فبعدا للقوم الظالمين ۝ ثم أنشأنا من بعدهم قرونا آخرين ۝ ما تسبق من أمة أجلها وما يستأخرون ۝

انکو ایک ہیبتناک آواز نے پکڑا پھر تو ہمنے انکو چورا چورا کر دیا پھر ظالم لوگوں پر خدا کی پھٹکار ہے پھر ان کے بعد ہم نے اور قرن پیدا کیے۔ کوئی قوم بھی اپنے وقت سے آگے نہ بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے

ثم أرسلنا رسلنا تترا كلما جاء أمة رسولها كذبوه فأتبعنا بعضهم بعضا وجعلناهم أحاديث فبعدا لقوم لا يؤمنون ۝

پھر لگاتار ہم اپنے رسول بھیجتے رہے۔ جب کوئی رسول اپنی قوم پاس آتا رہا وہ اسکو جھٹلاتی ہی گئی پھر ہم بھی ایک قوم کو دوسری کے پیچھے ہلاک کرتے گئے اور انکو ہمنے کہانیاں بنا دیا پس پھٹکار ہے اُس قوم پر جو ایمان نہیں لاتی

اور انمیں ہی ایک اور رسول بھیجا یہ **دوسرا قصہ** ہے۔ اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صالح علیہما السلام ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور مرکر زندہ ہونیکا بھی وعدہ کیا تھا جسپر انکی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور کافر تھے اور اللہ نے انکو دنیا میں ثروت و دولت بھی دی تھی (کیونکہ ایسی باتیں یہی دنیا دار و دولتمند غرور میں آکر کیا کرتے ہیں) واہی بیہودہ شبہات کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہی جسطرح ہم کھاتے پیتے ہیں یہہ بھی اسی طرح اور وہی چیزیں کھاتا پیتا ہے پھر ایسے شخص کی حکم پر چلنا جو ہم جیسا انسان ہے خرابی میں پڑنا ہی (ان حمقا نے رسول کو یہہ سمجھا تھا کہ وہ نوع انسانیت سے علحدہ کوئی اور ہی طرح کا ہونا چاہئی) اور یہ کہ یہہ جو کہتا ہی کہ مرکر اور بوسیدہ ہوکر بھی لوگ زندہ ہوں گے تو یہہ بہت بعید بات ہی صرف دنیا ہی کی موت اور زندگی ہی یہہ جھوٹا آدمی اسکی بات پر ہم کو یقین نہیں آتا تب نبی نے دعا کی کہ میری مدد کر حکم ہوا کہ ابھی یہہ اپنے کیے پر نادم ہونگے چنانچہ ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ ایک ہیبتناک آواز آئی جس سے وہ مر کر رہ گئے اسکی تشریح بھی چوتھی جلد میں ہو چکی ان کے بعد یکے بعد دیگرے خدا نے اور قرن پیدا کیے قرن زمانہ کو مراد اہل زمانہ ہیں۔ یہ تیسرا واقعہ ہے یعنی اور بھی قومیں آئی ہیں اور انمیں بھی لگاتار ہم رسول بھیجے گئے مگر ہر ایک قوم کے ہلاک کا ایک وقت مقرر ہے اس سے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتا رسول کی تکذیب سے فوراً ہلاک نہیں ہوئے اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی ہی کہ آپکی منکروں کی بربادی کا بھی وقت مقرر ہی انکی تکلیفیں اسوقت تک اوٹھانی پڑینگی آپ گھبرا کر جلدی کرنیسے فوراً ہلاک کر دینا ہمارا دستور نہیں پھر فرماتا ہے کہ جب ان قرن والوں کی پاس انکا رسول آیا یہ بھی تکذیب سے پیش آئی سو ہم نے بھی یکے بعد دیگرے ہر ایک قرن کو ہلاک کیا فاتبعنا بعضہم بعضا کے یہہ معنی اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلی امت کی طرح دوسری امت کا بھی تکذیب میں وہی دستور رہا وہ انہیں کی چال چلے لیکن اول معنی ظاہر ہیں انکو یہانتک ہلاک کیا کہ انکا کوئی نشان بھی باقی رہا صرف انکے قصے اور تذکرے باقی رہ گئے وجعلناہم احادیث سو انپر پھٹکار ہے۔ اسمیں اجمالاً بہت سے انبیاء کا تذکرہ ہی۔

لہ تترا ای متواترین واحدا بعد واحد من الوتر والتاء بدل من الواو کما فی تولج والالف للتانیث باعتبار ان الرسل جماعة وقرء بالتنوین علی انه مصدر بمعنی الفاعل وقع حالا۔ ابو السعود۔ قرأ ابن کثیر وابو عمرو منونة والباقون بغیر تنوین وهو اختیار اکثر اهل اللغة لانها فعلی من المواترة وهی المتابعة وفعلی لا ینون کدعوی۔ ک ۱۲ انه تترا التاء بدل من الواو ولانه من المواترة وهی المتابعة ومن ذلک قولهم جاءوا علی وتیرة واحدة ای علی طریقة وهو نصب علی الحال ای متتابعین فی الاصل انه مصدر وقیل صفة لمصدر محذوف ای ارسالا متواترا والفها ما للالحاق بجعفر کارطی او بدل من التنوین ۱۲ عبد الحق

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ

پھر ہمنے موسیٰؑ اور اسکے بہائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند کے ساتھہ۔ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بہیجا پس اونہوں نے تکبر کیا اور وہ ایک سرکش قوم تہی

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۞ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى

پھر اونہوں نے کہا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے اویں کہ انکی قوم ہماری غلامی کرتی ہے آخر انکو جھٹلاہی دیا پھر تو وہ بھی ہلاک ہی کیے گئے اور البتہ ہمنے موسیٰؑ کو

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۧ

کتاب دی تہی تاکہ لوگ اسی سے ہدایت پاویں۔ اور ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو ماں کو قدرت کا نشان بنا دیا تہا اور انکو ایک بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور جسمیں پانی کا چشمہ تہا۔

ترکیب

ہارون بدل ہے اخاہ سے مثلنا اسکو مفرد لائے تثنیہ نہ لائے حالانکہ تثنیہ و جمع بہی آتا ہے یا تو یہ مصدر ہے جسمیں تثنیہ و جمع برابر ہیں یا بشریت میں مماثلت ہے نہ کیفیت میں وقومہما جملہ حال ہے آیۃ مفعول ثانی ہے جعلنا کا معین یا تو فعیل ہے معن بمعنی شئی قلیل سے اور اسی سے ماعون ہے یا عنتہ اذا ابصرتہ سے ہے اے ماء جار ظاہر تراہ العیون واصلہ معیون۔

یہہ **چوتھا** قصہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ہے کہ ہمنے انکو معجزات **تفسیر** اور سلطان مبین کے ساتھہ فرعون مصر اور انکی قوم کے پاس بہیجا تہا لیکن وہ سرکش لوگ تہے کہنے لگے جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی ہم ہیں اور نیز تمہاری قوم ہماری خدمت کرتی ہے یعنی ذلیل قوم کے ہو پہر کیونکر مانیں انکار کیا ہلاک ہوے سلطان مبین سے مراد یا تو وہی آیات یعنی نو معجزے ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور سلطان مبین انہیں سے کوئی خاص معجزہ ہے جیسا کہ عصیٰ اور خاص کا عام پر عطف جائز ہے جیسا کہ ملائکہ کے بعد جبرئیل و میکائیل کا ذکر آیا ہے اور ممکن ہے کہ آیات سے مراد نفس معجزات ہوں اور سلطان مبین سے انکی وہ کیفیت جو انکے صدق پر دلالت کرنے سے متعلق تہی یا ایک ہیبت و وقار جو انکو عطا ہوا تہا انکے ہلاک کے بعد جب کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر شام کو روانہ ہوے اور بحر قلزم کو عبور کر کے اُس میدان میں آئے کہ جسکو تیہ کہتے ہیں تو یہاں انکو بنی اسرائیل کی ہدایت اور انتظام کے لیے ایک کتاب خدا تعالیٰ نے دی تہی جو باتفاق جمہور اہل کتاب[۱] و اہل اسلام توریت تہی۔ پس وہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنام توریت تصنیف کی گئی اصلی توریت نہیں۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب (ای التوراۃ) جلالین۔ لعلہم یہتدون کے یہی معنی ہیں۔

وجعلنا ابن مریم الخ یہہ **پانچواں** قصہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ہے انکی تمام قصہ کو چھوڑ کر صرف اس جگہہ یہہ بات تبلائی گئی کہ ہمنے اُن دونوں کو آیت یعنی اپنے ہاں کی ایک نشانی بنایا تہا۔ باتفاق جمہور مفسرین حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تہا کہ حضرت مریم کو بغیر کسی مرد کے حمل ہا اور سے پیشتر عبادتخانہ میں انکے پاس عجیب بے موسم کے میوے آتے تہے اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کی پیدا ہونیکی وجہ سے اور معجزات دکہانیکی وجہ سے نشانی تہے چونکہ دونوں کا نشانی ہونا ایک عجیب بات تہی اس لیے دونوں کو بلفظ واحد آیۃ ذکر فرمایا آیتین نہ کہا۔ اس آیت سے حضرت مسیح کا بغیر باپ کی پیدا ہونا بخوبی ثابت ہو گیا پہر جو تاویل یا انکار کرتے ہیں وحی کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتے ہیں اس نشانی سے چاہیے تہا کہ بنی اسرائیل فائدہ اوٹہاتے ایمان لاتے راہ راست پر آتے اسکے برعکس انکی جان کے دشمن ہو گئے اسلیے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو بحالت صغر سنی مریم کے چچا زاد بہائی یوسف نجار ہیرودیس حاکم کے خوف سے مصر کی طرف[۲] لیکر چلے گئے تہے اور سالہا سال وہیں رہے یہاں دریائے نیل کا پانی جاری ہے اور یہ جگہہ مرتفع ہے لیکن ابو ہریرہؓ نے مقام رملہ[۳] بتایا ہے۔

[۱] چنانچہ توریت سفر استثنا کے اکتیسواں[۳۱] باب کو چوبیس[۲۴] درس میں لکہا ہے قولہ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکہہ چکا اور وے تمام ہوئیں تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کی عہد کے صندوق کو اوٹہاتے تہے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکہو الخ یہی وہ توارت تہی جو حضرت موسیٰ کو ملی تہی آخر کار یہ کتاب موسیٰ کے بعد سلیمان کے عہد تک کے زمانے میں بنی اسرائیل پر مصائب آنیکی وجہ سے تلف ہو گئی چنانچہ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ صندوق کہولا تو اسمیں صرف پتہر کی دو لوح برآمد ہوئیں کتاب نہ ملی جیسا کہ کتاب اول سلاطین کے آٹھہ باب تو ورس میں ہے [۲] انجیل متی کے دوسرے باب تیرہ درس میں اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ [۳] رملہ ملک مصر میں ایک خاص جگہہ ہے۔ ۱۲ منہ

له مکان مرتفع ذات قرار ای مستوية يستقر عليها ساكنوه ۱۲ ج

وراء مجموعہ کا ... نا

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا

اور ہمنے کہدیا تھا کہ اے رسولو پاک چیزیں کھایا کرو اور اچھے کام کرتے رہو میں جو کچھ تم نیک کام کرتے ہو اوس سے واقف ہوں اور البتہ یہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے اور میں ہی تم سب کا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝

رب ہوں پس مجھی سے ڈرا کرو پھر لوگوں نے اپنے اپنے دین کو جدا جدا کر لیا جو دین جسکے پاس ہے ہر ایک اوسی سے خوش ہے اے نبی ایک وقت تک انکو اپنی نشے میں پڑا رہنے دو

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ

کیا وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جو انکو مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں (کیونکہ ہم ان کو فائدے پہونچانے میں جلدی کر رہے ہیں (ہرگز نہیں) بلکہ وہ سمجھتے ہیں بیشک وہ جو اپنے رب کی ہیبت

رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا

سے ڈرتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہیں کرتے اور وہ جو کچھ دیتے ہیں تو اسی طرح دیتے ہیں

وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝

کہ انکے دل ڈر رہے ہیں کہ انکو اپنے رب کے پاس جانا ہے (شاید قبول ہو یا نہ ہو) یہی وہ لوگ ہیں کہ جو نیک کاموں میں دوڑ رہے ہیں اور وہی آگے بھی رہتے ہیں۔

ف سب حضرات انبیاء علیہم السلام یعنی تمام اصول دین اور عبادت میں ایک ہی گروہ ہیں سب کا ایک ہی خدا ہے واحد ہے ۱۲ منہ

ترکیب

انّ کو قراء کوفہ نے بکسر الہمزہ پڑھا ہے تب یہ جملہ مستانفہ ہے ہٰذہ اسکا اسم امتکم خبر اور امۃ واحدۃ منصوب ہے حال لازمہ ہونیکی وجہ سے خبر انّ سے دیگر قراء نے انّ بالفتح پڑھا ہے یا تو لام مقدر مان کر جو اتقون سے متعلق ہوگا ای فاتقون لان ہٰذہ اور موضع ان کا نصب ہے یا جر یا یہہ معطوف ہے ماقبل پر۔ زبرا الضمتین جمع زبور ای کتبا مختلفہ یعنی جعلوا دینہم ادیانا و زبرا قطعا استعیرت من زبر الفضۃ والحدید (کبیر) وتقرء بفتح الباء وہو جمع زبرۃ وہی القطعۃ والفرقۃ والنصب علی الوجہ الاول علی الحال من امرہم وعلی الوجہ الثانی حال من الفاعل۔ ان ما بمعنی الذی وخبر ان نسارع

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرما کر انکے اس شبہہ کا جواب ہیں (کہ ان رسولوں میں ہمسے کیا فوقیت ہے جو ہم کہاتے پیتے ہیں یہ بھی وہی کہاتے پیتے ہیں یعنی ملائکہ یا انکی مانند کیوں نہیں) فرماتا ہے کہ ہمنے رسولوں سے یہہ کہدیا تھا کہ طیب یعنی حلال اور پاک چیزیں کہاؤ تمہارے ہی لئے یہ نعمتیں ہمنے پیدا کیں ہیں ہاں حرام اور گندی چیزیں نہ کہاؤ بزرگی کا مدار پاک اور حلال چیزوں کی ترک کر دینے پر نہیں جیسا کہ بعض سمجھے ہوئے ہیں اور ان نعمتوں کی شکر میں وعملوا صالحا نیک کام کیا کرو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ اے رسولو تم سب کا ایک ہی طریقہ ہے توحید وعبادت اسیطرح تمہاری سب امتیں بھی باہم الگ الگ مذاہب کے لوگ نہیں اصول شریعت میں سب ایک ہیں اور تم سب کا رب بھی میں ایک ہوں پس مجھسے ہی ڈر کر بری باتوں سے پرہیز کیا کرو لیکن انبیاء کی بعد ان کے پیروں نے باہم افراط وتفریط کر کے جدے جدے فرقے بنا لئے پھر ہر فریق اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہے یہود اپنے ہی آپ کو راہ راست پر جانتے ہیں نصاریٰ اپنے تئیں مشرکین ومجوس اپنے مذہب کو موجب نجات خیال کر رہے ہیں حضرت کو فرماتا ہے فذرہم الخ انسے حجت وتکرار نکرو انکو اپنی غفلتوں کے دریا میں ڈوبا رہنے دو ایک وقت تک بعض علماء کہتے ہیں اسوقت سے مراد وہ وقت ہے کہ جب اسلام اپنی پوری شوکت دنیا میں ظاہر کریگا پھر تہدید کا چابک انکو بیدار وہوشیار کر دیا جاویگا بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الٰہی کی وقت تک کہ پھر انکو آپ معلوم ہو جاویگا وہ دنیا کی ثروت و دولت کثرت اولاد مال کو اپنے مذہب کے برحق ہونیکی دلیل جانتے تھے بلکہ اب بھی کہا کرتے ہیں ہمنے فلاں دیوی دیوتا کی نذر بھینٹ کی تو اوسنے ہم کو مال واولاد دیا اسکے جواب میں فرماتا ہے ایحسبون انما نمدہم الخ کہ کیا وہ اس فراخی مال واولاد کو ہماری مہربانی سمجھتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ لا یشعرون انکو شعور نہیں چارپائے ہیں کیونکہ دنیا فانی کی آسایش کچھ چیز نہیں حیوانات کو بھی نصیب ہے ہاں جو ہماری مہربانی ہے اور انکے لئے ہم بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو شرک نہیں کرتے اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہو یہی لوگ نیکی میں دوڑنے اور سبقت کرنیوالے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ

اور ہم کسی پر بوجہ نہیں ڈالتے مگر اسیقدر کہ اوٹہا سکے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ سچ کہدیگی اور انپر کچہہ بہی ظلم نہ ہو گا۔ بلکہ انکے دل اس سے بیہوشی میں پڑے ہوے ہیں اور اسکے سوا انکے اور بہی

دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ○ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔرُوْنَ ○ لَا تَجْــَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ

کام ہیں کہ جنکو وہ کیا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ جب اونکے مالداروں کو ہم آفت میں مبتلا کریں گے تو وہ فوراً چلا اوٹہینگے۔ (کہا جائیگا) آج کیوں چلاتے ہو تمہاری ہمارے ہاں سے کچہہ بہی مدد نہ ہوگی۔

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ○ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ○ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

تمپر میری آیتیں پڑہی جایا کرتی تہیں پس تم تو اُلٹے پاؤں بہاگا کرتے تہے۔ غرور میں آکر اسکو قصہ کہانی سمجہ کر چہوڑ کر چلے جایا کرتے تہے۔ کیا اونہوں نے ارشاد الٰہی (یعنی قرآن) میں غور نہیں کیا

اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ

کیا انکے پاس کوئی ایسی (نئی) بات پہنچی ہی کہ جو انکے اگلے باپ دادا کے پاس نہ پہنچی تہی۔ کیا اونہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تہا جو یہ اسکے منکر ہو گئے۔ کیا وہ یہ کہتے تہے کہ اسکو جنون ہے۔ (ایسی کوئی بات نہ تہی) بلکہ رسول انکے پاس

بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ○ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

سچی بات لایا تہا اور انمیں سے اکثر تو سچ سے نفرت ہی رکہتے تہے۔ اور اگر حق انکے خواہش کے تابع ہوا کرتا تو اسمان اور زمین اور جو کچہہ انمیں ہے سب کچہہ خراب ہو چکتا بلکہ ہم نے تو انکی نصیحت انکو پہنچا دی تہی

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ اَمْ تَسْــَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

سو وہ اپنی نصیحت کی بات سے مُنہ موڑتے ہیں۔ اے نبی کیا تم انسے کچہہ اُجرت مانگتے ہو پہر اُجرت تو تمہارے رب کی بہت بہتر ہے اور وہی سب سے اچہا روزی دینے والا ہے۔ اور البتہ تم انکو سیدہے رستہ کی طرف بلا رہے ہیں

اہل ایمان کی چند اوصاف حمیدہ ذکر کر کے فرمایا تہا کہ یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کر رہے ہیں اب مخالفوں کو رغبت دلاتا ہے کہ لا نکلف نفسا الا وسعہا ہم کسی پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجہ نہیں ڈالتے یعنی احکام سخت پر مامور نہیں کرتے آسان اور سہل حکم دیا کرتے ہیں پہر اے کمبخت منکرو تم کیوں ان نیکیوں میں پیچہے رہے جاتے ہو؟ اور یہ خیال کرنا کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بیفائدہ ہے انکو آخرت میں کون یاد رکہیگا؟ غلط خیال ہے کسلئے کہ ولدینا کتاب ینطق بالحق وہم لا یظلمون ہمارے پاس ایک کتاب ہے اسمیں یہ سب کچہہ لکہا جاتا ہے ہر فرد و بشر کے اعمال کراماً کاتبین لکہا کرتے ہیں یہ کتاب ایک ایک بات ٹہیک ٹہیک بیان کر دیگی اور کسی کا کوئی عمل نہ رہ جائیگا کہ اپر ظلم ہو ظلم نہوگا۔ اسی کتاب کا آگے ذکر آچکا ہے ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا اگر اس سے دنیا کی کتابوں کی مانند کاغذ پر لکہی ہوئی کتاب مراد نہیں بلکہ اور قسم کی کتاب یعنی یادداشت الٰہی واللہ اعلم۔ یہ باتیں سُنکر بہی کفار نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتے بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا الخ بلکہ انکے دل اس بات سے غفلت میں ہیں اور اسپر ہی بس نہیں بلکہ ولہم اعمال من دون ذالک اسکے سوا انکے اور اعمال بہی ہیں جنکو وہ عمل میں لا رہے ہیں پہر یہ تم گار اپنے اعمال بد میں یہانتک گرفتار ہیں حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الخ کہ جب ہم انکے دولتمندوں کو جو دولت کے نشہ میں مغرور ہیں عذاب میں مبتلا کرینگے تو یجئرون دہائی دینے لگیں گے۔ اس عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے۔ یہ عذاب سب کفار کیلئے ہے مگر دولتمندوں کی تخصیص اسکے غرور و تکبر کی وجہ سے ہوئی۔ ملائکہ اسوقت کہینگے اب کیوں دہائی دیتے فریاد کرتے ہو آج تمکو مدد الٰہی نہ پہونچیگی۔ قد کانت آیاتی الخ کیونکہ تمہارے سامنے میری آیتیں پڑہی جایا کرتی تہیں تم تکبر کی راہ سے انکو چہوڑ کر قصہ کہانیوں میں مشغول ہوتے تہے تسمیرات کو قصہ گوئی کرنا۔ عرب کی عادت تہی کہ رات کو لوگ مجتمع ہو کر قصہ خوانی کیا کرتے تہے تہجرون ہجر بالکسر معنی جدائی ہجر بالفتح ہذیان و بالضم فحش کعبہ کے ارد گرد بیٹہہ کر قریش مکہ قصہ خوانی کرتے تہے اور آنحضرت اور قرآن کی ہجو و حقارت بہی کیا کرتے تہے۔

اب فرماتا ہے کہ ان باتوں کا عمل میں لانا یا تو اسلئے تہا کہ قرآن مجید میں کوئی خوبی نہ تہی جو اس سے بہاگتے تہے اس کے جواب میں فرماتا ہے افلم یدبروا القول کہ انہوں نے کیا قرآن اور نبی کے ارشاد میں غور نکیا تہا یعنی کرنا چاہیے تہا دوسرے نبی کی آدمی کو اور اونکی نصائح کو ایک ورپی بات جانتے تہے سو یہ بہی غلط کیونکہ ام جاءہم کیا انکے پاس رسول کوئی نئی بات لائے تہے جو انکے باپ دادا کے پاس پہلے انبیاء نہ لائے تہے؟ تیسری بات یہ کہ وہ رسول سے واقف نہ تہے بلکہ خوب واقف تہے کہ قبل نبوت انکو سچا دیانتدار خدا ترس جانتے تہے پہر بعد نبوت جہوٹ بولنے سے کیا غرض تہی؟ ام لم یعرفوا رسولہم

الربع

وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس رستہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں اور اگر ہم انپر رحم کرکے انکی تکلیف کو بھی دور کردیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہ بنے رہیں گے

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ

اور البتہ ہمنے انکو عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی وہ اپنے رب کی طرف نہ جھکے اور نہ عاجزی کرنیوالے تھے ۔ یہانتک غفلت میں رہے کہ جب ہمنے انپر سخت عذاب کا دروازہ کھولدیا تو فوراً

فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

اسمیں نا امید ہوگئے ۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے ۔ تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو ۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زمین میں پھیلادیا اور (قیامت میں)

وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

اسکی طرف جمع کرکے لائے جاؤگے ۔ اور وہی تو ہے کہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی رات دن کا بدلنے والا ہے ۔ تو پھر تم کیا نہیں سمجھتے ۔ بلکہ انھوں نے بھی ایسی ہی بات کہدی جو پہلوں نے کہی تھی

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

انھوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہم مرجاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاوینگے تو پھر بھی زندہ کئے جاوینگے؟ اس کا تو ہمسے اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے یہی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں

جو تھی بات یہ ہے کہ باوجود اس خدا ترسی اور راستبازی کے سیکڑوں تکلیفیں اٹھا کر دنیاوی فوائد پر لات مار کر قوم کو آنیوالی مصیبتوں سے پرحذر کرنا توحید و راستبازی پھیلانا کسی دیوانہ آدمی کا کام نہیں پھر کیا انھوں نے رسول کو دیوانہ سمجھا تھا ام یقولون بہ جنۃ یہ کچھ نہیں تو یقین کر لینا چاہئے کہ جاءہم بالحق رسول انکے پاس دین حق لیکر آچکا تھا لیکن اکثرہم للحق کارہون انہیں سے اکثر کو حق سے کراہت و نفرت ہے ۔ اپنی کج طبعی اور تیرہ باطنی سے چاہتے ہیں کہ انکی خواہش کے موافق دنیا میں رسول احکام جاری کیا کریں و لو اتبع الحق اہواءہم الخ اگر ایسا ہو تو آسمان اور زمین اور انکے رہنے والے خراب ہو جاویں ۔ ریل کا انجن اگر کسی نادان کے سپرد کیا جاوے تو گاڑیاں الٹ جاویں صدہا آدمی مر جاویں ۔ بس ہم انکو انکے سمجھنے اور درست ہونیکی چیز انکو دیتے ہیں پر وہ اس سے اعراض کر رہے ہیں پھر انکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس وعظ و نصیحت سے رسول کچھ ان سے مزدوری مانگتا ہے؟ کچھ نہیں بلکہ وہ اجر آخرت کا طالب ہے اور اللہ بہتر اجر دینے والا ہے اور اے محمد تم انکو سیدھے رستہ کیطرف بلا رہے ہو و ان الذین لا یومنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون اور آخرت پر یقین نہ لانیوالے سیدھے رستے سے پھرے جا رہے ہیں افسوس ۔

و اذ اخذناہم بالعذاب میں مفسرین کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کی بد دعا سے قریش مکہ پر سات برس کا ایسا سخت قحط پڑا کہ جسمیں وہ چلا اٹھے کتے اور مردار تک کھانیکی نوبت آگئی دہائی دینے لگے جسکے جواب میں انپر عتاب ہوتا ہے کہ اب دہائی دیتے ہو ہمارے رسول پر کیوں ایمان نہ لائے آخر کار ہون تک عتاب ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آنیوالے عذاب کی خبر ہے جو بوقت مرگ یا آخرت میں پیش آئیگا اور کفار اسوقت چلائیں گے دہائی دینگے تب انکے جواب میں یہ عتاب ہوگا قوی تر یہ ہے کہ آنیوالی مصیبت کی خبر دیجاتی ہے وہ قحط شدید اور واقعہ بدر تھا جسمیں قریش چیخ اٹھے تھے اور انکے حال پر جواب با عتاب ناطق تھا اور آئندہ مرنیکے بعد اور پھر قیامت میں بھی عذاب شدید پیش آئیگا جہاں کی فریاد و زاری کرنے پر یہی جواب عتاب دیا جائیگا اس لئے فرماتا ہے اور جو ہم اس مصیبت سے کہ جسمیں انکو مبتلا کیا کرتے میں نجات بھی دیں تو پھر اپنی ہی سرکشی میں اڑ جاوینگے ۔ عذاب دفع ہونیکے بعد سرکشی کرنا تو انکے نزدیک معمولی بات ہے ۔

ولقد اخذنٰہم بالعذاب اور ہمنے انکو اول ایک عذاب میں گرفتار کیا تو اسوقت بھی ما استکانوا لربہم اپنے رب کیطرف نہ جھکے ۔ استکان استفعل من الکون انتقل من کون الی کون ۔ و یجوز ان یکون افتعل من السکون (کبیر) اور نہ جھکنے والے تھے ۔ حتی اذا فتحنا علیہم یہاں تک کہ اس مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کا دروازہ کھولا تو بھی نہ جھکے بلکہ رب کی رحمت سے نا امید ہوگئے حالانکہ اللہ وہ منعم حقیقی ہے کہ جس نے تمکو کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے پھر اس سے نا امیدی کرنا کیسی بری بات ہے اور اسمیں بھی اشارہ ہے کہ اس نے سننے کو کان دیکھنے کو آنکھ سمجھنے کو دل عطا کئے پھر خود دلائل الٰہی میں کیوں غور نہیں کرتے تاکہ انکو خود معلوم ہو جاوے کہ رسول جو کچھ فرماتا ہے وہ سراسر ہمارے فائدہ کے لئے اور برحق بات کہتا ہے ۔ اسکے بعد اور بھی اپنی نعمتیں اور اپنی قدرت کی کامل نشانیاں بیان کر فرماتا ہے کہ جس سے صاف معلوم ہو جاوے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے و ہو الذی ذرأکم فی الارض یہ نعمت ہے و الیہ تحشرون میں وعدہ ہے کہ جسنے تمکو زمین پر پھیلا دیا ہے وہی تمکو قیامت میں سمیٹ بھی لیگا اور وہو یحیی و یمیت میں نعمت بھی ہے اور قدرت کاملہ کی دلیل بھی ہے اسی طرح اختلاف اللیل و النہار بھی نعمت اور اسکی قدرت کی دلیل ہے اسکے بعد فرماتا ہے افلا تعقلون کہ تم پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ وہی بیہودہ بات کہے چلے جاتے ہو جو پہلے احمق کہہ چکے ہیں کہ مر کر اور ریزہ ریزہ ہو کر کیونکر بار دیگر زندہ ہونگے یہ صرف ایک جھوٹا وعدہ ہے جو ہمسے اور ہمسے پہلوں سے انبیا کرتے آئے ہیں اور یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ

اے نبی انسے یہ تو پوچھو کہ یہ زمین اور جو کچھ اسمیں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد کہینگے اللہ کا ہے ۔ کہدو کہ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے ۔ انسے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں کا رب کون ہے اور

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

عرش عظیم کا رب کون ہے وہ جلد کہینگے کہ یہ سب اللہ کا ہے ۔ کہدو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ۔ پوچھو کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ کون ہے جو بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ

جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد کہدینگے سب کچھ اللہ کا ہے ۔ انسے کہدو پھر تم کیسے دیوانے ہورہے ہو ۔ بلکہ ہمنے تو انکے پاس حق بات پہنچادی اور یہ بیشک جھوٹے ہیں ۔ خدا نے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکی ساتھ کوئی معبود ہی ہے

اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ع ۵

یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لگ لیے پھرتا (اسپر قابض ہوجاتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا ۔ جو جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سب سے پاک ہے ۔ وہ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے ۔ وہ انکے شریک بنانے سے بری ہے ۔

لیقولون قراءۃ جمہور میں لام سے ہے اور یہ لمن الارض کا جواب ہے اور اخیر دونوں سوالوں کے جواب میں اللہ واقع ہے اور لیقولون بھی ۔ بغیر لام میں لفظ کی رعایت ہے اور لام میں معنی کی لان المعنی فی قولہ من رب السموات لمن السموات ۔ ملکوت میں ت مبالغہ کے لئے بمعنی ملک اذا جواب ہے شرط محذوف کا **تفسیر** تقدیرہ لو کان معہ آلہۃ ۔

مسئلہ حشر اور رسالت کو تمام کرکے پھر مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے اور مشرکین کے مسلمات سے ہی انپر الزام قائم کیا جاتا ہے فقال قل لمن الارض اے نبی ان سے پوچھو کہ زمین اور اسکے رہنے والے کسکے ہیں وہ یہی کہینگے کہ اللہ کے کسلئے کہ وہ اللہ کے قائل تھے تب کہو کہ تم پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جسکے قبضۂ قدرت میں یہ سب ہیں اور وہ انکا خالق ہے تو اور معبودوں کا کیا استحقاق عبادت ہے بلکہ وہ بھی مخلوق اور مملوک ہیں پھر فرماتا ہے قل من رب السموات الخ کہ انسے یہ بھی پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہے اسکے جواب میں بھی وہ یہی کہینگے کہ اللہ ۔ تب انسے کہدو کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے اسکے سوا اور کون ہے کہ جسکو اسکے ساتھ حاجت روا سمجھکر پوجتے ہو تمکو ڈرنا چاہئے ۔ ان جملوں میں اثبات حشر بھی ہے کیونکہ وہ جو ان سب کا مالک ہے وہ مرکر زندہ کرنے پر بھی قادر ہے ۔ مسائل قرآنیہ کا باہم ایسا ارتباط ہے کہ ایک مسئلہ کے دلائل سے دوسرا بھی ثابت ہوجاتا ہے یہ کافی اعجاز ہے ۔ پھر فرماتا ہے کہ آسمان و زمین سے بھی تعمیم کرکے یہ سوال کرو کہ ہر ایک چیز پر کس کا قبضہ ہے اور وہ کون ہے کہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیسکتا ہے اور اسکے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو یہ بات معلوم ہے تو بتلاؤ (یقال اجرت فلانا علی فلان اذا اغثتہ منہ ومنعتہ) اسکے جواب میں بھی وہ اللہ ہی کہینگے پھر کہو کہ تم پر کسی نے کیا سحر کردیا کیا افسوں پڑھکر تمکو احمق بنادیا ہے کہ اس بات کو جانکر بھی اللہ کے سوا اسکی مخلوق کو پوجتے ہو ۔ جو دیدہ دانستہ احمق بنجائے تو محاورہ میں کہا کرتے ہیں کہ اسپر کسی نے جادو کردیا کسی نے اسکو منتر پڑھکر دیوانہ بنادیا نہ یہ مطلب کہ دراصل اسپر کسی نے سحر کردیا ہے ۔

عرب کے مشرک ہندؤں کا سا عقیدہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہ بھی کہدیتے ہیں کہ ایشر (خدا) جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اسکے برخلاف نہیں کرسکتا مگر باینہمہ سیکڑوں معبود بھی بنا رکھے ہیں کہیں دیوی پوجتی ہے کوئی ہنومان کو مانتا ہے کوئی مہادیو کا لنگ پوجتا ہے کوئی لشن کی مورت پر جل چڑھاتا ہے اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا جدا ہی معبود ہے آگ پانی حجر شجر آفتاب ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی کہ جسکو نہ پوجتے ہوں یہی حاجت روا جانکر ان کو پکارنا ان کی نذر نیاز کرنا ان کی پرستش ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشر کی مایا ہے یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا ۔ افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ اس کے قریب قریب برتاؤ کرنے لگے یہ اسکو توسل کہتے ہیں اور غیر قومیں جو اپنے بزرگوں سے ایسے ہی معاملات کریں تو اسکو شرک قرار دیتے ہیں فعل ایک ہی ہے ۔

پھر فرماتا ہے بل اتیناہم بالحق الخ کہ ہمنے انکو حق دین دیدیا ہر بات سچی کھولدی پر یہ جھوٹے منصوبے باندھتے ہیں ۔ مشرکین عرب میں سے بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہتے تھے عرب میں عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے انکے رد میں فرماتا ہے ما اتخذ اللہ من ولد الخ کہ اللہ نے کسیکو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ اور کوئی خدائی میں شریک ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خالق اپنی مخلوق پر قبضہ کرتا اور ایک کا دوسرے سے خلاف ہوکر لامحالہ ایک دوسرے پر غالب ہوتا اور اس جھگڑے میں انتظام عالم بگڑ جاتا اللہ پاک ہے انکی باتوں سے وہ چھپی اور کھلی ہر بات جانتا ہے اور کسیکو یہ بات حاصل نہیں

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰۤی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝

اے نبی تم یہ دعا کیا کرو کہ اے رب جس عذاب کا ان منکروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر تو اسکو مجھے دکھائے تو مجھے اے رب ان ظالموں میں شامل نہ کر لینا اور البتہ جسکا ہم انسے وعدہ کر رہے ہیں ہم قادر ہیں کہ اسکو اے نبی تمہیں بھی دکھادیں

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ

اے نبی برائی کو نیکی سے ٹال دیا کرو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ (آپکے حق میں) بکا کرتے ہیں - اور کہا کرو کہ اے رب میں شیطانی خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب میں تیری اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں

رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ

کہ شیاطین میرے پاس آویں (اور مجھے بھڑکائیں) (وہ تو اسی حال میں رہینگے) یہانتک کہ جب انمیں سے کسیکی موت آموجود ہوگی تو کہنے لگے گا کہ اے رب مجھے (دنیا میں) پھر بھیجدو کہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کوئی نیک کام کروں ہرگز نہ ہوگا

هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝

یہ تو ایک بات ہے کہ جسکو وہ کہہ رہا ہے اور انکے آگے تو ایک پردہ پڑا ہوا ہے قیامت تک - پھر جب صور پھونکا جاویگا تو اسروز نہ باہم قرابت کا پاس ہوگا اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا -

---

مایوعدون جملہ مفعول ہے تریني کا اما اصل میں ان ما تھا ما کہبد ان شرطیہ کے لئے آتا ہے فلاتجعلنی اسکا جواب لفظ رب اہتمام شان کے لئے مقدم ہوا علی متعلق ہے لقادرون سے بالتی میں ب الصاق کے لئے اور السیئۃ مفعول ہے ادفع کا ارجعون اصل میں رب ارجعنی تھا اور جمع کا لفظ فائدہ تکریر کے لئے آیا گویا یوں کہا ارجعنی ارجعنی - بعض کہتے ہیں رب کی تعظیم کے لئے صیغہ جمع کا لایا - اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہے ارجعونی کہ تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو -

تفسیر ہمزات جمع ہمزۃ وہو الدفع و التحریک الشدید والمراد وسواسہ -

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدے ہوتے تھے تو سنکر ہنسا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں بکتے تھے اور سخت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اس لئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنے وعدہ کے وثوق پر یہ حکم ارشاد فرماتا ہے (۱) قل رب اما تریني الخ کہ اے رب اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھاوے کہ جسکا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو اس عذاب میں مجھے شامل نہ کرنا - کیونکہ جب بدکاروں کی شرارت سے دنیا پر قہر الٰہی آتا ہے تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آجاتے ہیں جیسا کہ قحط اور وبا یا دشمن کا غلبہ - پھر فرماتا ہے وانا علی ان کہ منکر ہماری اس بات کو غلط سمجھیں اے نبی اس عذاب کو ہم تمھیں دکھا بھی سکتے ہیں - چنانچہ وہ عذاب آپ کو دکھا دیا ایسا سخت قحط کئی سال کا پڑا کہ جس میں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آئی اور سب چلا اٹھے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر گریہ و زاری دعا کے خواستگار ہوئے حضرتؐ کی دعا سے وہ بلا دفع ہوئی -

حجت میں مغلوب ہوکر وہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی کرنے لگتے تھے اور ایذائیں بھی طرح طرح سے دیتے تھے اس لئے آنحضرتؐ کو بالخصوص اور تبعاً حضرتؐ کے پیروں کو بھی جو ہدایت و ارشاد کی گدی پر بیٹھے ہیں یہ حکم دیتا ہے (۲) ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ کہ تم انکی اس بدکلامی کے عوض بدکلامی نکرو انکی ایذا کے مقابلہ میں ایذا نہ دو بلکہ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرو بدکلامی کے جواب میں نرم بات کہو ان کی تکلیفیں اٹھا کر دعا کرو - حدیث میں آیا ہے صل من قطعک اعط من منعک - کہ جو تجھ سے توڑے تو اس سے بھی محبت کا رشتہ جوڑ اور جو تجھے نہ دے تو اسکو بھی دے - کفار کی سخت تکلیفیں اٹھا کر بھی آنحضرتؐ یہی دعا کرتے تھے کہ اللہم اہد قومی انہم لایعلمون کہ الٰہی میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ نادان ہیں - کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی معاشرت پر خونخواری سفاکی بیرحمی کا الزام لگاتے ہیں اسلام نے وہ رحمدلی عفو حلم صلہ رحمی تعلیم کی ہے کہ ایسی کسی مذہب میں نہیں ملتی - جمہور محققین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے - وہ اور محل پر ہے یہ اور محل پر ہے

پھر فرماتا ہے (۳) وقل رب اعوذ بک کہ شیطان وسواس دلایا کرتا ہے مبادا وسوسہ شیطانی سے انسان ان بدکرداروں کے ساتھ تو تو میں میں کرنے پر آمادہ ہو جاوے اس لئے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے نہ کہ اسکے وسواس دل میں آویں نہ شیاطین پاس آویں - جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر اس کی بولی بولنے لگتا ہے اسی طرح شیطان جو بدی کا بھوت اور جن ہے آدمی پر کبھی مسلط ہوکر برے خیالات دل میں ڈالدیتا ہے لہذا پناہ مانگنا ضروری بات ہے -

پھر فرماتا ہے کہ تم شیاطین کے پاس آنے سے پناہ مانگا کرو کیونکہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور اس عالم کا پردہ آن سے اٹھ جاتا ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ

پھر جن کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پانے والے ہیں اور جن کا پلہ ہلکا ہوا تو یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے تئیں آپ برباد کیا سدا جہنم میں

خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا

رہا کریں گے ۔ انکے مونہوں کو آگ کی لپٹیں جھلستی ہونگی اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے ۔ ہم کہیں گے کیا تمکو میری آیتیں نہیں سنائی جایا کرتی تھیں پھر تم انکو جھٹلایا کرتے تھے ۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ

ہمپر ہماری شامت سوار تھی اور ہم گمراہ رہے اے ہمارے رب ہمکو اس میں سے نکالدے اگر پھر کریں تو ہم قصور وار ۔ فرمائے گا دور ہو اس میں پڑے رہو اور مجھسے بات بھی نکرو

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ

کیونکہ میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جو کہا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر اور تو بہت رحم کرنے والا ہے ۔ پس تمنے ان سے مسخرہ پن کیا یہانتک کہ انکے مشغلہ نے

أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

میری یاد بھی تمکو بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کرتے رہے آج کے دن میں نے انکو انکے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ ہی مراد کو پہنچ گئے ۔

اور ملائکہ عذاب اور برے اعمال کی سزائیں سامنے دکھائی دیتی ہیں تو کہنے لگتے ہیں رب ارجعون اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کہ جا کے اچھے کام کروں اس وقت اس خواب غفلت سے بیدار اور حظ لذات و شہوات سے ہوشیار ہوگا اور حسرتوں کا اردگرد ہجوم ہوگا بار بار یہ التجا کریگا وہاں سے جواب ہوگا کلا ہرگز نہیں یہ ایک بے فائدہ بات ہے جسکو وہ عبث منہ سے نکال رہا ہے ان کے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک **پھر تفسیر** دنیا میں واپس نہ آئیں گے ۔

یہاں سے تناسخ کا صریح ابطال ہوگیا اور یہی مسلک تمام انبیاء کا ہے ۔ پھر قیامت کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور کہ جس روز صور پھنکے گا تو اس روز نہ انسان کا نسب کام آویگا جیسا کہ دنیا میں رشتہ کا لحاظ ہوتا ہے کہ فلاں شخص ہے فلاں کی اولاد ہے فلاں قوم اور قبیلے کا ہے اونچی ذات کا ہے شریف خاندانی ہے یا کم قوم پاجی ہے اور نہ کوئی ان باتوں سے پوچھا جائے گا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام پڑے گا فمن ثقلت موازینہ الخ پھر جسکی نیکیوں کا پلہ بدی کے پلہ سے بھاری ہوگا وہ مراد پاویگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا جہنم میں جاویگا پھر آگے جہنم کی کیفیت بیان فرماتا ہے ۔ (موازین میں چند اقوال ہیں (۱) یہ کہ عدل و انصاف سے استعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ ہیں پھر جس کے اعمال کی قدر و منزلت ہوئی یعنی پسند الٰہی ہوئے وہ کامیاب ہے ورنہ خرابی میں پڑیگا ابن عباسؓ کہتے ہیں موازین جمع موزون اور یہ اعمال صالحہ کے موزونات ہیں جیسا کہ آیا ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا اسے قدر (۳) یہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوگی کہ جسکے دو پلے ہونگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے بھی مراد دنیا کی ترازو نہیں جسپر اعراض کا تولنا محال خیال کیا جاوے بلکہ اعمال تولنے کے مناسب جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہے ۔) انکے مونہوں کو آتش جہنم جھلس دیگی جلادیگی ۔ اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کلوح کے معنی دونوں ہونٹوں کا پھول کو دانتوں سے جدا ہونا ایک نیچے لٹک پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر اُنکے رونے چلانے پر فرشتے کہیں گے الم تکن آیاتی تتلی علیکم کہ دنیا میں کیا تم کو اللہ کی آیتیں نہ سنائی جایا کرتی تھیں کہ جنکو تم جھٹلایا کرتے تھے وہ کہیں گے ہماری بدبختی تھی اور ہم گمراہ تھے اب ہم کو اس آگ سے نکالدو اور دنیا میں بھیجدو پھر اگر ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں وہاں سے جواب ملیگا یہیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور بات نکرو خسار کتے کو ہت دہت کرنیکو کہتے ہیں سطلب یہ کہ کتے کی طرح بھونکتے رہو ذلت کا کلمہ ہے کیونکہ دنیا میں میرے بندوں میں سے ایک فریق یعنی ایمان والے دعا کیا کرتے تھے ربنا اغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین تم ان سے ہنسی تمسخر کیا کرتے تھے آج اس کا بدلہ تمکو دیا گیا تم یہاں رنج و دانت پیستے ہو وہ ایمان والے کامیاب ہیں جنت میں ہیں تمپر ہنستے ہیں ۔

تناسخ کا ابطال

میزان کی بحث

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ۝ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ

(جہنم میں انسے خدا) پوچھے گا کہ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے ہوگے وہ کہینگے ایک دن رہے ہونگے یا اس سے بھی کم بس شمار کرنیوالوں سے پوچھ دیکھئے۔ فرمائیگا دنیا میں دراصل بہت ہی کم رہے ہو کاش

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ

یہ بات تمہیں دنیا میں جانی ہوتی پھر کیا تمنے یہ سمجھ لیا کہ ہمنے تمکو نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تمکو ہمارے پاس پھر کر نہیں آنا ہے۔ پس اللہ جو بادشاہ برحق ہے (بیکار پیدا کرنے سے بری ہے) اسکے سوا کوئی معبود نہیں

الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

وہ عزت کے تخت کا مالک ہے اور جس نے اللہ کے سوا اور معبود کو پکارا کہ جسکے لئے اسپر کوئی بھی سند نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کو فلاح نہ ہوگی۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اور (اے نبی دعا کرو کہ اے ہمارے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے۔

ترکیب

قال یقرء علی لفظ الماضی عند اہل الکوفۃ و بلفظ الامر عند اہل الحرمین والبصرۃ والشام۔ کم ظرف ہے لبثتم کا اے کم سنۃ لبثتم فی الدنیا و فی قبورکم عدد بدل ہے کم سے اور سنین اس سے عدد سنین تمیز بھی ہوسکتا ہے۔ عادّین بالتشدید من العدد اے شمار کرنیوالے۔ و بالتخفیف علی معنی العادین اے المتقدمین کقولک ہذہ بئر عادیۃ اے سل من تقدمنا لو کا جواب محذوف ای ما لبثتم بہذہ المدۃ عبثا مصدر فی موضع الحال **تفسیر** او مفعول لہ و انکم معطوف ہے انما پر انہ بالکسر علی الاستیناف۔

منکرین قیامت سے بطور توبیخ کے وہاں یہ بھی سوال ہوگا کم لبثتم فی الارض الخ کہ جو تم کہتے تھے مرکر جینا نہیں اور زندگی ہے تو دنیا ہی کی زندگی ہے اور وہاں کی زندگی اور اُسکے لذات مال و جاہ پر تم مٹے ہوئے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مرکر زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب بتلاؤ کہ تم دنیا میں کسقدر ٹھہرے تھے۔ وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اور نیز اس وجہ سے بھی کہ گذری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کرتی ہے یوں کہینگے یوما او بعض یوم ایک روز یا اس سے بھی کم دنیا میں رہے تھے فسئل العادین چاہے آپ گنتی کرنیوالوں فرشتوں سے دریافت کر لیجئے فرشتہ کہیگا ایکدن یا نصف کہنا تو غلط ہے مگر یہ صحیح ہے کہ تم دنیا میں بہت کم رہے لو انکم کنتم تعلمون بشرطیکہ تم بھی اسکو جانو کہ دار آخرت اور حیات جاودانی کے مقابلہ میں یہانکی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہو بہت ہی کم ہے فسئل العادین کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں سے پوچھ دیکھو۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جو پہلے زمانوں میں بڑی عمروں کے لوگ گزری ہیں وہ بھی حیات دنیا کو اسیقدر قلیل سمجھتے ہیں۔ یہ حیات دنیا کی حقیقت ہے کہ جسکے لئے انسان کیسی تدبیریں کرتا پھرتا ہے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ کم لبثتم میں سوال مرنیکے بعد قبر میں رہنے کی مدت سے ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بھی بہت ہی قلیل تصور کرینگے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ افحسبتم انما خلقناکم عبثا الخ یہاں سے ایک تہدید آمیز کلام شروع فرماتا ہے اور اسمیں قیامت قائم ہونے پر دلائل بھی ذکر کرتا ہے کہ اگر قیامت قائم نہو تو نیک و بد کو کا مل سزا و جزا نہ ملے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس سے لازم آوے کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہے اسپر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں اسلئے فرماتا ہے کہ کیا تمنے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمنے تمکو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤگے فتعالی اللہ الخ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ عبث پیدا کرے مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھو کہ وہ ہمارا حاجتمند ہے کیونکہ الملک الحق وہ بادشاہ بے نیاز ہے اسکی بادشاہی ثابت اور قایم ہے کبھی زائل نہوگی لا الہ الا ہو وہ اکیلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے۔ عرش سے مراد بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقۃ عرش۔ لا الہ کے بعد یہ فرماتا ہے کہ من یدع جس نے اور معبود کو پکارا بغیر دلیل (اور دلیل تو ہے نہیں) تو اسکا حساب خاص ہم لینگے۔ ابدی عذاب کی سزا دینگے کافروں کو فلاح نہوگی۔ سورہ کا ابتدا قد افلح المؤمنون سے اور خاتمہ انہ لا یفلح الکافرون سے کرنا عجب لطف کلام میں پیدا کرتا ہے۔ اسکے بعد آنحضرت کو دعا و ثنا کی تعلیم کرکے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہے قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

سورۃ نور مدنیۃ ہی اسمین چونسٹھ ایات او نو رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

یہ سورۃ ہی کہ جسکو ہمنے نازل کیا اور فرض کیا ہے اور ہمنے اسمیں کھلی کھلی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو - عورت زناکرنیوالی اور مرد زناکار سو ان میں سے ہر ایک کے

جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

سو سو کوڑے مارو اور تمکو اللہ کے حکم میں انپر کچھ ترس نہ کرنا چاہیئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو اور چاہیے کہ انکے عذاب کو

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھے - (اکثر) زناکرنیوالا تو بجز بدکار عورت یا مشرک عورت کیسے نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت سے (اکثر) زانی یا مشرک ہی نکاح کیا کرتے ہیں اور مومنوں پر تو یہ حرام کر دیا گیا ہے

سورۃ مبتداء محذوف کی خبر لے ہذہ انزلناہا سورۃ کی صفت فاجلدوا الزانیۃ والزانی کی خبر مائۃ منصوب ہے مفعول مطلق کی صفت ہو کر وکذا ثمانین -

تفسیر

ابن مردویہ نے روایت ابن عباسؓ وابن زبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے سورہ مومنون کے خاتمہ میں اس دعا کرنیکا حکم دیا تھا کہ اے رب ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر کیونکہ تو بڑا رحم والا ہے - رحمت الٰہی اسکی مخلوق بالخصوص انسان پر ہمہ وقت سایہ فگن ہے مگر اس رحمت سے محروم کرنیوالی یا یوں کہو اس نور کا حجاب دو ہی چیزیں ہیں اول خالق سے سرکشی اس سے غفلت دوسرے معبودونکی طرف التفات اسکا تدارک تو سورہ مومنون میں بخوبی کردیا فلاح کے کام ارشاد فرمائے - دوسرے حقوق العباد میں ظلم اور کسیکو ناحق ایذا دینا منجملہ انکے زنا ہے اور اسیطرح کسی پارسا پر زنا کی تہمت لگانا بھی بمنزلہ زنا ہے آبروریزی اور فتنہ و فسادات اور تمدن اور معاشرت کے اصول کے خلاف اور یہ بھی ظلم اور مردم آزاری ہی ہے اسلئے اس سورہ میں اسکا تدارک کرنا بھی ضروری تھا ورنہ نصاب تعلیم ہی نامکمل رہتا ہے ... مقصود ہوتا اسلئے اس سورہ میں زنا اور تہمت اور زنا کے اسباب عورتوں کی بیحیائی عورتونکو اپنے محاسن کا دکھانا اور کسی کے گھر میں بے اجازت چلا جانا یا اپنے ہی گھر میں بیپردہ بیتکلف گھس آنا سب کو عمدہ پیرایہ سے حرام و ممنوع فرمایا ہے اور انسانی تہذیب و معاشرت کا دستور العمل بنا دیا گیا ہے اسلئے سب سے اول اس سورہ کے فضائل اور اسکے احکام کا وجوب اجمالاً ارشاد فرمایا ہے فقال سورۃ انزلناہا کہ یہ سورہ ہمنے نازل کی ہے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی ہے ہمنے فرضناہا اسکے احکام فرض و واجب کیے ہیں نہ کسی غیر نے وانزلنا فیہا آیات بینات اور ہمنے اس سورہ میں آیات بینات نازل کئے ہیں یعنی احکام مفیدہ جن کے مفید ہونے میں کسیکو بھی کلام نہیں اسلئے وہ آیات اللہ یعنے اسکی نشانیاں ہیں پھر اور وہ بھی ان پڑھ اور اس ملک کا جس میں تہذیب و شایستگی مفقود پھر اسکی معین کوئی قانونی جماعت ایسے احکام بیان کرے نبوت کی دلیل ہے اور دلیل بھی کیسی روشن اور آیات بینات کیوں نازل کئے لعلکم تذکرون تاکہ تم سمجھو عقل پکڑو اس تمہید کے بعد احکام شروع ہوتے ہیں (۱) الزانیۃ الخ کہ مرد یا عورت جو کوئی زنا کرے اسکو سو درے مارو لوگوں کے سامنے تاکہ لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو اور اس حکم کی تعمیل میں کسی پر رحم نہ کھاؤ شریف و وضیع اپنے و بیگانے کا کچھ لحاظ نہ کرو اگر تمکو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ سخت تاکید و تہدید ہے یعنی اگر ایسا نہ کروگے تو تمہارے ایمان میں کلام ہے پھر اس فعل کی اور اس کام کے کرنیوالوں کی توہین کیجاتی ہے کہ الزانی لاینکح کہ یہ بدنصیب اور ناپاک گروہ پاک مردوں اور عورتوں سے نکاح کرنیکے قابل ہی نہیں اکثر اپنی ہی جنس کو ڈھونڈھ لیا کرتے ہیں انہیں سے انکو رغبت ہوا کرتی ہے لیکن ایماندار پر یہ حرام ہے - زنا کی تعریف بعض علمانے یہ کی ہے کہ پیشاب گاہ کو اس مقام مخصوص میں داخل کرنا جو طبعًا مرغوب اور قطعًا حرام ہو غالبًا یہ تعریف عرف عام کے دستوروں کو اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھکر کی ہے پیشاب گاہ داخل کرنے کی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسیکی فرج میں انگلی یا لکڑی داخل کریگا اسپر زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسکے احکام جاری ہونگے یہ اور بات ہے کہ یہ فعل بھی حرام و ممنوع ہے اور اسکے لئے تعزیر ہے - اسیطرح ایسے مقام مخصوص میں داخل کرنیکی قید سے جو طبعًا مرغوب ہو بعض کے نزدیک بر یعنے پاخانہ کی جگہ میں داخل کرنے سے خواہ مرد کے خواہ عورت کے زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسپر احکام زنا جاری ہونگے البتہ یہ فعل بھی حرام ہے اور اسکی تعزیر ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے کیونکہ یہ مقام طبعًا مرغوب نہیں طبایع سلیمہ کا ذکر ہے نہ خبیثہ کا - مگر امام شافعی اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لذت اور قضاء شہوت دونوں جگہ برابر ہے اور اسی طرح چارپایہ

سے کرنیکو بھی زنا نہیں کہینگے گو اس حرام فعل پر اسکو سزا دیجاویگی اور اسیطرح حرام قطعی کے قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ جو فرج اُسکے لئے حلال ہے جیساکہ اُسکی بیوی
اور شرعی لونڈی اُسکے ساتھ کرنے سے زنا کا اطلاق نہ ہوگا گو حالات حیض و نفاس ہی کیوں نہو یہ اور بات ہے کہ حالات حیض و نفاس میں بیوی کے ساتھ بھی
یہ فعل کرنا شرعاً حرام ہے اور اسی طرح جہاں حرام قطعی نہیں بلکہ شبہ اور اختلاف کی صورت ہو جیسے کہ وطی بالشبہ یا نکاح فاسد وغیرہ - اسیطرح عورت کا عورت سے
رگڑنا یا ہاتھ سے مرد کا منی نکالنا بھی زنا نہیں گو شرعاً ممنوع اور بدکام ہے یہ بہت سے مسائل ہیں کہ جنکی تفصیل اور ادلہ بڑی کتابوں میں ہیں زنا کی برائی تمام عقلا کے نزدیک
ادلہ عقلیہ سے ثابت ہے اور اہل ادیان بھی اُسکو برا جانتے ہیں ہماری شریعت میں بھی کثرت سے اُسکی برائیاں آئی ہیں ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے لاتقربوا الزنا کہ زنا
کے پاس بھی نہ جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُری نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہے یہ بھی ویسا ہی گناہ ہے اسی طرح ہاتھ سے چھونا اور شہوت انگیز باتیں کرنا بلکہ دل میں
اسکا قصد مصمم کرنا بھی گناہ ہے - اس فعل بد کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سیکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں دشمن کا غلبہ رزق کی تنگی عزت و ہیبت کی
بربادی عمر میں بے برکتی ملک دولت کی بربادی وبا اور سیکڑوں بیماریوں کا آنا اور روح پر بھی ایک ایسی تاریکی پیدا ہوتی ہے جو مرنیکے بعد اندھیری اور عذاب آتش
بنکر سامنے آئیگی - خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ شخص مقہور ہوجاتا ہے روحانی لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں دعا میں اثر نہیں رہتا وغیرہ ذلک توبہ توبہ -
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا جان سے مار ڈالنا تھا جیساکہ توریت کتاب احبار کے بیسویں باب کا دسواں جملہ ہے قولہ وہ جو دوسرے کی جورو کے
ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو کے ساتھ زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جاویں اور ۱۹ ابا بکے ۲۰ - ورس میں غیر کی لونڈی اور غیر کی منگیتر کے ساتھ زنا کرنیکی سزا میں صرف
کوڑے مارنیکا حکم ہے اور جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک زناکار عورت کو مارنیکے لئے لائے تو آپنے حد نہ ماری نہ حد مارنیکا حکم دیا جیساکہ انجیل میں موجود ہے
اسلئے عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد قایم نہیں اور شاید اسی خیال سے انگریزی قانون میں نا صرف شوہردار عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکا نام ٹھہرایا گیا جس پر کچھ
خفیف سی سزا رکھی ہے اور نئی تعلیم کے لوگ خواہش نفسانی کے لحاظ سے اسکو پسند کرتے ہیں - مگر قرآن مجید نے اس افراط و تفریط کو دور کرکے یہ مناسب حکم دیا الزانیۃ والزانی
الخ کہ زناکار کو سو کوڑے مارو اور اس حکم میں فروگذاشت نکرو اور یہ سزا جماعت کے سامنے دو اول اسلام میں زنا کی سزا بیاہی کیلئے گھر میں قید کرکے رکھنا تھا موت تک اور کواری
کیلئے زبان سے لعنت ملامت کرنا جیساکہ آیا ہے واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتیٰ یتوفاہن الموت او
یجعل اللہ لہن سبیلا واللذان یاتیانہا منکم فاذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما - اور اسیطرح لونڈی غلام جو اس امر قبیح کے مرتکب ہوتے تھے تو انکو جوتے مار کر چھوڑ دیتے تھے
پھر یہ حکم بدلگیا بیاہی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور کواری کی سزا سو کوڑے یا درے مقرر ہوئے امام شافعیؒ اسکے ساتھ برس تک جلاوطنی کا بھی حکم حدیث سے استدلال کرکے
دیتے ہیں امام ابو حنیفہ کہ حدیث کو منسوخ العمل قرار دیکر یہ بات امام کی رائے کے سپرد کرتے ہیں کہ چاہے تعزیراً ایسا کرے - گرچہ الزانیۃ والزانی کا لفظ عام ہے لہذا خوارج اسی عموم کو ملحوظ رکھکر
محصن کیلئے بھی سو درے کی سزا قرار دیتے ہیں رجم نہیں کہتے مگر اسمیں کوئی بھی شبہ نہیں کہ لونڈی کی سزا زنا پچاس درے ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان اتین بفاحشۃ فعلیہن
نصف ما علی المحصنات من العذاب اور غلام کا بھی یہی حکم اسپر قیاس کرکے قائم ہوا پس اس عموم کی تخصیص ہوگئی اور عموم مخصوص البعض کی تخصیص خبر احاد سے درست ہے چہ جائیکہ
تخصیص خبر متواتر سے ہو پس جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو مرد یا عورت محصن ہو (یعنی جس عاقل بالغ مسلم نے نکاح صحیح کرکے ایکبار بھی مباشرت کا حصہ حاصل کرلیا ہو جسکو عرف عام میں
بیاہا ہوا کہتے ہیں) اسکو سنگسار کرنا چاہئے یہ سزا بسند صحیح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے اور اسپر اجماع صحابہ منعقد ہوچکا ہے اسلئے اس حکم کے موکد کرنیکیلئے خدا تعالیٰ نے فرمایا (۱) ولا
تاخذکم بہما رافۃ الخ کہ تمکو یہاں ترس نکھانا چاہئے اگر تمکو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے (۲) یہ سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے ہونی چاہئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور یہ تین باتیں جہان
سے کم ہو - الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک بلکہ جملہ نہیں کس لئے زانیہ کو بسا اوقات نیک مرد سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے یہ تیسری تحقیر زنا کی ہے - اگر ان
الفاظ کو خبر تسلیم کیا جاوے کما ہو الظاہر تو یہ ایک عام اور غالب دستور کا ذکر ہے کہ بدکار کو بدکار یا مشرکہ عورت سے رغبت ہوا کرتی ہے اور اسی طرح ایسی عورتوں کو ایسے مردوں
سے رغبت ہوتی ہے اور وہی باہم نکاح یا وطی کرتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے یہ رغبت بحیثیت مذکورہ حرام ہے یہ معنی سعید بن جبیر و ابن عباس و عکرمہ کے نزدیک ہیں یا
بالمخصوص اُنکے حق میں ہے کہ جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ نسائی و احمد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا بدکار تھی ایک صحابی نے اُس سے
نکاح کرنا چاہا اور آنحضرت صلعم سے پوچھا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی اس لئے بعض ائمہ کے نزدیک زناکار عورت سے نکاح درست نہیں نہ پارسا عورت کا بدکار
مرد سے نکاح درست ہوسکتا ہے مگر صحیح توجیہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ زناکاروں کو ایسی ہی بدکار عورتوں سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے ورنہ بقصد تعفف زناکار عورت سے نکاح کرلینا
شرعاً جائز ہے اور ایسا عہد صحابہ رضی میں ہوا ہے کہ جنے کسی عورت سے زنا کیا بعد میں اُسکے ساتھ نکاح ہوا اس نکاح کو جائز سمجھا گیا ہاں یہ اور بات ہے کہ فاحشہ عورتوں سے نکاح کرنا اچھا نہیں واللہ اعلم

ف اس فعل کے نتائج

ف عورت کو مقام اسکے لئے کی کہ پیشتر اس فعل بد کی ابتدا اسیکی نگاوٹ سے پیدا ہوتی ہے یا اس لئے کہ زنا کا عار اُسکے لئے زیادہ ہے ۱۲

ف چنانچہ بخاری و مسلم نے ماعز و غامدیہ کا سنگسار کیا جانا بسند صحیح روایت کیا ہے اور یہ ماجرا بعد تواتر کو پہنچ گیا ہے ۱۲ منہ ۱۲

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت (زنا) لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انکو اسی کوڑے مارو اور اُنکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اور خود یہی لوگ بدکار ہیں مگر وہ جو اسکے بعد توبہ کرلے اور درست ہوجاوے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے اور جو اپنی بیبیوں کو تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بجز اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو اُنکی یہی شہادت ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھاکر یہ کہدے کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھپر اللہ کی لعنت

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں جھوٹا ہوں (اسکے بعد) اور عورت کی سزا کو بھی یہ بات دور کردیگی کہ وہ بھی چار بار اللہ کو گواہ کرکے یہ کہے کہ بیشک وہ سراسر جھوٹا ہے - اور پانچویں بار کہے

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

بیشک مجھپر اللہ ہی کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہو - اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے (توکیا کچھ نہوجاتا)

ترکیب

والذین یرمون مبتدا، فاجلدوہم بالتاویل اسکی خبر واولئک الخ جملہ مستانفہ - الا الذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے استثناء ہے اور ایک جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع اسکا نصب ہے علی الاصل - الا انفسہم نعت شہداء کی ہے یا اس سے بدل - فشہادۃ احدہم مصدر مضاف فاعل کی طرف مبتداء والخبر فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوب ہے مصدر ہونے کی وجہ سے - لے ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ بصریوں کے نزدیک شہادات سے اور کوفیوں کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے یہ دوسرا حکم تہمت زنا کی بابت ہے - جبکہ زنا کی قباحت اور اُسکی سزا مقرر ہوئی تو کسیکو اسکے ساتھ متہم کرنے کی بھی ممانعت اور اسکی سزا مقرر ہونی چاہئے تھی والذین یرمون المحصنت رمی پھینکنا یہ استعارہ ہے تہمت زنا سے کیونکہ تہمت لگانیوالا گویا پتھر پھینکتا ہے اور اسکو قذف کہتے ہیں اِس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اپنے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرے تو اُسکو اسی دُرّے مارو اور کبھی اسکی گواہی قبول کرو وہ فاسق ہے مگر جب توبہ کرے اور نیک ہوجاوے تو خیر کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے - یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محصنات سے کیا مراد ہے ؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ یہ عورت بیاہی ہو خواہ کواری اگر پاکدامن ہے تو محصنہ ہے اسیطرح آیت کا عموم چاہتا ہے خواہ کافرہ ہو خواہ مؤمنہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریب ہو یا امیر شریف القوم ہو یا نہو مگر فقہاء نے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کرکے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام عقل بلوغ حریت عفت اس لئے وہ کہتے ہیں کافرہ عورت کو تہمت لگانے سے یہ سزا نہ ہوگی بلکہ تعزیر مگر امام زہری و سعید بن المسیب ابن ابی لیلی کافرہ کو بھی شامل کرتے ہیں اسپر تہمت لگانیوالیکو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں - اور اسیطرح دیوانی یا نابالغ یا لونڈی یا زناکار عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہوگئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں یہ حد - گرچہ آیت میں پارسا عورتوں کی تہمت لگانے میں سزا مذکور ہے مگر تمام اُمّت محمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں بھی ہے (۲) والذین یرمون سے کون مراد ہیں ؟ آیت کا عموم چاہتا ہے کہ کوئی کیوں نہو خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگائے اُسکو یہی سزا دیجاوے - مگر یہاں بھی علماء نے لڑکے یا دیوانے کو بحکم حدیث رفع القلم عن ثلاث الخ مستثنیٰ کیا ہے کہ انپر حد نہ قائم ہوگی ہاں اگر حاکم مناسب جانے تو کچھ گوشمالی کردے (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سبب کہ یہی سزا

ہونی چاہیئے ؟ آیت کا عموم یہی چاہتا ہے مگر امام شافعیؒ و ابوحنیفہؒ و مالکؒ و ابو یوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے مارنے کا حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا زنا نصف قرار دی ہے جس میں غلام بھی شامل ہیں پھر جب زنا کی نصف سزا ہے تو تہمت کی بھی نصف ہونی چاہیئے ۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کا بھی یہی فتوی ہے ۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور انکے بعد سب کو میں نے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں یہی سزا دیتے دیکھا ہے امام اوزاعی پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پوری سزا دی تھی مسئلہ اختلافیہ

(۴) الا الذین تابوا الخ کس سے استثناء ہے ؟ شعبی کہتے ہیں کہ یہ استثناء سب پہلے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے فاجلدوہم اور لا تقبلوا لہم شہادۃ وا ولئک الخ یعنی توبہ کرنے کے بعد نہ اسکو اسی درے مارو نہ اسکی گواہی رد کرو نہ وہ فاسق ہے ۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیر و مجاہد و عطاء و امام مالکؒ و شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے دونوں جملوں سے استثناء ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد اسکی گواہی قبول ہے اور فاسق نہیں توبہ کرنیکے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر حد قائم ہوئی ہو یا نہیں نخعی و شریحؒ و امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اولئک ہم الفاسقون سے استثناء ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر حد بھی قائم ہوگی اور ابداً اسکی گواہی بھی مقبول نہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عنداللہ اسکا فسق تو دفع ہو جاتا ہے لیکن سزا دینا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول نہ کرنا بھی سزا دینا ہے اور یہی بات قرین قیاس بھی ہے ۔ باقی ہر ایک کے دلائل انکی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے واللہ اعلم ۔

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض نظر بر پردہ پوشی شرط کیا گیا ہے ورنہ دو گواہوں سے قتل ثابت ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے کیونکہ ہر فعل کے ثبوت میں دو شخصوں کی گواہی پیش ہوتی ہے اور یہ فعل دو کا ہے اسلئے دو گواہ عورت کیلئے دو مرد کیلئے چار گواہوں کی ضرورت ہوئی والذین یرمون ازواجہم الخ یہ تیسرا حکم اپنی بیوی کی بابت تہمت لگانیکا ہے ۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اسکو چار گواہ نہ ملیں (اگرچہ قیاس یہی چاہتا تھا کہ ایسی صورت میں اسپر بھی اسی درے مارنے چاہئیں مگر غیر عورت پر تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن اپنی بیوی پر تہمت لگانیمیں اسکی ہی بیعزتی ہے اسلئے بغیر سبب قوی اور اپنی معائنہ کی کوئی سلیم الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے موقعوں پر چار گواہوں کا بہم پہنچانا بڑی مشکل بات ہے اس لئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھکر یہ حکم جدا گانہ دیا گیا) تو خاوند چار بار اللہ کی قسم کھاکر حاکم کے روبرو یہ کہے کہ میں سچا ہوں یہ چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہ کہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو ۔ بس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسی درے نہ مارے جاوینگے اب ہی بیوی اگر اسنے زنا کا اقرار کر لیا تو وہ سنگسار کیجاویگی اور اگر وہ اس حد سے بری ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر یہ قسم کھانی پڑیگی کہ باللہ یا بخدا یا اللہ کی قسم وہ یعنی شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھپر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو ۔ اسکو شرع میں لعان کہتے ہیں ۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نرہیگا اور پھر کبھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا نہ کہلائیگا ۔ اور امام ابوحنیفہ رہ کے نزدیک یہ طلاق بائنہ تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں ۔ مالکؒ و شافعیؒ وغیرہما کہتے ہیں اس لعان میں حر عبد مسلمان ذمی سب شریک ہیں زہری اوزاعی ابوحنیفہ رہ کہتے ہیں کہ خاص مسلمان حر غیر محدود میں جاری ہو سکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کے قاذف پر حد قائم ہو سکتی ہو ۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ عویمر نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ تو نبی صلعم سے پوچھ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسیکو پائے تو کیا کرے مار ڈالے عاصم نے حضرت سے پوچھا آپنے یہ سوال مکروہ جانا تب عویمر نے کہا خیر میں خود جاکر حضرت سے پوچھونگا تب آپنے فرمایا کہ تمہارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عویمر کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلال بن امیہ کے حق میں بعض کہتے ہیں اول تو ہلال کا معاملہ پیش آیا پھر جبھی عویمر کا بھی دونوں اسمیں شریک ہوگئے

لعان کا بیان

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَ

وہ جو طوفان بناکر لائے ہیں ۔ تمہارے ہی میں کا ایک گروہ ہے اسکو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے ۔ انمیں سے جسنے جو کچھ کیا ہے اتنا ہی اسپر گناہ ہے اور

الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِھِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ھٰذَآ

ان میں سے جس نے کہ اسکا بڑا بوجھ اُٹھایا ہے اسکے لئے تو بڑا عذاب ہے ۔ مسلمانوں جب تمنے اسکو سُنا تھا تو کس لئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا ۔ اور کیوں نہ کہدیا کہ یہ تو

اِفْکٌ مُّبِیْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا

سریح بہتان ہے وہ کس لئے اس بہتان پر چار گواہ نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک بھی وہی جھوٹھے ہیں اور اگر

فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْہِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

اللہ کا تمپر فضل اور اسکی دنیا اور آخرت میں تمپر رحمت نہوتی جسکا تمنے چرچا کیا تھا اسمیں تمپر کوئی بڑی آفت پڑگئی ہوتی جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے نکالنے لگ گئے اور

عصبۃ منکم خبران ومنکم اسکی نعت کبر بالکسر معظمہ وبالضم ✦ **تفسیر** ✦ من قولہم الولاء لکبر لے اکبر ولد الرجل ۔ اذ تلقونہ کا عامل مسکم ۔ بہتان کے متعلق

ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایک عبرت کا واقعہ ہے ۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ افک یعنی بہتان کہ جسکا ان آیات میں ذکر ہے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ ام المومنین پر باندھا گیا تھا جسکی تفصیل میں امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین نے یوں روایت کی ہے ۔ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم جب باہر جاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اُسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ ایکبار ایک جہاد میں چلے اور میرا قرعہ میں نام نکلا تو مجھے ساتھ لیگئے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی اونٹ پر ہودہ میں پردہ میں بیٹھ چلتی تھی جب اُس سفر سے واپس آئے شب کو مدینہ کے قریب قیام ہوا رات سے کوچ پکارا گیا میں اس عرصہ میں قضاء حاجت کو گئی لوٹ کر آئی تو گلے کا گلوبند نہ پایا اُسکو لینے گئی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودہ اسیطرح سے اونٹ پر کردیا اور بوجہ کا تفاوت خیال نکیا کیونکہ اُس زمانہ میں تنگدستی کی وجہ سے کھانا کم میسر آتا تھا عورتیں ہلکی پھلکی تھیں وہ سمجھے کہ میں ہودہ میں ہوں قافلہ چلدیا میں لوٹ کر آئی تو کسیکو نہ پایا یہ سمجھ کر کہ آخر میری تلاش کرتے لوگ یہیں آئینگے اُسی جگہ بیٹھ گئی اسمیں نیند آگئی صفوان بن معطل لشکر کے بعد اسلئے چھوڑا گیا تھا کہ پیچھے سے گری پڑی چیز یا بھولے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ میرے قریب آیا او صبح ہو گئی تھی تو اُسنے مجھے پہچانکر انا للہ کہا اُسکی آواز سے میں بیدار ہو گئی اُسنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر مجھے اپنے اونٹ پر چڑھالیا اور نہ میں نے اس سے بات کی اور نہ اُس نے مجھ سے دوپہر کے قریب تک مجھے فرودگاہ لشکر میں لے آیا عبداللہ بن ابی منافق نے جو بظاہر مسلمان تھا یہ طوفان اُٹھایا اور مجھپر تہمت لگائی اور حسان بن ثابت او مسطح و حمنہ بنت جحش اسکی ہاں میں ہاں ملانیوالے اور اس بات کو مشہور کرنیوالے ہو گئے جب یہ خبر مسطح کی والدہ کے ذریعہ سے مجھے پہنچی تو میری آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے مہینے بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس التفات سابق سے پیش نہ آتے تھے آخر کار میری برأت میں یہ آیات نازل ہوئیں اور مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ میں کچھ نازل فرما کر مجھے سچا کریگا ✦

ضحاک کہتے ہیں اسکا بیڑہ حسان و مسطح نے اُٹھایا تھا اسلئے انپر اور ایک قریشی عورت پر حد ماری گئی یعنی حمنہ پر جمہور کے نزدیک بیڑہ اُٹھانیوالا عبداللہ بن ابی منافق تھا جسکے لئے عذاب عظیم جہنم میں ہوا اور حسان کا ایکبار حضرت عایشہ ؓ کے روبرو ذکر آیا فرمایا جنتی ہے کسی نے کہا اس نے بیڑہ اُٹھایا تھا فرمایا اسنے آنحضرت کی مدح میں یہ کہا ہے

؎ فان ابی و والدتی و عرضی ✦ لعرض محمد منکم وقاء ✦ بس دنیا میں سزا پائی کہ اندھا ہو گیا ✦

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بہتان کو اپنے حق میں بہتر سمجھو کسلئے کہ اسکے سبب سے قرآن مجید میں حضرت عایشہ صدیقہ کی برأت اور پاکدامنی قیامت تک کو ثابت ہو گئی آیندہ لوگو نکو بزرگوں کی بیویوں کی نسبت ایسی باتیں کرنیسے عبرت ہو گئی بعض لوگ اِس واقعہ کو سنکر خاموشی کرتے تھے بعض ہاں میں ہاں ملاتے تھے بعض صریح رد کرتے تھے انمیں صریح رد کرنیوالونکی

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کر دی تھی کہ جسکا تمکو علم ہی نہ تھا اور اسکو تمنے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تمنے اسکو سنا تھا تو کیوں نہ کہدیا کہ ہمیں تو اسکو مونہہ سے

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

نکالنا بھی لایق نہیں سبحان اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نکرنا اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

بیان کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچہ ایمان والوں میں پھیلے تو انکو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذاب

الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

الیم ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی اور یہ کہ اللہ درگزر کرنے والا مہربان ہے (تو دیکھتے کیا ہوتا)

لولا بمعنی ہلا اذ حین مایکون لنا بمعنی ماینبغی لنا سبحانک + **ترکیب** + ہہنا للتعجب ان تعودوا اے کراہتہ ان تعودوا فہو مفعول لہ۔ اور ممکن ہے کہ مفعول بہ ہو یعظکم کا بمعنی ینہکم۔ لہم عذاب الیم خبر ان الذین ان تشیع مفعول یحبون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے ورحمتہ معطوف ہے فضل اللہ پر پھر وان اللہ + اس پر معطوف جواب لولا محذوف اے لعاجلکم بالعقوبۃ۔ + **تفسیر** +

ہے اور باقی سکوت کرنیوالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنیوالوں پر ناراضی ظاہر فرمائی منجملہ ناراضیوں کے ایک یہ جملہ بطور زجر کے ہے وتقولون الخ کہ جس بات کا تمکو علم نہیں اسکو ہلکا جانکر مونہوں سے نکالنے لگے یہانتک کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہ چرچا پھیلا ہو فرماتا ہے یہ بڑی بھاری بات ہے ولولا اذ سمعتموہ بلکہ تمہیں یہ مناسب تھا کہ جب اسکو سنا تھا وہیں کہدیتے کہ ہمکو یہ بات منہ پر لانی زیبا نہیں سبحانک یہ بہتان عظیم ہے۔

سبحانک عرب میں تعجب اور استبعاد دونوں موقع پر بولا جاتا ہے مگر ہمارے محاورہ میں استبعاد کے موقع پر معاذ اللہ وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں سنتے ہی بہتان عظیم کہدینا اسلئے ضرور تھا کہ یہ قصہ پیغمبر علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کام لینا چاہیے با خدا اور اسکے برگزیدہ لوگوں کی شان میں اور نیز انکی عفت ازواج کے حق میں جو کوئی احمق کچھ بکے تو یہ نہیں کہ سنتے ہی اسپر ایمان لے آئے اور جا بجا ذکر کرتا پھرے جیسا کہ بعض سادہ لوحوں کی عادت ہوتی ہے۔ اول تو ایسے لوگوں پر نیک گمان رکھنا لازم ہے۔ دوم اس بات کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بزرگوں کو ایذا پہنچنے پر خدا تعالی کی کسقدر ناراضی ہوگی؟ سوم اگر سچ بھی ہو تو کسی کی پردہ دری کرنیسے پردہ پوشی کرنی بہر حال بہتر ہے چہارم ایسی باتوں کے پھیلانے سے بجز اسکے کہ ایماندار وں میں فحش کا چرچا ہو اور کوئی نتیجہ نہیں اسلئے فرماتا ہے یعظکم اللہ کہ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے آیندہ پھر کبھی ایسا نکرنا اور اللہ تمہارے لئے آیتیں کھولکر بیان فرماتا ہے ادب اور اخلاق حمیدہ اور تہذیب سکھاتا ہے وہ علیم ہے ایسی باتوں میں جو کچھ خرابیاں پیش آتی ہیں باہمی نفاق و رنجش وغیرہ وہی خوب جانتا ہے اور وہ حکیم ہے انہیں حکمتوں کو ملحوظ رکھکر تمکو ایسی نکوہیدہ باتوں سے منع کرتا ہے +

مگر بعض بیہودہ لوگوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی گندہ اور ناپاک باتیں مشہور کیا کرتے ہیں ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ انکے دلوں میں یہی ولولہ ہوا کرتا ہے کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں کی جورو نے ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سو لہم عذاب الیم انپر دنیا میں بھی خدا کی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے حد قذف ماری جاتی ہے مردود الشہادۃ اور لوگوں کی نظروں میں خفیف غیر قابل الاعتبار ہوجاتے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے صرف اسکا فضل اور رحمت تھی جس کے سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الہی نہیں اترا ورنہ بات تو بڑی تھی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ

ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلا کرو اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو یہ تو اسکو بیحیائی اور بُری باتیں ہی بتا دیگا۔ اور اگر اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

فضل اور اسکی رحمت پر تمپر نہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی نہ سدھرتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے سنوارتا ہے۔ اور اللہ سننے والا خبردار ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور مقدور والوں کو اس بات پر قسم کھانا

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

نہ چاہئیے کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو نہ دیا کرینگے۔ انکو معاف کرنا اور گزر کرنا چاہئیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے

رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

وہ جو پاکدامن بیخبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں انپر پھٹکار ہو دنیا اور آخرت میں اور انکو بڑا عذاب ہو جسدن کہ انپر انکی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسپر گواہی دینگے اس روز اللہ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دیگا وہ جانینگے کہ اللہ ہی برحق ہر بات ظاہر کر دینیوالا ہی ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے ہوتی ہیں اور ناپاک مرد

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ناپاک عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔ جو کچھ وہ بکتے پھرتے ہیں یہ لوگ اس سے پاک ہیں انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے

ع ۹

ولا یاتل ہو یفتعل من الالیۃ یقال آلی یاتلی کانتہی ینتہی اذا حلف ومنہ قولہ تعالی وللذین یولون من نسائہم وقیل ہو من الوت فی کذا اذا قصرت ومنہ قولہ تعالی لایالونکم خبالا والاول اولی ان یؤتوا اے علی ان لایؤتوا + الجملۃ بیان حلف یوم عامل ظرف بین استقرار جو لہم من ہے

تفسیر

یاایہا الذین امنوا یہاں پھر صاف صاف مسلمانوں کو حکم دیتا ہی کہ ایسی باتیں نکریں۔ یہ باتیں شیطانی وسواس ہیں فرماتا ہے اسکی پیروی نکرو کیونکہ وہ بیحیائی اور بری باتیں سکھایا کرتا ہی شیطان خون کی طرح انسان کے رگوں میں دوڑتا اور جاکر دل میں گھر کر لیتا ہے پھر بھلا اُس موذی کے زہر سے کوئی بچ سکتا ہے؟ مگر فضل الٰہی اور اسکی رحمت ہی ہو کہ جو اس سے پناہ میں رکھکر راہ راست کیطرف لاتی ہی چنانچہ فرماتا ہی ولولا فضل اللہ الخ کہ اُسکے فضل نے تمکو ستھرا کر دیا ولا یاتل جسطرح بہتان باندھنے والوں پر عتاب ہوا اسیطرح توبہ کرنیکے بعد بھی اُن لوگوں سے نفرت کرنیسے ممانعت فرمائی۔ طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہی کہ حضرت ابوبکرؓ مسطح کے ساتھ بھانجا ہونیکی وجہ سے سلوک کیا کرتے تھے اس واقعہ میں قسم کھا بیٹھے تھے کہ آیندہ میں اسکو کچھ نہ دیا کرونگا اسلئے یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل وسعت کرم کو قسم نہ کھانا چاہئیے کہ وہ اپنے دست کرم کو بند رکھیں انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہئیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے یہ سنکر ابوبکرؓ نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے اسکے بعد پھر اُسیطرح سے دینے لینے لگے مسطح ابوبکر کے اہل قرابت بھی تھے اور نیز مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے اسلئے رحم لانیکے لئے اولی القربی والمساکین المہاجرین عموم کے صیغوں سے تعبیر کیا۔ اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ کو اہل کرم میں شمار کیا اور مدح کے ساتھ یاد فرمایا۔ ان الذین یرمون اسکے بعد پھر تہمت لگانیوالوں پر تہدید کر کے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی مدلل کر کے اس بحث کو تمام کرتا ہی۔ فرماتا ہی جو کوئی پاکدامن بیخبر ایمان دار عورتوں کو تہمت لگاتا ہی اسپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور قیامت کے روز جبکہ اُسکے اعمال پر اسکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے وہ اپنے اعمال بد کا پورا بدلہ پائیگا۔ بیخبر یعنی اس بدکام کا کرنا تو درکنار اس بیچاری کو اسکی خبر بھی نہیں وہ اسکو جانتی ہی نہیں یہ پاکدامنی کیلئے کامل مدح ہی الخبیثات الخ یہاں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اور بھی پاکدامنی ثابت کرتا ہی کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رہتی ہیں اور پاکبازوں کیلئے پاکباز عورتیں ہیں اب دیکھنا چاہئیے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ پاکباز ہوگا پس انکی بیویاں بھی پاکباز ہیں مفسرین کا اسپر اتفاق ہی کہ یہ آیت تطہیر عائشہؓ کیلئے نص قاطع ہی خصوصاً لفظ اولئک مبرون مما یقولون اور بھی تاکید کر رہا ہی اسلئے جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بیوی خصوصاً حضرت عائشہ کی جناب میں اسکے بعد بھی بدگمانی کرے کافر ہے۔

ف یہاں سے حضرت ابوبکر اور عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲

ف حضرت عائشہ پر تہمت لگانیوالا کافر ہے ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

اے ایمان والو　اپنے گھروں کے سوا اور کسیکے گھروں میں　اجازت لئے بغیر اور سلام کئے بغیر داخل ہوا کرو　یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو　پھر اگر وہاں کسیکو نہ پاؤ تو

فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمکو اجازت نہ دیجائے اور اگر تمکو کہا جاوے کہ لوٹ جاؤ　تو لوٹ آیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے - اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو - تمپر کچھ گناہ نہیں

اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

کہ کسی ایسے گھر میں جاؤ کہ جہاں کوئی نہیں بستا اسمیں تمہارا اسباب ہے - اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم دل میں مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو

ترکیب

غیر بیوتکم استثنا ہے بیوتا سے تستانسوا تستاذنوا من الاستیناس بمعنی الاستعلام - آنس الشی ابصرہ وعلمہ واحس بہ (قاموس) کیونکہ مستاذن اس بات کا علم چاہتا ہے کہ اسکو اجازت ملتی ہے کہ نہیں - اومن الاستیناس الذی ہو خلاف. **تفسیر** الاستیحاش. فانہ مستوحش ان لایوذن لہ فاذا اذن استانس - بیضاوی

جبکہ خدا تعالی نے زنا کو بند کیا اور تہمت اور بدگمانی کی بھی سخت ممانعت فرمائی تو جو چیزیں بدگمانی اور زنا کے اسباب ہیں انکو بھی روکنا ہے منجملہ ان اسباب کے کسیکے گھر میں بغیر اذن و اطلاع کے چلا جانا بھی ہے کیونکہ نہ معلوم گھر میں عورت ننگی ہے یا سوتی ہے پھر وہاں جانے سے خلوت اور ہمکلامی کا ہونا اور بھی محل تہمت ہے خصوصًا اس گھر والے کے لئے بڑے رنج کا باعث ہے اسلئے اس بارہ میں بھی ادب سکھانے کے لئے یہ فرمایا - یا ایہا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا الخ (یہ چوتھا حکم ہے) کہ کسیکے گھر میں بغیر اجازت لئے اور سلام دئے نہ جایا کرو پہلے دروازہ پر جاکر السلام علیکم کہکر کہے کہ میں آؤں ؟ احادیث سے ثابت ہے کہ تین بار اجازت لے جب تیسری بار بھی آنیکی اجازت نہ ملے یا کچھ جواب نہ آوے تو یہ نہیں کہ وہیں جم جاوے بلکہ اُلٹا چلا آوے جیسا کہ عبداللہ بن قیس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے - اور یہ حکم عام ہے خواہ اُس گھر میں زنانہ ہو یا صرف مردانہ ہو کیونکہ نہ معلوم کہ مرد کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے - اور اسیطرح جس گھر میں اسکی محرم عورتیں ہوں وہاں بھی اطلاع کرکے آنا چاہئے کیونکہ محرم عورت کا بھی ننگی کھلی دیکھنا درست نہیں بلکہ جس گھر میں خاص اسکی بیوی اور لونڈی رہتی ہوں کہ جن کی برہنگی اُسپر ظاہر ہے وہاں بھی بہتر ہے کہ اطلاع کرکے آوے کیونکہ عورتوں کو بعض باتیں نہانے دھونے میں خاوند کے روبرو کرنی بُری معلوم ہوتی ہیں اور اُسکے لئے بھی باعث نفرت ہونیکا ہے ✣

فرماتا ہے یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اسمیں سیکڑوں آفات سے نجات ہے اس لئے فرمایا تاکہ تم سمجھو - پھر فرماتا ہے کہ اگر اُس گھر میں تمکو کوئی نہ ملے یعنی آواز نہ آوے جس سے معلوم کر سکو کہ کوئی نہیں تب بھی اندر نہ جاؤ اور جو اندر سے آواز آوے کہ چلے جاؤ تو بھی چلے آؤ کیونکہ دروازہ پر ٹھہرا رہنا بھی بعض اوقات کسی رازداری کے سبب ناگوار گزرتا ہے اسلئے فرماتا ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اسکی مصلحت اللہ جانتا ہے اور تمہارے حالات بھی اسکو معلوم ہیں احادیث صحیحہ میں گھر میں جھانکنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے ✣

لیس علیکم جناح ان تدخلوا یہ اُسی حکم کا تتمہ ہے فرماتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی بستا ہو صرف اسباب رکھنے کے مکان ہوں وہاں بغیر اطلاع جانیمیں کچھ مضایقہ نہیں بیوت غیر مسکونہ کی تفسیر میں علما کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں مسافر خانہ بعض کہتے ہیں خرید و فروخت کے مکانات بعض کہتے ہیں بے آباد مکانات بعض کہتے ہیں حمامات مگر آیت میں حکم عام ہے سب کو شامل ہے لیکن جو مکانات اسباب کے ہوں اور وہاں تجارتی مال ہو وہاں بغیر اجازت کے جانیکے یہ معنی نہیں کہ ہر کوئی چلا جایا کرے جسمیں چوری اور بیگانہ ملک میں تصرف کا مظنّہ ہے بلکہ جنکو وہاں جانیکی اجازت ہے یا جو مجاز ہیں انکو وہاں سلام دینے اور اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں احتمال نہیں کہ کوئی ننگا کھلا ہوگا ✣

ف بغیر اطلاع کے گھر میں جانے کی ممانعت

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

اے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ اُنکے حق میں ستھرائی ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایماندار عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

نیچی نگاہ رکھا کریں اور اپنی عصمت کی محافظت رکھیں اور اپنی آرائش (کی جگہ) نہ دکھایا کریں مگر وہ بضرورت جو ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹے ڈالے رہا کریں۔ اور اپنی آرائش دکھایا کریں مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

اپنے شوہروں کو یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں کو یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں کو یا اپنی عورتوں کو یا اپنے

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ

مملوک (لونڈی غلاموں) کو یا اُن خدمتگاروں کو جن کو عورتوں کی حاجت نہ رہی ہو (جیسا کہ خواجہ سرا یا بوڑھے) یا اُن لڑکوں کو جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اس طرح سے نہ ماریں کہ انکا مخفی زیور معلوم ہو جاوے اور تم سب کے سب اے مسلمانوں اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تمہیں فلاح ہو

من ابصارهم من ههنا للتبعيض لانه لا يلزم غض البصر بالكلية وقليل زائدة ✦ **تفسیر** ✦ وقيل لبيان الجنس - غير اولى الاربة اى الحاجة بالجر على الصفة او البدل

منجملہ اسباب زنا کو مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا بھی ہے یہ نظر زنا کا بڑا سبب ہے کسی نے کہا ہے ع برق نگاہ یار میرا کام کر گئی ✦ اسلئے ایمانداروں کو ادب سکھاتا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارهم الخ یہ پانچواں حکم ہے کہ اے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ کو بند رکھیں۔ جسکا دیکھنا انہیں حلال نہیں اسکو نہ دیکھیں اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اجنبی عورت کا بضرورت منہ اور ہاتھ دیکھنا تو درست ہے اور باقی چیزوں پر نظر کرنا حرام ہے اور بغیر ضرورت اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں خصوصاً جبکہ محل فتنہ ہو اور جو اچانک نظر پڑجائے تو بار دگر نہ دیکھے اور اجنبیہ اگر اور کی لونڈی ہے تو بعض کہتے ہیں ناف سے گھٹنے تک پر نظر نہ کرے باقی کا مضایقہ نہیں بعض کہتے ہیں بازو سر وغیرہ جو عضو کام میں کھلے رہتے ہیں اُنکا دیکھنا ممنوع نہیں باقی ممنوع ہے۔ اور عورت اگر محرم ہے خواہ نسب سے خواہ رضاع سے خواہ بیوی کے رشتہ سے تو اُسکے ناف سی لیکر گھٹنے تک نظر ممنوع ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف وہی اعضاء دیکھنے درست ہیں جو کام میں کھلجاتے ہیں ہاتھ بازو وغیرہ۔ اور مرد کو مرد کی بابت بھی یہ حکم ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک نہ دیکھے اسیطرح عورت کو دوسری عورت کا ناف سے گھٹنے تک دیکھنا منع ہے۔ عرفا کہتے ہیں جسطرح نظر کو محارم کے دیکھنے سے بند کرے اسی طرح دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے روکے پھر فرماتا ہے ویحفظوا فروجہم کہ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں یعنے حرامکاری نہ کریں تمہارے لئے دین و دنیا میں بہتر ہے۔ ان اللہ خبیر بما یصنعون میں تنبیہ ہے کہ اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے ✦ وقل للمومنات الخ اسی طرح ایماندار عورتوں کو بھی نظر بند رکھنے اور حرام سے محفوظ رہنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ یہ بھی (چھٹا حکم) حکم دیا کہ اپنی زینت کو بجز ان اشخاص مذکورہ ذیل کے اور کسی کو نہ دکھائیں اور اوڑھنی اوڑھے رہیں جس سے سر اور سینہ اور کان اور گردن نہ دکھائی دے۔ یہ جو فرمایا اپنی زینت نہ دکھائیں مگر وہ جو ظاہر ہے۔ زینت کہتے ہیں خوبصورتی کو قدرتی ہو یا بناوٹی لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی کا جل وغیرہ ایمیں صرف ظاہر زینت کے ظاہر کرنیکی اجازت دی۔ ظاہر زینت بناوٹی میں سے تو انگوٹھی کپڑا جسکے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑے اور خلقی میں سے ہاتھ مونھ جو بضرورت ظاہر کرنا پڑے۔ بعض علماء کہتے ہیں زینت سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر زیور پہنا جاتا ہے۔ اور وہ یہ اشخاص ہیں شوہر[1] عورت کا باپ دادا۔ نانا[2] شوہر کے باپ دادا نانا[3] عورتوں کے بیٹے۔ پوتے۔ نواسے[4] خاوند کی دوسری بیوی سے بیٹے پوتے نواسے عورت کے بھائی عینی علاتی۔ اخیافی۔ رضاعی عورت کے بھتیجے۔ بھائیوں کی اولاد عورت[9] کے بھانجے بہن کی اولاد گھر کی عورتیں عورت[11] کے مملوکہ لونڈی غلام گھر کے وہ خادم[12] جن کو عورتوں کی طرف رغبت نہ ہو بوڑھے ہیں اور خواجہ سرا[13] نابالغ لڑکے اُن لوگوں کے سامنے اگر عورت اپنی زینت ظاہر کرے تو مضایقہ نہیں یعنی زینت ظاہرہ کے سوا اور زینت کیونکہ بضرورت اسکا تو ہر ایک پر ظاہر کرنا درست تھا۔ وہ زینت ظاہرہ جسکی بضرورت اظہار کے ہر ایک کے لئے رخصت تھی باتفاق علماء چہرہ اور دونوں ہاتھ یا بالائی کپڑے ہی مراد ہیں اور اسجگہ جس زینت کے ظاہر کرنیکی اُن مذکورہ اشخاص کے سامنے اجازت ہے وہ بازوں گلے کانوں سر کے زیور کی ہے اور ان اعضاء کا کھولنا بھی انکے سامنے جائز ہے ونسائهن اپنی عورتیں کیونکہ کافر عورتیں بمنزلہ اجانب کے ہیں بعض کہتے ہیں کافرہ عورتوں کے سامنے ان چیزوں کا کھولنا درست ہے۔ ما ملکت ایمانهن میں غلام لونڈی سب آگئے مگر امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد ہیں کیونکہ غلام اجنبی ہے اسمیں مادہ شہوت بھی موجود ہے آزاد ہو کر اس سے نکاح بھی کر سکتا ہے۔ التابعین غیر اولی الاربة سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں عورت کی بالکل خواہش نہیں بعض کہتے ہیں وہ بیوقوف عنین مراد ہیں جو کھانے میں ساتھ ہو لیتے ہیں انکا صرف یہی مقصود ہوتا ہے مخنث اور ہیجڑے مراد نہیں۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اور جو تم میں مجرد ہوں اُنکے نکاح کرادو اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں انکے بھی - اگر وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کر دیگا - اور اللہ گنجایش والا اخبردار ہے - اور ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

بھی پاکدامن رہنا چاہئے جن کو نکاح کا مقدور نہیں جبتک کہ اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کرے اور وہ جو تمہاری غلاموں میں سے لکھت چاہیں تو انکو لکھدو بشرطیکہ انمیں بہتری

خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ

معلوم ہوتی ہو اور انکو اللہ کے اُس مال میں سے بہی دیا کرو جو اُس نے تمکو دے رکھا ہے - اور اپنی چھوکریوں کو حرامکاری کے لئے مجبور نکیا کرو اگر وہ پاکدامنی چاہتی ہوں (ایسا کام اس لئے کرتے ہو) کہ دنیا کے فوائد حاصل

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

کرو - اور جو انکو اس کام پر مجبور کریگا تو انکی مجبوری کے بعد اللہ غفور رحیم ہے - اور البتہ بھیجے تمہارے پاس آیتیں بہجیدی ہیں جو روشن ہیں اور جنمیں تمسے پہلوں کے حالات ہیں اور جو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہیں

ترکیب

الایامی جمع ایم و ہو العزب ذکرا کان او انثی بکرا کان او ثیبا - وایامی مقلوب ایائم کیتامی - والصالحین معطوف ہے ایامی پر مفعول انکحوا کا - والذین یبتغون مبتدا و فکاتبوا ہم خبر +

تفسیر

+ ان علمتم جملہ شرطیہ اگلا جملہ فکاتبوہم دال بر جزا ر -

جبکہ ہر طرح سے زنا اور اُسکے دواعی کی ممانعت کی تو نکاح کرنیکی بھی رغبت دلائی کسلیئے کہ مجرد رہنے میں بڑا خطرہ ہے اسلیئے آنحضرت صلعم نے نکاح کرنیکی تاکید فرمائی یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانہ اغض للبصر و احصن للفرج و من لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ) اور فرمایا کہ میرے بعد مردوں کے لئے سخت فتنہ عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہیں (متفق علیہ) اسلیئے جن قوموں میں مجرد رہنا ہنر ہے انکے ہاں حرامکاری کا بھی کچھ حساب نہیں -

فرماتا ہے وانکحوا الایامی منکم (یہ ساتواں حکم ہے) کہ اے مسلمانوں جو تم میں مجرد ہیں خواہ عورت ہو خواہ مرد خواہ بیوہ خواہ ناکتخدا انکے نکاح کردو لفظ ایامی سب کو شامل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم سے وہ شخص کہ جسکے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی درخواست کرے تو نکاح کردو ورنہ زمین پر بڑا فتنہ اور فساد سخت ہوگا (رواہ النسائی و ابن ماجہ) علماء کے نزدیک یہ امر مندوب و استحباب کے لئے ہے بعض کہتے ہیں وجوب کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ جہاں زنا میں مبتلا ہونیکا یقین ہو اور نکاح کرنے پر قادر بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ورنہ مستحب ہے -

پھر فرماتا ہے والصالحین من عبادکم و امائکم کہ اپنے غلام لونڈیوں میں سے بھی جنکو نیک دیکھو انکے بھی نکاح کردو - کیونکہ نیک ہی نکاح اور خدمت مولی کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں یا صالحین سے مراد وہ کہ جنکو نکاح کی صلاحیت ہو - لفظ فانکحوا سے علماء شافعیہ نے یہ بات نکالی ہے کہ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں و فیہا فیہ فرماتا ہے نکاح کرنیمیں فقر فاقہ سے نہ ڈرو اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کردیگا - بلاشک جو نیک نیتی سے نکاح کرتے ہیں خدا انکو فراخی دیتا ہے اور جن کو نکاح کا مقدور نہو تو انکو پاکدامنی اختیار کرنی چاہیئے یہ نہیں کہ اس عذر سے مرتکب فواحش ہو جاوے - والذین یبتغون چونکہ فراخ دستی اور فضل الٰہی ہونیکا ذکر تھا اس لئے جو غلام خدا کے فضل پر توکل کر کے اپنے مولی سے کتابت چاہیں انکے لئے بھی حکم دیا کہ اگر ان میں خیر دیکھو کہ یہ بدل کتابت ادا کر سکیں گے اور انکار دیہ بھی اچھا ہے تو انکو لکھدو یعنی مکاتب بنادو - (یہ آٹھواں حکم ہے) اسکو بھی گونہ پاکسائی سے تعلق ہے کس لئے کہ جب غلام کو ولی کی طرف سے خرید فروخت کا مجاز ہوتا ہے تو اسکے ہاتھ میں روپیہ پیسہ رہتا ہے جس سے حرام کاری کا اندیشہ ہے اس سے کوئی رقم لینی مقرر کر کے آزادی لکھدو کہ اپنا نکاح کر کے گھر آباد کرے - اسلام میں بھی یہی دستور باقی رہا اور جاہلیت میں بھی تھا کہ جو کوئی غلام اپنے آقا سے یہ معاملہ کر لیا کرتا تھا کہ میں آپکو اسقدر روپیہ دوں تو آزاد ہو جاؤں آقا اُسکو منظور کر لیتا تھا اور لکھدیتا تھا اس معاملہ کو مکاتبت کہتے تھے وہ غلام آزادانہ خرید و فروخت کر کے وہ مقدار ادا کر دیتا تھا - کتب فقہ میں اس مسئلہ کی بڑی تشریح ہے - اور یہ بھی حکم دیا کہ اس بدل کتابت کے ادا کرنیمیں مدد کرو خدا کے دئے ہوئے مال میں سے انکو بھی دو بمد زکوٰۃ و خیرات یا اس بدلمیں سے کچھ حصہ چھوڑ دو و لا تکرہوا (یہ نواں حکم ہے) عرب میں دستور تھا کہ اپنی چھوکریوں سے زنا کرا کے کماتے تھے چنانچہ مدینہ میں عبد اللہ بن ابی منافق بھی

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی طاق میں چراغ ہو (اور) چراغ شیشہ (کی قندیل) میں ہو (اور) شیشہ گویا کہ چمکتا ہوا تارا ہو روشن کیا گیا ہو

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ

روغن زیتون سے جو بابرکت درخت ہے نہ شرقی ہے نہ غربی ہے کہ جسکا تیل خود بخود روشن ہونیکو ہو اور گو اسکو ابھی آگ نہ لگی ہو۔ نور پر نور اللہ اپنے نور سے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شئے سے واقف ہے

ص ایسا ہی کیا کرتا تھا اسلام نے اسکی بھی ممانعت کر دی۔ ان اردن تحصنا میں ان شرطیہ علی سبیل الغالب واقع ہوا جسکا مفہوم مخالف نہیں (ف) ان آیات میں توبہ کرنے اور مکاتبوں کو دینے کا بھی حکم ہے۔ مگر بظاہر انکا تعلق حقوق العباد سے کم تھا اس لئے انکے عدد شمار میں نہیں لیا +

ترکیب

اللہ مبتدا، نور السموٰت الخ خبر۔ مثل نورہ صفتہ نورہ مبتدا کمشکوٰۃ موصوف فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہو کر خبر ہوئی تمام جملہ بیان ہوا نور السموٰت کا المصباح مبتدا فی زجاجۃ خبر قس علی ہذا۔ دری منسوب الی الدر او فعیل کمریق من الدرء یوقد صفت ہے مصباح کی +

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لئے آیات بینات نازل کیں تمکو جہل کی اندھیریوں سے نکالکر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں اپنے اوصاف نورانی اور نور ہدایت کی تمثیل بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جس نے تمکو جہل کی ظلمات سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اپنی نور کی اُس شمع سے تشبیہ دیکر جو شیشہ کی قندیل میں ہو یہ فرماتا ہے اللہ اپنے اُس نور سے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اللہ نور السموٰت والارض **بحث اوّل** نور عرف میں روشنی کو کہتے ہیں وہ ایک عرض قائم بالغیر ہے جو اجسام کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ آفتاب ستارے اور آگ اس معنی سے اس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقۃً جائز نہیں کس لئے کہ نور بمعنی مذکور ایک عرض ہے وہ حادث اور قابل تقسیم اور قائم بالغیر ہونیکی وجہ سے الٰہ نہیں ہوسکتا اس سے فرقہ مانویہ کا بھی قول رد ہو گیا جو نور اعظم کو اللہ کہتے ہیں۔ اس لئے علماء اسلام اس جگہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور بمعنی منوّر ہے کہ اُسنے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و مہتاب و کواکب اور انبیاء و صلحا و ملائکہ سے منور کر دیا اور یہ قول ابی بن کعب و حسن و ابو العالیہ کا ہے۔ بعض کہتے ہیں بمعنی مدبر السماوات والارض ہے جیسا کہ باخبر رئیس کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر تدبیر حسن جیسا کہ جریر شاعر کہتا ہے ؎ وانت لنا نور و غیث و عصمۃ یہ زجاج اور اصم کا قول ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہے کیونکہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نور کا اطلاق اُسپر مبالغۃً ہو جیسا کہ عادل کو عدل کہدیا کرتے ہیں! امام غزالی رحمۃ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **مشکوٰۃ الانوار** رکھا ہے اُسمیں امام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسپر اس الفاظ کا اطلاق حقیقۃً ہے نہ مجازاً بہت سے مقدمات بیان فرماکر یہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری سے اشرف ہے، اور دونوں کا مقتضے ظہور ہے اور خواص نور میں سے ظہور ہی اشرف ہے اسلئے ادراک عقلی ادراک بصری سے بدرجہ اولی انور ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو سلامۃ الاحوال کے وقت واجبۃ الحصول ہیں یعنی تعقلات فطریہ دوسرے مکتسبہ اور قسم ثانی میں کبھی غلطی بھی واقع ہو جاتی ہے اس لئے اسکے واسطے ہادی و مرشد کی ضرورت ہوتی ہے اور اس امر میں کلام الٰہی اور کلام انبیاء سے زیادہ اور کوئی ہادی و مرشد نہیں اس لئے یہ بھی نور ہیں اسیوجہ سے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہے اور اسیطرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہانتک کہ سب سے بڑھ کر نور اعظم وہ روح جو سب ارواح سے اعلی ہے معدن نور ہے پھر یہ سب انوار حسیہ ہوں

خواہ سفلیہ جیسا کہ آگ کا نور یا علویہ جیسا کہ آفتاب و ماہتاب و کواکب کے انوار یا انوار عقلیہ سفلیہ ہوں جیسا کہ ارواح انبیاء و اولیاء یا علویہ ہوں جیسا کہ ملائکہ

یہ سب کے سب فی حد ذاتہا ممکن ہیں اور ممکن فی حد ذاتہ معدوم ہیں انکو وجود غیر کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور وجود نور اور عدم ظلمت ہے پس کل ممکنات

اپنی ذات میں مظلم ہیں نور فی حد ذاتہ وہی ہے جسکا وجود ذاتی ہے ممکنات کا وجود اور انکی صفات اور انکے سب معارف اللہ کی طرف سے آئے ہیں اب ظاہر

ہوگیا کہ نور مطلق وہ اللہ سبحانہ ہی ہے اور غیر پر جو اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو مجازاً کیونکہ اسکے سوا جو کچھ ہے من حیث ہو ہو ظلمت محضہ ہے کس لئے کہ وہ من حیث

ہو عدم محض ہے بلکہ یہ انوار بھی من حیث ہی ہی ظلمت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہی نور حقیقی ہے اور جسقدر انوار ہیں اسی کے نور کے پرتوے ہیں واللہ اعلم ؎

بحث دوم نور کو السموٰت والارض کی طرف کیوں مضاف کیا؟ اسلئے کہ سب آسمان اور زمین انوار مجردہ اور مادیہ سے بھرے ہوئے ہیں انوار مادیہ جیسا کہ

چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی یہ سب آسمانوں میں ہیں اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہوتے ہیں کہ جن سے الوان مختلفہ دکھائی دیتے ہیں اور انوار مجردہ سے عالم بالا

پر ہے اور وہ انوار مجردہ ملائکہ ہیں عالم سفلی میں بھی انوار عقلیہ بہت سے ہیں اور وہ قوی نباتیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ ہیں اور نور انسانی سے جس کے سبب خلیفۃ اللہ فی الارض

بنا گیا عالم اسفل کا نظام ہو رہا ہے جیسا کہ نور ملکی سے عالم علوی کا نظام قایم ہے اور یہ جملہ انوار بایکدیگر مرتبط و مسلسل ہیں اور سب کا انتہیٰ نور الانوار کی طرف ہے

اور وہ اللہ سبحانہ ہے اسلئے اللہ کو نور السموٰت والارض کہا۔

بحث سوم مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ اپنے نور کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو شیشہ میں ہو اور شیشہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا

گیا ہو اور وہ ایسا صاف ہو کہ جو آگ دکھاتے ہی جل اُٹھے اور زیتون بھی ایسا ہو کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت اُسپر آفتاب کی شعاع پڑتی ہوں پھر نہ پڑیں

اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی اُسپر دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اُسکا تیل بھی عمدہ نہیں بخلاف اسکے کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی بلکہ میدان میں یا پہاڑ

کی بلندی پر ہو وہ خوب تناور اور پختہ ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے۔ جسکے ساتھ تشبیہ دی گئی وہ تو یہ چیزیں ہیں بحیثیت مجموعی اور جسکو تشبیہ دی گئی ہے وہ اللہ کا

نور ہے مگر کلام اسمیں ہے کہ اللہ کے نور سے کیا مراد ہے؟ جمہور متکلمین کے نزدیک ہدایت مراد ہے یعنی کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ ہو

جس کی یہ صفت ہوں کہ جسکی ہر صفت روشنی چراغ کو ترقی دیتی ہے **سوال** آفتاب کے ساتھ کیوں تشبیہ دی **جواب** مقصد اُس روشنی کے ساتھ

تشبیہ دینا ہے جو اندھیریوں میں سے ظاہر ہو البتہ ہدایت ایک ایسی روشنی ہے جو شبہات کی اندھیریوں میں سے ظاہر ہوتی ہے سو یہ بات چراغ کے ساتھ

تشبیہ دینے سے حاصل ہوتی ہے کہ جسکے ہر طرف اندھیری محیط ہوتی ہے برخلاف آفتاب کے کہ وہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو تمام عالم اُسکے نور سے بھر جاتا ہے ظلمت

باقی نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں نور سے مراد قرآن ہے جیسا کہ فرمایا ہے قد جاءکم من اللہ نور یہ حسن و سفیان بن عیینہ و زید بن اسلم کا قول ہے

بعض کہتے ہیں اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی صفت میں سراجا منیرا آیا ہے۔ یہ عطار کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں

اس نور سے مراد وہ نور ہے کہ جو مؤمن کے دل میں ایمان و معرفت کا نور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر کیا ہے یہ اُبی

و ابن عباسؓ کا قول ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں انسان کے قویٰ مدرکہ پانچ ہیں قوۃ حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے قوت خیالیہ قوۃ عقلیہ جو حقائق

کلیہ کا ادراک کرتی ہے قوۃ فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دیکر نامعلوم بات کو دریافت کرتی ہے قوۃ قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے

جس سے اسرار غیب و لوائح ملکوت ظاہر ہوتے ہیں جس کی نسبت اللہ فرماتا ہے لکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا۔ یہ پانچوں

نور ہیں ہر ایک کو اُن پانچوں چیزوں میں سے ایک ایک کے ساتھ تشبیہ ہے روح حساس کو مشکوٰۃ سے الخ

مشکوٰۃ سراج وغیرہ

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ

ان گھروں میں کہ تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور انہیں اُسکا نام یاد کیا جاتا ہے جنہیں صبح اور شام اسکی تسبیح و تقدیس کیجاتی ہے - ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں جنکو نہ خرید غافل کرتی ہے اور نہ فروخت

ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِیَجْزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

ذکر الٰہی سے روکتی ہے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جاوینگی - تاکہ اللہ انکو انکے عمل کا اچھا بدلہ دے

وَیَزِیْدَہُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ؕ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

اور انکو اپنے فضل سے اور بھی دے (یعنی ڈرتے بھی ہیں اور اُمید بھی رکھتے ہیں) اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے

ترکیب

فی بیوت یا تو صفت ہے زجاجہ کی المصباح فی زجاجۃ فی بیوت - یا یوقد سے متعلق ہے اسے توقد فی المساجد - یا یسبح سے متعلق ہے وہو القوی - رجال یسبح کا فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ لا تلہیہم رجال کی صفت یخافون صفت ثانیہ لیجزیہم یسبح سے متعلق -

تفسیر

فی بیوت کو جمہور مفسرین نے کلام سابق کا تتمہ قرار دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے یعنی وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور ایسے صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گندہ اور ناپاک مکان میں نہ ہو کہ جس کی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہو بلکہ اُن مکانوں میں ہو کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا - یعنے مساجد - خانہ کعبہ - مسجد نبوی - بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور اُنکے بلند کرنے سے مراد یا حقیقۃً بلند کرنا ہے یا تعظیم کرنا - ان مقامات خصوصاً بیت المقدس کے قندیلوں کی روشنی جو زیتون کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی تھیں ضرب المثل تھی - پھر ان گھروں کی صفت میں فرماتا ہے کہ اُنمیں ایسے لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اُسکا نام لیا کرتے ہیں (یہ عام ہے خواہ نماز فرایض و نوافل کے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر و تسبیح ہو) کہ جنکو ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ بیع کرنا - تجارت عام ہے خرید اور فروخت دونوں کو شامل ہے مگر فروخت میں نقد حاصل کیا جاتا ہے اسمیں اور بھی لالچ ہے جو انسان کو ذکر الٰہی سے روکدیتا ہے اسلئے اسکو جداگانہ بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں روک سکتی - اور باوجود اسقدر یاد الٰہی میں مشغول ہونے اور زکوٰۃ و خیرات دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جسدن دل اور آنکھوں کا عجب حال ہوگا دل صدمات کے مارے ہوا ہوگا اور آنکھیں اوپر کو ٹکٹکی باندھے ہوئے ہونگی کہ کیا حکم آتا ہے؟ یہ سب باتیں انکی اس بات کا سبب ہیں کہ اللہ انکے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دیگا اور نہ صرف بدلہ بلکہ اعمال کے سوا اپنے فضل سے اور بڑھتی بھی عطا کریگا کیونکہ وہ بے نیاز بے پرواہ ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے - بعض علما کہتے ہیں فی بیوت یسبح سے متعلق ہے اور یہ ایک جداگانہ کلام ہے جسمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہ دی گئی ہے کہاں اور کس جگہ پایا جاتا ہے؟ پھر آپ ہی بتلاتا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جاتا ہے کہ جن کے بلند کرنیکا اللہ نے حکم دیا اور جنمیں اُسکی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکباز لوگ اُسکی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں کہ جن کو کوئی شغل دنیاوی اُنکے کار سے نہیں روکتا دست بکار دل بہ یار انکا شیوہ خاص ہے اور انہیں کے دلوں اور سینوں میں نور الٰہی کا وہ چراغ روشن ہے کہ جس سے اُنکو اللہ نے اس راہ راست اور صراط مستقیم کیطرف ہدایت کی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ - رجال کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہے جمعہ اور جماعت نہیں ہے نہ عورتوں پر - اور یہ بھی اشارہ ہے کہ در اصل رجال یعنی مرد ایسے ہی لوگ ہیں کیونکہ دنیا مردار کے طالب گتے ہیں اور مولی کے طالب مرد ہیں - بڑی مردانگی یہی ہے نہ کھانا سونا جماع کرنا کسیکو مار ڈالنا نفس کا مار ڈالنا اور نفسانی خواہشوں کو اُسی چراغ ہدایت سے جلا دینا بڑی مردمی ہے - اس کلام پاک کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہیے -

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْــٴًـا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

اور وہ جو کافر ہیں انکے اعمال ایسے ہیں کہ جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس آیا تو اُسکو کچھ بھی نہ پایا (اللہ ہی کو اپنے پاس پایا)

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۟ۙ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ

اور تڑپ تڑپ کر مرگیا اور جسنے اسکے اعمال کا حساب اُسکو پورا پورا چکادیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یا ایسی مثال ہے کہ جیسے موجزن دریا میں انکی اندہیریاں ہوتی ہیں کہ جسکو ایک موج دوسری موج اور اُسپر بادل نے

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۠

ڈہانک رکھا ہو۔ اندہیریاں ہیں ایک کے اوپر ایک (انسان وہاں) جب اپنا ہاتھ نکالے تو اُسکو کچھ بھی دیکھ نہ سکے۔ اور جسکو اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو تو اُس کے لئے کوئی بھی نور نہیں +

ع ۵

ترکیب

بقیعۃ موضع جر میں سراب کی صفت قیعۃ یحسبہ بھی سراب کی صفت قیعۃ جمع قاع ای فی فلاۃ والیاء فی قیعۃ بدل من واو لسکونہا وانکسار ماقبلہا لانہم قالوا فی قاع اقوع او کظلمات معطوف ہے سراب پر تقدیرہ او کاعمال ذی ظلمات فیقدر ذی لیعود الضمیر من قولہ اذا اخرج یدہ الیہ ویمکن ان یقال لاحذف فیہ والمعنی انہ شبہ اعمال الکفار بالظلمۃ فی حیلولتہا بین القلب بین مایہتدی الیہ۔ فی بحر صفت۔ ظلمات لجی نسبتہ الی اللج اے ذی لجۃ یغشاہ صفۃ اخری۔

تفسیر

اُس نور اور نورانی لوگوں کے بعد ظلمت اور ظلمانی لوگوں کا حال بہی تشبیہ میں بیان فرمایا جاتا ہے۔

فقال والذین کفروا الخ کہ کافروں کے اعمال جنکو وہ نیک اور وسیلہ آخرت سمجھکر کرتے ہیں سراب کی مانند ہیں جسکو جنگل میں دوپہر کے وقت پیاسا دور سے پانی سمجھکر بڑی بیقراری سے اُسکے پاس آتا ہے اور وہاں جاکر کچھ بھی نہیں پاتا یہی حال انکا ہے کہ بوقت مرگ جن کے اعمال پر انکو سہارا تھا اُنکو کچھ بھی نہ پاوینگے اور اللہ ہی سے اُنکو وہاں معاملہ پڑیگا سو وہ اُنکا حساب پورا کر دیگا۔ ازہری کہتے ہیں سراب ہے جو ٹھیک دوپہر میں دور سے پانی سا موجیں مارتے ہوئے دکھائی دیا کرتا ہے یعنی پانی چلتا ہوا دکھائی دیا کرتا ہے یقال سرب الماء یسرب سروبا اذا جری فہو سارب۔ قولہ تعالی ووجد اللہ عندہ اے وجد عقاب اللہ الذی یوعدبہ الکافر عند ذلک۔ یہ انکے بقیہ احوال کا بیان ہے جو اسکے بعد انپر عارض ہوگا بطور تکملہ کے تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ انکے حال کا اسی پر حصر ہے بلکہ اسکے بعد اور بھی برا حال ہوگا پس یہہ لم یجدہ شیئا پر معطوف ہے (ابو السعود) او کظلمات یہہ دوسری مثال ہے کفار کے حال کی پہلی مثال میں یہہ بتلایا گیا کہ اُنکے اعمال اگر اچھے بھی ہیں تو عقائد صحیحہ نہونیکی وجہ سراب کی مانند ہیں آخرت میں اننے کوئی نفع نہوگا اور اگر بُرے ہیں تو وہ ظلمات ہیں۔ یا یوں کہو کہ پہلی مثال میں انکے اعمال کا بیان تھا کہ وہ کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور دوسری مثال میں انکے عقائد کا بیان ہے کہ وہ ظلمات سے مشابہ ہیں جیسا کہ فرمایا یخرجہم من الظلمات الی النور اے من الکفر الی الایمان اگلا جملہ و من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور اسپر دلالت کرتا ہے اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ دریا لجی (اے ذو اللجۃ التی ہی معظم الماء الغمر البعید القعر) یعنی بڑے گہرے اور بہت عمیق کی قعر میں اندھیرا ہوتا ہے پھر جب اُسپر امواج کا تلاطم ہوتا ہے تو اور بھی اندہیرا زیادہ ہوجاتا ہے اور جبکہ امواج پر بادل اور گھٹا گھنگھور ہوتی ہے تو انتہا درجہ کی اندہیری ہوجاتی ہے تو ایسی حالت میں ہاتھ بھی نہیں دکھائی دیتا حالانکہ پاس کی چیزوں میں سے جو کوئی دیا کرتے ہیں عادتاً ہاتھ ہی بہت قریب سمجھا جایا کرتا ہے اسیطرح کافر تین اندہیریوں میں مبتلا ہیں اول اعتقاد بد کی ظلمت جو بحر عمیق کے مشابہ ہے اور عقائد کا محل دل ہے جسکو مختلف موجیں مارتیں اور خطرات و شہوات کے تلاطم میں بڑی مناسبت اور کامل تشبیہ ہے دوم قول بد کی ظلمت جو انکی زبان سے نکلکر دریا کی طرح موجیں مارتی ہے سوم عمل بد کی ظلمت جو بادل کی طرح محیط ہے۔ یا اسکے قلب اور سمع و بصر کی اندہیریاں مراد ہیں یا اپنے کفر پر جو اُسکو اصرار ہے اسکی ظلمات متراکمہ کو دریا اور امواج اور سحاب کی ظلمات متراکمہ سے تشبیہ دی گئی ہے پس وہ کافر ان اندہیریوں میں مبتلا ہے اب اگر اسکو اللہ ہی اندہیریوں سے نکالے اور نور میں نہ لاوے تو کون نکال سکتا اور نور میں لاسکتا ہے اسلئے فرمایا و من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔

سلہ من فوقہ صفۃ لموج والموج الثانی مرفوع بالظرف لانہ قد اعتمد ویجوز ان یکون مبتدأ والظرف خبرہ ومن فوقہ سحاب نعت للموج الثانی ظلمات بالرفع خبر مبتدأ محذوف ای ہذہ ظلمات ۱۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی جو پر پھیلائے اڑتے ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہیں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی نماز اور تسبیح معلوم کر رکھی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین سب اللہ ہی کی ہیں۔ اور اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا بھی ہے۔ کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر وہی انکے ٹکڑے ملاتا ہے۔ پھر وہی انکو گھنگھور گھٹا بنا دیتا ہے

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ

پھر تو دیکھتا ہے کہ انمیں سے مینہ برستا ہے اور وہی آسمانی پہاڑوں سے جو بادلوں میں ہیں اولے برساتا ہے۔ پھر انکو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے روکتا ہے۔ اسکی بجلی کی چمک ہے کہ

يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ؕ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ○ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ

آنکھوں (کے نور) کو اچکائے لئے جارہی ہے۔ اللہ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اسمیں آنکھوں والوں کیلئے ایک بڑی عبرت ہے۔ اور اللہ ہی نے تمام زمین پر چلنے والے جانوروں کو پانی سے پیدا کیا ہے

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

پھر بعض تو انمیں وہ ہیں کہ اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ اپنے دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ چار پاؤں سے چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

البتہ ہمنے کھلی کھلی آیتیں نازل کردی ہیں۔ اور اللہ ہی جسکو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے

ہم جس نے جاری قدرت اور کمال واضح ہوتا ہے

ترکیب

الطیر معطوف علی من جمع طائر صافات حال من الطیر اے باسطات اجنحتہن علم کی ضمیر راجع ہے کل کی طرف وہو الاقوی لان القراۃ برفع کل علی الابتداء یزجی یسوقہ برفق۔ بینہ انما جاز دخول بین علی المفرد لان المعنی بین اجزاء السحاب۔ رکاما متراکما بعضہ فوق بعض الودق المطر من خلالہ اے مخارجہ جمیع خلل کجبال فی جبل من السماء من لابتداء الغایۃ من جبال کا من یا زائدہ ہے اور ممکن ہے کہ پہلے من سے بدل ہو علی اعادۃ الجار والتقدیر ینزل من جبال السماء اے من جبال فی السماء من برد بیان للجبال و والمفعول محذوف اے ینزل مبتداً من السماء من جبال فیہا من برد بردا۔

تفسیر

انوار قلوب المومنین وظلمات قلوب الکافرین کے بعد چند وہ دلائل توحید بیان کرتا ہے جن میں نظر کرنے سے حق سبحانہ اور اسکی توحید کا نور متجلی ہو کر نور پر نور کی کیفیت حاصل ہو جاوے فقال الم تر ان اللہ یسبح الخ یہ **اول** دلیل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی پر کیا موقوف ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے ملائکہ اور روحانیات اور جو کچھ کہ زمین پر ہے انسان اور حیوان حجر اور شجر بلکہ جو ان کے درمیان ہے پرند جو ہوا میں پر کھولے معلق ہو کر اڑتے پھرتے ہیں سب اسکی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ الم تر سے مراد الم تعلم ہے کیونکہ ان چیزوں کی تسبیح آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہاں دل کی آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہے یعنی عقل سے معلوم ہو سکتی ہے **بتسبیح** کرنے سے متکلمین کے نزدیک ان چیزوں کا اسپر دلالت کرنا مراد ہے کہ ان کا خالق صفات نقصان سے منزہ اور بری اور صفات کمال و نعوت جلال سے موصوف ہے یعنی تسبیح بدلالۃ الحال ہے نہ بالمقال بعض کہتے ہیں بعض چیزیں زبان سے بھی تسبیح کرتی ہیں عقلاء انسان ملائکہ جن وغیرہ اور بعض بدلالۃ الحال بعض کہتے ہیں ہر چیز کی ایک خاص زبان ہے جو اسکو عطا کی گئی ہے اسکی تسبیح تقدیس کرتی ہے جمادات اپنی زبان جمادی سے کرتے ہیں کبھی جمادات کی تسبیح بعض روشن ضمیروں کو بھی سنائی دیجاتی ہے چنانچہ ایکبار آنحضرت صلعم کی مجلس میں کنکروں کی تسبیح سنائی دی گئی۔ اور نیز عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یوکل (رواہ البخاری) کہ ہم کھانے میں

کہانے کی تسبیح سناکرتی تہی اور نباتات اپنی زبان نباتی سی تسبیح کرتی ہیں چنانچہ مسجد نبوی میں کہجور کا ٹہنڈ جو مسجد کا ستون تہا جسپر آپ سہارا لگاکر خطبہ پڑہا کرتی تہی حضرت کے فراق میں رویا اور اسکا رونا سبکو سنائی دیا (رواہ البخاری) رہی حیوانات پرند اور غیر پرند سو انکی عجائب افعال اس بات کی صریح دلیل ہی کہ خدا تعالی نے انکو ایک قسم کی گویائی اور ادراک عطا کیا ہی اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح فطری طور پر تعلیم فرمائی ہی کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ اور اسی لئے بعد میں فرمایا واللہ علیم بما یفعلون۔ اسکے بعد مبدا و معاد کا مسئلہ ظاہر کرتا ہے و للہ ملک السموات والارض کہ ہر چیز کا وجود اسکی طرف سی ہی اور اسی کے قبضہ میں ہی اسی لئے اسکو تسبیح و تقدیس کا استحقاق ہی والی اللہ المصیر اور پھر اسیکے پاس جانا بھی ہے اسلئے اسکی تسبیح و تقدیس ورد ہی آخر اسی سے کام پڑیگا۔ حاصل یہ کہ یہ سب عالم مسخر ہی صغری بدیہی الثبوت ہی اسلئے اوسکو الم تر لی سے تعبیر کیا اور جو چیز مسخر اور منقاد ہی وہ خدا نہیں ثابت ہوا کہ عالم میں سے کوئی چیز بھی قابل پرستش نہیں پھر جو انکو پوجتے ہیں وہ ظلمات متراکمہ میں جو انکی تخیلات باطلہ ہیں گرفتار ہیں الم تر ان اللہ یزجی سحابا یہ دوسری دلیل ہے کہ اللہ بادل پیدا کرتا ہی پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جمع کرکے انکو گھنگور گھٹا بناتا ہی اور ان بادلوں میں سے کس لطف کے ساتھہ مینہ برساتا ہی یہ نہیں ہی کہ دیتا کہ مشک کے دہانہ کھلنے میں جسطرح بے تحاشا پانی گر پڑتا ہی اسطرح گرے یہ بھی حکیم و قدیر کی عجب قدرت ہی پھر اسپر اور حکمت دیکھو وینزل من السماء من جبال فیہا من برد کہ انہیں بادلوں میں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جسطرح مینہ برساتا ہی اسیطرح جسم جامد اولے بھی برسا دیتا ہے جنکو پھر کتنا بمناسبت من جبال نہایت مناسب ہے۔ اسپر اور بھی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ قابل غور ہے یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار کہ اُس سے اور تر جگہہ سے کہ جہاں سے اولے اور مینہ برستا ہی بجلی بھی ظاہر کرتا ہی جو سخت آتش بلکہ آتش کی روح ہی پھر وہ اسطرح سے کوندتی ہی کہ دیکھنے والی بھی آنکھہ بند کرلیتی ہیں آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اسکو دیکھنے کی تاب نہیں لاتیں پھر عاقل بصیر ان سب چیزوں میں اُس قادر حکیم کا جلوہ دیکھہ سکتا ہی کہ جس سی عقل کی آنکھیں نہیں چندھیاتیں بلکہ اور بھی اس نور عقلی سی روشن ہو جاتی ہیں کلام میں بلاغت بھی کیسی ہی کہ مینہ کا سارا سامان بتادیا یقلب اللہ اللیل والنہار یہہ تیسری دلیل ہے کہ اللہ ہی رات دن کو بدلتا ہے رات کے بعد دن دن کے بعد رات لاتا ہے اور پھر ہر ایک کو چھوٹا بڑا بھی کرتا ہے گو یہ آفتاب یا زمین کی حرکت سے ہو مگر انکی حرکت بھی تو اسی کے ید قدرت میں ہی تمام اسباب کا سلسلہ انجام کار اسیکی طرف منتہی ہوتا ہے اسلئے اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار کہ انمیں انہیں کیلئے عبرت ہے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں۔ وہی ان دلائل سے بانی عالم کا وجود باکمال سمجھہ سکتے ہیں اور اسکے صفات کاملہ سمجھ سکے بعد یہ بھی سمجھہ سکتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر نعمتیں ہیں اسکے ہاں سے آتی ہیں وہی مینہ برسا کر دنیا کو آباد کرتا ہے اور سب کے اسباب وہی مہیا کر دیتا ہے اور نیز یہہ بھی کہ رحمت ناشکری کے وقت زحمت بھی ہو جاتی ہے بادلوں میں سے پانی بھی برساتا ہے مگر وہیں بجلی اور اولے بربادی کے بھی سامان مہیا کر رکھے ہیں اور نیز دولت کے بعد افلاس اور زوال کے بعد اقبال صحت کے بعد تندرستی یہہ سب باتیں رات دن کی اُلٹا پلٹی کی طرح وہی اُلٹا پلٹتا ہے۔ اگر عقل ہے تو پھر غیر کی پرستش کبھی نہ کرے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ چوتھی **دلیل** ہے کہ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا پھر کسی کو پیٹ کے بل کسی کو دو پاؤں پر کسی کو چار پاؤں پر چلایا یہہ اختلاف اور یہہ پیدایش بھی اسی صانع حکیم کا فعل ہے نہ طبیعت کا نہ مادہ کا نہ کسی اور کا۔

سوال بہت سے جاندار پانی سے نہیں پیدا ہوئے جن آگ سے ملائکہ نور سے آدم خاک سے اور نیز مواد ارضیہ سے بھی حیوانات کو پیدا ہوتے دیکھا ہے۔

جواب ۔ من ماء صلہ کل دابۃ کا ہے نہ خلق کا یعنی جو جانور پانی سے بنتے ہیں انکو اللہ نے ایسا بنایا اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل جمیع مخلوقات کی پانی ہے پھر اس پانی سے اور عناصر پیدا ہوئے جیسا کہ جلد ثانی میں ہمنے بیان کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دابۃ سے مراد زمین پر چلنے والے جانور ہیں جنکی پیدایش پانی سے ہے پس جن اور ملائکہ انمیں داخل نہیں۔ من ماء کو نکرہ لاکر یہہ بتا دیا کہ ہر نوع دابۃ کو اوس پانی سے پیدا کیا جسکی ساتھہ وہ مخصوص ہے۔ بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں سانپ وغیرہ بعض دو پاؤں سے انسان وغیرہ بعض چار سے گائے بھینس گھوڑا وغیرہ اور بھی عجائب مخلوقات ہیں یا کسی کے چار سے زیادہ پاؤں ہیں کنکھجورا وغیرہ تو ان سب کی طرف یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر میں اشارہ کردیا۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

اور منافق یہہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے　اور فرمانبردار بھی ہو گئے (مگر) اسکے بعد ہی انمیں سے ایک فریق پھر جاتا ہے۔　اور وہ تو سرے سے ایمان ہی نہیں لائے تہے۔ اور جبکہ وہ اللہ اور اسکے رسول

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا

کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ انمیں فیصلہ کیا جاوے تو جبہی ایک فریق انمیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر انکے لئے حق پہونچتا ہو تو رسول کے پاس گردن جہکائے چلے آتے ہیں۔ کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں

أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یا اس سے ڈرتے ہیں　کہ اللہ اور اُسکا رسول انکی حق تلفی کریگا (وہ تو ایسا نہیں کرینگے)　بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی تہی کہ جب انکو اللہ اور اسکے رسول کیطرف اسلئے بلایا گیا تہا کہ

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

کہ ہم نے حکم سُن لیا　اور مان لیا　اور یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔　اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا اور اسکی نافرمانی سے حذر کرتا ہے سو وہی کامیاب بھی ہوتا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

اور وہ اللہ کی پکی پکی قسمیں کہا کر کہتے ہیں　کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم (اپنے گہر بار چہوڑ کر) نکل پڑیں۔ کہدو قسمیں تو نہ کہاؤ دستور کے موافق حکم برداری چاہئے بیشک جو کچہہ تم کرتے ہو۔ اسکو اللہ جانتا ہے۔ کہو اللہ اور اسکے رسول کی

الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

پہر اگر اسپر بہی پہر جاویں تو پیغمبر پر تو وہی ہے جسکا وہ ذمہ دار ہے اور تمپر وہی جو تمہارے ذمہ پر لازم کیا گیا ہے۔ اور اگر اسکا کہا مانو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول پر تو بجز اسکے اور کچہہ نہیں کہ وہ کہول کر حکم پہنچا دیوے۔

ع ۱۰ / ۱۲ نصف الربع

تفسیر

ان دلائل کے بعد جو انسان کے دل میں نور ابدی اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گمراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب ذرا ذرا سی باتوں میں بہی رسول کریمؐ کے اتباع کرنیسے دل چرا جاتے اور حیلہ بہانہ بناتے ہیں۔ یہ چند منافق جو مدینہ منورہ میں رہتے تہے انہیں کیطرف ان آیات میں روئے سخن ہے کہ یہ لوگ منہ سے تو ایمان و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آکر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مومن نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کیلئے اللہ اور اوس کے رسول کیطرف بلائے جاتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسول کے پاس دوڑے چلے آتے ہیں پہر کیا انکے دل میں مرض نفاق ہے یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کریگا؟ بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کیطرف جائز رکہتے ہیں۔ ایماندار ونکی یہ شان نہیں بلکہ انکی یہہ شان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا واطعنا کے سوا اور کچہہ نہ کہیں یعنی یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سرزنش کے بعد وہ منافق قسمیں کہا کر کہتے تہے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلجانے کا بہی حکم دینگے تو ہم تعمیل کرینگے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہدو کیوں جہوٹی قسمیں کہاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا دستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسولؐ حکم دیتا ہے اسی پر قایم رہو اور اسپر بہی قایم نہ ہوگے تو رسول پر کچہہ نہیں وہ پہنچا چکا اسکا بار تمہیں پر ہے۔

اب اسمیں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے؟ مقاتل کہتے ہیں بشر منافق مراد ہے اسکا ایک یہودی سے جہگڑا تہا جسمیں وہ حق پر نہ تہا اسلئے کہتا تہا کہ اسکا فیصلہ کعب بن اشرف سردار یہود کریگا یہودی جانتا تہا کہ وہ دغاباز ہے اسلئے وہ کہتا تہا کہ آنحضرتؐ کی طرف چلو ضحاک کہتے ہیں مغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی بن ابیطالبؓ میں ایک زمین کی بابت نزاع تہی علیؓ نے کہا آنحضرتؐ سے فیصلہ کراؤ اسنے انکار کیا واللہ اعلم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

اللہ نے تم میں سے ایمانداروں اور اچھے کام کرنیوالوں کیلئے وعدہ کرلیا ہے کہ انکو ضرور ملک کی خلافت (یعنی حکومت) عطا کریگا جیساکہ اسنے پہلوں کو عطا کی تھی اور جس دین کو انکے واسطے پسند کیا ہے

دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ

انکے لئے اسکو ضرور مستحکم کردیگا۔ اور انکے خوف کو اس سے بدل دیگا وہ دراطمینان؛ میری عبادت کیا کرینگے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرینگے۔ اور جو کوئی اسکے بعد بھی ناشکری کرے سو وہی

الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ع

فاسق ہیں۔ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تمپر رحم کیا جاوے۔ اے نبی یہہ خیال بھی نکر کہ منکر ملک میں (اپنی تدابیر سے ہمکو ہرا دینگے) اور انکا ٹھکانا تو آگ ہے اور وہ بہت ہی برا

تفسیر

لیستخلفنہم ہو جواب قسم مضمر ہے وعدہم قسم لیستخلفنہم۔ یعبدوننی حال من الذین او استیناف۔ لایشرکون حال من الواو ای یعبدوننی غیر مشرکین۔ پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی فلاح پاوینگے وہی کامیاب ہونگے آخرت کی کامیابی تو متعدد مقامات پر بیان ہو چکی تھی اب یہاں دنیا کی کامیابی بیان فرماتا ہے بقولہ وعد اللہ الخ اور اس وعدہ کے بعد پھر ان مسلمانوں کو کہ جنکے لئے خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ کیا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ الخ کا حکم دیتا ہے کہ زمین پر اقتدار پاکر اور سلطنت و شوکت حاصل کرکے بنی اسرائیل کیطرح خدا اور اسکے رسول سے برگشتہ نہو جانا بلکہ نماز و روزہ اور جمیع امور میں اسکے احکام کی پابندی کرنا جنکی طرف واطیعوا الرسول میں اجمالاً اشارہ ہے تاکہ تمپر رحم کیا جاوے ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاوگے شوکت و سلطنت چھین لیجائیگی اور جو دنیا میں اقتدار پاکر خدا سے سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں آکر دین کی پروا نہیں کرتے انکو یہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضے میں نہیں رہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہونگے اور آخرت میں بھی انکا ٹھکانا جہنم ہے اور نیز اس فقرہ لاتحسبن الخ میں مسلمانوں کو تسلی دیتا اور اپنے وعدۂ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہے کہ اے مسلمانوں آج جو تم کفار سے دبے ہوئے ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہ سب ہمارے بس میں ہیں انکو ہم مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں۔

حاکم نے بسند صحیح اور نیز طبرانی نے بھی ابی بن کعب سے اس آیت کے شان نزول میں یوں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہو گیا مسلمان ہر وقت خوف کی حالت میں ہتیار بند رہا کرتے تھے اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسے بھی دن آئینگے کہ ہم بھی امن سے رات کو سویا کرینگے کہ بجز خوف خدا اور کسیکا خوف نہوگا ایسی حالتمیں انکی تسلی دینے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی خصوصاً جنگ احزاب میں تو مسلمانوں پر از حد تکلیف اور سخت خوف و ہراس تہا ابو العالیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی کچھ نقل کیا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس وقت کے مسلمانوں سے جو نیک تھے بطور پیشین گوئی یہ وعدہ کرتا ہے کہ ہم انکو زمین پر اسطرح سے خلیفہ کرینگے یعنی سلطنت و حکومت دینگے کہ جسطرح تم سے پہلوں کو دی تھی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام وغیرہما کو اور انکی حق پسند دین پر انکو قادر کر دینگے کہ آزادی سے وہ اپنے مذہب کی پابندی کریں گے کسیکی روک ٹوک نہوگی ہر طرح سے اس مذہب کی پھیلانے پر قادر ہونگے اور خوف سے جو انکو دشمنوں کا رہتا ہے اسکو دور کرکے اسکے بدلہ میں امن دینگے کسی سے نہ ڈریں گے کہ دین کو مخفی کریں یعبدوننی میری عبادت کیا کرینگے اور میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں گے یعنی دلسے عبادت و توحید کو بجا لائینگے اور نیک ہونگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا وہ فاسق ہے اسپر حمایت الٰہی کا ہاتھ نہ رہیگا۔ صدق اللہ العلی العظیم اسنے یہ وعدہ پورا کیا آنحضرت کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پھر آپکے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں تنہا عرب بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز سلطنتیں بھی انکے ہاتھ میں دیں اور نہایت امن کے ساتھ انکے زمانوں میں دین اسلام کی اشاعت و ترقی ہوئی۔ اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔ خوارج کا قول باطل ہے جو وہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو خارج کرتے ہیں اسیطرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو وہ خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام تو انہیں حضرات کے عہد میں ظہور میں آئیں اور حضرت علیؓ انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل نہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہیں سکتے اور اسی طرح باقی آئمہ اطہار کو تو سرے سے حکومت ہی نہیں ملی اور وہ بھی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آجتک ڈر کے مارے کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ افسوس بعد میں مسلمانوں نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت بھی انکی نہ رہی اور اب بھی باز نہیں آتے مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس سے آجکل کے ریفارمر غافل ہو کر اور اسباب ترقی تلاش کر رہے ہیں اللہم ارحم المسلمین واہد رؤسائہم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

اے ایمان والو چاہیے کہ تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے تم سے ان تینوں وقتوں میں اجازت لے کر آیا جایا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ

دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری برہنگی کے ہیں۔ انکے بعد نہ تم پر کچھ گناہ ہے نہ ان پر کہ آپس میں

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہو۔ اسطرح سے کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے آیتیں۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جاویں تو انکو بھی اجازت لیکر آنا چاہیے جیسا کہ

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

ان سے پہلے بھی بڑی عمر کے اجازت لیکر آتے رہے ہیں۔ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیتیں اور اللہ علیم حکیم ہے۔ اور وہ بڑی بوڑہی عورتیں کہ جنکو نکاح کی رغبت نہیں رہی

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ان پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار دیا کریں بشرطیکہ زینت کو نہ کھولدیا کریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو انکے لیے بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے

ثلث مرات فی الاصل مصدر، وقد استعملت ظرفا فعلی ہذا نصبہا علی الظرفیۃ ﴿ تفسیر ﴾ والعامل لیستاذنکم والقواعد جمع قاعد عن النکاح واما من القعود فقاعدۃ۔

منجملہ عشرت کے ایک مسئلہ استیذان و اجازت کا مسئلہ بھی ہے۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ادب سکھاتا ہے جو تدبیر المنزل کے متعلق ایک بڑا اہم مسئلہ تھا جس سے آجتک تمام کتب سماویہ خالی تہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے ایک انصاری کے لڑکے کو حضرت عمرؓ کے بلانیکو بہیجا وہ دوپہر کا وقت تھا عمرؓ سوتے تہے وہ گھر میں گہس گیا اور عمرؓ کو بیدار کیا عمرؓ کا کپڑا کچھہ کھل گیا تھا دلمیں خیال کیا کہ بچے آ جاتے ہیں۔ بہت ہی کاش خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے حضرت صلعم کے پاس آئے تو آتے ہی حضرتؐ نے یہ آیت سُنائی۔ شاید اس آیت کی سُنانے کیلیے بلایا ہو۔ مقاتل کہتے ہیں۔ اسماء بنت مرثد کا ایک بڑا لڑکا تھا وہ گھر میں ایکبار ایسے وقت آیا جو انکو ناگوار معلوم ہوا انہوں نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی (معالم) اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجانب جوان یا بالغوں کو تو اجازت لیکر آنیکا پہلے حکم ہو چکا تھا بقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا الآیۃ اب یہی تھے لڑکے بالے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے جنسے ابتک پردہ نہیں کیا جاتا وہ اپنے گہر کے ہوں یا بیگانے اور اسیطرح اپنے غلام اور لونڈیاں جن سے بھی آنے جانے میں پردہ نہیں ہوا کرتا یہہ خادم ہیں ہر وقت آقا کے پاس آتے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا تھا لیکن مسلمانوں کو بیوقت آنا انکا بہی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ہونا بہی چاہیے بہلا کسکا دل چاہتا ہے کہ سونیکے وقت جبکہ کپڑے اوتار دیے ہوں کوئی ہوشیار لڑکا گو بالغ نہوا ہو خواہ وہ اپنا عزیز ہی کیوں نہ ہو یا اپنا غلام ہی کیوں نہ ہو چلا آوے۔ اسلیے انکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو چاہیے کہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تین وقتوں میں تمسے اجازت لیکر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اتار دیے جاتے ہیں (یہ گرمی میں گرم ملکوں میں عام عادت ہے) اور نماز عشا کے بعد۔ ان اوقات کے بعد پہر اور وقتوں میں اجازت اور بے اطلاع آنے جانیکی کچھہ ممانعت نہیں اور وہ لڑکے جب بالغ ہو جاویں تب انکو ہمہ وقت اسیطرح سے اذن لیکر آنا چاہیے کہ جسطرح اُنسے بڑے اور بالغ لوگ اذن لیکر آیا کرتے ہیں کما استاذن الذین من قبلہم سے یہی مراد ہیں نہ کہ پہلی اُمتوں کے لوگ۔ ان خاص وقتوں کے علاوہ جبکہ اذن و بے اطلاع آنیکی غلاموں اور لڑکوں کو اجازت دیگئی تو اسکے ساتھہ گھر میں عورتوں کو کس حال میں رہنا چاہیے؟ اسکی بہی تشریح کر دی یہ نہیں کہ جوان عورت گھر میں ننگ دھڑنگ ہوا کرے یا ستر غلیظ ڈھانکنے کے لیے کوئی کپڑا باندھکر باقی برہنہ رہا کرے جیسا کہ بعض قوموں میں دستور ہے بلکہ کہیں بہی ستر پردہ کے کپڑے پہنے رہے والقواعد من النساء الخ ہاں بڑی بوڑہی عورتوں کو اوڑھنا یا چادر اُتار دینا کچھہ مضایقہ نہیں اس طرح پر کہ چہپانیکے اعضاء کھلیں اور اگر یہ بہی گھر میں سر کی اوڑہنی وغیرہ نہ اتارا کریں تو بہتر ہے۔ یہ سب امور کو اللہ جانتا ہے۔ یہہ پہلے حکم کا تکملہ ہے

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ

نہ تو اندہے ہی پر کچھہ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تمپر اسبات میں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ

یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

یا اپنی خالاوں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے کہ جنکی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے۔ تمپر کچھہ گناہ نہیں کہ ملکر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب گھروں میں داخل ہونا چاہو تو

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اپنے لوگوں پر سلام کہو جو مبارک اور عمدہ دعا ہے اللہ کی طرف سے اسطرح سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو

ع ۸ / ۱۴

تحیۃ مصدر من معنے سلموا لان سلّم وحیّا بمعنی من عند اللہ ٭ **تفسیر** ٭ ظرف مستقر صفۃ التحیہ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

اجازت اور گھروں میں جانیکا ذکر آیا تھا اس لئے اس کے بعد باہم مواکلت اور مشاربت کے مسئلہ کو بھی طے فرمادیا بقولہ العظیم لیس علی الاعمیٰ حرج الخ عبدالرزاق نے

یہ دسواں حکم

مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں یہ دستور تھا کہ کسی اندہے یا لنگڑے یا بیمار کو کھانا کھلانیکے لئے اپنے باپ وغیرہ اقارب مذکورہ فی الآیت کے گھر لیجاکر کھانا کھلا دیا کرتے تھے

مگر وہ لوگ اپنی تقویٰ و دیانت سے اسمیں تردد کرتے تھے کہ ہمکو بیگانہ گھروں میں لیجاکر کھانا کھاتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہیں یعنی درست ہے۔

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ لوگ اندہے اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھہ ملکر کھانا کھانیمیں تامل کرتے تھے اور نیز ان گھروں سے بھی کھانیمیں تامل تھا پھر اسکی چند وجہ بیان کی ہیں۔ اندہے کیساتھہ

اسلئے کہ اسکو کھانیمیں امتیاز نہیں رہتا اور لنگڑے کیساتھہ اسلئے کہ مجلس طعام میں اسکی نشست جرح انداز خیال کیجاتی تھی اور بیمار سے تو تنافر طبعی ہوا ہی کرتا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ نے

رخصت دی صاف معنی یہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ الخ تو تقویٰ و پرہیزگاری کیوجہ سے لوگوں کو یہ بات پیدا ہوگئی کہ اپنی ہی گھروں سے کھانا

کھانا درست جانتے تھے رشتہ داروں دوستوں کے گھر سے کھانا انکا ناحق مال کھانا سمجھتے تھے اور اسی احتیاط سے اندہے کیساتھہ اور بیمار اور لنگڑے کیساتھہ مشترک کرکے نہ کھاتے

تھے کہ اندہے کو اچھا لقمہ نہ سوجھے اور میں کھا جاؤں اور بیمار اپنا پورا حصہ نہ کھاسکے گا اور لنگڑے کے آنیمیں دیر ہونا معمولی بات ہے مبادا اوس سے پیشتر کھایا جاوے اور نیز وہ ابھی

طرح بیٹھہ بھی نہیں سکتا کہ پورا حصہ برابر کھاوے اور نیز چند آدمی باہم ملکر بھی اسی خیال سے نہ کھاتے تھے کہ مبادا حصہ سے زیادہ کھایا جاوے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ حرج و دقت

کی بات ہے شرع نے تمکو تنگ نہیں کیا ہے اسلئے اندہے اور بیمار اور لنگڑے کو اور خود تمکو اجازت ہے کہ حسب دستور قوم اپنے گھروں سے اور اپنے رشتہ داروں کے گھروں سے اور اپنے دوستوں کے گھروں سے

اور نیز اُس گھر سے کہ جس نے تمکو اپنی کنجیاں دیکر مختار کر دیا ہے باہم ملکر کھاؤ یا جدا جدا کسلئے کہ عرب میں عادت اور دستور ہے کہ وہ اپنے عزیزوں دوستوں کے کھانیسے خوش ہوا کرتے ہیں

سو یہ اجازت ہے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی جہاں دستور نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ ہمارے کھانیسے یہ ناخوش ہوگا تو ہرگز جائز نہیں کہ اُسکی اجازت بغیر اُسکے گھر سے کھائے۔ ان تاکلوا

من بیوتکم اپنے گھروں سے کھانیکی جو اجازت دی حالانکہ اجازت کی کوئی بھی ضرورت نہیں تو اسلئے کہ اپنے گھروں سے مراد اپنی بیویوں کے گھر ہیں یا اپنی اولاد کے گھر اور اسلئے بیویوں اور

اور اولاد کے گھروں کا ذکر آیت میں نہیں آیا فاذا دخلتم بیوتا الخ پھر جب تم ان گھروں میں کھانا کھاتے جاؤ تو اول سلام کہہ لیا کرو گویا یہ اجازت مانگنا ہے علی انفسکم سے مراد اپنے لوگ

ہیں کیونکہ احباب رشتہ دار بمنزلہ ایک جان کے ہیں اور جو وہاں کوئی نہ ہو تو خود اپنے اوپر سلام کہو السلام علینا من قبل ربنا کیونکہ فرشتہ جواب دیتے ہیں اور یہ سلام کہنا جس میں سلامتی

کی طرف اشارہ ہے اور نیز یہ اللہ کا نام ہے اور مذہب اسلام سے بھی خبر دیتا ہے تمہارے رب کی طرف سے مبارک دعا اور سلام ہے نہ کہ بندگی و کورنش وغیرہ—

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

مومن تو وہی ہیں کہ جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ رسول کے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام میں ہوتے ہیں تو جبتک اس سے اجازت نہیں لے لیتے تو اُٹھ کر نہیں جاتے ای رسول

يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

جو لوگ تجھسے اجازت لیتے ہیں وہ ہی در اصل اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں ا ور پہر جو اپنے کسی کام کے لئے وہ تجھسے اجازت مانگیں تو انمیں سے جسکو آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور انکے لئے اللہ سے مغفرت

لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ

دعا بھی کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانوں) رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ کہ جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے اللہ اُنکو بھی جانتا ہے کہ جو موقع پاکر نکل جاتے ہیں پہر جو

مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کیا کرتے ہیں تو ان کو اسبات سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا ان پر کوئی عذاب دردناک نہ نازل ہو دیکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

ع ۹ ۱۵

زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے جس حال پر کہ تم ہو اور جسدن کہ وہ اُسکے پاس پہر لائے جائینگے تو وہ اُنکو بتلا دیگا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات معلوم ہے

ترکیب

دعاء الرسول المصدر مضاف الی المفعول - اے دعاءکم الرسول لواذا مصدر فی موضع الحال ویجوزان یکون منصوبا بیتسللون -

تفسیر

یہاں سے رسول کی اطاعت کے بارہ میں مدینہ کے منافقوں کی مذمت بیان ہے جو وہ اُس سے پہلوتہی کرتے تھے اس مناسبت کے لئے سورہ کا تتمہ اسی قسم کے آداب پر کرتا اُنکے دل میں کیفیت نورانی کا پیدا کر دیتا ہے اور ان سب امور کے مصالح اور حکمتوں کی طرف اللہ بکل شئی علیم میں اشارہ کر دیا - اور علم چونکہ نور ہے اسی ... کو اُسکے ساتھ ختم کیا ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں عروہ و محمد بن کعب قرظی وغیرہما سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب کے ایام میں ابوسفیان قریش کو لیکر چڑھ آیا اور رومہ (؟) میں کے پاس آ اوترا اور ادہر قبیلہ غطفان نے آکر احد پہاڑ کے نیچے ڈیرہ ڈالدیا مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے حضرت صلعم نے خبر پاکر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنیکا حکم دیا خود بنفس نفیس اور مسلمان بھی اسمیں شریک ہوئے مگر منافقوں نے پہلوتہی کی ذراسی بات کا بہانہ کرکے بغیر اجازت و اذن رسول کریم کے چلے جایا کرتے تھے اور جو کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو آپ سے اجازت لیکر جاتا اور کام سے فارغ ہو کر پھر شریک ہو جاتا تھا تب اللہ تعالیٰ اُن مومنین کی مدح میں آیت نازل فرمائی انما المومنون الذین الخ اور ضمناً اسمیں منافقوں کی مذمت ہے کہ وہ جو اسکا خلاف کرتے ہیں حقیقی مومن نہیں ہیں - ان اللہ غفور الرحیم میں اسطرف اشارہ بھی کر دیا کہ اگرچہ ضروری کام میں اذن لیکر جانا گو جائز ہے مگر تب بھی معافی مانگنا چاہئے امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب کرے یہ امر کو جامع علی سبیل المجاز کہا گیا - پھر اس امر جامع کی تفسیر یوں کیگئی ہے کہ ایسا کام جسمیں مسلمانوں کا مجمع ضروری سمجھا جاوے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی یا کوئی تعمیر وعمل کے متعلق ایسا کام کہ جسمیں عام منفعت ہو یا کوئی مشورہ اسمیں جمعہ اور عید بھی شامل ہیں جب امر جامع میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا تو سردار کے متعلق آداب کا بیان کرنا بھی مناسب ہوا کیونکہ سردار کی عظمت بغیر کسی امر جامع کا انتظام ہو نہیں سکتا فقال لاتجعلوا دعاء الرسول الخ یہ گیارہواں حکم ہے اس آیت کی معنی میں تین قول ہیں اول یہ کہ رسول جو تمکو پکار کر بلائے تو انکے بلانیکو آپس کے ایک دوسرے کے بلانے کی طرح سرسری نہ سمجھا کرو بلکہ فی الفور حاضر ہوا کرو اور تعمیل حکم کیا کرو دویم یہ کہ رسول کی دعا کو آپس کی دعاؤں کی طرح نہ سمجھا کرو رسول جس کام کے صلہ میں دعا دیں تو وہ دعا مستجاب ہے اور جسکو بددعا دیں تو وہ بھی مقبول ہے برخلاف عام لوگوں کی دعائیں بددعاؤں کے سویم وہ معنی ہیں جنکو ابو نعیم نے ابن عباس سے بطریق ضحاک نقل کیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یا محمد یا ابوالقاسم نام لیکر پکارا کرتے تھے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اسکا نام لیکر پکارا کرتا تھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسطرح نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکے پکارو اور اسی طرح اور بزرگان دین کے ساتھ بھی ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے قد یعلم اللہ الخ یہاں تعلیم ادب مومنوں کی مدح کے بعد منافقوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ آنکھ بچا کر نکل جانے والے ہم سے مخفی نہیں رہ سکتے رسول کی مخالفت کرنیوالوں کو ڈرنا چاہئے کہ دنیا میں اُنپر کوئی بلا نہ آپڑے - بیماری تنگدستی - دشمن سے مقہور ہونا مرگ جانکاہ زلزلہ وغیرہ اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاویں اللہ کو تمہارا سب حال معلوم ہے یا انتم علیہ اسکے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین ہے عذاب بھیجنے پر بھی قادر ہے

سورۃ الفرقان مکیۃ ھی اسمین سنتر آیات او چھہ رکوع ھین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۝ الذی لہ ملک السموت والارض ولم یتخذ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کو ڈر سنانیوالا ہو اُس نے کہ جسکے قبضہ میں آسمان اور زمین ہے اور اُس نے نہ کیکو بیٹا بنایا

ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا۝ واتخذوا من دونہ الھۃ لا یخلقون شیئا وھم

اور نہ کوئی اُسکی سلطنت میں اُسکا شریک رہا ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کرکے ایک اندازہ پر رکھا اور لوگوں نے اُسکے سوا اور معبود مقرر کر لئے کہ جو کچھ پیدا کر سکتے ہیں

یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا۝ ۱

حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہ خود اپنی ذات کے لئے ضرر پر قادر ہیں نہ نفع پر اور نہ موت کا اختیار رکھتے ہیں نہ زندگی کا نہ مرکر زندہ ہونے کا

اب تم زبان سے جو چاہو لاف زنی کرو مگر جس روز مر کر اُس کے پاس جاؤ گے وہ تمکو تمہاری سب کرتوت تبلا دیگا واللہ بکل شئی علیم ❊

ترکیب

لیکون کا اسم ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہے یا فرقان کی طرف یا اللہ کی طرف پھرتی ہے لیکون کا لام نزل سے متعلق ہے الذی یا تو اول الذی سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی ولم یتخذ جملہ کلام سابق پر معطوف واتخذو جملہ مستانفہ ❊

تفسیر

یہ سورہ مکہ میں ہجرت سے پہلے اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ مشرکین مکہ کا آنحضرت صلعم پر ہجوم تہا اور وہ حضرت کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر طرح طرح کے شبہات کیا کرتے تھے اور بت پرستی کے دریا میں غرق تھے اور خدا تعالیٰ کو اور اُسکی صفات کو غلط طور پر اپنے اوہام باطلہ کے موافق سمجھ رکھا تھا۔ اِس سورہ میں ان سب باتوں کا جواب ہے سورہ نور کے آخیر میں جملہ تھا قد یعلم ما انتم علیہ الخ کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس حال میں تم ہو جسدن دنیا سے لوٹکر تم اُسکے پاس آؤ گے تو وہ تمہیں بتلائیگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے اس کلام میں اول تو عرب کے اُن اعمال فاسدہ کیطرف تنبیہ تھی جن میں وہ شب و روز غرق تھے اور ظلمات میں مبتلا تھے اسکا تدارک تو اس سورہ کے آخر میں بیان فرمایا اور نیز سورہ نور میں بھی حکمت عملیہ کے متعلق بہت کچھ ارشاد ہو چکا تھا مگر ان کاموں میں سے ہر ایک سے بدتر بت پرستی تہی دوئم اس جملہ میں مرکر خدا کے پاس جاتے اور نیک و بد کی جزا و سزا پانی کا اشارہ تھا دو باتیں عرب کے مشرکوں کے بالکل خلاف تہیں پھر جو ان باتوں کو رد کرنیوالی چیز تھی تو وہ نبوت تھی کہ دنیا میں ایک شخص دعوی کرکے یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے تمہیں ان باتوں سے منع کرنیکو آیا ہوں یہ اور بھی انکے نزدیک حیرت انگیز بات تھی اس لئے اِن تینوں مسائل کا جو اصول مذہب ہیں اس سورہ کے اول میں ثابت کرنا ضروری ہوا سب سے اول مسئلہ نبوت شروع کیا کس لئے کہ اسی پر زیادہ توحید و معاد کے مسئلہ کی بنیاد ہے مشرکین کے مسئلہ نبوت میں یہ شبہات تھے اول شبہہ اونکا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو کیا غرض ہے جو اُس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی؟ دوم اگر نازل ہی کرنا تھا تو اپنے کسی اُس با برکت شخص پر نازل کرنا تھا جسکو اُس نے اپنی سلطنت کے اختیارات دے رکھے ہیں جیسا کہ ہمارے معبود لات منات یا ملائکہ وغیرہ سوم پھر اس قرآن سے کیا فائدہ ہے؟ پس ان باتوں کا جواب ان آیات میں کس لطف و خوبی کے ساتھ دیا جاتا ہے فقال تبارک الذی الخ یہ اول شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے (قال الزجاج تبارک تفاعل من البرکۃ والبرکۃ کثرۃ الخیر وزیادہ) بندوں کو خیر اور بھلائی پہنچانا اُسیکا کام ہے پس اُس نے بندوں کو بھلائی پہنچانے اور سعادت دارین تک پہنچانیکے لئے اپنے ایک بندے پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کیسی کتاب فرقان یعنی حق و باطل میں فرق کرنیوالی نازل کی اسمیں ضرورت نزول قرآن کی طرف بھی اجمالی اشارہ کیا گیا کہ لوگوں کے عقائد اور افعال سلیمہ اور غیر سلیمہ میں توہمات باطلہ سے امتیاز نہیں رہا تھا یہی کتاب ہے جو اُنمیں فرق کرتی ہے لیکون للعالمین نذیرا میں تیسرے شبہہ کا تفصیلاً جواب ہے کہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالمین یعنی سب جہان کے لوگوں کو تنبیہ کر دے کہ تمہارے ان عقائد اور ان افعال پر دنیا و آخرت میں یہ سب مصائب پیش آنیوالے ہیں اُن سے پرحذر ہو اُس عہد میں عرب روم شام سب ملکوں میں کفر و شرک و فسق کا دریا طغیانی پر تھا اسلئے سب کا نذیر آنحضرت کو قرار دیا گیا اِس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت کل عالم کے نبی ہیں انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی الذی لہ ملک السموت الخ میں دوسرے شبہ کا جواب اور اُسکے عقائد باطلہ کا رد ہے کہ اُسکے قبضہ میں آسمان و زمین ہیں اُسکا نکوئی بیٹا ہے نہ اُسکی سلطنت میں کسیکو کچھ حصہ ہے بلکہ ہر ایک شئی اُسکے ایک خاص اندازہ سے پیدا کرنے سے پیدا ہوئی ہے سب مخلوق کو اُس سے رشتہ عبودیت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں پھر کیا وجہ کہ وہ اپنے ایک بندہ پر اپنا کلام نازل نہ کرے اسمیں ضمناً مسئلہ توحید کیطرف بھی اشارہ ہے واتخذوا الخ یہاں سے مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے کہ لوگوں نے غلط توہمات سے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں کہ جو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور خدا کے لئے یہ بات ضرور ہے کہ وہ پیدا کرتا ہو اسکو کسی نے پیدا نہ کیا ہو۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ خاص اپنے نفع نقصان کا بھی تو انہیں اختیار نہیں اور کسیکو کیا نفع پہنچا سکتے ہیں

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ اِۨفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

اور کافروں نے کہدیا کہ یہ قرآن کچھ نہیں مگر جھوٹ کہ جسکو خود گھڑ لیا ہے اور دیگر لوگوں نے اسمیں اسکا ساتھ دیا ہے پس وہ منکر تو بڑے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ قرآن اگلوں کی کہانیاں ہیں

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا

کہ جنکو اسنے کسی سے لکھوا لیا ہے سو یہی اسپر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں اے نبی کہدو کہ اسکو تو اوسنے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی مخفی باتیں جانتا ہے بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے (جو فوراً سزا نہیں دیتا) اور منکر یہ بھی کہتے ہیں

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ

کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے اسکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجدیا گیا کہ اسکے ساتھ وہ بھی ڈر سنایا کرتا یا اوسکے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

یا اوسکے لئے کوئی باغ ہوجاتا کہ جس سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے (ایمانداروں سے) یہ بھی کہدیا کہ تم تو بس ایک ایسے شخص کے تابع ہوگئے ہو کہ جسپر جادو کیا گیا ہے (اے نبی) تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کیں ہیں بس وہ گمراہ ہوگئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا

ع ۹/۱۶

رستہ نہیں پا سکتے۔ اسکی بڑی بابرکت ذات ہے جو اگر چاہے تو (دنیا میں) آپکے لئے اس سے بھی بہتر ایسے باغ پیدا کردے کہ جنمیں بڑی نہریں بہا کریں آپ کے محل بھی بنا دے

افتری کا فاعل ضمیر جو عبد کیطرف راجع وہ ضمیر فرقان کیطرف راجع اعانہ کی عبد کی طرف علیہ کی ضمیر افترا کیطرف قوم آخرون اعان کا فاعل ظلما و زورا مفعول جاؤ کا یا مصدر موضع حال میں
ان شاء شرط جعل جوابہ و ہو لکونہ ماضیا یجوز ان یکون فی محل الرفع والجزم **تفسیر** فما عطف علیہ یجوز ان یکون مرفوعا و مجزوما کما قرء الجمہور ۱۲

ان آیات میں ونکی اور چند شبہات کا جواب ہے جو رسالت کی بابت تہے کہ محمدؐ نے قرآن کو از خود بنا لیا ہے اور دیگر لوگ (جس سے انکا اشارہ اہل کتاب کیطرف تہا) اس کے اس کام میں مددگار ہیں وہی لوگ انبیاء سابقین کے حالات اور انکی شریعتوں کے احکام اوسکو بتاتے ہیں یہ اپنی فصیح عبارت میں جمع کر لیتے ہیں آجکل بھی متعصب لوگ یہی کہا کرتے ہیں اس شبہہ کو قال الذین کفروا سے شروع کیا الذین کفروا میں اشارہ کردیا کہ ایسی بیہودہ باتیں کافر ہی بنایا کرتے ہیں پہلے انبیاء کی نسبت بھی اس سے بڑھ کر شبہات کیا کرتے تہے چونکہ یہ شبہہ محض لچر و پوچ ایک بدگمانی پر مبنی تہا اسلئے اسکے جواب میں یہی کہدینا کافی تہا کہ فقد جاؤ ظلما و زورا کہ یہ بڑی بے انصافی اور مکر کی بات ہے کونسا اہل کتاب ہے جو آپ کو تعلیم کرتا ہے؟ اور آپ قبل نبوت بر عرب میں صداقت اور راستی سے موصوف تہے دنیا کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا بہلا خدا کے معاملہ میں جھوٹ بولکر دنیا کو دشمن بناتے وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ ایک دوسرا شبہہ ہے جو فی الحقیقت پہلے شبہ کا تتمہ ہے کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ موسیٰ فرعون عاد و ثمود وغیرہم لوگوں کے تذکرے انکی طرف اشارہ ہے جو قرآن مجید میں نصیحت و عبرت کیلئے ذکر ہوئی ہیں۔ اوسکے جواب میں فرماتا ہے۔ قل انزلہ الذی الخ کہ اسکو اوسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانوں زمین کے اسرار اور مخفی باتوں سے واقف ہے یعنی جبکہ محمدؐ نہ پڑھے لکھے ہیں نہ کسیکی شاگردی کی نہ کہیں باہر کے ملکوں میں پھر آئے ہیں پھر پہلے لوگوں کے حالات صحیح طور پر کہ جنکو اہل کتاب اور اہل تاریخ بھی اس کیفیت سے نہیں بیان کر سکتے کہاں سے معلوم ہو گئے اور ہمکو معلوم ہوئے نہیں بلکہ اوسی عالم الغیب نے حضرت کو بتلائی ہیں وہ غفور الرحیم ہے اسمیں اسطرف اشارہ ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے ورنہ اس انکار کا مزا دنیا ہی میں معلوم کرا دیتا (۲) شبہہ یہ تہا کہ رسول فرشتہ خصال ہونا چاہیے کہ جو نہ کہاوے نہ دنیا کے کاروبار کیلئے بازاروں میں آوے جاوے یا بادشاہ مرفہ الحال سا ہو کہ جو ہمارے جیسا کھانا نہ کہاوے بلکہ اوسکے پاس کوئی آسمانی خزانہ ہونا چاہیے او یلقی الیہ کنز کہ جسکی وجہ سے عمدہ کھانا کھاوے اور اوسکے نوکر چاکر بازاروں سے خرید و فروخت کیا کریں یا اوسکے پاس کوئی ایسا باغ ہو کہ ہر طرح کے میوے وہاں سے کھایا کرے یہ شبہہ وقالوا مال ہذا الرسول سے یاکل منہا تک ہے ولولا انزل الیہ ملک الخ اسی شبہہ کی تائید میں ایک تیسرا شبہہ تہا کہ اسکی تصدیق کیلئے کوئی فرشتہ کیوں نہ بہیجا گیا کہ اوسکے ساتھ وہ بھی پیغام پہونچاتا لوگوں کو یقین آجاتا وقال الظالمون الخ یہ انکا ایک اور طعن تہا کہ جب اوسکے پاس نہ خزانہ غیبی ہے نہ باغ تو دیوانہ ہے اسپر کسی نے سحر کردیا اس جادو کی ماری ہوئی دیوانہ کے لوگ تابع ہو گئے ہیں۔ اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے کہ انظر کیف ضربوا۔ دیکھو یہ بدبخت آپکو کیا کیا کہتے ہیں گمراہ ہیں راہ راست نہیں پا سکتے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا

بلکہ انہوں نے جو قیامت کو جھوٹھہ سمجھ لیا ہے اور ہم نے بھی قیامت کے جھوٹھہ جاننے والے کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جب وہ ان منکروں کو دور سے دیکھے گی تو جوش میں آ جاوے گی یہ اسکے جوش و خروش کی آوازیں سنیں گے اور جبکہ

أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذَٰلِكَ

وہ اسکے کسی تنگ مکان میں ہاتھہ پاؤں جکڑ کر ڈالدئے جائینگے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ (کہا جاویگا) آج ایک موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔ اے نبی ان سے پوچھو کیا یہ

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

بہتر ہے یا وہ جنت کہ جسکا پرہیزگاروں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے۔ جو انکا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگی؟ وہاں ان کو جو چاہیں گے ملیگا وہ اسمیں صدا رہینگے۔ اے نبی اسکا تمہارے رب نے ایسا وعدہ

وَعْدًا مَسْئُولًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا

کر لیا ہے جسکا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور جس دن کہ اللہ ان کو اور ان کے معبودوں کو جمع کریگا کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں تو ان سے کہیگا کیا تمہیں نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود

السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ

راہ بھول گئے تھے؟ تو ان کے معبود کہینگے تو پاک ذات ہے ہمیں یہ کب لایق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا میں یہانتک آسودگی دی کہ وہ تیری یاد کرنا بھول گئے

وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝

اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے (اللہ فرمائیگا) سو تمہارے معبودوں نے تو تمہیں جھٹلا دیا پس (اب تم پر سزا ثابت ہو چکی) جسکو نہ تم ٹال سکتے ہو نہ کسی سے مدد لے سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ایسا ظلم کریگا اسکو ہم بڑا عذاب چکھائینگے

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً

اور اے نبی تم سے پہلے ہم نے ایسا کوئی بھی رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتا ہو اور بازاروں میں نہ پھرتا ہو اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کیلئے آزمائش بنا دیا ہے

أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

اے مسلمانوں کیا اب بھی صبر کروگے اور آپ کا رب تو دیکھہ ہی رہا ہے۔

یعنی بیہودہ بکتے ہیں آپ کچھہ خیال نہ کریں تبارک الذی ان شاء الخ وہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو اے نبی دنیا میں تمہارے لئے اس سے بھی بہتر باغ بنا دے کہ جسکے نیچے نہریں جاری ہوں اور آپکے لئے عمدہ عمدہ محل رہنے کیلئے تیار کر دے مگر دنیا چندروزہ ہے مصنف میں ابن ابی شیبہ نے اور جریر و ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا تھا اگر آپکی خوشی ہو تو آپکے ہاتھہ میں زمین بھر کے خزانوں کی کنجیاں دیجاویں اور اس سے آخرت میں آپکا کچھہ بھی نقصان نہ ہو اور مرضی ہو تو یہ سب کچھہ آخرت میں دیا جاوے آپنے فرمایا آخرت ہی میں چاہتا ہوں اسپر آیت نازل ہوئی اور بہت جگہہ اسی قسم کا مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہے چونکہ آپکی نظر آخرت پر تھی اور ہونی بھی چاہیے اور کفار آخرت کے منکر تھے انکے نزدیک جو کچھہ انعام و افضال تھے یہیں تھے تو ہوں نہیں تو کچھہ نہیں اسلئے اللہ تعالی فرماتا ہے بل کذبوا بالساعۃ کہ وہ آخرت کے منکر ہیں و اعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا سے لیکر عذابا کبیرا تک مسلسل اور وہاں کی سزا و جزا کا بیان ہے اور انکے معبودوں کا ان بت پرستوں سے الگ ہونا بھی ظاہر کرتا ہے کہ جنکو وہاں کا ذریعہ سمجھکر انکی عبادت کیا کرتے ہیں۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین سے ان کے شبہہ کا جواب شافی دیتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پیشتر جسقدر دنیا میں رسول آئے ابراہیم و اسحاق و موسے و عیسے علیہم السلام کسی کے پاس بھی نہ خزانہ تھا نہ ایسا باغ تھا نہ ان کی تصدیق کے لئے ان کے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا وہ دنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں خرید فروخت کے لئے بھی جاتے تھے یعنی بشر اور غریب لوگ تھے رہے دنیا کے تجملات اور امارت سو یہ ایک فتنہ ہے یعنی آزمایش کہ دیکھیں امیر و دولتمند شکر کرتا ہے یا کفران نعمت اور غریب مفلس دنیا کی مصائب پر برداشت کرتا ہے کہ نہیں لہذا کسیکو کچھہ دیا کسی کو کچھہ عطا کیا اسلئے مسلمانوں سے فرمایا ہے اتصبرون کیا صبر کرتے ہو یعنی صبر کرنا چاہئے اور تمہارا رب دیکھہ رہا ہے اور آخرت میں جزا دے گا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝

اور ان لوگوں نے جو ہمسے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہدیا کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے (تب یقین آتا) البتہ انہوں نے تو اپنے تئیں بہت بڑا سمجھ لیا اور بہت ہی بڑی سرکشی کی ہے

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ دن مجرموں کے لئے خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے دور دور اور جو کچھ عمل انہوں نے کیا ہوگا ہم اسکی طرف آئیں گے

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

تو اسکو خاک دھول کر ڈالیں گے جنت والوں ہی کا اسروز ٹھکانا بھی بہتر ہوگا اور خوابگاہ بھی عمدہ ہوگا۔ اور جسروز کہ بادلوں سے آسمان کھل جاوے اور جوق جوق فرشتے

تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ

اترنے لگیں تو اسدن حقیقی سلطنت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا ہی سخت ہوگا اور اسدن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا ای کاش

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ

میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلا ہوتا۔ ہائے میری خرابی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسنے تو نصیحت کے آئے بعد بھی مجھے بہکا دیا بعد

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہی تھا اور رسول کہیگا اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو ٹل سمجھ رکھا تھا

تفسیر

لولا انزل الخ مقولہ ہے قال الذین کا مستقرا تمیز خیر الحق الملک کی صفت۔ یوم کا نصب اذکر محذوف سے ہے منکروں کا یہ ایک اور بھی شبہ تھا جسکو وقال الذین لایرجون لقارنا سے شروع کرتا ہے کہ جن کو ہمسے ملنے کی امید نہیں یہ نہیں سمجھتے کہ مر کر اللہ کے سامنے جانا ہی وہ کہتے ہیں (کیونکہ ایسی باتیں وہی کہا کرتے ہیں ایماندار دنکی تو کیا مجال) کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ آئے محمد کے پاس کیوں آتے ہیں یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا کو دیکھ لیتے پھر اس سے آپ پوچھ لیتے کہ تیرا بھیجا ہوا نبی ہے کہ نہیں ؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لقد استکبروا فی انفسہم الخ کہ انہوں نے اپنے آپ کو اس لائق سمجھ لیا ہے کہ انکے پاس فرشتے آویں یا دنیا میں خدا تعالیٰ کو دیکھیں یعنی یہ بڑی تکبر اور سرکشی کی بات ہے۔ ملائکہ مخصوص لوگوں کے پاس آتے ہیں جنکی روحانیت انکی قریب قریب پہنچی ہوتی ہے سو وہ انبیاء ہیں اسیطرح خدا تعالیٰ اللطیف الخبیر کو دنیا میں ایک کثیف کب دیکھ سکتا ہے خفاش کو تاب ہے کہ آفتاب کو دیکھے ہاں قیامت میں سب لوگ ملائکہ کو دیکھیں گے پھر اسروز کہ وہ ملائکہ کو دیکھینگے انکی کوئی خوشی نہوگی عذاب کے فرشتہ سامنے آوینگے جنکو دیکھکر الحذر مانگیں گے۔ وقدمنا الی ما عملوا من عمل سے اخیر تک اسی مناسبت کے سبب قیامت کا حال اور ان منکروں کا وبال و نکال بیان شروع کر دیا جو ملائکہ کے دیکھنے کی خواہش کرتے ہیں اور وہ بھی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا ہم نہیں مانتے ہمارے پاس خود فرشتے آنے چاہئیں قدمنا الی ما عملوا یعنی وہ جو دنیا میں بارادہ ثواب کفار کچھ عمل بھی کرتے ہیں ایمان و اعتقاد صحیح نہونے کیوجہ سے اسدن ہبا منثورا یعنی نیست و نابود ہو جاوینگے کچھ کام نہ آوینگے ہاں ایمانداروں کا اسروز اچھے مقام میں ہونگے۔

اسکے بعد اسدن کے چند اور حالات ہیبتناک بیان فرماتا ہے (۱) یوم تشقق السماء بالغمام ایک جگہ اور آیا ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام غمام ابر سفید اس ابر سے کیا مراد ہے ؟ غالباً ملائکہ اور دیگر روحانیات کے انوار ہوں جو بصورت ابر سفید دکھائی دینگے آسمان کھل کر اس ابر میں سے قیامت کو ملائکہ نمودار ہوں گے (۲) الملک الخ اسروز حقیقی بادشاہت اللہ کی ہوگی گرچہ آج بھی اسکی حقیقی بادشاہت ہے مگر دنیا میں مجازی بادشاہتیں بھی ہیں اور اسروز کسی کی نہ ہوگی اسلئے ظہور کامل اسیروز ہوگا۔ (۳) یوم یعض الظالم قرینہ عبارت تعمیم پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ظالم اس روز ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا افسوس کریگا کہ اے کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس سے مراد اس کی وہ شخص ہوگا کہ جسنے اس کو دنیا میں ہدایت پانیکے بعد ہدایت سے دوستی کے پیرایہ میں باز رکھا تھا اور ایسا بہت ہوتا ہے

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ○ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ

اور ہم یوہیں مجرموںکو ہرایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور لوگوں کو رہنمائی کرنیکو اور انبیار کی مدد کرنیکو آپ کا رب کافی ہے اور کافروں نے یہ بھی کہدیا کہ اسپر یک بارگی

عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ○ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ

قرآن کیوں نازل نہ کیا گیا۔ یوں ہی نازل ہونا چاہیئے تہا تاکہ اس سے تمہارے دل کو ہم تسکین دیتے رہیں (اسلئے) ہمنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سنایا اور اے نبی جو سوال یہ لوگ آپ پر پیش کرینگے مگر ہم بھی انکو اسکا بہت ٹھیک جواب

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ○ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ○

اور بہت عمدہ توجیہہ بتا دینگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مونہہ کے بل گہسٹوا کر جہنم میں ڈالدیے جاوینگے یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکا بہی برا مقام ہے اور وہ بہت ہی بڑے گمراہ ہیں۔

جملۃً واحدۃً حال من القرآن اے مجتمعاً۔ کذلک اے انزل کذلک فالکاف فی موضع نصب علی الحال لنثبت اللام تتعلق بالفعل المحذوف۔

تفسیر

لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں ان عام الفاظ میں کسی شخص خاص کیطرف بہی اشارہ ہی اور یہ ہوسکتا ہی پہر شخص خاص سے مراد وہ کہتے ہیں عقبہ ابن ابی معیط ہے کہ وہ جب سفر سے آتا تہا تو دعوت کیا کرتا تہا چنانچہ ایکبار اسنے آنحضرت صلعم کو بلایا آپنے اسکے کفر کیوجہ سے انکار کیا اسنے کلمہ شہادت پڑھ لیا تب آپ تشریف لیگئے اسکی خبر ابی بن خلف کو بہی ہوئی وہ اسکا بڑا دوست تہا اوسنے اوسکو بڑی ملامت کرکے اسلام سے برگشتہ کرا دیا اور حضرت کی گستاخی پر آمادہ کیا اس قصہ کو معالم التنزیل وجلالین وغیرہ کتابوں میں نقل کیا ہی اور ابن جریر نے بہی ابن عباس سے ایسا ہی نقل کیا ہے، اس تقدیر پر ظالم سے مراد عقبہ اور فلاں سے مراد ابی بن خلف کافر ہے۔ وقال الرسول الخ جب کفار نے آنحضرت کو طرح طرح سے ستایا تو آپ نے بددعا تو نکی کیونکہ رحمۃ للعالمین تہے مگر خدا تعالی سے شکایت کی جسکو ان آیات میں اللہ تعالی نقل کرتا ہی ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں یہاں قال بمعنی یقول ہی یعنی قیامت میں آنحضرت ان لوگونکی یوں شکایت کرینگے جیسا کہ آیا ہی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا مہجورا بمعنی متروک اور ہجر بمعنی ہذیان بہی ہوسکتا ہی کہ اس قرآن کی بابت اونہوں نے بیہودہ اور لغو باتیں بنائیں کبہی وہ اسکو سحر کہتے تہے کبہی از خود بنایا ہوا کبہی اگلے لوگونکی کہانیاں۔ وکذالک جعلنا الخ اس آیت میں اللہ تعالی حضرت کو آپکی شکایت پر تسلی دیتا ہے اور صبر اور برداشت پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہمیشہ سے ہر ایک نبی کے کافر سخت دشمن ہوتے آئے ہیں آپ اطمینان رکہیں اللہ آپکی مدد کرنیکے لئے اور آپکی قوم کو ہدایت کرنیکو کافی ہے وکفی بربک ہادیا ونصیرا۔

وقال الذین کفروا الخ یہ انکا قرآن مجید پر ایک اور شبہ تہا کہ یہ تہوڑا تہوڑا وقتاً فوقتاً کیوں نازل ہوتا ہی ایک ہی بار مجتمع ہوکر کیوں نہ نازل ہوا ہ پس معلوم ہوا کہ محمد از خود سوچ سوچ کر تصنیف کرتے ہیں۔ اسکا جواب دیتا ہی کذالک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا کہ اسکے اسطرح نازل کرنیمیں چند حکمتیں ہیں جنکی طرف اجمالا اس جملہ میں اشارہ کیا گیا ہے (۱) آنحضرت اور اکثر صحابہ لکہی پڑہی نہ تہے اگر یکبارگی اتنی بڑی کتاب نازل ہوتی تو حفظ نہ رہتی اُس لکہی پر اعتماد رہتا سو اگلی کتابوں کیطرح سے اسمیں بہی تحریف وتبدیل ہوتی یا کسی حادثہ میں معدوم ہوجاتی پہر جب تہوڑا تہوڑا نازل ہوا تو دلوں میں جمتا گیا لوح حافظہ پر ثابت ہوتا گیا لنثبت بہ فوادک کے یہی معنی ہیں اسلئے اسمیں ایک نقطہ کا بہی فرق نہ آیا (۲) یہ کہ تمام احکام جو یکبارگی نازل ہوتی قوم کو انپر ثابت وقایم رہنا شاق ہوجاتا (۳) وقتاً فوقتاً نئے نئے حوادث پیش آتے تہے اور جاہل قوم کی تربیت وتعلیم میں ایسی باتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں پس ہر حادثہ میں جبرئیل کا کلام الہی لیکر آنا آپکے لئے تقویت قلبی کا باعث تہا۔

(۴) یکبارگی قرآن نازل ہوتا تو کفار مقابلہ میں کہہ سکتے تہے کہ اتنی بڑی کتاب کیونکر لا سکتے ہیں لیکن جب تہوڑا تہوڑا نازل ہوا اور کسی ٹکڑے کا بہی جواب نہ بن سکا تو حضرت کا دل قوی ہوگیا انکا عذر جاتا رہا (۵) حالت الہامی ایک عجیب حالت ہی تہوڑی تہوڑی نازل ہونیمیں اخیر عمر تک حضرت کو حاصل رہی جو قلبی تقویت کا باعث ہوا ولا یاتونک بمثل سب اعتراضات کے جواب کے بعد خاتمہ کیطور پر فرماتا ہی کہ آپ کے پاس وہ جو کوئی مثل لاتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اسکے جواب میں آپکو حق بات کہلی ہوئی بتلا دیتے ہیں الذین یحشرون فرماتا ہی ایسے لوگ اوندہے مونہہ ہنکا کر جہنم میں پہنچا دینگے یہ لوگ بڑے شریر و گمراہ ہیں یہ انکے اوندہے اعتراضات کا نتیجہ ہے جسکی سزا جہنم میں اوندہا گرنا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚۖ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ؕ

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور انکے ساتھ انکے بھائی ہارون کو وزیر بنا کر بھیجا سو انسے کہدیا کہ تم دونوں ان لوگوں کیطرف جاؤ کہ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں (وہ گئے اور انہوں نے نہ مانا) تو ہم نے بھی انکو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۚۖ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ

اور قوم نوح کو بھی جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو غرق کر دیا۔ اور انکو لوگوں کیلئے عبرت کی نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کیلئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کو بھی اور بہت سی قرنوں کو بھی کہ

كَثِيْرًا ۞ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۞ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

جو اسکے درمیان تھیں اور انمیں سے ہر ایک کو مثالیں دیکر سمجھا دیا تھا (آخر) ہر ایک کو ہم نے برباد ہی کر دیا۔ اور کفار مکہ اس بستی پر بھی گذرے ہیں کہ جسپر بہت بری طرح سے پتھر برسائے گئے تھے۔ پھر کیا انہوں نے اسکو دیکھا ہوگا۔

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۞ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۞ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ

بلکہ یہ مر کر زندہ ہونیکی امید ہی نہیں رکھتے (اسلئے ایمان ہی نہیں لاتے) اور اے نبی یہ جب آپکو دیکھتے ہیں تو تمسے تمسخر ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ وہی ہے کہ جسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے منحرف کر ہی دیا تھا

اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۞ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ

اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے اور انکو جبکہ عذاب دیکھیں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ کون گمراہ تھا اے نبی تمنے اسکو بھی دیکھا کہ جسنے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے پھر کیا آپ

عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۞ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۞ ع

اسکے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ اے نبی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انمیں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہونگے۔ وہ کچھ بھی نہیں مگر جیسے چارپائے بلکہ وہ تو انسے بھی زیادہ راہ بھولے ہوئے ہیں

تفسیر

ہارون بدل من اخاہ وزیرا مفعول ثان لجعلنا وقوم یجوز ان یکون معطوفا علی دمرنا او مفعولا لاذکر محذوف علی ہذا القیاس عادا وثمود الخ

جبکہ توحید و نفی انداد و اثبات نبوت میں کلام ہو چکا اور منکرین کے شبہات رد کر دیے گئے اور قیامت کا حال اور منکرین کا وبال بھی بیان ہو چکا تو مجملاً انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے دشمنوں پر آخر کار کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں کیونکہ آپکی تسلی کے لئے پہلے فرمایا تھا وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا اور قرآن کا یہی طریقہ ہے کہ ایسے موقعوں پر قصص انبیاء بیان ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انکی تذکرہ بار بار آتے ہیں فقال ولقد اتینا موسیٰ الخ سب سے پہلے موسیٰ کا ذکر کیا کیونکہ انکی نبوت اور کتاب اہل کتاب میں بہت مشہور تھی کہ دیکھو موسیٰ کیساتھ لوگوں نے کیا کیا تھا اور انکو کسقدر معجزات دیے گئے اور انکے بھائی ہارون علیہ السلام انکے وزیر بھی تھے آخر فرعونیوں نے نہ مانا ہلاک ہوئے اور انسے پیشتر قوم نوح کو دیکھو کہ انہوں نے صرف نوح کی تکذیب کی تھی بلکہ عموماً رسولوں کی منکر تھی آخر غرق ہوئے پھر قوم عاد و ثمود کو دیکھو کہ حضرت ہود و صالح کی انکار و مقابلہ سے ان پر کیا ماجرا گذرا۔ پھر اصحاب الرس کو غور کرو ابو عبیدہ کہتے ہیں رس کنوئیں کو کہتے ہیں رس کے معنی لغت میں دفن کے ہیں یقال رس المیت اذا دفن (کبیر) ابو مسلم کہتے ہیں ایک ملک کا نام رس ہے اصحاب الرس اس ملک یا وادی کے رہنے والے۔ یا کنوئیں والے اس وادی میں کنوئیں ہونیکے لئے اس عہد میں اس نام کیساتھ منسوب ہونیکا سبب ہو گیا۔ مفسرین کا اختلاف ہے کہ کس نبی کی امت تھی اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک بت پرست قوم تھی جنکے بہت سے کنوئیں تھے انسے زراعت کرتے اور مواشی کو پانی پلایا کرتی تھی انکی ہدایت کو حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے انہوں نے انسے بہت سرکشی کی اور ایذائیں دیں آخر قہر آسمانی سے ہلاک ہوئے اس تقدیر پر یہ جگہ عرب کے شمال و مغرب میں شام سے ملحق ہے اور دیگر روایات بھی ہیں واللہ اعلم عنداللہ اسکے درمیان اور بہت سے قرن یعنی زمانے گزر گئے ہیں جن میں انبیاء آئے اور لوگوں نے انکار کیا بلا میں مبتلا ہوئے پھر فرماتا ہے ولقد اتوا کہ یہ قریش مکہ اسی گاؤں پر سفر شام میں گزر چکے ہیں کہ جسپر پتھر برسے تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جھیل مردار کے کنارہ جو الٹی پڑی ہیں جنکو سفر شام میں آتے جاتے یہ لوگ دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں کرتے جب کفار ان سب باتوں سے عاجز آ جاتے تھے تو آنحضرت سے تمسخر اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ کیا اسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی کسی دولتمند کو بنانا تھا اس نے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے روک ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے۔ فرماتا ہے انکو عذاب الٰہی کیوقت معلوم ہو جاویگا کہ وہ گمراہ تھے یا راہ پر پھر فرماتا ہے ان کمبختوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو خواہش کہتی ہے اسپر چلتے ہیں پھر انکی آپ ذمہ دار نہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ سنتے سمجھتے ہیں گو ظاہر میں تو ہیں مگر حس باطن نہیں تو چارپایوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ○

اے مخاطب کیا تو نے اپنے رب کیطرف نہین دیکھا کہ اس نے کیونکر سایہ کو بڑہایا اور اگر چاہتا تو اس کو ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے اسپر آفتاب کو علامت بنا دیا پھر ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ○ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ

اور اسی نے تو تمہارے لئے رات کو لباس اور نیند کو راحت بنا دیا اور دن چلنے پھرنے کے لیے بنایا اور وہی تو ہے کہ جو اپنی رحمت (بارش) سے پیشتر خوشخبری لانے والی ہوائین چلاتا ہے۔

رَحْمَتِهٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ○ لِّنُحْیِ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ کَثِیْرًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ

اور ہمنے آسمان سے پاکیزہ پانی اُتارا تاکہ اس سے مرے ہوئے (خشک) شہر کو زندہ کرین اور اُس کو اپنی پیدا کی ہوئی چیزون چارپایون اور بہت سے آدمیونکو پلائین اور ہم نے اُس کو اُن مین بانٹدیا

لِیَذَّکَّرُوْا فَاَبٰۤی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا ○ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ○ فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا کَبِیْرًا ○

تاکہ سمجھین پس بہت سے آدمی تو ناشکری کئے بغیر نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤن مین ایک ڈرسنانیوالا کھڑا کر دیتے پس اے نبی کافرون کا کہنا نہ مانو اور قرآن سے اُن کا مقابلہ بڑے زور سے کرو

اناسی اصلہ اناسین جمع انسان کسرحان وسراحین ابدلت النون فیہ یا، وادغمت وقیل جمع انسی علی القیاس صرفناہ الضمیر للماء ۔ **تفسیر** انکے شبہات ذکر کر کے اور اس کجروی کا نتیجہ امم گذشتہ کی حالات مین بیان فرما کر اب یہ چند دلائل توحید و کمال قدرت پر بیان فرماتا ہے فقال الم تر الی ربک کیف مد الظل الآیہ (۱) دیکھ کہ اپنے خدا کی قدرت دیکھو کہ اس نے اول اس عالم میں نورانی اجسام پیدا کئے چاند سورج ستارے آگ وغیرہ جنکی روشنی دوسری اشیاء مظلمہ پر پڑ کر انکو بھی روشن کر دیتی ہے یہ ایک بات ہوئی جس سے قدرت کا کامل نمونہ ہے کس لیے کہ اگر صانع عالم کوئی فاعل مختار نہین طبائع یا مادہ ہی سب کچھ کرتا تو یہ ترجیح بلا مرجح کیسی کہ بعض اجسام منور اور منور بھی ایسے کہ جنکے نور کا انعکاس دوسرے اجسام پر پڑتا ہے اور یہ انکا ظل ہے اور بعض غیر منور ہیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کفار مکہ دیگر حساد و مقبوحہ آنحضرت صلعم کی نبوت پر کلام کرتے ہیں کہ انکو کیا خصوصیت تھی کہ انکو نبی بنایا گیا اور پھر باغ یا دولت ثروت یا ملائکہ ساتھ ہونے کی ظاہری خصوصیت بھی نہین جو کھائی گئی انکا یہ اعتراض بیجا ہے جب اجسام مین اس نے ایسی خصوصیات منیرہ پیدا کر دی ہیں تو نفوس میں بھی نورانی و ظلمانی خصوصیات پیدا کر سکتا ہے کون مانع ہے اور کون چیز چھینے والا ہے پھر اس ظل کو بھی ایک حالت پر نہین رہنے دیا کما قال ولو شاء لجعلہ ساکنا بلکہ اول مد الظل اس کو پھیلاتا دراز کرتا ہے یہ دوسری بات ہوئی ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا اگرچہ دیگر چیزون کے بھی سائے اور ظل ہین کیونکہ اس عالم مین اور بھی نورانی نیرات و جواہر ہین مگر آفتاب سب کم ہین یہ کہ بڑے گہنی کا نمونہ آفتاب ہی اس کے ظل ہین یہ بات سب سے زیادہ نمایان ہے یہ تیسری بات ہوئی یہ بھی اسکی قدرت کمال کا پورا نمونہ اور بڑی علامت ہے ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا پھر انبساط کے بعد جہانتک اس کا بسط مقدر کر رکھا تھا اس ظل کو ہم تہوڑا تہوڑا کر کے نیست و نابود بھی کر دیتے ہین۔ یا اس کو اسکی حد مقررتک جو انتہائی حد ہے پہنچا دیتے ہین جسطرح ہر شی کے وجود کا انبساط اسکی طرف ہے جو اسطرح انتہائی زوال کا بھی ہی حج ہے اس بات کے بتلانے کو ثم قبضناہ الینا فرمایا یہ چوتھی بات بھی بڑی نشانی اس کے کمال قدرت کی ہے جو عالم کی حدوث اور زوال پر دال ہے اسمین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تمام اشیاء کے وجود اور انکے حقائق یہ سب اسکے وجود حقیقی کے ظل یعنی پرتوے ہین پھر ان کا دراز کرنا عالم عدم سے فضاء وجود خارجی مین لانا ہی سو یہ اسی کا فعل ہے اگر وہ چاہتا تو ٹہرا دیتا فضاء وجود خارجی مین نہ آنے دیتا یا آنیکے بعد ترقی و کمال تک نہ پہنچنے دیتا۔ اسبات پر ہمنے آفتاب عقل کو دلیل بنا دیا ہے وہی کہتی ہے کہ یہ اسکے اظلال ہین۔ پھر ہر ایک کو رفتہ رفتہ فنا کرتے ہین اور وہ در اصل معدوم محض نہین ہے ہو بلکہ سایہ کیطرح سمٹ کر ہمارے پاس آتے ہین جسطرح کہ سایہ سمٹ کر جس کا سایہ ہوتا ہے اُسی کے پاس آجاتا ہے لیکن اس مشاہدہ ذات مین دو مرتبے ہین عارفین مقام مشاہدہ نور عقل سے چلکر مشاہدہ صفت کیطرف آتے ہین پھر ان سے مشاہدہ نور ذات کرتے ہین۔ یہ ایک مرتبہ ہے دوسرا مرتبہ ہے کہ اول ہی مرتبہ مین مشاہدہ نور ذات کا حاصل ہو پھر اسکے بعد صفات کا پھر فعل کا مشاہدہ امت کے نفع کیلئے کیا جاوے سو یہ مرتبہ خاص خاتم النبیین کا ہے اسلیے حضرت کو الم تر الی ربک مین مشاہدہ ذات کیطرف پھر کیف مد الظل سے مشاہدہ افعال کیطرف متوجہ کرتا ہے وہو الذی جعل لکم اللیل (۲) خدا نے تمہاری راحت کیلئے رات اور کام کاج کیلئے دن بنایا والسبات الراحۃ ومنہ یوم السبت ای یوم الراحۃ لفراغہ فیہ من الاشغال صاحب کشاف کہتے ہین السبات الموت والمسبوت المیت۔ رات آتی ہے تو گویا قیامت آگئی سب جاتے ہین گویا مر جاتے ہین کوچہ و بازار مین سناٹا ہوتا ہے پھر صبح ہوتی ہے تو گویا حشر کا دن برپا ہوجاتا ہے بستر ون کیا اٹھتے ہین گویا قبرون سے اٹھتے ہین اسلئے جعل النہار نشورا فرمایا (۳) وہو الذی ارسل الریاح بشرا جمع بشیر۔ رحمت سے مراد بارش یعنی اللہ وہ قدیر و مدبر ہے کہ بارش آنے سے پہلے ایک ایسی ہوا چلاتا ہے جو بارش کی خوشخبری دیا کرتی ہے وہ بادلون کے اٹھنے کا سبب ہوتی ہے پھر بادلون سے پاک اور ستھرا پانی ہم اتارتے ہین جس سے خشک زمین کو جو بمنزلہ مردہ کی ہوتی ہے شادابی سے حیات بخشتے ہین اور اس پانی کو چارپائے اور انسان پیتے ہین یہ بھی ہمارا ہی فعل ہے ورنہ یہ باتین از خود تو ہو نہین سکتین اور کوئی کر نہین سکتا ولقد صرفناہ بینہم پھر اس پانی کو ہم مین تقسیم کر دیتے ہین ایک کے قبضے مین نہین رکھتے تاکہ تم سمجھو لیکن اکثر لوگ ناشکری کئے بغیر نہین رہتے ولو شئنا الخ یعنی جس طرح ہم نے باران رحمت کو عام کر دیا ہر جگہ برساتے ہین اسی طرح نبوت کو بھی جو بارش روحانی ہے عام کر سکتے تھے ہماری ہان کچھ بات نہ تھی۔ ہر گاؤن مین رسول بھیجدیتے جیسا کہ منکرین نبوت بھی استدعا کرتے ہین مگر حکمت الٰہی کے خلاف تہا۔ انتظام عالم مین خلل آجاتا پس اے نبی ان کے کہنے پر التفات نہ کر وجاہدہم بہ جہادا کبیرا جہانتک ہوسکے ان کے سمجھانے کی کوشش کرو

ہی مراد ہو سکتی ہے کہ ظل سے مراد سایہ ہی ہو وہ کسی قوم اور کسی شخص کیطرف خدا نے کہیں دراز کیا ہے وہ نگر ... کی زمین ... کبھا وہ پھر ڈھلتی ہے اور آفتاب اقبال و عزت اسکی دلیل ہوتا ہے انسان کی عمر بھی ایک سایہ ہے باوجود درازی کے کس طرح ڈھلتی ہے اور یہ چیز غافل ہے ۱۲ منہ

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

اور اُسی نے دو دریاؤں کو باہم ملا دیا یہ تو میٹھا خوشگوار اور یہ کھاری کڑوا ہے اور ان دونوں میں ایک ایسا پردہ رکھدیا جو ملتا نہیں اور اسی نے انسان کو

مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ

پانی سے پیدا کیا پھر اسکے لئے رشتہ نسب و دامادی قایم کیا اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نہ نفع دیسکتے ہیں اور نہ ضرر اور کافر

عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝

تو اپنے رب کا مخالف بنا ہوا ہے اور اے نبی تمکو تو ہمنے محض خوشخبری اور ڈر سنانے کو بھیجا ہے اسلئے کہدو میں اسپر تمسے کوئی اُجرت تو نہیں مانگتا مگر یہی کہ جو چاہے اپنے رب کیطرف کا رستہ اختیار کرلے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

اور اے نبی تم اپنے اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو کہ جسکو کبھی موت نہیں اور ستایش کیساتھ تسبیح کرتے رہو اور اسکا اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونا بس کرتا ہے وہی تو ہے کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھہ انمیں ہے سبکو چھہ دنمیں بنادیا

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩

پھر تخت حکومت پر قایم ہوا وہ رحمٰن پس اسکی شان تو کسی خبردار سے پوچھہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کیا ہے رحمٰن - کیا تو جسے کہیگا اسکو ہم سجدہ کرینگے اور یہ نام تو انکو اور بھی بدکاتا ہے

تفسیر

بینہما ظرف لجعل علی ربہ متعلق ہے ظہیرا سے اور ظہیرا خبر کان - الا من شاء استثنا من غیر الجنس الرحمٰن مبتدا فسئل بہ خبر -

وہو الذی مرج البحرین الخ یہ (۴) یہ دلیل ہے کہ اُسنے دو قسم کے دریا رواں کئے - یا یوں کہو دو دریا کو باہم ملایا ایک ان میں سے نہایت شیریں خوشگوار اور دوسرا کھاری تلخ اور باہم ملنے نہیں پاتے ان میں قدرتی حد فاصل رکھی ہوئی ہے - زمین کے دریا رواں جب سمندر میں گرتے ہیں اور یہ دریا شیریں ہوتے ہیں تو دور تک دونوں کی دو دہاریں نظر آتی ہیں باہم اختلاط پر امتیاز معلوم ہوتا ہی ہیں سمندر کی دہار کھاری اور زمین کے دریا رواں کی دہار شیریں ہوتی ہے سمندر میں ٹہیں دونوں سمندر ہو گئے اور سمندر کو عربی میں بحر کہتے ہیں اصل المرج الارسال والخلط ومنہ قولہ تعالیٰ فہم فی امر مریج ان دونوں دریاؤں سے اسطرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اسکے اندر دو دریا الٰہی ہیں ایک قوی ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیریں اور خوشگوار اور دوسرا قوی حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے ان دونوں کے درمیان حد فاصل عقل کامل ہے (۵) وہو الذی خلق من الماء بشرا کہ اُسنے ایک پانی سے یعنی منی سے بشر پیدا کر دیا وہی مرد کی ایک منی ہے کہ اُسی سے مرد پیدا کرتا ہے اور اُسی سے عورتیں اور رب قادر ہے نسبا اے ذوی نسب المراد الذکور نسب الیہم فیقال فلان بن فلان - فلانۃ بنت فلان وذوات صہر ای اناثا یصاہرون - یا یوں کہو انسان کو بنا کر اسکی قرابت و مودت کے دو طریقہ رکھے - ایک نسب دوسرا صہر یعنی دامادی فجعلہ ای فجعل لہ انسابا وصہرا - ویعبدون من دون اللہ الخ دلائل توحید کے بعد کفار کے اس طریقہ کی مذمت کرتا ہے جو بت پرستی کیلئے انمیں جاری تھا کہ ایسی لکڑی پتھر کی چیزوں کو پوجتے ہیں جو انکو نہ کچھ نفع دیسکتی ہیں نہ ضرر کافر جس سے مراد اکثر کے نزدیک ابوجہل ہے اپنے رب سے پیٹھہ پھیرے ہوئے جو ایسی باتیں کرتا ہے - ابو سلم کہتے ہیں ظہیرا بمعنی اسکے لکی اس قول سے ماخوذ ہے ظہر فلان بحاجتی اذا نبذہا وراء ظہرہ ومن قولہ تعالیٰ واتخذتموہ وراءکم ظہریا یعنی اسکی معنی پیٹھہ پیچھے ڈالنے والا ہے پیٹھہ پھیرے ہوئے ہیں - گو ظہیر بمعنی معاون بھی ہو سکتا ہے جسکے یہ معنی ہونگے کہ کافر اپنے اُس رب کا جسکو وہ خدا کے سوا پوجتا ہے مددگار ہے خود اسکو گھڑ کر بناتا ہے یا خیالات سے بناتا ہے ایسا خدا ہی کوئی خدا ہے جسکا مددگار اسکا عابد ہو پھر فرماتا ہے وما ارسلناک الخ یعنی اگر یہ راست پر نہ آویں تو آپکا کچھہ بھی ضرر نہیں کیونکہ آپ کا کام خوشخبری اور خوف دلانا ہے سو آپ کر چکے - پھر فرماتا ہے کہ ان حمقا سے کہدو کہ میں تمسے اسبات میں کچھہ مانگتا تو نہیں یہی چاہتا ہوں کہ تمکو راہ راست نصیب ہو یعنی بے غرض خیرخواہ ہوں پھر ایسے شخص سے سرتابی کرنا کس عقل کا مقتضی ہے؟ اسلئے آپکو تسلی دیتا ہے کہ آپ خدا حی لایزال پر توکل کریں اور اوسکی ثنا و صفت کیا کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے واقف ہے آپ سمجھہ لیگا وہ کہ جسنے چھہ روز میں آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی سب چیزوں کو بنا دیا پھر تخت حکومت پر قائم ہوا یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے انپر حکمرانی شروع کی اور وہ کون ہے؟ رحمان - خبیرا یعنی بڑے خبردار سے پوچھو یا یوں کہو رحمٰن خبردار ہے اس سے پوچھو ان جملوں میں خدا تعالیٰ کی صفات اسطرح پر ثابت کیں کہ جس سے ضمناً انکی بتوں کی خدائی بھی باطل ہو گئی کیونکہ وہ حی ہیں نہ وہ تسبیح کے لائق ہیں نہ وہ بندوں کے گناہوں سے واقف ہیں نہ انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے اور چھہ روز سے یہ بھی بتلا دیا کہ آپ جلدی نہ کریں خدا نے باوجود قدرت کے چھہ روز میں مخلوق پیدا کی آپکا دین بھی بتدریج جاری ہوگا - واذا قیل لہم یعنی آپ سے کیا برگشتہ ہیں وہ رحمان سے بھی برگشتہ ہیں جو سجدہ نہیں کرتے

(بقیہ)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

وہ بڑا بابرکت ہے کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اوس میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند بنایا۔ اور وہ ہی تو ہے کہ جس نے رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات لگا دی جو سمجھنا چاہے

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ

یا شکر کرنا چاہے تو انکے لئے مقام غور ہے اور رحمان کے بندے تو وہی ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل مٹ بھیڑ ہو جاتی ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ جو اپنے رب کے آگے سجدہ

سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ

اور قیام میں رات گزارتے ہیں اور وہ دعا کرتے رہتے ہیں اے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی سخت آفت ہے وہ تو بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت برا مقام ہے اور وہ جو

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگدلی اور انکا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اوس جان کو قتل کرتے ہیں کہ جس کو

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ

اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق سے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا بھی ہے تو سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اُسکے لئے قیامت میں دوچند عذاب ہوگا اور اُسمیں وہ سدا خوار ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ

اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو اللہ اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا کرتا ہے اور اللہ غفور الرحیم ہے اور جسنے توبہ کر لی اور نیک کام ہی کرنے لگا تو وہ (درحقیقت) اللہ کیطرف

مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ

گناہ سے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور وہ جو کبھی بیہودہ جگہہ پر گزر ہو جائے تو موہنہ پھیر کر گزر جائیں۔ اور وہ جب انکو اُنکے رب کی آیات سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے

عُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا

اندھے بنکر نہیں گر پڑتے۔ اور وہ جو دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو ہماری بیویوں اور اولاد کیطرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکو انکے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جاوینگے

وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ ع ۴

اور انکا وہاں دعا و سلام کیساتھہ استقبال کیا جاویگا وہ وہاں صدا رہا کرینگے جنت میں جو بہت عمدہ ٹھہرنے کی جگہہ اور خوب ہی مقام ہے (اے نبی) کہدے میرے رب کو تمہاری کچھہ بھی پروا نہیں اگر تم اُسکو نہ پکارو البتہ تم جھٹلا تو چکے ہو پھر دیکھنا یہ ہی سزا ہوتی ہے

تبارک الذی الخ یہ جواب ہے انکے اس قول کا وما الرحمان کہ کیا ہے رحمٰن فرماتا ہے رحمٰن وہ بابرکت ہے کہ جسنے آسمان میں برج بنائے اور اسمیں سراج یعنی آفتاب بنایا ہے جو تمام دنیا کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اندھیرا ہو جاتا اور رات کیلئے بھی اُسنے چاند چمکتا بنایا ہے مطلب یہ کہ رحمان وہ ہے کہ جسنے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر میں آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں روشن کیں اور اس گھر میں تمہارے لئے ہر ایک قسم کا سامان معیشت بہم پہونچایا پھر کہتے ہو کہ رحمان کون ہے اور اُسکے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہو۔ اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اسنے رات دن بنائے جو ایک کے بعد دوسرا آتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات۔ یا یوں کہو ایک دوسرے کے مخالف ہے یہ مجاہد و قتادہ و کسائی کا قول ہے یقال لکل شئی اختلفا هما خلفان فقوله خلفة ای مختلفين هذا ابيض وهذا اسود وهذا الطويل وهذا القصير اگر ہمیشہ رات یا دن رہتا تو نظام عالم نہ رہتا۔ فرماتا ہے یہ شکر کرنیوالوں اور سمجھنے والوں کیلئے ہے جعل فی السماء بروجا آسمان میں تاروں کے اجتماع سے مختلف صورتیں پیدا ہو گئیں کہیں شیر کی کہیں ترازو کی کہیں بچھو کی کہیں بیل کی کہیں مچھلی کی وغیرہ اور آسمان کو حکما نے بارہ حصوں میں خیالی طور پر اسطرح سے تقسیم کیا ہے کہ جسطرح خربوزہ کی قاشیں اور ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا ہے اور جس برج میں صورتوں میں سے جو کسی صورت آگئی ہے اسکو اسکے نام سے نامزد کر دیا ہے جسمیں شیر کی صورت ہے اسکو برج اسد کہتے ہیں جسمیں مچھلی کی اسکو برج حوت علی ہذا القیاس اور یہ اصطلاح عرب میں بھی مسلم چلی آتی تھی وعباد الرحمان الخ یہاں سے ان کی تعریف کرتا ہے کہ تم رحمان کو کیا جانتے ہو تم شیطان کے بندے ہو تو دیکھو رحمان کے بندے یہ لوگ ہیں جنمیں یہ صفات پائی جاتی ہیں یہاں سے پھر احکام اور قوت عملیہ کی تکمیل کا مسئلہ اس خوبی اور مناسبت سے شروع کرتا ہے۔

عباد الرحمن کے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرتا ہے جس سے عام مسلمانون کو بھی ان اوصاف کو حاصل کرنیکی ترغیب دلانی مقصود ہے کہ خالی باتین بنانے سے رحمان کا بندہ خالص نہین بنتا جبتک کہ ان باتون کو اپنے مین پیدا نکرے اور یون تو رحمان کے سبھی بندے ہین مگر مراد خاص اور اچھے اور مقبول بندے ہین صفت اول (۱) الذین یمشون الخ کہ جو زمین پر اکڑتے اور اتراتے ہوے نہین چلتے بلکہ تواضع اور فروتنی سے (۲) واذا خاطبہم الجاہلون جب جاہلون سے ہمکلامی کا اتفاق پڑتا ہے تو سلام کہتے ہین یعنی تسلیم اختیار کرتے ہین - یا یہ کہ سلامتی اور سکوت طلب کرتے ہین جیسا کہ کہتے ہین معاف کیجیے اُنسے اُلجھتے جھگڑتے نہین کسلیے کہ سفہا کی باتون سے درگذر کرنا اور مقابلہ نکرنا عقلاً و شرعاً بہتر ہے اور اس مین سلامتی او رحفظ آبرو بھی ہے - یا یہ کہ سلام تودیع کہتے ہین یعنی سلام کرکے رخصت اور الگ ہوجاتے ہین سب سے مطلب یہ ہے کہ جہل و فساد کے مقابلہ مین حلم اختیار کرتے ہین (۳) یہ کہ یہ تو ان کا دن کا اور باہمی تمدن کا برتاؤ تھا اب اسی معاملہ و شب کی کیفیت یہ ہے یبیتون لربہم الخ کہ تمام رات یا اس کا بڑا حصہ خدا کی یاد مین صرف کرتے ہین نماز پڑھتے ہین جسمین سجدہ اور قیام بھی ہے جسکے یہ معنی ہین اللہ کے سامنے کھڑے رہتے ہین اور نیاز کے ساتھ اُسکے آگے سر رکھدیتے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہین یہ نماز تہجد کیطرف اشارہ ہے جو اسلام کا شیوہ خاص ہے (۴) والذین یقولون ربنا اصرف الخ یعنی اس عبادت پر اُن کو غرور نہین بلکہ عذاب جہنم سے ڈرتے اور یہ دعا کرتے رہتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھیو کیونکہ وہ دردناک عذاب ہے اور جہنم بری جگہ ہے (۵) والذین اذا انفقوا الخ کہ خرچ کرنے مین درمیانہ روی کرتے ہین نہ اسراف ہے نہ اقتار کھانے پینے لباس مکان سب مین درمیانہ روی مستحسن ہے بعض کہتے ہین گناہ کے کام مین صرف کرنا اسراف ہے اور حق اللہ مین سست کشی کرنا اقتار یعنی تنگدلی ہے (۶) والذین لا یدعون الخ کہ وہ ہر حال مین شرک سے بچتے ہین خدا کا کسی کو شریک نہین سمجھتے اور کبھی ناحق قتل بھی نہین کرتے جن مواقع مین قتل کی رخصت ہے جیسا کہ خون کے بدلہ مین خونی کا خون کرنا یا عین جنگ مین دشمن کا قتل کرنا وہان تو وہ ہاتھ نہین روکتے باقی دیگر مواضع مین جن کا خدا نے حکم نہین دیا اور جان کا مارنا حرام کیا ہے وہان ہاتھ روکے ہین نہین کہ آپسکی خانہ جنگیون مین یا راہزنی اور چوری وغیرہ امور مین مار ڈالتے ہون - رحم اور عدل دونون کی رعایت رکھتے ہین اور نہ وہ زنا کرتے ہین پھر فرماتا ہے ومن یفعل ذالک یلق اثاما کہ جو ایسے کام کریگا وہ اُس کا بدلہ بھی پاویگا ان الاثام والاثم واحد والمراد ہہنا جزاء الاثام - یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ان کو قیامت مین دوچند عذاب دیا جاویگا ایک شرک کا دوسرا ان گناہون کا ویخلد فیہ مہانا اور اس عذاب مین ہمیشہ خوار و ذلیل ہوکر رہیگا -

بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو کسیکو اللہ کا شریک بناوے حالانکہ اُسنے تجھے پیدا کیا مین نے کہا پھر کونسا ہے؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالے کہ تیرے ساتھ کھانا پڑیگا (عرب مین ایسا ہی ہوتا تھا) پھر عرض کیا پھر کونسا فرمایا ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اسکی تصدیق مین خدا تعالی نے یہ آیات نازل کین والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ یعنی یہ آیات حدیث کی تائید کرتی ہین اور واقع تائید مین آیات کا پیش کرنا متقدمین مین نزول سے تعبیر ہوتا ہے بخاری وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے بعد مشرکین نے کہا ہمنے تو اور معبودون کو بھی پوجا اور ناحق قتل بھی کیا اور حرامکاری بھی کی ہے پس ہمارے لئے مغفرت کا کیا طریق ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی الا من تاب وامن وعمل صالحا کہ جس نے توبہ کی اور ایمان لاکر عمل صالح کئے فاولئک یبدل اللہ سیأتہم حسنات اللہ اُنکے گناہان سابقہ کو مٹاکر یہ نیک کام اُن کے نامۂ اعمال مین لکھدیگا اور ممکن ہے کہ اپنے فضل سے انکی حقیقت بدل دے کہ درسایۂ حمایت دوست پگنہش طاعت دشمن دوست (۷) والذین لا یشہدون الزور الخ زور کے معنی باطل جھوٹی کواہی یعنی جھوٹی گواہی کے پاس بھی نہین جاتے اور مواضع کذب بھی مراد ہوسکتے ہین اور ہر نازیبا مجلس بھی مراد ہوسکتی ہے جو خلاف شرع شریف ہو جیسا کہ ناچ رنگ کی مجلسین اور کھیل اور تماشون کے مجامع اسیطرح کفار و مشرکین و مبتدعین کے میلے اور تیوہار ان سب سے اجتناب کرنا عباد الرحمن کی شان ہے واذا مروا باللغو مروا کراما اور جو کہین ایسی بیہودہ مواقع کے پاس سے گذرنیکا اتفاق بھی ہو تو اعراض کرکے گذر جاتے ہین منہ ڈہانک کر آنکھ بند کرکے گذرنا انکی طرف متوجہ نہو بزرگانہ گذرنا ہے (۸) والذین اذا ذکروا الخ کہ جب اُنکو آیات الٰہی سنائی جاتی ہین تو وہ نہ بہرے اندھے بھی ہوکر نہین گر پڑتے جیسا کہ منافقین دکھانیکے لئے ایسا کرتے ہین - بلکہ بصیرت اور سمجھنے اور سننے کیلئے التفات سے گرپڑتے ہین اُن سے اعراض نہین کرتے (۹) والذین یقولون الخ کہ اپنی اولاد اور ازواج کیلئے بھی دعا کیا کرتے ہین کہ ان کو صلاح و دینداری مین ایسا کر کہ اُن سے ہماری آنکھین ٹھنڈی ہوں اور اپنے خاندان و کنبے کو ہم بزرگ رہبر بنجاوین - یہ بڑی نعمت ہے کہ انسان کی زن و فرزند اسکے موافق ہون اور دین مین سعی ہون یا یہ معنی کہ مرکر یہ ہم سے ملین اور ہماری آنکھین دار آخرت مین اُن سے ٹھنڈی ہون - اب عباد الرحمن کی جزا فرماتا ہے اولئک یجزون الغرفۃ کہ یہ لوگ جنت مین بلند محلون کی کھڑکیون مین بیٹھینگے اور ہمیشہ اسمین رہا کرینگے قل ما یعبؤ بکم ربی وہ جو رحمان کے سجدہ کرنیسے نفرت کرتے ہین اُن سے عتاب کیا جاتا ہے کہ کہدو میرے رب کو بھی تمہاری کچھ پروا نہین جو تم اُس کو نہین پکارتے تم تو جھٹلا چکے عنقریب تمپر عذاب آتا ہے

سُوْرَۃُ شُعَرَاءٍ مَکِّیَّۃٌ ھِیَ اسکی دُو سَو سَتَّائِیس اٰیَاتِ اور گیارہ رکوع ھین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

یہ ہین آئتین روشن کتاب کی ۔ شاید اے نبی آپ اپنی جان کو گھونٹ کر مار دین گے اسپر کہ وہ ایمان نہیں لاتے ۔ اگر ہم چاہین تو آسمان سے اون پر ایک ایسی نشانی نازل کر دین کہ

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ

اُس کے آگے اُن کی گردنین جھک جاوین ۔ اور اُن کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی پہونچتی ہے تو وہ اوس سے موئنھ ہی موڑ لیتے ہیں ۔ پس وہ تو جھٹلا چکے اب اُن کو اُنکی حقیقت

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

معلوم ہو جاوی گی کہ جس سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے ۔ بھلا کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اس میں کس قدر ہمنے قسم قسم کی عمدہ چیزیں اُگائی ہیں ۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع

اور ان میں سے بہت تو مانتے ہی نہیں ۔ اور البتہ آپ کا رب وہی زبردست رحم کرنیوالا ہے ۔ (جو انکے کفر پر جلد سزا نہیں دیتا)

ان لا یکونوا مفعول لہ ای لئلا خاضعین والقیاس خاضعات انما جاء جمع المذکر لان المراد اصحاب الاعناق ولیدل المراد الرقاب کم انبتنا ای موضع نصب بانبتنا من کرامۃ قرآن من الرحمان صفۃ ذکر محدث صفۃ اخری ۔
یہ سورہ بھی مکہ میں اُسی وقت نازل ہوئی ہے جبکہ کافروں کا حضرت پر اور مسلمانوں پر بہر (تفسیر) طرف سے سخت ہجوم تھا اور اسلام کی روح افزا باتیں اُنکو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں حضرت کی
نبوت پر وہ طرح طرح سے لغو شبہات وارد کیا کرتے تھے اور جب جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق ہر شخص ایک عجیب غریب معجزہ کا طالب ہوتا تھا کوئی کہتا تھا اس پہاڑ کو یہاں سے
ہٹا دو تو جانوں کوئی کہتا تھا کہ اس خشک اور پہاڑی جگہ میں نہر جاری کردو تو مانوں علی ہذا القیاس حضرت کو دلمیں قوم کی خراب حالت کی اصلاح کا جوش تھا اور مندی حد سے بڑھی ہوئی تھی انکے
نہ ماننے اور کج بحثیاں کرنے سے نہایت رنج ہوتا تھا اس لئے اس سورہ میں آپکو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لاتینگے تو کیا آپ غم میں گھٹکر اپنے آپ کو ہلاک کرینگے ۔ اور پھر اسکے بعد چند انبیا اولوالعزم اور انکی سرکش
اُمتوں کا تذکرہ کرکے یہ بتلا دیا کہ پہلے لوگ بھی اپنے انبیا کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں ۔ اور چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور و شور تھا اور عاجز ہو کر قرآن کو شعر کہدیا کرتے تھے اسلئے اخیر سورہ میں شعرا کی
حقیقت بھی بیان کردی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں برخلاف قرآن مجید کے کہ جسمیں سراسر راستی اور مکارم اخلاق اور توحید
وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں ۔ اس مناسبت سے اس سورہ کا نام سورہ شعرا ہوا ۔ اور نیز انکو روحانی بلاغت کا اسمیں ایک جداگانہ لطف دکھا کر انکو ڑا اسنا اور یا ۔ سورہ فرقان کے اخیر میں
جملہ تھا کہ تم جھٹلا چکے اب دیکھو کیسی سزا ملتی ہے ہر چند انکی تکذیب کے مقابلہ میں بہت سے مواقع پر شہادتیں پیش کیگئی تھیں کہ انمیں غور کرنیکے بعد عاقل کو تکذیب کی گنجائش نہیں رہتی مگر اسکے بعد دلائل نبوت
نبوت بیان کرنا اور ساتھ ہی گزشتہ انبیا اور اُنکی نافرمان اور سرکش قوموں کے واقعات بیان کرنا اتمام حجت اور اپنے محبوب رسول کے دل کی تشفی اور دفع ملال مقصود تھا جو آپ کو اس بدنصیب
قوم کی بے نصیبی اور آنیوالی مصیبت سے تھا اسلئے سورہ فرقان کے بعد اس سورہ کا آنا مناسب ہوا طسم الم کی تفسیر میں حروف مقطعات کی بابت ہم بہت کچھ لکھ آئے ہیں ۔ یہاں طا سے مراد
طرب اور سین سے سرور دائمی اور میم سے محمد ہیں یعنی محمد کو طرب سرور ابدی مبارک ہو یہ تخم جنکا روزہ ہے واللہ اعلم تلک آیات الکتاب المبین یہ آئتیں جو اے لوگو تمکو سنائی جاتی
ہیں ۔ روشن اور کھلی ہوئی کتاب یعنی قرآن کی ہیں جنہیں عقل سلیم کو کچھ بھی تردد نہیں ہاں جو کور ازلی اور بدنصیب اصلی ہیں اُنکو اسپر طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں
یہ مضمون الہامی انکے دلمیں نہیں اُترتا اسلئے وہ ایمان نہیں لاتے پھر جب وہ ایسے کور باطن ہیں تو اے نبی آپکو ان کے ایمان نہ لانے سے کچھ رنج نہ کرنا چاہئے پھر آپ کیوں
جیمیں گھٹتے ہیں لعلک باخع نفسک الخ اب رہا انکا یہ عذر کہ ہمارے سوال کے مطابق حضرت کیوں کوئی نشانی نہیں دکھاتے سو یہ بھی غلط ہے انکو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ
ہوگا ورنہ ہم قادر ہیں ان نشاء ننزل علیہم من السماء آیۃ الخ کہ آسمان سے اُنپر کوئی ایسی نشانی اُتاریں جس کے آگے انکی گردنیں جھک جاویں مگر انکا تو یہ حال ہے کہ وما یاتیہم من ذکر من
الرحمان الخ کہ جب کوئی نئی بات نصیحت کی انکے پاس خدا تعالی کی طرف سے آتی ہے تو اُس سے انکار ہی کرتے ہیں فقد کذبوا الخ یہ جھٹلا چکے نہ مانے ہیں نہ مانینگے اب عنقریب اسکی حقیقت
انکو معلوم ہو جاویگی ۔ اور نشانی دیکھتے ہیں تو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں زمین کی جڑی بوٹیوں کو دیکھیں کہ کس صناع نے کس حکمت سے پیدا کیں ہیں ؟ اس جڑی بوٹیوں کے اُگنے میں چند
نمونہ قدرت ہیں اول یہ کہ جسطرح ہر سال جڑی بوٹیاں برسات میں پیدا ہو جاتی ہیں اور موسم خزاں میں انکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا دوسرے سال پھر وہی اسیطور سے
برآمد ہوتی ہیں اس میں حشر اور قیامت اور انسانی ابتدا کا پورا نمونہ ہے دوم جب عالم حسی میں اسکا ایک بار نہیں بلکہ بار بار یہ فضل ہے کہ وہ آسمانی پانی سے حیوانات بالخصوص انسان

وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ﴿ؕ۱۲﴾ وَ یَضِیْقُ

اور جبکہ آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ توظالم قوم پاس جا۔ فرعون کی قوم پاس۔ کیا وہ ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلادیں اور میرا دم

صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿ۚ۱۴﴾ قَالَ کَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَکُمْ

رک جاوے اور میری زبان نہ چلے پس ہارون کو پیغام دے۔ اور مجھپر ان کا ایک گناہ بھی ہے سو مجھے ڈر ہے کہ مار نہ ڈالیں فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ پس تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم تمہارے ساتھ

مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿ۙ۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿ؕ۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ

سننے والے ہیں۔ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ فرعون نے کہا کیا تجھکو بچپنے اپنے گھر میں پرورش کر کے نہیں لا

لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ ﴿ۙ۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿ؕ۲۰﴾ فَفَرَرْتُ

اور تو اپنی عمر میں ہمارے ہاں برسوں نہیں رہا ہے۔ اور تو نے ایک حرکت بھی کی تھی جو کی تھی اور تو بڑا ہی ناشکر ہے۔ موسیٰ نے کہا جبکہ میں نے وہ کام کیا تھا تو میں بے خبر تھا۔ پس میں تمسے

مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْکَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿ؕ۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ

تمہارے ڈر کے مارے بھاگ نکلا تب مجھکو میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجھکو رسول بنایا۔ اور کیا یہی کوئی احسان ہے کہ جسکو تو مجھپر جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا

وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿ؕ۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّکُمْ وَ رَبُّ

رب العالمین کیا چیز ہے۔ موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی سب چیزوں کا رب ہے۔ اگر تم کو یقین آوے۔ فرعون نے اُن درباریوں سے جو اُسکے اردگرد تھے کہا کہ تم موسیٰ کی باتیں سنتے ہو

اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

موسیٰ نے کہا وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ فرعون نے کہا بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے کہا مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُکَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿ۚ۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود قرار دیا تو تجھے قیدہی میں تو ڈالدونگا۔ موسیٰ نے کہا اور جو تیرے پاس کوئی کھلی ہوئی بات ہی لایا ہوں۔ (تو بھی) فرعون نے کہا اسکو لا اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے اپنا

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿ۚۖ۳۲﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ ع

ع ۲ / ۱۴ / ۱

عصا ڈالدیا تو وہ فوراً ایک بڑا اژدہا بنکر ظاہر ہوگیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو فوراً وہ ناظرین کو چمکتا ہوا دکھائی دیا

کے لئے کیا کیا مفید چیزیں پیدا کرتا ہے تو پھر وہ رحیم و کریم اسکی دوسری حیات کیلئے اس رحمت یعنی نبوت کے فیض سے کیوں محروم کرتا مگر اکثر جاہل اِن باتوں پر ایمان نہیں لانیوالے

واذ نادی ربک موسیٰ الخ اب یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ عبرت انگیز **تفسیر** شروع ہوتے ہیں یہ (۱) قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جسمیں انکا فرعون کے پاس جانا اور خدا کا پیغام پہنچانا اور طرح طرح کے معجزات دکھانا اور اُسکا نہ ماننا اور انجام کار دریائے قلزم میں مع لشکر غرق ہونا مذکور ہے۔

ولا ینطلق لسانی فرعون کے گھر جب موسیٰ تھے اور انکے فرزندوں کیطرح پرورش پاتے تھے ایکبار فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی جسپر خفا ہوکر اُسنے قتل کا حکم دیا اُسکی بیوی نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اسکے نزدیک آگ اور جواہرات برابر ہیں دونوں لاکر سامنے رکھے گئے تو آگ موںھ میں ڈال لی تھی جب سے لکنت زبان پر تھی۔ بعض کہتے ہیں یوں ہی قدرتی طور پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں اس جملہ سے لکنت ثابت کرنا بیفائدہ ہے کس لئے کہ مراد یہ ہے کہ میں گو یا نہیں ہوں مزاج میں غصہ زیادہ تھا عذر کردیا کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے میرا سینہ تنگ ہوگا زبان نہ چلیگی **ولہم علی ذنب** یہ گناہ قبطی کو مکا مار کر مار ڈالنا ہے۔ **الم نربک فینا** کیا تو ہم میں لڑکپن سے ایک عمر تک نہیں پلا رہا **وفعلت فعلتک** اور تو نے وہ کام کیا جو کیا یعنی قبطی کو جو ہماری قوم کا تھا مار ڈالا۔ یہ فرعون نے بطور طعن کے کہا تھا موسیٰ نے اقرار کرلیا کہ بیشک ایسا کام نادانستگی سے مجھ سے سرزد ہوگیا **وانا من الضالین** کے یہی معنی کہ مجھے طریقہ فہمائش اسوقت نہ معلوم تھا نہ یہ کہ میں دراصل گمراہ بت پرست تھا موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا **انا رسول رب العالمین** کہ ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں مصر کے لوگ اور فرعون بھی بت پرست تھے ستاروں اور دیگر علویات کے بت بناکر پوجا کرتے تھے اور تیرہ یا شاہ ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو رب یعنی لوگوں کا پرورش کرنیوالا سمجھتا تھا جیسا کہ ہندو راجہ کو ان داتا یعنی رزق دہندہ کہا کرتے ہیں اس لفظ سے چونکا جیسا کہ مشرکین مکہ رحمان کے لفظ سے چونکے تھے اسلئے پوچھا **ما رب العالمین** کہ کیا ہے رب العالمین؟ موسیٰ نے کہا آسمانوں اور زمین اور انکے اندر جو کچھ ہے سبکا رب فرعون نے تعجب سے درباریوں سے کہا سنتے ہو تو کیا کہتا ہے یعنی ایک شخص ایسا ہوسکتا ہے کہ ان سب چیزوں کا رب ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کا

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌۙ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ

اپنے درباریوں سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے تمکو اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکالدینا چاہتا ہے پھر تم کیا رائے دیتے ہو؟ وہ بولے اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجے اور

فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍۙ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَۙ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

شہروں میں ہرکارے بھیجدیجے۔ کہ آپ پاس بڑے بڑے ماہر جادوگروں کو حاضر کریں۔ پس سب جادوگر ایک دن معین پر جمع کیے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو۔ شاید کہ ہم جادوگروں کے

السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ

تبع ہو جاویں اگر وہی غالب رہے۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا بھلا کچھ ہمکو انعام بھی ہے اگر ہم ہی غالب آ جاویں اُسنے کہا ہاں بیشک جب تو تم مقربوں میں داخل ہو جاؤگے

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ

اُنسے موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو۔ پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالدیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہیں گے۔ پھر موسیٰ نے بھی اپنا

فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَۙ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

عصیٰ ڈالدیا پھر تو وہ فوراً اُن کے ان شعبدوں کو جو بنا رہے تھے لقمہ کرنے لگا۔ پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت

لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

سے پہلے ہی ایمان لے آئے؟ بیشک یہ تمہارا اُستاد ہے کہ جسنے تمکو جادو سکھایا ہے سو تم ابھی معلوم کر لوگے کہ میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹواے ڈالتا ہوں اور تم سب کو

اَجْمَعِيْنَ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

ع ۱۸ / ۳

سولی پر چڑھائے دیتا ہوں۔ وہ بولے کچھ مضائقہ نہیں ہمکو تو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہی ہے۔ ہمکو اُمید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو معاف کر دیگا اس سبب کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے

منکر تھا موسیٰ نے کہا بلکہ تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بھی اسپر اسکو تاب نہ رہی کہدیا یہ دیوانہ ہے اسپر موسیٰ نے اور ترقی کی کہ مشرق اور مغرب کے لوگوں کا رب تمہارے باپ دادا کی کیا خصوصیت ہے اگر تمہیں عقل ہے سمجھو یعنی میں دیوانہ نہیں ہوں تم احمق ہو اسپر فرعون نے کہدیا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو مقرر تجھے قید خانہ میں ڈالدونگا۔ فرعون کا قید خانہ بھی معاذ اللہ برا قید خانہ تھا کسی کنویں میں قیدیوں کو ڈالدیا کرتے تھے اور پر سے منہ بند کر دیتے تھے جیسا کہ ہندوراجاؤں کے عہد میں دستور تھا موسیٰ نے کہا اگر میں تجھے کوئی نشانی اپنی صداقت کی کہاؤں تب بھی تو مجھے قید میں ڈالیگا اُس نے کہا وہ نشانی دکھا موسیٰ نے ہاتھ کو بغل میں سے نکالا تو آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نکلا۔ ید بیضا پھر عصیٰ یعنی اپنی ہاتھ کی لکڑی کو ڈالا تو اسکے دربار میں سانپ بنکر لہرانے لگا فرعون اور درباری ڈر کے مارے بھاگ اُٹھے اُسکی خدائی کی قلعی تو وہیں کھلگئی موسیٰ نے اُسکو پکڑ لیا پھر وہی لکڑی ہوگئی۔ بدنصیب نے معجزے دیکھکر ایمان تو نہ لایا یہ کہدیا کہ یہ بڑا جادوگر ہے اسکے زور سے تمہارا ملک لینا چاہتا ہے فرعونیوں کے عہد میں جادو اور طلسم کا بڑا زور تھا چنانچہ اُس عہد کے یادگار مسلمانوں کے ابتداء عہد تک موجود تھے جنکو اہل اسلام کے مورخین نے نقل کیا ہے دیکھو تاریخ مصر۔ درباریوں نے صلاح دی کہ آپ بھی اپنے ملک میں سے نامور جادوگر ایک روز معین میں جمع کرکے اسکو عاجز کر دیجئے اور عید یا کوئی فرعونیوں کا میلہ ہوتا تھا جس میں سب لوگ شریک ہوتے تھے وہ روز قرار پایا تاکہ سب لوگ موسیٰ کا عجز ملاحظہ کریں چنانچہ اُس روز وہ سب جادوگر اور طلسم کار آئے اور ایک میدان میں فرعون اور اسکے امراء اور عام لوگ جمع ہوئے وہاں موسیٰ ہارون بھی تشریف لائے مقابلہ کی ٹھہری موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو یعنی پہلے تم کچھ دکھاؤ اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں میدان میں پڑ ڈالیں لوگوں کو سانپ بنکر پھرتی ہوئیں نظر آنے لگیں پھر موسیٰ نے عصا ڈالا وہ اژدہا بنگیا سب کو کھا گیا۔ فرعون کے جادوگروں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام سحر کی طاقت سے باہر ہے یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہے فوراً ایمان لائے اور وہیں سجدے میں گر پڑے۔ فرعون بڑا خفا ہوا اور کہا میرے حکم سے پیشتر تم کیوں ایمان لائے یہ موسیٰ تمہارا اُستاد معلوم ہوتا ہے تمہاری باہم سازش پائی جاتی ہے تمکو اب سزا دیتا ہوں کہ ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کٹوا کر دار پر چڑھاتا ہوں اُنہوں نے کہا کچھ مضائقہ نہیں دنیا کی تکلیف چند ساعت کی ہے گزر جاوے گی آخر ہم اپنے اللہ کے پاس جاوینگے ہمکو اُمید ہے کہ وہ ہمیں بخشدیگا کس لئے کہ سب سے پہلے ہم موسیٰ پر اور اُسکے رب پر ایمان لائے چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا۔ رب العالمین کے بعد رب موسیٰ و ہارون اس لئے کہا کہ فرعون بھی اپنے آپکو رب سمجھتا تھا لعلنا نتبع السحرۃ اسوقت تک فرعونی جادوگروں کو بھی مذہبی اُمور میں قابل اتباع جانتے تھے اگر وہ غالب آگئے تو ہمیشہ انکے کہنے پر چلا کرینگے سحرۃ سے موسیٰ اور ہارون مراد نہیں ہوسکتے اول تو سحرۃ جمع ساحر ہے جس سے مراد بہت سے دوم لفظ لعل یہ آرزو کرنا ان کی حالت کے خلاف ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ○ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

اور موسے کو ہمنے حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاویگا۔ (سو وہ نکلے) پھر فرعون نے بھی شہروں میں ہرکارے دوڑادئے۔ کہ یہ ایک تہوڑی سی

قَلِيْلُوْنَ ○ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ○ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ○ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ كَذٰلِكَ

جماعت ہے اور یہ ہمارے بڑے دشمن ہیں۔ اور ہم سب اُن سے خطرہ رکھتے ہیں۔ پس ہمنے فرعونیوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مقام سے نکال باہر کیا یوں کیا

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ○ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ○ قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ

اوران چیزوں کا بنی اسرائیل کو وارث کر دیا۔ پھر فرعونیوں نے اون کو دن نکلتے ہی آلیا۔ پھر جب دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں تو موسیٰ کے لوگ کہنے لگے ہم پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں۔ بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے

سَيَهْدِيْنِ ○ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ○ وَ

وہ مجھے ابھی راہ بتادیگا۔ پھر ہمنے موسے کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار۔ (موسیٰ نے عصا مارا) سو دریا پھٹ گیا۔ اور پانی کا ہر ایک ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسا کہ اونچا پہاڑ اور اس مقام پہ ہم دوسروں کو (فرعونیوں کو) لے آئے

اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(اور لاکر ڈبو دیا) اور ہمنے موسیٰ اور اُسکے ساتھیوں کو بچالیا۔ اور ان دوسروں کو غرق کر دیا۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر تو ماننے والے نہیں۔ اور البتہ آپکا رب تو زبردست ہے۔ رحم کرنیوالا ہے

تفسیر

واوحینا الی موسیٰ باقی تمام قصہ کو حذف کرکے جو موسیٰ کی سرگزشت مصر سے تعلق رکھتا تھا صرف بنی اسرائیل کے مصر سے جانیکا تذکرہ شروع فرمایا۔ کیونکہ نشانی قدرت کاملہ اور انکے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود مقام تھا۔ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے بندونکو یعنی بنی اسرائیل کو رات میں لیکے نکل جا چنانچہ موسیٰ بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ سے باجازت فرعون لے نکلے اور اسرائیلیوں نے فرعونیوں سے عید کے بہانہ سے زیورات بھی مستعار لئے تھے جب سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ملی کہ وہ نکلکر ملک شام میں جاتے ہیں فرعون نے جابجا ہرکارے بھیجدیئے کہ لوگ کمک کو آویں اور کچھ خوف نکریں کیونکہ ان ہؤلآء لشرذمۃ قلیلون یہ تھوڑے لوگ ہیں اور انھوں نے ہمکو ناخوش کیا ہے ایک تو ہماری حکومت سے نکلے جاتے ہیں دوسرے ہمارے زیورات لیگئے محض بنظر احتیاط تم کو کہلا بھیجا ہے کہ مدد کو آؤ وانا لجمیع حٰذرون۔ کہ ہمکو ان سے خطرہ ہے +

پس فرعون اور اُسکے ساتھ بہت سے لوگ انکے تعاقب میں نکلے اور صبح دن نکلتے ہوئے اسرائیلیوں کو دریائے قلزم کے قریب آلیا بنی اسرائیل انکو دیکھکر ڈر گئے موسیٰ نے تسلی دی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مار اسکے مارتے ہی دریا پھٹ گیا اور پانی کی باڑ پہاڑ کی طرح سے دونو طرف کھڑی ہوگئی بنی اسرائیل خشکی میں سے پار نکل گئے انکے پیچھے پیچھے اسی راستہ سے جب وہ یہاں آئے تو دریا باہم ملگیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک اللہ کی طرف کی بڑی نشانی ہے لیکن وہ اکثر نہیں مانتے کذٰلک

واورثنٰھا بنی اسرائیل اس مقام پر اکثر لوگونکو دھوکا ہو گیا ہے کہ اورثنٰھا بنی اسرائیل ھا کی ضمیر فرعونیوں کے خاص جنات و عیون وکنوز ومقام کریم کی طرف پھرایا ہے اور اسکی تفسیر میں کہدیا ہے کہ فرعونیوں کے غرق ہونیکے بعد انکے باغوں اور عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھر لوٹ کر آکر مالک ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہوئی کس لئے کہ تمام اہل تاریخ اسپر متفق ہیں کہ دریائے قلزم کو عبور کرکے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیہ میں ٹکراتے پھرے مصر میں واپس نہ آئے اور نیز اس فرعون کے بعد دوسرا فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہے انکی سلطنت کا خاتمہ بابل کے بادشاہ کے ہاتھ سے سینکڑوں برس بعد ہوا صحیح توجیہ جیسا کہ بیضاوی فرماتے ہیں یہ ہے او مثل ذٰلک المقام الذی کان لھم علی انہ صفۃ مقام اس تقدیر پر معنی صاف ہو گئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کر دیا۔ یعنے ملک شام اور فلسطین میں انکو بھی ہم نے ویسے ہی عمدہ مقامات اور باغ اور چشمے اور خزانے عطا کئے جیسا کہ فرعونیوں کے پاس تھے اور انسے نکالکر ہمنے اُن کو دریائے قلزم میں غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ اُن عمدہ مقامات سے انکو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کئے اور سورہ دخان میں بھی ایسا ہی آیا ہے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیھا فاکھین کذٰلک واورثنٰھا قوماً اٰخرین۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ○ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ○ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

اور ان کو ابراہیم کا حال بھی پڑھ سناؤ - جبکہ اُسنے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجا کرتے ہو - انہوں نے کہا بتوں کو پوجتے ہیں سو انہیں کے گرد رہا کرتے ہیں - ابراہیم نے کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں

إِذْ تَدْعُونَ ○ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ○ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ○ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ○ أَنْتُمْ

جبکہ تم پکارتے ہو - یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں - انہوں نے کہا (کچھ نہیں) مگر ہم نے اپنے باپ دادا کو ایساہی کرتے پایا ہے - ابراہیم نے کہا تمکو خبر بھی ہے کہ تم

وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ○ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ○ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ○ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ

اور تمہارے اگلے باپ دادا جس کو پوجتے تھے - وہ تو سب میرے دشمن ہیں - مگر رب العالمین (کہ وہ بڑا زبردست ہے) - وہ کہ جسنے مجکو پیدا کیا پھر مجکو رہنمائی کیا کرتا ہے - اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ○ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ○ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ○ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ○

تو مجھے شفا دیتا ہے - اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا - اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کریگا - اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے شائستہ لوگوں میں ملا دے

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ○ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ○ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ○ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھیو - اور مجکو جنت النعیم کے وارثوں میں سے کردے - اور میرے باپ کو بھی بخشدے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے - اور مجکو جی اٹھنے کے دن رسوا نکرنا - جس دن

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ○ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ○ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ○ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ○ مِنْ

کہ نہ مال کام آویگا نہ اولاد - مگر اس کو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر گیا اور اُسدن پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائیگی اور جہنم سرکشوں کے لئے ظاہر کیجائیگی اور کہا جاویگا کہ کہاں ہیں وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ○ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ○ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ○ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ○ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي

(اب) کیا وہ تمہاری کچھہ مدد کرسکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں - پھر وہ بھی[1] اور گمراہ لوگ بھی اور سب شیطانی لشکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا - وہ وہاں باہم جھگڑتے ہوئے کہینگے کہ اللہ کی قسم ضرور ہم

ضَلَالٍ مُبِينٍ ○ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ○ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ○ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ○ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً

صریح گمراہی میں تھے - جبکہ اے غلط معبودو تمکو ہم رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے - اور ہم کو گمراہ نہیں کیا تھا مگران بدکاروں نے - پھر نہ ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے - اور نہ کوئی دوست غمگسار ہے - کاش ایکبار پھر ہمیں دنیا میں جانا ملے

فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○

تو ہم ضرور ایمان والوں میں شامل ہوجاویں - البتہ اسمیں ایک نشانی ہے - اور ان میں سے تو اکثر ماننے والے نہیں - اور بیشک آپ کا رب جو ہے تو زبردست رحم کرنے والا ہے -

ترکیب

کذالک منصوب بیفعلون فانہم عدولی انما افرد والقیاس اعداء لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر - او المراد وو عداوۃ الا رب العلمین استثنا جنس اور غیر جنس دونوں سے ہوسکتا ہے الذی مبتداء فہو مبتداء ثان یہدین اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر - اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں - اور صفات میں و کا داخل کرنا جائز ہے یوم لا ینفع بدل ہے اول یوم سے الا من استثناء متصل اور غیر متصل بھی ہوسکتا ہے

تفسیر

واتل علیہم نبأ ابراہیم الخ یہ (۲) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کو کامل تسلی دی گئی ہے کہ ابراہیم کا باپ اور اُنکے تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جہنمی ہونے کا کیا کچھہ کم غم نہ تھا مگر بجز دعا کرنے کے اور کچھہ نہ کرسکے پھر آپ کیوں اسی نبی اسقدر غم کرتے ہیں ؟ اور جب ابراہیم کے ساتھہ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آنے پر بھی دیس چھوڑنا پڑا پس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں - حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں جنت النعیم میں جانا اور قیامت کی رسوائی سے پناہ میں رہنا ذکر کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور دوزخ اور مرنیکے بعد دوسری زندگانی کے لئے قریش مکہ جنکے جد امجد ابراہیم بھی معتقد تھے اسمیں ہمنے کوئی نیا دعوی نہیں کیا ہے اسکے بعد اس مناسبت سے مسئلہ معاد یعنی حشر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ اسروز جہنم بدکاروں کو جنت ابرار کے سامنے

[1] یعنی ان کے معبود اور ان کے پوجنے والے گمراہ لوگ اور ان کو بہکانے والے شیاطین سب کے سب جہنم میں اوندھے منہ ڈالدئے جاوینگے ۱۲ منہ

وقف لازم

ع ۵ ربع ۹

لائی جائیگی اسدن مال اور اولاد کام نہ آئیگی مگر اُنکے کہ جو خدا کے پاس کفر و معصیت حب شہوات سے پاک دل لیکر آیا ہوگا اسکی اولاد نیک کے اعمال صالحہ جو اسکی ہدایت کا نتیجہ ہیں اور اسیطرح جو مال اُس نے اللہ کی راہ میں صرف کیا ہی اسکے کام آئیگا اور اُس روز بت پرستوں سے پوچھا جائیگا کہ تم دنیا میں کسکی عبادت کیا کرتے تھے پھر کیا آج وہ تمہارے معبود کچھ تمکو نفع یا نقصان دیسکتے ہیں۔ اسکے بعد وہ بھی اور انکے وہ معبود خبیث بھی ارواح خبیثہ و شیاطین سب کے سب جہنم میں ڈالدیے جائیں گے۔
اور جہنم میں آپس میں لڑینگے اور مشرکین کہیں گے ہم بڑے سخت گمراہ تھے جو تمکو رب العالمین کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے ہای آج ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے نہ حمایتی کاش دوبارہ دنیا میں جانیکی اجازت ملے تو ہم بھی ایمان لائیں ایمان کے نتائج کا مشاہدہ ہوگیا۔ اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون گو حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ یہ بتوں کو پوجتے ہیں لیکن سوال اس غرض سے کیا تھا کہ انکی بتوں کی کمزوری ثابت کریں تاکہ انکو شرمندگی حاصل ہو اور پھر یہ انکی پرستش چھوڑدیں مگر وہ تو ایسے پختہ تھے کہ نعبد اصناما کہنے پر بس نکیا بلکہ فنظل لہا عاکفین بھی کہدیا کہ ہم صرف انکی پرستش ہی کیا کرتے ہیں بلکہ ہم دن بھر انکے گرد رہا کرتے ہیں (والعکوف الاقامۃ علی الشیٔ وانما قالوا نظل لانہم کانوا یعبدونہا بالنہار دون اللیل - کبیر) انکو بت پرستی پر تفاخر تھا اور اسکی وہ مسرّت ظاہر کرنا چاہتے تھے (اللہ رے مگرہی)
ابراہیم علیہ السلام کی قوم بابل اور اُسکے اطراف میں تھی وہ لوگ مذہب صابی رکھتے تھے جو ستاروں اور دیگر نورانی اور آسمانی چیزونکی پرستش کیا کرتے تھے پھر اُن معبودوں کے نام سے طرح طرح کے مورتیں بنا رکھیں تھیں۔ تخمیناً پچاس سال ہوئے ہونگے کہ شہر نینوی کے بعض تودوں کو فرانس کی ایک جماعت نے بحکم حضرت سلطان عجائب قدیمہ دریافت کرنیکی غرض سے کھدوایا تو بہت نیچے سے سنگ مرمر کا ایک عجیب غریب مکان برآمد ہوا جسکی دیواروں پر ہر طرف عجائب مورتیں ترشی ہوئی تھیں اور پھر اسکے صدر مقام میں ایک بہت بلند بیل سنگ مرمر کا تھا جسکے پاؤں ہاتھی کے اور بازووں پر عقاب کے سے پر اور اُسکی صورت انسان کی تھی وہ قد آدم اونچا تھا جسکو اُکھاڑ کر فرانس کے عجائب خانہ میں رکھا گیا اور دیواروں پر کچھ کتبہ بھی تھا جو آجتک کسی سے پڑھا نہیں گیا۔ غالباً یہ ابراہیم کی قوم کا بت تھا حضرت ابراہیم نے پھر اُن سے دریافت کیا ہل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون کہ بھلا جب تم اُنکو پکارتے ہو کچھ تمہاری بات بھی سنتے ہیں یا تمکو کچھ نفع یا نقصان بھی دیتے ہیں؟ اسکا وہ کیا جواب دیتے بجز اس کہنے کے کہ بل وجدنا آباءنا کذلک یفعلون ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے انکی تقلید ہم کرتے ہیں ایسی تقلید حرام ہے۔ اسپر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ افرأیتم ما کنتم تعبدون انتم وآباءکم الاقدمون۔ اب تم کو معلوم ہوگیا کہ تم اور تمہارے باپ دادا کس بے حقیقت چیز کی عبادت کیا کرتے تھے فانہم عدو لی الا رب العالمین یہ سب میرے دشمن ہیں یعنی مجھے ان سے نفرت وعداوت ہے مگر رب العالمین سے نہیں۔ اسکے بعد رب العالمین کے چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جن سے انکو اسکی طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا الذی خلقنی فہو یہدین وہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھکو راہ راست کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فہو یشفین کہ صرف یہی نہیں کہ پیدا کرکے ہی اُس نے چھوڑ دیا پھر اُس سے کچھ کام نہیں پڑتا بلکہ جس طرح ابتدا میں اسکی طرف حاجت تھی حال میں بھی ادنی اور اعلی حاجت اُسی سے وابستہ ہے یطعمنی ویسقین سے چھوٹی باتوں کی طرف واذا مرضت فہو یشفین سے امور عظام کی طرف ایما کیا والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین زندگی دنیا کے بعد بھی اسی سے تعلق ہے وہی موت دیگا پھر قیامت کو دوبارہ وہی زندہ کریگا اُسی سے مجھے گناہوں کے معافی کی اُمید ہے (ہر چند حضرت ابراہیم گنہگار نہ تھے مگر خاصان خدا بمقام عبدیت اپنی ذرا ذرا سی فروگذاشت کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے ہیں) یعنی تمہارے بت بیکار اور میرا معبود یہ کیا کرتا ہے اب دیکھو کون قابل پرستش ہے یہ سب پیر تعریض ہے اسکے بعد جو دار آخرت اور دنیا کی بہبودی کے لئے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی اُسکو نقل کرتا ہے رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین حکم سے مراد کمال قوت مدرکہ کا کہ جس سے ادراک حق حاصل ہو والحقنی بالصالحین سے مراد کمال قوت عملیہ کا کہ جس سے خیر کو عمل میں لاوے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین اور مرنیکے بعد دنیا میں میرا سچائی اور ذکر خیر کیساتھ تذکرہ باقی رہے یعنی توحید کا طریقہ جو مجھکو نصیب ہوا ہے میرے بعد بھی رہے کہ وہ اس سبب سے مجھے ذکر خیر سے یاد کیا کریں اور دوسروں کے لئے توحید کیطرف رغبت کا باعث ہو واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور مجھکو جنت نعیم کا وارث کیجو۔ یہ سعادت آخرت کی دعا تھی جب سعادت دنیا و آخرت کے سوال سے فارغ ہوئے تو باپ کے لئے بھی دعا کی کیونکہ وعدہ کرچکے تھے اور نیز اپنے حقداروں کو نعمت میں شریک کرنا عالی حوصلوں کا کام ہے ولا تخزنی یوم یبعثون کہ قیامت کے روز مجھ سے کوئی بازپرس بھی نکرنا۔ اسکے بعد قیامت کا حال شروع کردیا کہ اُس روز نہ مال کام آویگا نہ اولاد نفع دیگی مگر قلب سلیم کہ جس میں توحید و اخلاص ہو بھرا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ○ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ○ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اونکے بھائی نوح نے کہا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے میں تو تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میں اسپر تم سے کچھہ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے۔ جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قوم نے کہا کیا ہم تجھے مانیں اور تیرے تابع تو

الْأَرْذَلُونَ ○ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ○ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ○ إِنْ أَنَا إِلَّا

کمینے لوگ ہوگئے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے کاش تمہیں اسکا شعور ہوتا اور میں تو ایمان داروں کو اپنے پاس سے کہدیکا نہیں میں تو

نَذِيرٌ مُبِينٌ ○ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ○ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ○ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ

بس کھولکر ڈرسنانیوالا ہوں۔ انہوں نے کہا اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ نوح نے کہا اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا پس تو میرے اور اونکے درمیان فیصلہ ہی کردے اور مجھکو اور میرے ساتھ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○

جو ایماندار ہیں اونکو نجات دے۔ پھر ہم نے اسکو اور اُسکے ساتھ والوں کو جو بھری کشتی میں تھے بچالیا۔ پھر بعد میں اور باقی لوگونکو غرق کردیا۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر ماننے والے نہ تھے اور البتہ آپکا رب بردست مہربان ہے

النصف

ترکیب واتبعک جملہ حال ہے ضمیر نومن سے ارذلون جمع ارذل بمعنی ذلیل ماعلمی ظاہر میں ما استفہامیہ ہو محل رفع میں بسبب مبتدا ہونے کے وعلمی اسکی خبر اور ممکن ہے کہ نافیہ ہو با کی ب دونوں تقدیر پر علمی سے متعلق ہے دوسری تقدیر پر خبر کو مضمر ماننا پڑیگا۔ بعد اے بعد انجانہٗ

تفسیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا عبرتناک قصہ بیان فرماتا ہے۔ اگرچہ سورۂ اعراف و سورۂ ہود میں یہ قصہ مشرحاً بیان ہو چکا ہے لیکن چونکہ اسلوب قرآن مورخانہ نہیں کہ جنکے نزدیک مکرر بیان کرنا عیب ہے بلکہ واعظانہ کہ جنکے نزدیک عبرتناک قصوں کو بمقتضائے مقام وحالات قوم مکرر بیان فرمانا عین حکمت ہے خصوصاً نئے نئے اسلوب سے اسلئے اسکا پھر یہاں اعادہ کیا۔ حضرت نوح کا ساڑھے نوسو برس تک انمیں وعظ وپند فرمانا اور پھر اون کا ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور انکے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے ہموطنوں سرکش قریش کو کامل تہدید ہے۔

کذبت قوم نوح المرسلین گرچہ قوم نوح کے صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ ان کو جھٹلایا تو سب نبیوں کو جھٹلایا کیونکہ دین کی باتوں میں سب ایک زبان تھے ایک کی تکذیب سبکی تکذیب اسلئے المرسلین جمع کا صیغہ آیا کہ انکے فعل بد کی پوری شناعت اور کامل قباحت ظاہر ہوجائے اور اسلئے بعد کے قصوں میں یہی صیغہ استعمال ہوا ہے اخوہم نوح نوح انکے بھائی تھے کیونکہ ایک قوم کے تھے۔ نوح نے اوّلاً یہی فرمایا الا تتقون کہ کیوں نہیں خدا سے ڈرتے جو بت پرستی کرتے ہو قوم نوح میں ہی بت پرستی کا رواج تھا یہ تو ان کا وصف تھا اب اپنی حالت ذکر کرتا ہے انی لکم رسول کہ میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہوں اپنی طرف سے کچھہ نہیں کہتا اور میں امانت دار بھی ہوں یعنی اس پیغام رسانی میں کچھہ کمی زیادتی نہیں کرتا ہوں جب یہ ہی تو فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو کہ اُسکے احکام کی مخالفت نکرو اور میرا کہا مانو وما اسئلکم علیہ من اجر میں تمسے اسپر کچھہ مانگتا نہیں یعنی بے غرض ہوں کیونکہ غرضمند کی بات میں تو غدغہ ہوتا ہے۔ البتہ مزدوری تو میری ہے مگر تم پر نہیں رب العالمین پر ہے پھر اسی کلمہ کا اعادہ کیا تاکید کیلئے فاتقوا اللہ واطیعون ان سب باتوں کے بعد اُن بدبختوں نے یہ عذر کیا انؤمن لک الخ کہ ہم تجھپر کیونکر ایمان لائیں تجھپر تو یاجی لوگ ایمان لائے ہیں جو احمق اور بدعقل ہوتے ہیں اور کوئی دنیاوی لالچ انکا مقصود ہوتا ہے یعنی دل سے نہیں۔ نوح علیہ السلام پر غریب غربا لوگ ایمان لائے تھے اور ہمیشہ ہر کار میں یہی پیشقدمی کیا کرتے ہیں کیونکہ راہ حق میں مانع جاہ وحشم دنیاوی ہے سو یہ انکے ہاں نہیں ہوتا اسلئے نوح نے فرمایا وما علمی الخ کہ انکی حقیقۃ حال سے اللہ آگاہ ہے مجھے انکے باطن سے کیا کام بظاہر مومن ہیں سو انکو دور نکرونگا

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ

اسی طرح قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اُنسے اُنکے بھائی ہود نے کہا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے - البتہ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں - پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا

اسپر کچھ مزدوری بھی نہیں مانگتا - میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے - کیا تم ہر ایک ٹیلہ پر بلند کھیلنے کو عمارت بناتے ہو اور صنعت کے محل تیار کرتے ہو؟ شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے اور جب کسی پر

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّ

ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بنکر پنجہ مارتے ہو - سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو - اور اوس سے ڈرو کہ جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جنکو تم جانتے ہو - تمہاری چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں اور

عُيُوْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

چشموں سے امداد کی ہے - مجھے تمپر ایک بڑے سخت روز عذاب آجانیکا اندیشہ ہے اونہوں نے کہا تو نصیحت کر یا نکیا کر ہمکو تو سب برابر ہے یہ تو

الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اگلوں کی عادت ہی ہے اور ہمپر کوئی آفت نہیں آنے کی - پس اُسکو جھٹلادیا - پھر ہم نے بھی اُن کو ہلاک کردیا - بیشک اسمیں بڑی نشانی ہے - اور وہ تو اکثر ایمان نہیں لائینگے - اور البتہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

تفسیر

الریع بالکسر والفتح المرتفع من الارض - قاموس - مصانع المصنعۃ کالحوض یجمع فیہا المطر والمصانع ایضا القری والمبانی من القصور والحصون قاموس

یہہ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ہے اس کے شروع میں بھی وہی الفاظ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے ابتدا میں تھے اسلئے انکی تفسیر کی باردیگر ہمکو کوئی ضرورت نہیں سمجھتے - صرف ان کلمات کی تفسیر کی جاتی ہے جو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے دعوت میں فرمائے تھے اور پھر قوم نے ان کو کیا جواب دیا تھا؟

(۱) اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون ریع بلند جگہ آیۃ نشان - قوم عاد عرب میں ایک بڑی مالدار قوم تھی انہیں سلطنت بھی تھی ایک زمانہ تو انکی سلطنت و شوکت کا ایسا گذرا ہے کہ مصر سے لیکر ترکستان اور ہندتک ایشیا کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرہ ہوا میں اڑتا تھا جب مال و اقبال حد کو پہنچا تو اسکے ساتھ حرامکاری وغیرہ افعال زشت بھی حد کو پہنچے جس لیے خدا نے ان میں ہود علیہ السلام مبعوث کئے منجملہ ان بیفائدہ اور نکمی باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ ان کو نام آوری اور اپنے یادگار چھوڑ کر مرنیکا ازحد شوق تھا جیسا کہ مالداروں کو ہوا کرتا ہے اسلئے وہ ہر ایک بلند پہاڑی یا ٹیلے پر اپنی یادگار کیلئے بلند منارے بناتے تھے جو ان کے مقبرے خیال کئے جاتے تھے چنانچہ مصر کے بلند منار ابتک انکے مناروں کی نظیر دنیا میں باقی ہیں - چونکہ یہ عبث کام ہے اسمیں دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں اسلئے سب سے اول ہود علیہ السلام نے اسی پر اعتراض کیا کہ کیا تم ایسا کرتے ہو یعنے ایسا کرنا بیجا ہے مفسرین نے گرچہ اسکی تفسیر میں اور توجیہیں بھی لکھی ہیں مگر سیاق و سباق و تاریخ بھی اسی توجیہہ کی موافق ہے۔

(۲) وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون - مصانع پانی کے حوض - اور بلند محل جب مقبروں کی تعمیر میں ان کا یہ حال تھا تو مکانات کی تعمیر میں کیا کچھ اسراف ہوگا؟ چنانچہ وہ عجائب غرائب بلند اور مضبوط محل بنواتے تھے اور انکی تعمیر میں بیشمار روپیہ صرف کرتے تھے اسکو بھی بیجا خرچ اور دنیا فانی کو مقام جاودانی سمجھنے کے خیال سے منع فرمایا یعنی تم جو ایسے استحکام کرتے ہو کیا یہاں ہمیشہ رہو گے؟ دنیا چند روزہ کے لئے بقدر ضرورت مکان کافی ہے - انبیا علیہم السلام کا یہ پہلا کام ہے کہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا ثبوت دکھادیں -

(۳) واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی باوجود اس حب دنیا اور حب جاہ اور علو کے نیز دوسرے تمہارا جابرانہ معاملہ ہے عدل و انصاف کا نہیں جیسا کہ جبار قوم کی عادت ہوتی ہے جسکو چاہا بیگار میں پکڑ لیا ذرا سا انکار کیا پیٹ ڈالا مار ڈالا کسیکا کچھ دینا ہوا دھمکا دیا یا مار کر نکالدیا کسی کی عورت یا عمدہ چیز کو زبردستی چھین لیا یہ باتیں بھی بربادی کا سبب ہوتی ہیں اس لئے فرمایا فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو میرا کہنا مانو مگر پھر ان کو خواب غفلت سے مجملاً و تفصیلاً بیدار کرکے عذاب الٰہی سے ڈرایا مجملاً و اتقوا الذی امدکم بما تعلمون میں پھر اسکی تفصیل کی امدکم بانعام الخ مگر وہ کب مانتے تھے کہدیا آپ وعظ کریں یا نکریں ہمپر کچھ اثر نہ ہوگا یہ پہلوں کی عادت ہے وہ ہمیشہ یوں ہی وعظ کرتے آئے ہیں پس تکذیب کی تو تمام قوم عذاب الٰہی سے غارت ہوئی

نقش اول عمارت بلند عمارت

ع ۱۸ / ۱۱

قوم ہود کی عادت

جو مقبرہ ہود مصر میں ... مصر و ہندوستان ... اور دیگر ... کی ... یادگار رہیں

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

اسیطرح قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ انسے انکے بھائی صالح نے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝

اسپر کچھ اُجرت تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم یہاں کی نعمتوں میں امن سے چھوڑ دئے جاؤ گے؟ باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتیوں میں اور ایسی کھجوروں میں کہ جنکے خوشے بوجھ کے مارے ٹوٹے پڑتے ہیں

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

اور کیا تم پہاڑوں میں خوشی خوشی سے گھر تراشا کرتے ہو؟ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور بیہودہ لوگوں کی بات پر نہ چلو۔ وہ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

وہ بولے تو تو جادو کا مارا ہوا ہے تو ہے کیا مگر ہمسا ہی ایک آدمی پس کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کی ایک دن باری ہے

شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ

اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسکو برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمکو بڑے دن کی آفت آلے گی۔ پھر انھوں نے اوسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہو کر رہگئے۔ پس اونکو ایک

الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

آفت نے آلیا۔ البتہ اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر نہیں مانیں گے اور البتہ تیرا رب جو ہے تو بڑا زبردست مہربان ہے۔

ع ۹ ۱۲ ۸ — قوم ثمود عادات

ترکیب

اٰمنین حال من ضمیر تترکون فی جنات الخ بدل من فیما ہہنا ؛ ہہنا باعادۃ الجار ہضیم لطیف لین تنحتون نحت تراشیدن فارہین حال۔

یہ پانچواں **قصہ** حضرت صالح علیہ السلام کا ہے یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارہ میں تھی۔ انکے ہاں باغ اور کھیتی اور پانی کے جاری چشمے اور عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں یہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب تھا اس قوم کو بڑی فراغبالی حاصل تھی باغوں اور کھیتوں میں عیش کیا کرتے تھے مگر بدبخت بت پرست تھے راہزنی اور غارتگری اور چوری اور دیگر فواحش میں سخت مبتلا تھے قیامت اور روز جزا کے منکر او انمیں بیہودہ لوگ انکے پیر تھے جنکی نسبت فرمایا ہے الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ انہیں کے کہنے پر چلتے تھے اس قوم میں خدا تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا حضرت نے فاتقوا اللہ واطیعون کا ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میں تمہارا امین رسول ہوں میرے کہنے پر چلو آخر مرنا ہے خدا سے کام پڑیگا اسلئے فرماتے ہیں (۱) اتترکون فیما ہہنا اٰمنین الخ کہ کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ یہاں کی ان نعمتوں باغوں کھیتوں چشموں کھجوروں میں بحالت امن رہنے پاؤ گے ہمیشہ یہیں رہو گے امن سے مزے اڑاتے رہو گے؟ آدمی جب لذات دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے گو وہ زبان سے نہ کہے کہ میں سدا یہاں رہونگا مگر اسکا برتاوا اور زبان حال یہی کہا کرتی ہے جیسلئے حضرت صالح علیہ السلام نے انکو اس کلام کیساتھ مخاطب فرمایا (۲) وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین کہ تم کس اُمنگ کے ساتھ پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو گویا ہمیشہ یہیں رہنے کا سامان کر لیا ہے اس سے مراد دنیا سے نفرت اور دار القرار کیطرف رغبت دلانا تھا کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے (۳) فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو بری باتوں کو چھوڑ دو جو میں تمکو ارشاد کروں اوسپر عمل کرو نہ کہ بدمعاشوں مفسدوں کے کہنے پر چلو۔ قوم نے جواب میں تین باتیں کہیں (۱) انما انت من المسحرین کہ تجھپر تو کسی نے جادو کر دیا ہے یعنی تو دیوانہ ہے بھلا دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا اور ایک موہوم گھر کی طرف مونہہ موڑنا کس عاقل کا کام ہے؟ (۲) اگر یہی خدا کا حکم ہے تو تجھے کسطرح سے معلوم ہو گیا اگر تو نبی ہے تو تجھمیں اور ہم میں کیا فرق ہے جیسے ہم ویسا تو (۳) اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا چنانچہ حضرت کی دعا سے معجزہ کے طور پر ایک ناقہ یعنی اونٹنی پیدا ہوئی جسکے لئے پانی پینے کا ایکدن مقرر ہوا اور کہدیا کہ اسپر قصد بد بھی نہ کرنا آخر ایک نے اسکو زخمی کر دیا اور ذبح کر ڈالا تب انپر آثار عذاب نمودار ہوئے ندامت کرنے لگے مگر اوسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ تھا سبکے سب ہلاک ہو گئے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

اسیطرح قوم لوط نے رسولونکو جھٹلایا جبکہ انسے انکے بھائی لوط نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار رسول ہوں۔ پھر اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ

اور میں تمسے اسپر کچھ مزدوری تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم دنیا میں سے لڑکوں ہی پر پلے پڑتے ہو اور وہ جو

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

تمہارے لئے تمہارے رب نے تمہاری بیویں پیدا کی ہیں انکو چھوڑے دیتے ہو بلکہ تم حد سے گذرنے والے لوگ ہو انہوں نے کہا اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکالدیا جاویگا اسنے کہا میں تمہارے کام سے سخت

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

بیزار ہوں (اور دعا کی) کہ اسے رب مجھے اور میرے گھر والونکو جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں اسکے وبال سے نجات دیجیو پھر ہمنے اسکو اور اسکے کنبہ کو بچالیا۔ مگر ایک بوڑھیا کہ جو پیچھے رہجانے والوں میں سے تھی پھر اور سب کو ہلاک کردیا اور

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اُنپر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ کیا ہی بُری بارش تھی جو خوف دلائے گیوں پر برسی البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے اور انمیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بن والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُنسے شعیب نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تمسے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا

اسپر کچھ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری اجرت جو ہے تو رب العالمین پر ہے پیمانہ بھر کر دیا کرو اور کسیکو نقصان نہ پہونچایا کرو اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝

اور لوگوں کو انکی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو اور اُس سے ڈرو کہ جس نے تمکو اور اگلی خلقت کو بنایا اونہوں نے کہا تو جو ہے تو جادو کے مارے ہوؤں میں سے ہے

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

اور تو ہے کیا مگر ہم جیسا ایک آدمی اور ہم تو تجکو جھوٹوں میں سے خیال کرتے ہیں۔ پھر تو ہمپر آسمان سے سلیں برسادے اگر تو سچا ہے۔ رسول نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

پس اُنکو سایہ کے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے اور اُنکے حکم سے اُس سرزمین پر بھیجے گئے تھے جو شام کے جنوب و مشرق میں بحر جھیل مردار کے قریب سدوم عمورہ وغیرہ اس جھیل کے قریب چند شہر تھے وہاں کے لوگ علاوہ بت پرست ہونیکے لونڈے باز بھی تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے لڑکوں پر مرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اس فعل بد سے منع کیا اسکے جواب میں کہنے لگے کہ اگر تو اس وعظ سے باز نہ آئیگا تو یہانسے نکالدیا جائیگا۔ حضرت نے فرمایا میں تو منع ہی کرونگا کسلئے کہ میں اس ناپاک کام سے بیزار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے گھر کے لوگوں کو اسکی شامت سے بچائیو۔ مراد یہ کہ اسپر عذاب آنیوالا ہے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس انکو وناپر عذاب آیا حضرت لوط اور انکے گھر والونکو حکم ہوا کہ بڑے تڑکے سے تم شہر چھوڑ کر چلدو پیچھے مڑکر نہ دیکھنا صبح کو یہ غارت ہونگے حضرت کی بیوی انہیں لوگوں میں کی تھیں انکو اہل وطن سے تعلق تھا پیچھے مڑکر دیکھا تو وہ بھی ہلاک ہوئیں تمام شہروں پر پتھر برسے اُلٹ دیے گئے جنکے آثار حضرت نبی آخرالزماں علیہ السلام کے عہد تک باقی تھے اب بھی کچھ کچھ سیاحوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ کذب اصحاب الایکۃ یہ ساتواں قصہ بن والونکا ہے مدین کے قریب کچھ جنگل میں آبادی تھی جسکے واسطے وہاں رہتے تھے وہاں کے لوگونکو اصحاب الایکہ کہتے ہیں انکے نبی بھی حضرت شعیب علیہ السلام تھے کمبخت بت پرست تھے اسپر کم تولتے تھے دین میں فریب کرتے تھے راہزنی ڈاکو چوری بدکاری بھی تھی حضرت نے ان سب باتوں سے منع کیا نہ مانا بلکہ کہنے لگے ہمپر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرادے یا یہ معنی کہ سلیں برسوا دے اگر تو سچا ہے چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا اور آسمانسے ایک سخت دھوئیں کا بادل سائبان کی طرح نمودار ہوا اور پہاڑ نے آتش فشانی کی جسکی صدمہ سے سب کر رہے گئے یہ اس پہاڑ کا آتشین ہونا تھا واللہ اعلم

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور یہ قرآن تو رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے۔ اسکو روح الامین صاف عربی زبان میں آپ کے دل پر لیکر آیا ہے تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ　اور البتہ اسکی خبر تو پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ

کیا انکے لئے یہ نشانی کافی نہیں کہ قرآن کی حقانیت کو علماء بنی اسرائیل بھی جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اسکو کسی عجمی پر نازل کرتے۔ پھر وہ اسکو انکے سامنے پڑھتا تو یہ پھر وہ کبھی بھی ایمان نہ لاتے ہمنے یہ انکار اسطرح سے

فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝

گناہ گاروں کے دل میں ٹھہادیا ہے وہ اس پر عذاب الیم دیکھے بغیر ایمان نہ لاویں گے۔　پھر وہ انپر دفعتاً آجائے اور انکو خبر بھی نہ ہو　تو پھر کہنے لگیں کہ بھلا ہم کو کچھ مہلت بھی ملی گی

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ دیکھہ تو سہی اگر ہم انکو برسوں کی مہلت بھی دیں۔ پھر انکے پاس وہ عذاب آجائے کہ جسکا انکو خوف دلایا جاتا ہے تو جو کچھہ وہ مہلت سے فائدہ اٹھا رہے ہونگی کیا کام آئیگا

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

اور ہمنے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکو یاد دلانیکے لئے ڈر سنانے والے نہوں یہہ نصیحت ہے اور ہمنے کسی پر ظلم نہیں کیا

تفسیر

بلسان نزل سے متعلق اور منذرین سے بھی ہو سکتا ہے۔ لم یکن کان تامہ ہے تو فاعل ایۃ وان یعلمہ بدل ورنہ ناقصہ ہے تو آیۃ خبر مقدم ان یعلمہ الخ اسم ان ساتوں قصوں کے بعد چند باتیں نبوت نبوت و رد منکرین کے لئے ذکر فرماتا ہے (۱) وانہ لتنزیل رب العالمین کہ یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے لفظ رب العالمین دو باتوں کیطرف اشارہ کرنیکے لئے فرمایا اول یہ کہ جسطرح ہم تمہاری جسمانی پرورش کرتے ہیں رزق روزی دیتے ہیں اسیطرح روحانی تربیت بھی ہمارا کام ہے اور روحانی تربیت کا ذریعہ وحی اور پیغمبر پر کتاب نازل کرنا ہے دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اور پھر ابتک تم عذاب سے بچے ہوئے ہو یہی سبب ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جسکا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا اور اسلئے قصص مذکورہ میں ہر ایک کا مقطع وان ربک لہو العزیز الرحیم پر کیا جس سے آنحضرت صلعم کے مخاطبوں کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ ہم زبردست ہیں دم بھر میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن رحیم بھی ہیں اور رب ہیں پرورش کر والے تم پر ترس کہانیوالے (۲) نزل بہ الروح الامین الی عربی مبین وہ جو فرمایا تھا کہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسپر یہ شبہہ باقی رہتا تھا کہ رب العالمین نے اسکو کسطرح سے نازل کیا ہے۔ کیا لکھی لکھائی کتاب آسمان سے فرشتہ لیکر آیا ہے کیا حضرت کو غیب سے آواز آتی ہے یا آپسے ہر وقت خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے کیا صورت ہے؟ اسکی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اسکو روح الامین یعنی جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں انکشاف علمی انسان کے دل پر ہوا کرتے ہیں اور جبرئیل چونکہ روح ہیں انکی سرایت دل تک بخوبی ہوتی ہے اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتی ہیں بشر کے دل پر القا کر دیتے ہیں۔ جن لوگوں پر جن یا کسی روح ناپاک کا گذر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ جس زبان سے واقف بھی نہیں ہوتے اس زبان میں انکو وہ دور دراز کی باتیں اور دیگر مطالب القا کر جاتی ہیں جسکا لوگوں کو بارہا مشاہدہ ہوا ہے چہ جائیکہ روحانیت مقدسہ دارئیں سو خاص حضرت جبرئیل امین جسکو اوپر القا کریں۔ حواریوں پر بعد مسیح کے روح القدس اترا تھا جس سے وہ مختلف زبانیں بولنے لگے تھے (کتاب اعمال) معلوم ہوا کہ حضرت روح الامین نہ صرف معانی بلکہ الفاظ کیساتھہ قرآن کا القا حضرت کے دل پر کرتے تھے پھر اسکو حضرت جمع کرا دیتے تھے یہ ہے نزول قرآن کی کیفیت۔ (۳) وانہ لفی زبر الاولین نیز اس قرآن اور نبی علیہ السلام کا پہلوں کی کتابوں میں بھی ذکر ہے یہ بھی بڑی دلیل حقانیت کی ہے۔ گرچہ کتب سابقہ بالفعل بعینہا موجود نہیں انمیں بہت کچھہ تحریف و تبدیل ہو گئی اور ہوتی ہے مگر تاہم جسقدر پیشین گوئیاں آنحضرت کی بابت انمیں ابتک پائی جاتی ہیں وہ کسیکو لئے اتنی نہیں پائی جاتیں (۴) اولم یکن لہم آیۃ علماء بنی اسرائیل میں بہت سے دیندار ہوں نے آنحضرت اور قرآن کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ ہماری کتب میں انکا ذکر ہے اور وہ آپکے منتظر تھے یہ بھی ایک بڑی علامت حق ہونیکی ہے عبداللہ بن سلام وغیرہ علماء یہود نے اقرار کیا (۵) ولو نزلنٰہ الخ قرآن مجید پر انکا یہی شبہہ تھا کہ یہ تو ہماری زبان میں ہے جسکو محمد بخوبی جانتے ہیں اگر کسی اور زبان میں بناکے لاتے تو جانتے اسکا جواب دیتا ہے اگر غیر عربی زبان میں آتا تو تم ہرگز نہ مانتے۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اور قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اُترے اور نہ یہ اُنکا کام ہے اور نہ وہ اوسکو کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہہ سے ہی الگ کر دیئے گئے ہیں۔ پس اے نبی اللہ کے ساتھہ اور کسی معبود کو نہ پکارنا

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ

ورنہ تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اور اپنے نزدیکی قرابت داروں کو ڈراؤ اور جو ایمان والے آپ کے تابع ہیں انکے لئے اپنا بازو جھکائے رکھو یعنی تواضع پیش آیا کرو۔ پھر اگر وہ نافرمانی کریں

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ

تو کہدو کہ میں تمہارے افعال سے بری الذمہ ہوں اور اے نبی خدائے زبردست مہربان پر بھروسہ رکھو وہ جو تمہیں دیکھا کرتا ہے جبکہ تم نماز کیلئے اُٹھتے ہو اور تمہارا نمازیوں کی صف میں اُٹھنا بیٹھنا بھی دیکھتا ہے بیشک وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝

سُنتا جانتا ہے میں بتاؤں تمکو کہ کس پر شیاطین اُترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں جو شیاطین اوڑی اوڑائی باتیں لا ڈالا کرتے ہیں اور بہت تو انمیں سے نرے جھوٹے ہی ہوا کرتے ہیں

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور شاعروں کی بات پر تو بدراہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر میدان (سخن) میں بھٹکتے پھرا کرتے ہیں اور وہ تو کہتے ہیں جو کرتے نہیں مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

ع ۱۱ ۲۶ ۱۵

اچھے کام کئے اور (اپنے کلام میں) اونہوں نے اللہ کا بہت ذکر کیا اور اپنے اوپر زیادتی ہونیکے بعد انہوں نے بدلہ لیا تو وہ مستثنیٰ ہیں) اور ظالموں کو تو ابھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں

تفسیر

منقلب صفت ہے مصدر محذوف کی والعامل ینقلبون ای ینقلبون انقلاب ای منقلب ۔ یہیمون خبر ان کی اور حال بھی ہو سکتا ہے تب خبر فی کل واد ہو گی ۔ مگر اسپر بھی وہ یہ شبہہ کرتے تھے کہ جبرئیل نہیں بلکہ شیاطین آنحضرت پر القاء کرتے ہیں اور ہر مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ القا کرنیوالے جبرئیل امین ہیں کوئی شیطان نہیں؟ اسکا کیا ہی تسلی بخش جواب عطا کرتا ہے وما تنزلت بہ الشیاطین کہ شیاطین تو اسکو نازل نہیں کیا ہے کیونکہ وما ینبغی لہم یہ انکی قبضہ قدرت سے باہر ہے کس لئے کہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کو مضامین خبیثہ سے دلی رغبت ہے ناپاک باتیں اُنکی خوراک ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالی سے دلی رغبت اور شہوات لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید میں ہیں اُنسے انکو دلی نفرت ہے پھر یہ مطلب شیاطین کو اول تو معلوم ہی نہیں انکو تو وہی شہوات و لذت کی باتیں معلوم ہیں کہ جنسے نفس خوش ہوتا اور روح پر تاریکی آتی ہے اور جو معلوم بھی ہوں تو وہ کاہیکو ایسی باتیں تعلیم و القا کرنے لگے کہ جنسے انکو دلی نفرت ہو۔ بلکہ وما یستطیعون انکو اسکی قدرت ہی نہیں کہ وہ کسی مقدس اور پاکباز کے دل تک پہونچیں اور پھر ایسی باتیں القا کریں گوہ کے کیڑے کو پہول تک کہاں رسائی خفاش کو آفتاب تک کہاں دسترس اور بالفرض وہاں تک دسترس بھی ہو تو پھر ملاء اعلیٰ اور حظیرۃ القدس تک کہاں رسائی کہ جہاں سے یہ مضامین عالیہ آتے ہیں اسلئے فرماتا ہے انہم عن السمع لمعزولون ترمذی نے سورہ جن کی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ جایا کرتے تھے وہاں سے کوئی بات سن آتے تھے تو ساحروں کاہنوں کو اسمیں سو جھوٹھہ ملا کر کہدیا کرتے تھے مگر جب سے کہ آنحضرت صلعم نبی کئے گئے انکو وہاں تک جانیسے روکدیا گیا۔

جب انکے تمام شبہات کا پورا پورا جواب دیدیا گیا اور قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا ثابت کر دیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ان بت پرستوں کو شرک سے منع کرتا اور توحید کا حکم دیتا ہے فقال فلا تدع مع اللہ الٰہا آخر کہ اللہ کے ساتھہ اور کسیکو خدا بنا کر نہ پکارنا اور جو ایسا کریگا تو عذاب دیا جائیگا قوم عرب بلکہ اُس عہد کے تمام بنی آدم ہندو روم ایران و ترکستان والے عیسائی یہودی اسی بلا میں مبتلا تھے اسلئے اس اصلی مقصد کا بیان کرنا مقدم ٹھہرا اور اسکے بعد خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا

حسان بن ثابت انصاری

قرآن پر شبہات کا جواب

حاشیہ صفحہ ۲۴۷ متعلق بآیت وانہ لفی زبر الاولین

انہ کی ضمیر آنحضرت صلعم کیطرف بہی پھرتی ہے اور قرآنجید کیطرف بہی شق ثانی کے معنی بہی ہوسکتے ہیں کہ یہ قرآن یعنی اسکے مطالب بہیہ انوکہہ نہیں اولین کی کتب کی موافق ہیں اُنہیں بہی پائے جاتے ہیں باستثناء اُن مواضع کی جہاں کتب اولین میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ اگر اس مطابقت کیلئے میں کچہہ نظائر پیش کروں تو یہ تمام کتاب بہی بس نکرے جو شخص قرآنجید اور کتب سابقہ کو دیکہیگا اس بات کی پوری تصدیق کریگا عجب مشکل بات ہے مخالف کی ہاتہہ سے نجات نہیں اگر قرآن مجید کتب سابقہ کی مطابق ظاہر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں اُنسے لیا گیا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ آنحضرت امی تہے اور اُن کی ہاں بہی عرب میں کوئی کتب خانہ کتب سابقہ کا نہ تہا پھر کسنے وہاں سے نقل کیا اور کب کیا اور کسکی معرفت کیا ہے اسی شبہہ کی بنیاد پر ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن نازل ہونیکی کیا ضرورت تہی ہے اور جو اُن باتوں کو دہرایا جاتا ہے کہ جہاں قرآنجید نے اُنکی غلط باتوں کو چہوڑ کر صحیح بات ذکر کی ہے تو کہتے ہیں لو صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔
اول شق پر بہی معنی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بلا تحریف میسر نہیں آتیں انکے اہل مذاہب نے اپنی خود غرضیوں سے بہی انمیں ایسی تحریف و تبدیل کی ہے کہ کچہہ کا کچہہ کر دکہایا اس بات کو علمار اسلام نے کتب مناظرات میں بڑی خوبی کیساتہہ ثابت کر دیا ہے۔ مگر تاہم اُنمیں اب بہی آنحضرت صلعم اور آپ کے دین متین کی بابت اسقدر بشارتیں پائی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لئے نہیں پائی جاتیں۔ اسمقام پر بطور نظیر کے چند بشارات مختصراً نقل کرتا ہوں مفصلاً کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکہو (۱) توریت سفر استثنا کے اٹہارہویں باب میں ۱۸ اور ۱۹ درس یہ ہیں انکے لئے (بنی اسرائیل کے لئے) انکے بہائیوں میں سے (بنی اسماعیل میں سے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بہائی ہیں) (ای موسیٰ) تجہہ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُسکے موتہہ میں ڈالونگا انتہی اس خبر کا مصداق نہ تو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ کے جانشین ہیں جیسا کہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسیٰ کے تابع تہے کتاب و شریعت جدید انکے پاس نہ تہی نہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہے کیونکہ باعتقاد نصاریٰ حضرت عیسیٰ خدا کبہی خدا کے بیٹے کبہی خدا کے ٹکڑے بحکم تثلیث تہے اور حضرت موسیٰ انسان تہے خدا اور انسان میں کوئی بہی مماثلت نہیں اور نیز عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے تہے موسیٰ باپ سے پیدا ہوئے تہے نہ عیسیٰ کی شریعت موسیٰ کی شریعت کے مانند ہے نہ انکا طرز نبوت اُنکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسیٰ کی نبوت حکومت و شوکت کیساتہہ تہی برخلاف عیسیٰ کے اسکے علاوہ حضرت عیسیٰ اور یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کے عہد تک اس بشارت کے بموجب لوگوں کو اس نبی کا انتظار تہا اور یہی موعود اُنمیں نہایت مشہور تہا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے یحییٰ سے پوچہا کیا تو الیاس ہے کیا تو مسیح ہے یا وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے اشارہ انکا اسی نبی موعود کیطرف تہا جسکو مسیح اور الیاس کے غیر سمجہتے تہے۔ رہی یہ بات کہ بعض حواریوں نے یہود کے مقابلہ میں اس بشارت کا مصداق حضرت عیسیٰ کو قرار دیا ہے جیسا کہ کتاب اعمال میں پایا جاتا ہے تو یہ استدلال ہمپر کوئی حجت نہیں البتہ آنحضرت اور موسیٰ کی مماثلت خود کہہ دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں۔ آنحضرت والدین سے پیدا ہوئے تہے جیسا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے رہا کیا آنحضرت نے عرب کو غیر قوموں کی حکومت سے ابتک رہائی دی۔ جسطرح حضرت موسیٰ کے بعد یوشع ایک غیر شخص انکا جانشین ہوا اسیطرح حضرت کے بعد ابوبکر صدیق جانشین ہوئے جسطرح موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں سردار ہوئے اسیطرح آنحضرت کے بعد خلفار ہوئے حضرت موسیٰ کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ کے متعلق احکام تہے اسیطرح آنحضرت کی شریعت میں بہی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً اسلئے آنحضرت کی نبوت کے آنحضرت کے معاصر علماء یہود بہی قائل تہے ہاں الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول نکیا بعض نے کیا منجملہ ان کے مخیریق تہا جو جنگ احد میں شریک ہوا۔ اور عبداللہ بن سلام وغیرہ اولم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل (۲) یشعیا نبی علیہ السلام کی کتاب میں جو ابتک اہل کتاب کے نزدیک کلام الٰہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپکی اُمت کا نہایت صراحت کیساتہہ ذکر ہے چنانچہ اُسکے ساٹہویں (۶۰) باب کے یہ جملے ہیں۔ اُٹہہ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کی جلال تجہپر طلوع کیا ہے کہ دیکہہ تاریکی زمین پر چہا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجہپر طالع ہوگا اور اسکا جلال تجہپر نمودار ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے

یہ حکم دیا وانذر عشیرتک الاقربین (۱) کہ اپنے قرابت داروں کو ڈراکہ تمھارے ان بُرے افعال پر آفت آنیوالی ہے امام بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو
آنحضرت صلعم جبل صفا پر چڑھ کر پکارے اور بعید کے قبائل سے شروع کیا اے بنی فہر اے بنی عدی یہانتک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا تو
اُسنے اپنے کسی آدمی کو بھیجدیا پس قریش کے لوگ اور ابولہب آئے آپنے فرمایا اگر میں تمکو خبر دوں کہ کسی وادی میں تمپر چھاپہ مارنیکو کوئی لشکر جمع ہو رہا ہے تو تم میری تصدیق کروگے تو انھوں نے
کہا کہ بیشک کس لئے ہم نے بارہا تجربہ کرلیا ہے کہ آپنے کبھی کوئی بات جھوٹی نہیں کہی تب آپنے فرمایا میں تمھیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنیوالا ہے تب ابولہب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹیں
کیا اسلیے ہمکو جمع کیا تھا۔ بخاری نے ابوہریرہ سے اسی امر میں یہ بھی روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا تھا کہ اے قریش تم اپنا بندوبست آپ کرلو میں تمھارے اوپر سے خدا کا عذاب نہیں
کرسکونگا اے عبد مناف میں خدا کے مقابلہ میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا اے عباس بن عبدالمطلب میں تیرے لیے اللہ کے مقابلے میں کچھ کارآمد نہ ہونگا اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپی) میں
تیرے لیے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آؤنگا اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے میرے پاس سے مال مانگ لے لیکن خدا کے مقابلہ میں میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا (افسوس آج ہمکو خاندانوں پرناز ہے اسیکو آخرت کا
سرمایہ سمجھے بیٹھے ہیں) جس طرح نافرمان اقارب کو ڈرسنانیکا حکم ہوا اسی طرح اسکے مقابلہ میں ایمانداروں کے آگے جھکنے اور تواضع اور مدارات کرنیکا حکم دیا بقولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من
المؤمنین یہ دوسرا حکم تھا ایمان و اطاعت رسول کا مرتبہ کہانتک بلند ہے کہ اپنے رسول پاک کو انکی تواضع کا حکم دیا اسی لیے ایمانداروں سے آپ تواضع پیش آتے تھے پھر فرماتا ہے اگر ڈرسنانے
پر بھی یہ آپکا حکم نہ مانیں تو کہدو کہ میں تم سے بری ہوں فان عصوک الخ اور انکی اس مخالفت سے کچھ خوف نہ کیجیے بلکہ توکل علی العزیز الرحیم اللہ زبردست مہربان پر توکل کرو وہ زبردست ہے
اُسکے آگے انکا زور نچلیگا اور مہربان بھی ہے اپنی مہربانی سے ہر وقت محفوظ رکھیگا الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین وہ اللہ جو آپکو دیکھتا ہے جبکہ آپ نماز تہجد کیلیے کھڑے ہوتے
ہیں اور نیز نمازیوں میں آپکا پھرنا بھی دیکھتا ہے کہ صفیں قائم کرتے ہو تقلب اٹھنا بیٹھنا ہی ہے کبھی رکوع کرتے ہو کبھی قیام کبھی سجود سب کو خدا دیکھتا ہے مقاتل کہتے ہیں کہ حین تقوم سے مراد تنہا نماز کیلیے
اُٹھنا اور تقلب سے مراد جماعت میں نماز پڑھنا ہے ابن عباس کہتے ہیں ساجدین سے مراد مصلین ہے مجاہد کہتے ہیں تقلبک سے مراد آنحضرت کا نمازمیں پیچھے سے نمازیوں کو دیکھنا ہے تقلب بصرک فی المصلین
کیونکہ موطا میں امام مالک نے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہوں مجھپر تمھارا رکوع اور خشوع مخفی نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ
کہ آنحضرت کے آباء مؤمنین تھے کیونکہ تقلبک فی الساجدین سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کی روح پاک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف نقل کیا۔ اس بات کو امام صاحب نے رد کردیا ہے۔
مُراد یہ ہے کہ آپکے ان افعال حمیدہ کو وہ دیکھتا ہے جو تمپر مہربانی اور محافظت آلہی کا سبب ہیں یعنی آپ نیکوکار ہیں اور نیکوں کی حفاظت ہم ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں واللہ اعلم۔
پھر انکے شبہ کا رد کرتا ہے بقولہ ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین کفار کہتے تھے کیا عجب ہے کہ محمد پر شیاطین نازل ہوکر اُسکو قرآن کی تعلیم کرتے ہوں جیسا کہ کاہنوں کو غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں اور شاعروں
کو شعر کا مضمون القا کرتے ہیں پس خدا تعالی دونوں میں فرق بتلاتا ہے کہ کاہنوں اور شاعروں کی اور حالت ہے پیغمبر کی اور۔ پہلے کاہنوں کا حال بیان کرتا ہے بقولہ تعالی تنزل علی کل افاک
اثیم کہ شیاطین تو بڑے جھوٹے بدکاروں پر نازل ہوا کرتے ہیں اور وہ کاہن ہیں جو یلقون السمع جن پر شیاطین کوئی بات لا ڈالتے ہیں واکثرہم کاذبون اور اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں سفلی عملیات کے
عامل اکثر ناپاک اور گندے رہا کرتے ہیں تاکہ شیاطین انکے پاس خوشی خوشی آویں اب رہے شاعر ان کا یہ حال ہے والشعراء الخ کہ انکے پیچھے تو بدراہوں کی جماعت ہوا کرتی ہے یہ کوئی مضمون نظم کرتے
وہ اسکو نقل کرتے پھرتے ہیں مگر اس سے مراد وہ شاعر ہیں جو آنحضرت کی ہجو کیا کرتے تھے جیسا کہ ہبیرہ بن وہب و امیہ بن ابی الصلت اور لوگوں کو جمع کرکے سناتے تھے اور وہ لوگوں سے بیان کرتے
پھرتے تھے الم تر الخ یہ انکی بدراہی کی دلیل ہے کہ ہر میدان سخن میں ٹکراتے پھرتے ہیں کیا کیا جھوٹی اور مبالغہ آمیز بندشیں باندھتے ہیں وانہم یقولون مونھ سے کہتے ہیں کرتے نہیں ہجر و وصال معشوق
سب فرضی جھگڑے ہوتے ہیں مطلب یہ کہ مضامین شاعرانہ اور مضامین قرآن میں زمین و آسمان کا فرق ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر جو ان میں نیدار ایماندار ہیں وذکروا اللہ کثیرا۔ اور اللہ کو اپنے
اشعار میں بار بار جاہت یاد کرتے ہیں وانتصروا من بعد ما ظلموا اور جو کسی کی ہجو بھی کرتے ہیں تو انپر ظلم ہو چکنے کے بعد کرتے ہیں ویسے نہیں ان حملوں میں حسان بن ثابت کیطرف اشارہ ہے کہ کفار کی ہجو جب کی کہ وہ پہلے آنحضرت
اور مومنین کی ہجو کرچکے تھے مگر یہ بھی سچی ہجو خلاصہ یہ کہ جو شعر بُرا ہے وہ بُرا ہے اور جو اچھا مضمون ہے خدا و رسول کی مدح میں قوم و ملک کی اصلاح میں تو اچھا ہے وسیعلم الخ ظالموں کو ابھی معلوم ہوجائیگا کہ وہ مرکر کہاں جائیں گے

سورۂ نمل مکیّہ ہے اسکے ترانویں ۹۳ آیات اور سات رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی جو ایمانداروں کے لیئے ہدایت اور بشارت بھی ہے اُنکے لیئے جو نماز ادا کرتے اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

زکوٰۃ دیا کرتے اور وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہیں البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُنکے اعمال اُنکے لیئے بھلے کر دکھائے ہیں پس وہ سرگردان پھرتے رہیں یہی ہیں کہ

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

جن کو بڑا عذاب ہونا ہے اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہونگے اور البتہ تم کو تو قرآن خدائے دانا اور حکیم کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

وکتاب معطوف ہے قرآن مجرور مضاف الیہ پر ہدی وبشری دونوں محل حال میں ہیں **(ترکیب)** آیات یا کتاب سے اور مبتدا محذوف کی خبر بھی ہو سکتے ہیں الذین یقیمون صفت ہے المومنین کی وہم بالآخرۃ الخ تتمہ صلہ کا ہے و حال لا عطف کے لیئے اور عطف کی صورت میں جملہ فعلیہ **(تفسیر)** سے اسمیہ کی طرف تغیر کرنا اُن کے ثبات اور ایمان پر استمرار ثابت کرنیکے لیئے ہے یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بھی توحید اور اثبات نبوت کے مباحث اور چند انبیا علیہم السّلام کے تذکرے ہیں اور آخر جو کچھ انعامات ہوئے ہیں وہ بھی بیان ہوئے ہیں جو انکی خدا پرستی کا نتیجہ تھا فرماتا ہے طٰس ان دو حرفوں سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے جسکو وہی خوب جانتا ہے تلک یہ یعنی یہ آیتیں جو اس سورہ میں ہیں قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں کسی شاعر کا کلام نہیں کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے مگر کتاب مبین کہنے سے یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بات بعید از عقل نہیں سب باتیں اسکی صاف اور ظاہر ہیں جنکو ہر ایک صاحب عقل سلیم تسلیم کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں کر سکتا مگر وہی کہ جسکے دل کی آنکھیں روشن ہیں ورنہ ہیئے کے اندھوں اور جنم کے کور باطنوں کج طبعوں کو اس میں ہزار ہا قیل وقال ہیں اسلیئے فرماتا ہے ہدی وبشری للمومنین کہ یہ قرآن ہدایت ہے سب کے لیئے مگر نفع اس سے وہی اٹھاتے ہیں جنہیں راستی کا مادہ رکھا ہوا ہے اسلیئے بشری کو مومنین کے ساتھ مخصوص کیا پھر آگے یہ بھی کھولدیا کہ زبان سے مومن کہنا کافی نہیں جبتک کہ اُس میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں (۱) الذین یقیمون الصلوٰۃ کہ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی اہتمام سے اور اسکی ساری شرطوں اور قاعدوں سے نماز ادا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ جو نماز نہ ادا کرے وہ پورا اور کامل مومن نہیں۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو خدا پرستی اور دین کی حمایت کا تو دعوی کرتے ہیں مگر نماز سے بیفکر ہیں (۲) ویؤتون الزکوٰۃ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ شرع میں مال میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام دینا اور اسکے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات کو بھی زکوٰۃ کہتے ہیں مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کو شامل کر لیا۔ مگر سب کے ساتھ ایک بڑی قید بھی ہے وہ کیا؟ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون کہ وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہوں اس میں ایمان یعنی جملہ اعتقادیات کی طرف ایک اہم جزء کے ذکر کرنے سے اشارہ کر دیا کیونکہ مکہ کے لوگ برائے نام خدا تعالی کے اور کچھ کچھ صفات باری تعالی کے معتقد تھے مگر آخرت کے بالکل منکر تھے اور نہ صرف وہ بلکہ اُس عہد میں باستثنا بعض سب مذاہب آخرت کے منکر تھے اسلیئے اسکی تصریح کی تاکہ قوت عملیہ و نظریہ کی تکمیل ہو جائے اور اسکے بعد ان الذین لا یومنون بالآخرۃ الخ میں آخرت کے منکروں کا نتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون کہ انکو بہت ہی برا عذاب ہے اور آخرت میں وہی زیادہ نقصان اٹھائینگے کیونکہ یہ جب اُسکے منکر ہیں تو اُسدن کے لیئے کوئی توشہ کیوں جمع کرنے لگے؟ یہی خسارہ ہے اور آخرت کے انکار کی وجہ بھی بیان کر دی کہ زینا لہم اعمالہم فہم یعمہون کہ وہ کام جو لذات وشہوات و فراہمی مال و زر اور دنیا کے استحکام کے لیئے کرتے ہیں وہ انکو بھلے معلوم ہوتے ہیں قضاء و قدر نے انکی نظروں میں زیبا کر دیئے ہیں اس میں حیران و سرگردان ہیں آخرت اور مرنے کا تصور بھی برا جانتے ہیں۔ جو دنیا میں اس طرح غرق ہے گویا آخرت کا منکر ہے۔ یہاں تک قرآن کا مبین ہونا ثابت کر کے یعنی دعوی کی دلیل پیش فرما کر پھر اس دعوی کو بطور نتیجہ کے پیش کیا جاتا ہے وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم یعنی اے نبی تم قرآن کو حکیم و علیم کیطرف سے پا رہے ہو وہی حکیم وعلیم جسکی کوئی بات حکمت و علم سے خالی نہیں قرآن وہی وقتاً فوقتاً تمپر نازل کر رہا ہے اسلیئے اس جملہ کو اِنّ اور لام تاکید سے صادر کیا اور نیز یہ جملہ اگلے بیان کے لیئے تمہید بھی ہے اسکی حکمت کا ثبوت احکام سے جن میں تکمیل قوت نظریہ و عملیہ (جسکو ہندی میں گیان و کرم کہتے ہیں جس پر نجات و مکش کا مدار ہے جس میں کوئی بات نہیں چھوڑی بخوبی ثابت ہے اور علم کا ثبوت انبیا علیہم السلام کے گزشتہ واقعات سے جو ابھی بیان ہوتے ہیں اچھی طرح ہو جائیگا کس خوبی کیساتھ توحید کے مسئلہ کو نبوت کے مسئلہ سے اور نبوت کے مسئلہ کو معاد کے مسئلہ سے اور پھر ان سب سے احکام کی پابندی

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ

یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے ابھی میں تمہارے پاس وہاں کی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو پھر جب موسیٰ اُسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ برکت دیا گیا ہے

مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

وہ جو آگ میں ہے اور جو اُسکے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے اے موسیٰ میں جو ہوں تو اللہ زبردست حکمت والا ہوں اور اپنی لاٹھی ڈالدے پھر جب اُسکو دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح چل رہی ہے

وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا ہم نے کہا اے موسیٰ ڈرو مت کیونکہ میں جو ہوں تو میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے لیکن جس نے ظلم کیا ہو پھر برائی کے بعد اُسنے اسکو نیکی سے بدل دیا ہو تو میں غفور و رحیم ہوں

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو پھر نکالو تو وہ سفید نکلے گا بے عیب یہ ایک نشانی ہے منجملہ اور نشانیوں کے جو فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں کیونکہ وہ ایک بدکار قوم ہے

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

پھر جب اُنکے پاس ہماری نشانیاں آئیں جو آنکھیں کھولنے والی تھیں تو کہنے لگے کہ یہ تو صاف جادو ہے اور ان نشانیوں کا ظلم و تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ دل میں مان چکے تھے پھر دیکھو کیا برا انجام ہوا مفسدوں کا

نیک روی کو ثابت کیا ہے اور خلاف ورزی اور شہوات اور لذات کی پیروی کے قصص انبیاء سے کیا بُرے نتائج دکھائے ہیں یہ ہے وہ قرآن کا اعجاز جس کا معارضہ ناممکن ہے نہ صرف مقفے و مسجع عبارت۔ اب قصص انبیاء علیہم السلام شروع ہوتے ہیں فقال

(ترکیب)

اذ کا عامل اذکر محذوف اور علیم سے بھی متعلق ہو سکتا ہے نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ یا تو ضمیر ہے جو موسیٰ کیطرف راجع ہے یا ان بورک علی الاول ان بمعنی ای تفسیر کیلئے من مرفوع ہے بورک سے انہ ضمیر شان انا مبتدا اللہ خبر تہتز حال ہے را مفعول سے کانہا حال ہے ضمیر تہتز سے الا من ظلم استثنا منقطع موضع نصب میں اور ممکن ہے کہ محل رفع میں ہو فاعل سے بدل ہو کر بیضاء من غیر سوء فی تسع تینوں حال ہیں الی محذوف سے متعلق تقدیرہ مرسلا الی فرعون مبصرۃ حال ہے مبصرۃ بھی پڑھا ہے تب مفعول لہ ہے ظلما و علوا حال ہیں ضمیر جحدوا سے مفعول لہ بھی ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر)

اذ قال موسیٰ الخ یہ حضرت موسیٰؑ کا وہاں سے قصہ ہے کہ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر سے دس برس کے بعد اپنی بیوی کو لیکر مصر میں جا رہے ہیں سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور سے آگ کی چمک نظر آئی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں جا کر تمہارے تاپنے کے لیے آگ لاتا ہوں ورنہ وہاں جو کوئی ہوگا اُس سے رستہ کی خبر پوچھونگا کیونکہ رستہ بھی بھول گئے تھے پھر جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے یعنی منور ہے وہ تجلی حق کی روشنی تھی جسکو حکیمانہ خیال کے لوگ گیاس کہتے ہیں کہ وہ ایک مادہ ہے جو رات کو چمکتا ہوا نظر آیا کرتا ہے وہ گھاس میں بھی ہوتا ہے جانوروں میں بھی ہوتا ہے کرم شب تاب جسکو جگنو یا پٹ بیجنا کہتے ہیں اسی مادہ سے چمکتا ہے سمندر میں بھی رات کو آگ کی چنگاریاں نظر آیا کرتی ہیں یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی مادہ مان لیا جایا کرے بغیر اسکے تجلی حق کی روشنی کیا محال بات ہے؟ الغرض اسکو دیکھکر حیرت میں رہ گئے تب وہاں سے آواز آئی کہ حیرت نکرو کہ اس آگ میں جو ہیں یعنی فرشتے اور جو اسکے ارد گرد ہیں (وہ بھی فرشتے) بابرکت ہیں اسی برکت الٰہی کا یہ نور ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا سبحان اللہ رب العلمین کہ اللہ جو رب العلمین ہے جسکے تربیت یافتوں میں سے یہ نورانی ملائکہ بھی ہیں وہ آگ میں نظر آنیسے پاک ہے یعنی اس آگ یا روشنی کو اور اُسکے آس پاس والوں کو اللہ نہ سمجھ لینا بلکہ یہ مقام اللہ کی تجلی گاہ ہے اور یہ ملائک اُسکے جلوہ میں ہیں خدا نہیں یا موسیٰ انہ انا اللہ الخ خدا جو ہوں تو میں زبردست حکمت والا ہوں پھر موسیٰ سے خدا تعالیٰ کا کلام شروع ہوا یہ آواز کچھ معمولی آواز نہ تھی جسکے لیے حروف اور جہت تجویز کرنی پڑے بلکہ ایک روحانی ندا تھی جسکی حقیقت ہم نہیں جان سکتے اور وہی اسکی ذات پاک سے لائق ہے واللہ اعلم پھر خدا نے فرمایا اپنا عصا زمین پر ڈالدو موسیٰ نے ڈالدیا تو وہ سانپ بنکر لہرانے لگا موسیٰ ڈر کر بھاگے فرمایا ڈرو مت میرے حضور میں انبیاء ڈرا نہیں کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں اُنکے ہاتھ سے قبطی کے مارے جانیسے گناہ کا کھٹکا بھی تھا اسکی صفائی کیلئے یہ بھی اطمینان دلایا کہ الا من ظلم الخ لیکن جو کوئی گناہ کے بعد نیکوکاری کرتا ہے پس اُسکے لیے غفور و رحیم بھی ہوں یہ ایک معجزہ دیا دوسرے کے لیے فرمایا وادخل یدک کہ اپنی بغل میں ہاتھ دیکر باہر نکالو وہ بغیر اسکے کہ اس میں کوئی برص کی سفیدی پیدا ہو چمکتا ہوا نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ منجملہ نو نشانیوں یعنی معجزات کے یہ دو نشانیاں ہیں انکو لیکر فرعون اور اسکی قوم کی طرف جاؤ وہ بدکردار لوگ ہیں حسب الحکم

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا

اور البتہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا تھا اور ان دونوں نے کہا سب تعریف ہے اُس اللہ کو جس نے ہمکو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت دی ہے اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور کہا

النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ

لوگو! ہمکو پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمکو ہر ایک نعمت دی گئی بیشک یہ اُس کا صریح فضل ہے اور سلیمان کے لیئے اُس کا لشکر جمع کیا گیا جن اور آدمیوں اور پرندوں کا

الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

پھر وہ صف بستہ کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کے جنگل پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہ تمکو سلیمان اور اُس کا لشکر نہ پیس ڈالے اور اُنکو خبر بھی نہ ہو

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ

پھر سلیمان اُسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر کروں کہ جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی تھیں اور ایسا اچھا کام کروں کہ جسکو تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھکو اپنے نیک بندوں میں داخل کر

حضرت موسیٰ اُنکے پاس گئے معجزات دکھائے وہ دل میں تو قائل ہو گئے مگر اپنی سرکشی اور غرور سے انکار کیا پھر دیکھو اُنکا کیا انجام ہوا غرق ہوئے قصہ کو یہاں مختصر کر دیا یہاں سیقدر کافی تھا۔

ترکیب ضاحکا حال موکدۃ وقیل مقدرۃ لان التبسم مبادی الضحاک یقرضحکا علی انہ مصدر والعامل فیہ تبسم لانہ بمعنی ضحک حشر کا مفعول مالم یسم فاعلہ جنودہ۔

تفسیر یہ دوسرا قصہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ہے جو اس تفصیل سے یہود و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکیم و علیم نے حضرت کو بتلایا ہے فرماتا ہے ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اُنکا علم اور دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسکے شکریہ میں وہ الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے تھے یہ مجمل تھا پھر اس علم کی آگے تفصیل فرماتا ہے بقولہ وورث سلیمان داؤد اس وراثت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہتا ہے یہ چیزیں ورثہ میں نہیں آتیں مبدء غیب سے عطا ہوا کرتی ہیں پھر سلیمان کے وارث ہونیکے یہ معنی کہ جو کمالات اُنکے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اس فرزند رشید کو بھی یعنی سلیمان کے کمالات نئے نہیں کہ انہیں کو عطا ہوئے ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہل کمال کی نسبت اُنکے کمالات کا اپنے بزرگوں سے ورثہ پانا محاورہ میں آتا ہے اور یہی قول جمہور پسند ہے بعض کہتے ہیں کہ ملک و سلطنت کا ورثہ ہے وفیہ ما فیہ وقال ای سلیمان یہ اس علم اور ورثہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ سلیمانؑ نے کہا کہ ہمکو جانوروں کی بولی بھی خدا تعالیٰ نے سکھائی اور ہمکو ہر ایک نعمت عطا کی ہے پھر ہر ایک نعمت کے مجموعہ میں سے بعض بعض خاص نعمتوں کا خدا تعالیٰ ذکر کرتا ہے (۱) وحشر لسلیمان الخ کہ سلیمان کے پاس تین قسم کا لشکر جمع تھا جنوں کا آدمیوں کا پرندوں کا جو تخت سلیمان کے اوپر سایہ کرتے تھے یہ کبوتر وغیرہ ہونگے جو خطوط اور فرامین پہنچانیکا کام دیتے ہونگے جیسا کہ آگے ہدہد کا ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا خط لیکر بلقیس شاہزادی کے پاس گیا تھا (۲) حتی اذا اتوا الخ ایکبار سلیمانؑ کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گذرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بلے تھے اور وہ زمین پر چل رہی تھیں انمیں سے ایک چیونٹی نے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بیخبری میں اُنکے پاؤں کی رَوند میں نہ آجاؤ یہ بات حضرت سلیمانؑ کو معلوم ہو گئی کیونکہ خدا نے انکو بہت سے علوم عطا کیئے تھے اسپر آپ ہنسے اسلیئے کہ چیونٹی سلیمان کو بیخبری کا الزام لگاتی ہے دوم اسلیئے کہ اسکو یہ معلوم نہیں کہ حضرت کو کیا کیا علم دیئے گئے ہیں سوم خدا تعالیٰ کی عنایت اور رحمت پر خیال کر کے کہ اُسنے مجھے ایسا بلند مرتبہ کیا اسلیئے اسکے بعد سلیمانؑ نے خدا سے دعا کی کہ مجھے شکر گذاری کی توفیق دے اور اس جاہ و حشم پر مغرور و متکبر نکرنا بلکہ اس بلند اقبالی پر اچھے کام کیا کروں اور جماعت صالحین سے باہر نہوں ‌۔ یہ قصہ گو بائبل میں نہیں مگر اسکی تصدیق کرنیوالی باتیں اول کتاب السلاطین کی چوتھے باب میں بہت کچھ ہیں جنمیں سے بعض جملہ یہ ہیں ۲۹۔ اور خدا نے سلیمان کو دانش اور خرد نہایت دی تھی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی ایسی جیسے سمندر کے کنارے کی ریت اور سلیمان کی دانش اہل مشرق اور اہل مصر کی دانش سے کہیں زیادہ تھی الخ اور اُسنے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے لیکر جو لبنان میں تھا اُس زوفہ تک جو دیواروں پر اُگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنیوالوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا منطق الطیر بیضاوی کہتے ہیں نطق کے معنی عرف میں ان الفاظ کا استعمال کرنا جو دلکی بات کو ظاہر کر دیں خواہ وہ مفرد ہوں خواہ مرکب اور نطق کا مجازًا اطلاق کبھی اُس حالت پر بھی ہوتا ہے کہ جس سے کوئی بات ظاہر کیجائے حیوانات کا نطق اسی طرح کا ہے کہ اُنکی آوازیں اُنکے تخیلات کے تابع ہیں جو بمنزلہ عبارات کے ہوتی ہیں اور شاید سلیمان علیہ السلام قوت قدسیہ سے ہر حیوان کا وہ خیال دریافت کر لیتے تھے کہ جس خیال سے اُسنے وہ آواز نکالی ہے انتہی ملخصًا اب حکیمانہ خیال کو بھی کوئی توجیہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات اُنکے نزدیک ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت کو چیونٹی کا خیال معلوم ہو گیا ہوگا جو وہ اپنی جماعت کے آگے ظاہر کر رہی تھی۔ خدا نے حیوانات کو بھی علم اور ادراک دیا ہے اُنکے باہم ہمکلامی اور اطلاع دینے کے ذریعے پیدا کیئے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم نہیں جانتے اس تقدیر پر کیا ضرورت ہے کہ نملہ کسی قبیلہ کا نام رکھا جاتے اور جن سے قوم عمالیق مراد لی جائے۔ ایسی توجیہیں دُور از کار ہیں۔ واللہ اعلم۔

قصہ سلیمان

منطق الطیر

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ○ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ

اور سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کہ کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں کیا وہ غائب ہوگیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں اُسکو سخت سزا دونگا یا اُسکو ذبح کرڈالونگا یا وہ میرے پاس کوئی صاف وجہ

مُبِينٍ ○ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ○ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن

بیان کرے پھر اُس نے تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ میں آپکے پاس وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سبا سے آپکے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں (یعنی) ایک عورت کو دیکھا کہ اُن پر حکمرانی کر رہی ہے اور اُس کو

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ○ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

ہر چیز حاصل ہے اور اُس کے پاس ایک بڑا تخت ہے میں نے اُسکو اور اُسکی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُنکے لیئے آراستہ کر دکھایا پھر اُنکو راہ راست سے روک دیا ہے

فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ○ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ○ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

پھر اُنکو یہ بھی نہیں سوجھتا کہ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں کہ جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو آشکارا کیا کرتا ہے اور جو کچھ تم مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سبکو جانتا ہے اللہ کہ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں مالک ہے

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ○

بڑے تخت کا　　سلیمان نے کہا ہم دیکھینگے تو سچ کہتا ہے یا جھوٹا ہے　　میرے اِس خط کو لیجا کر اُن پر ڈالدے پھر تو لوٹ آ　　پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ○ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ○

بلقیس نے کہا کہ اے دربار والو میری طرف ایک فرمانِ محترم ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلی آؤ

(۳۳) وتفقد الطیر کہ پرندوں کی حاضری لی تو ان میں ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ اسکو سزا دونگا ورنہ کوئی عذر معقول بیان کرے تھوڑی دیر کے بعد ہدہد بھی حاضر ہوا اور اُسنے سبا[1] کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ اُسکے پاس سب سازو سامانِ سلطنت حاصل ہیں اور ایک بڑا عمدہ تخت بھی ہے کہ جسپر وہ جلوس کرتی ہے مگر وہ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں (وہ لوگ آفتاب پرست یا تو صابی ہونگے یا کوئی اور مذہب مروج ہوگا جو شیطانی مذہب تھا) اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے آسمانوں کی چھپی ہوئی ستارے آفتاب ماہتاب چھپ جاتے ہیں پھر انکو اسد ہی ظاہر کرتا ہے پھر انکو کیا سجدہ کرنا چاہیئے اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اور اناج وغیرہ اس میں ہدہد نے اپنی خورش بھی ظاہر کردی اور وہ اللہ جو دلکی مخفی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے وہ اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے یعنی اُسکے تخت کے آگے اُنکے تخت کی کیا حقیقت ہے؟ یہاں تک ہدہد کی گفتگو تھی جو تمام ہوئی اب سلیمان علیہ السلام اُسکے جواب میں فرماتے ہیں سننظر اصدقت الخ کہ ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے کہ سچا ہے؟ جا تو میرا یہ نامہ لیجا اور جا کر اُوپر سے ڈالدینا پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام نے نامہ لکھا جس کا یہ عنوان تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین۔ اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ تم میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر نہ کرو اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ سلیمان نے بعینہٖ یہی لکھا ہو بلکہ ممکن ہے کچھ اور ہو جس کا خلاصہ خدا تعالیٰ نے یہ بیان کردیا۔ لیکن سرنامہ پر بسم اللہ لکھی تھی یہ نامہ عبرانی زبان میں تھا۔ ہدہد نامہ لیکر گیا اور اُنپر جا کر ڈالدیا یعنی بلقیس کے تخت پر اُسنے پڑھا اور اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ سلیمان کے پاس جاؤں یا نہ جاؤں۔

[1] سبا یشجب کا بیٹا اور وہ یعرب کا اور وہ قحطان کا جو تمام قبائل یمن کا باپ تھا پھر سبا کی بہت سی اولاد تھی پھر اسی کے نام سے یمن میں ایک شہر سبا بسا جو صنعا سے تین دن کے فاصلہ پر ہے سبا سے مراد گر قبیلہ ہے تو غیر منصرف ہے ورنہ منصرف (ک) بلقیس الہدہاد کی بیٹی وہ شرحبیل کا بیٹا وہ ذوی الاذغار کا وہ افریقش کا وہ ذوی المنار کا جسکو ابرہہ بھی کہتے تھے وہ صعب کا جسکو ذوالقرنین کہتے تھے وہ حارث الرائش کا جسکو تبع اول کہتے تھے۔ کئی پشت آگے چلکر اس کا نسب نامہ حمیر سے ملتا ہے جو سبا مذکور کا بیٹا تھا۔ اسی سبا نے مآرب کی زمین پر ایک پختہ بند بندھوا کر تالاب کے طور پر پانی جمع کیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہروں کے ذریعہ سے ملک میں بڑی سرسبزی تھی۔ آخر لوگوں کی ناشکری سے وہ بند ٹوٹا اور ملک برباد ہوا جیسا کہ سورۂ سبا میں مذکور ہے شداد بن عاد بن الملطاط بن سبا بھی سبا کی نسل میں سے تھا۔ بلقیس ان ہی کے تخت پر بیٹھی تھی اس قوم کی بڑی شان و شوکت کی سلطنت ہو چکی ہے۔ ان کے آثار اب تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ از تاریخ ابوالفداء نقلاً عن ابی سعید المغربی ۱۲ منہ

ترکیب
غیر بعید ای مکانا
غیر بعید او وقتا
غیر بعید او مکثا
بعید والا بیست
بزائدۃ و موضع
الکلام نصب بدلا
من اعمالہم او بتحقیق
وقل حرف التنبیہ
علی النصب من غیر
تقدیر یحذف یا حرف
سعد بمعنی المخبوء
من المطر والنبات
انہ من سلیمان
بالکسر علی الاستئناف
وبالفتح بدلا من
کتاب او مرفوع
بکریم الا تعلوا
رفع بدلا من کتاب

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ○ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۵ وَّالْاَمْرُ

وہ عورت یعنی بلقیس کہنے لگی کہ اے سردارو میرے معاملہ میں رائے دو میں کوئی بات تمھارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی انھوں نے کہا ہم لوگ زور آور اور بڑے سخت لڑنے والے ہیں اور سرکار کو اختیار ہے

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ○ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○

جو کچھ حکم دیں اسکو دیکھ لیجیے بلقیس نے کہا جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ

اور میں اُنکے پاس کوئی تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لیکر آتے ہیں۔ پس جب وہ گروہ سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کہ کیا تم میری مدد مال سے کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ مجکو اللہ نے دے رکھا ہے

اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ قَالَ يٰٓاَيُّهَا

وہ بہتر ہے اُس سے جو تم کو دیا گیا ہے بلکہ تم ہی کچھ اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو گے اُنکے پاس واپس جاؤ ہم اُن پر ایک ایسا لشکر بھیجتے ہیں کہ جسکا مقابلہ نہو سکے گا اور انکو ہم وہاں سے ذلیل کر کے نکال دینگے اور وہ ذلیل لوگ ہیں سلیمان نے کہا

الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

اے سردارو تم میں ایسا کوئی ہے کہ اُس کے حاضر ہونیسے پہلے میرے پاس ملکہ کا تخت لا حاضر کرے۔ ایک زور آور جن بول اُٹھا کہ آپکے دربار سے اُٹھنے سے پہلے ہی میں اُسکو لا حاضر کرتا ہوں اور میں اسپر قوی ہوں

اَمِيْنٌ ○ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ

امانت دار ہوں اُس شخص نے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا یہ عرض کیا کہ میں اُسکو حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لا حاضر کرتا ہوں پھر جب اُس تخت کو سلیمان نے اپنے پاس دھرا پایا تو کہنے لگے کہ یہ میرے رب کی عنایت سے ہے

لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ○

تاکہ مجھے آزماوے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پروا عزت والا ہے

اُنھوں نے کہا ہم بڑے قوی اور بڑے لڑنیوالے لوگ ہیں سلیمان سے کچھ خوف نہیں مگر تاہم جو آپکی رائے ہو وہی ٹھیک بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی سوچی کہ لڑائی کا انجام بُرا اگر غالب آگیا تو آکر اُلٹ پلٹ دیگا عزت داروں کو ذلیل کر دیگا اور بادشاہوں کا یہی دستور ہے صلح کر لینی بہتر ہے۔ اول مرتبہ اُسکے پاس جانا تو مصلحت نہیں تحفہ تحائف دیکر ایلچیوں کو بھیجنا چاہیے اس سے سلیمان کی پوری کیفیت معلوم ہو جاوے گی یہ بات سبکو پسند آئی بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دیکر ایلچیوں کو بھیجا تاکہ سلیمان اموال کو دیکھکر نرم ہو جاویں مگر سلیمان علیہ السلام کا مقصد اس بت پرست بادشاہزادی کو اسلام میں لانا اور بُرائی سے بچانا تھا اسلیئے اِن تحفوں کو کچھ بھی خاطر میں نہ لاکر یہ فرمایا کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے ایسے ہدیوں سے تمھیں خوش ہو۔ جاؤ جاکر کہدو کہ حاضر ہوں ورنہ میں ایسا بھاری لشکر بھیجتا ہوں کہ جسکا کوئی مقابلہ نکر سکیگا اور میں انکو وہاں سے ذلیل و خوار کر کے نکال دونگا۔ ایلچی تو اُدھر روانہ ہوئے اُدھر حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کوئی ہے کہ اُسکے آنے سے پیشتر میرے پاس اُس کا تخت اُٹھا لاوے؟ ایک بڑے قوی جن نے کہا میں اُسکو حضور کے پاس آپ کے دربار کے رخصت ہونیسے پہلے لے آتا ہوں میں قوی بھی ہوں امانتدار بھی ہوں اُسمیں کچھ خیانت نکرونگا مگر اُس شخص نے کہ جسکو کتاب الٰہی کا علم تھا اسم اعظم جانتا تھا یہ کہا کہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں چنانچہ اُسنے لاکر سلیمان کے سامنے اُسکو کھڑا کر دیا سلیمان نے اسپر خدا کی عنایت کا بڑا شکریہ ادا کیا و من شکر فانما الخ بھی کہدیا کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اپنے لیئے یعنی اللہ کو اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بندے کو کہ وہ اور بھی نعمتیں اُسکو عطا کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ کو کچھ بھی پروا نہیں (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو دولت و حکومت کا کچھ بھی نشا نہیں چڑھتا) قال نکروا لہا الخ یہاں سے پھر اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسکے تخت میں کچھ ایسا تغیر و تبدل کر دو کہ اسکی پہلی صورت بدل جاوے تاکہ میں جب بلقیس آوے اُسکی عقل کا امتحان کروں کہ

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ○ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ

سلیمان نے حکم دیا کہ اُس کے تخت کو متغیر کر دو (اُس کے امتحان کے لیے) تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ ملکہ نے کہا گویا یہ

هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ○ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ

وہی ہے اور ہم کو تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا (کہ آپ برگزیدہ نبی ہیں) اور ہم تو مان چکے ہیں اور خدا کے سوا جو وہ غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اسی نے اُسکو باز رکھا تھا کیونکہ وہ کافروں میں کی تھی ملکہ سے کہا گیا کہ محل میں چلیے

فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

پھر جب اُس نے اُسکے صحن بلوری کو دیکھا تو اُسکو پانی سمجھی اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا دیا سلیمان نے کہا کہ یہ تو ایک حوض ہے شیشوں سے پٹا ہوا وہ بول کر اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی حکم بردار

ترکیب

ننظر بالجزم علی الجواب و بالرفع علی الاستیناف وصدہا۔ الفاعل اما الضمیر الراجع الی اللہ تعالیٰ او الی سلیمان ای وصدہا عما کانت الخ عبادتہا الشمس عن التقدم الی الاسلام انہا بالکسر علی الاستیناف و بالفتح علی البدل من ما یکون ما علی ہذا

(تفسیر)

مصدریۃ الصرح القصر وقیل عرصۃ الدار

کہ دنیاوی چیزوں کی پہچان میں جب یہ حال ہے تو خدا کی ذات و صفات کے پہچاننے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی؟ چنانچہ وہ آئی اور اُس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کا ایسا ہی تخت ہے اسکو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا تخت ہے۔ اُسکو اسکے مشابہ بتلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اسپر اُس نے بطور معذرت کے کہا واوتینا العلم الخ کہ حضور ہمکو کیا آزماتے ہیں ہم کو تو اس حالت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے طاقتور ہیں۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں وکنا مسلمین اور ہم یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی آپکے فرمانبردار ہو چکے ہیں جب ہی تو حاضر ہوئے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان ؑ کا کلام ہے کہ ہمکو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکے گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور بلقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے روک رکھا تھا اور یہ اسلیئے کہ وہ بھی کافر قوم میں کی تھی وصدھا الخ کے یہ معنی ہیں۔ یا یہ کہ سلیمان نے اُسکو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قیل لہا ادخلی الصرح الخ صرح قصر کو بھی کہتے ہیں یعنی محل اور اُسکے صحن کو بھی کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا محل بنایا تھا کہ جس کا صحن پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اُسکو اُوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اُسکے اُوپر سے آتے جاتے تھے جب بلقیس کو دربار میں بلایا تو اُس محل کے صدر میں تخت بچھوا کر اُسپر بیٹھے اور بلقیس کو آنیکا حکم دیا جس کا رستہ اُسی حوض پر سے تھا شیشہ و بلور میں پانی لہرانا اور مچھلیوں کا پھرنا دیکھکر یہ سمجھی کہ حوض ہے اسلیئے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا وہ سمجھ گئی تھی کہ گھٹنے سے کم ہی کم پانی ہے کپڑا اُٹھانا تھا کہ سلیمان نے فرمایا انہ صرح ممرد من قواریر یہ حوض پانی کا شیشوں سے پٹا ہوا ہے کپڑا اُٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ عورت تھی اور اُسپر بادشاہ ملک کے عین دربار میں اُسکی بیعقلی اور گنوار پن ثابت ہو جانیسے اُسکو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان علیہ السلام کے روبرو صاف کہدیا رب انی ظلمت نفسی الخ کہ اے رب اسوقت تک میں بڑی خطاوار تھی اب سلیمان کیساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ سلیمان کے ساتھ سے یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اسیطرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچاننے میں پہلے سے قاصر تھی ÷

قصہ تمام ہوا اب قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ اُسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی یا پھر یمن میں چلی گئی۔ نہ یہ کہ اُس وقت تک اُسکی شادی ہو چکی تھی کہ نہیں اور پھر شادی یمن میں کسکے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تواریخ سے ہوگا ہم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ بلقیس پر سلیمان غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی اس لیئے مشہور تھا کہ اُسکی پنڈلیوں پر بال ہیں اِس بات کے دریافت کرنیکو سلیمان ؑ نے

ف قال ابن تیمیۃ الصرح بلاط اتخذ لہا من قواریر وجعل تحتہ ماء وسمکا واخفی ... وہو البیت۔ ای معظم الدار ممرد ای مستقف مسطح المرد الحکاک الملس ومنہ الامرد ... الشجر الاجرد التی لا ورق لہا ۱۲ منہ

سلے کیونکہ تخت منگایا اسی لیے ہم مطلع ہو کر آئے ہیں ۱۲ منہ

یہ تدبیر کی تھی۔ یہ سب افسانے ہیں جو اپنے خیالات کے مطابق لوگوں نے قرآن واحادیث میں شامل کر دیئے ہیں۔ واللہ اعلم

فوائد (۱) قرآن مجید سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ہدہد نے حضرت سلیمانؑ سے بلقیس کی مفصل کیفیت بیان کی اور حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو نامہ دیکر بھیجا جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ بلقیس مطیع ہو کر یہاں آوے۔ بلقیس کے آنیسے پیشتر سلیمانؑ نے اس کا تخت منگا لیا جسکے لانیکی بابت عفریت جن نے یہ کہا تھا کہ آپکے اُٹھنے سے پیشتر اُسکو لا سکتا ہوں مگر ایک شخص نے کہ جسکو کتاب کا علم تھا (نہ اسکا قرآن میں نام بتلایا ہے نہ یہ کہ کونسی کتاب کا اُسکو علم تھا نہ یہ کہ کتاب کے علم سے کیا مُراد ہے؟ ہاں مفسروں نے اُس کا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور اُسکو سلیمانؑ کا وزیر کہا ہے اور علم کتاب سے مراد اسم اعظم کا علم بتلایا ہے) اُسکو لا موجود کیا بلقیس آئی اور اسلام لائی (۲) ان باتوں پر عقلی قاعدہ سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا مگر تاہم مخالفوں نے دو قسم کے اعتراضات کئے ہیں اول اہل کتاب نے کہ یہ قصہ ہماری کتابوں میں نہیں اسلئے غلط ہے۔

اِسکا جواب ہم بارہا دے چکے ہیں کہ بہت سی کتابوں کے بائبل میں حوالے ہیں اور اب وہ کتابیں مفقود ہیں تو پھر اہل کتاب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اُن میں نہ ہوگا ملاحظہ ہو اول سلاطین کا باب (۲۲) پھر سلیمانؑ کے جملہ حالات کا حصر صرف کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل پر کیونکر سمجھ لیا؟ دوسرا اعتراض فلسفیانہ خیالات کا ہے (۱) یہ اگر ہدہد جانور ہے تو اول اُسکی رفتار میں ایسی سرعت کہاں کہ بقدر بیسی بریں شام کے ملک سے اُڑ کر یمن میں پہنچ جائے اور وہاں سے لوٹکر آجائے (۲) قوم اُس جانور کو خدا پرستی اور اور آفتاب پرستی میں کیا فرق اور پھر اُسنے اسقدر لمبی چوڑی گفتگو سلیمانؑ سے کیونکر کی؟ یہ باتیں بعید از قیاس ہیں (۳) سلیمانؑ شام کے بادشاہ تھے کیا اُنکو بلقیس کا حال معلوم نہوا ہوگا جو وہ بھی ایک بڑی سلطنت کی مالک تھی باوجودیکہ تم کہتے ہو جن شیاطین اُنکے تابع تھے پھر صرف ہدہد ہی نے خبر دی؟ (۴) سینکڑوں کوسوں کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سلیمانؑ کے پاس کیونکر آگیا اور علم بالکتاب سے یہ قدرت کب حاصل ہو سکتی ہے کیا اب ایسے لوگ نہیں کہ ایک کتاب تو کیا سینکڑوں کتابوں کو دھوئے بیٹھے ہیں وہ تو دو کوس سے بھی اتنی جلدی تخت تو کیا کوئی تختہ بھی نہیں لا سکتے۔ یہ باتیں پُرانے افسانے ہیں۔

اِنکے جواب معتزلہ اور اُنکے پیرواں و مریدان نے بذریعہ تاویل کے یوں دیئے ہیں کہ الطیر جمع طائر پرند کو بھی کہتے ہیں اور تیز گھوڑے کے سوار کو بھی جیسا کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے کہ جو گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ میں تھامے ہوئے تیار ہو بطیر جہاں کھٹکا پائے اُڑ جائے الغرض کلام عرب میں طائر تیز گھوڑے کے سوار کو بھی کہتے ہیں تفقد الطیر جمع طائر یعنی سواروں کی فوج کو دیکھا ان میں ہدہد کو نہ پایا جو ان کا سپہ سالار تھا اور ہدہد کا سپہ سالار ہونا کتاب السلاطین سے ثابت ہے وہ ممالک سلطنت تھا بغیر اطلاع یمن کیطرف بلقیس کے حالات دریافت کرنے چلا گیا اور سلیمانؑ کو خبر دی فمکث غیر بعید کے یہ معنی نہیں کہ اُسی وقت آموجود ہوا بلکہ بہت زمانہ نہیں گزرا معمولی زمانہ سفر سے بہت جلد آگیا لوگوں نے ہدہد کو سچ مچ کا ہدہد جانور سمجھ لیا اور تفصیلی خبر سلیمانؑ کو معلوم نہ تھی اور یہ ممکن ہے کیونکہ اُس عہد میں تار اور ریل نہ ہونیکی وجہ سے غیر مملکتوں کے حال تفصیل سے بمشکل معلوم ہوتے تھے اب رہا تخت کا طرفۃ العین میں حاضر ہونا سو یہ قرآن مجید سے ثابت نہیں جو ثابت ہے سو یہ ہے کہ جب سلیمانؑ نے اُسکو اپنے روبرو دیکھا تو شکر کیا کہ ایک بادشاہ کا تخت پھر روبرو خدا کی عنایت سے موجود ہے ہاں ایک عفریت یعنی قوی جن یعنی عمالیقی آدمی نے یہ کہا تھا۔ اور قوی اور سخت آدمیوں کو جن سے تعبیر کیا کرتے ہیں جسطرح نیک کو فرشتہ سے اور خوبصورت کو پری سے اور ایک اہل علم نے بھی کہا تھا کہ میں طرفۃ العین میں حاضر کرتا ہوں۔ آپ یا تو وہ اُنکی زیادہ گوئی تھی یا ایک محاورہ کی بات ہے جلدی کام کرنیکو کہدیا کرتے ہیں کہ یہ کام طرفۃ العین میں یا پلک جھپکنے میں ہوگیا یا کر دونگا لیکن خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ پلک جھپکنے میں تخت آگیا یہاں تک کہ اُسکے لانیوالے کا نام بھی نہیں بتلایا بلکہ یہ کہا ہے فلما راٰہ مستقرا عندہ ممکن ہے کہ یہ اہل علم کسی حکمت عملیہ سے تخت کو لایا ہو اور جلد لایا ہو۔

صحیح جواب یہ ہے کہ جانوروں کا خط لیجانا کچھ مشکل بات نہیں طوطے اور مینا کی گفتگو اور مالک کو باتوں پر مطلع کر دینا بارہا مشاہدہ میں آیا ہے پھر ہدہد نے ایسا کیا ہو تو کیا محال بات ہے؟ اور جب ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جن ایک جداگانہ مخلوق ہے اُسکے افعال و قویٰ انسانی افعال و قویٰ سے کہیں زیادہ قوی ہیں تو پھر اس سے ایسی بات کیا بعید ہے اسیطرح اسمار الٰہی اور روحانیات کی طاقتیں حد سے باہر ہیں جن سے زمانہ میں مفقود ہیں پھر سلیمان علیہ السلام کے پاس اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کیا بعید ہے انسان کی عادت ہے جس بات کو آنکھ سے نہیں دیکھتا اور وہ اُسکے نزدیک محال معلوم ہوتی ہے تو انکار کر دیتا ہے تار برقی اور ریل کے جاری ہونے سے پیشتر جو کوئی ایسے حالات بیان کرتا تو مجنون شمار کیا جاتا تمام عالم خدا کے عجائب اسرار کا مجموعہ ہے سوفن کے تعلیم یافتوں نے سمجھ لیا کہ ہمنے سب کا احاطہ کر لیا ہے حالانکہ ہنوز روحانیات اور انکی تاثیرات اور نفوس قدسیہ کی قوتیں جو کرامت یا معجزہ کہلاتی ہیں ابھی تک اُنکے ذہن بلید تک بھی نہیں پہنچیں ان فنون سے ناآشنا محض ہیں اسلئے انکار کرتے ہیں تمسخر سے پیش آتے ہیں واللہ اعلم

ف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیر معاش الناس لہم رجل ممسک عنان فرسہ فی سبیل اللہ یطیر علی متنہ کلما سمع ھیعۃ او فزعۃ طار علیہ رواہ مسلم

ع اول کتاب السلاطین باب ۱۰ [illegible]

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اور البتہ قوم ثمود کی طرف ہم نے اُنکے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کیا کرو پھر تو وہ دو فریق ہوکر باہم جھگڑنے لگے صالح نے کہا کہ اے قوم تم کس لیے نیکی سے پہلے برائی کے لیے جلدی کرتے ہو

الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝

تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم کیا جاوے انھوں نے کہا ہم کو تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست معلوم ہوئی اُسنے کہا تمھاری نحوست خدا کے پاس ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو کہ فتنہ میں ڈالی گئی ہو

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ

اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین پر فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نکرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا باہم اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح اور اُس کے گھر والوں پر شبخون مارینگے پھر اُس کے وارث سے کہدینگے

لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ

کہ ہم اس کے کنبہ کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم سچے ہیں اور اُنھوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایک داؤ کیا کہ انکو خبر بھی نہوئی پھر دیکھو اُنکے مکر کا کیسا انجام ہوا۔ ہم نے اُن کو

وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ

اور اُنکی قوم کو غارت کر دیا پھر یہ انکے گھر ہیں خالی پڑے ہوئے ہیں اُنکے ظلم سے البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے اُنکے لیے جو جانتے ہیں اور ہم نے اُنکو بچا لیا جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا

قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

جبکہ اُسنے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بے حیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے بھی ہو کیا تم عورتوں کو چھوڑکر مردوں پر خواہش کرکے آتے ہو بلکہ تم جاہل قوم ہو پھر اسکی قوم کا اور کوئی جواب

قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا

نہ تھا بجز اسکے کہ یہ کہدیا لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکالدو کیونکہ یہ لوگ پاک رہا چاہتے ہیں پھر ہم نے لوط اور اُسکے گھرانے کو بچا لیا مگر اسکی بیوی کو ہم نے اُس کو

مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝

پیچھے رہ جانے والوں میں سے ٹھیرا چکے تھے اور اُن پر پتھروں کا مینہ برسا دیا پھر کیا ہی بُرا مینہ تھا ڈرائے ہوؤں کا

ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم صالحا یہ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السّلام کا ہے اسکی شرح ہو چکی مگر اس جگہ عبارت کا حل کرنا ضروری ہے فاذا ھم الخ جب صالح علیہ السلام نے وعظ و دعوت اسلام شروع کی تو دو فریق ہو گئے ایک اہل توحید کا دوسرا وہی گمراہوں کا اور باہم جھگڑنے لگے لم تستعجلون حضرت صالح نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ مانوگے تو عذاب الٰہی نازل ہوگا وہ کہنے لگے عذاب کیوں نہیں آتا اسپر صالح نے فرمایا خدا سے بدی کیوں مانگتے ہو بھلائی خیر و برکت مانگو ایمان لاؤ استغفار کرو قالوا اطیرنا حضرت صالح کی دعوت کے بعد اُن پر کچھ خشک سالی نمودار ہوئی تھی اسپر وہ صالح سے کہنے لگے یہ تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست آئی ہے صالحؑ نے فرمایا یہ تمھارے اعمال کی نحوست خدا کے ہاں مقدر تھی اور تمکو اس سے آزمایا جاتا ہے بل انتم قوم تفتنون۔ شہر میں نو شخص بڑے بدمعاش تھے باہم قسم کھائی کہ رات کو گھر میں گھسکر صالح اور اُسکے کنبے کو قتل کر ڈالو اور پھر اُسکے وارثوں سے کہدینا کہ وہاں ہم موجود نہ تھے۔ آخر خدا نے صالح علیہ السّلام کو محفوظ رکھا اور وہ تمام قوم آسمانی بلا سے ہلاک ہوئی اور اُنکے گھر خالی ہو گئے انکا داؤ غلط ہوا خدا کی تدبیر صادق ہوئی اِنکے مکر اور فریب کی پاداش کو مکر و فریب سے تعبیر کرنا ایک محاورہ ہے "بدی را بدی سہل باشد جزا" حالانکہ بدی کی جزا بد نہیں مگر چونکہ دونوں فعل ایک قسم کے ہوتے ہیں اِس لیے علیٰ سبیل المشاکلۃ اس پر بھی وہی لفظ بولا جاتا ہے جو لوگ ایسے محاورات نہیں سمجھتے وہ قرآن پر الزام لگاتے ہیں کہ اس میں خدائے اقدس کو بُرے صفات سے متصف بنایا ہے ولوطا الخ یہ چوتھا قصہ حضرت لوط کا ہے وانتم تبصرون یعنی تم جانتے ہو کہ یہ بیحیائی کا کام ہے پھر اسکو کیے جاتے ہو آسمانی کا اُنکی طرف سے یہی جواب تھا کہ لوط کو اپنے شہر سے نکالدو یہ بڑی پاکیزگی ظاہر کرتے ہیں ائنکم لتاتون استفہام انکاری ہے یعنی تمکو ایسا نکرنا چاہیے کہ عورتوں کو چھوڑکر مردوں سے یعنی لڑکوں سے شہوت رانی کرو قدرناھا من الغابرین حضرت لوط کو حکم ہوا تھا کہ بڑی رات سے شہر چھوڑکر چلے جانا جو پیچھے رہیگا ہلاک ہوگا بیوی پیچھے رہ گئی تو وہ ہلاک ہوئی فرماتا ہے کہ ازل میں ٹھہر گیا تھا کہ وہ پیچھے رہے گی

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ

کہو سب تعریف اللہ کو ہے اور سلام اُسکے برگزیدہ بندوں پر ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا وہ جنکو وہ شریک بناتے ہیں بھلا کس نے بنائے ہیں آسمان وزمین اور کس نے تمھارے لیئے

مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ

آسمان سے پانی اُتارا ہے؟ پھر ہم نے ہی اُس سے تر وتازہ باغ اُگائے تھے کیا مقدور تھا کہ تم اُنکے درخت اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو کجروی کر رہے ہیں بھلا کون ہے کہ جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

زمین کو ٹھیرنے کی جگہ بنایا اور اُس میں ندیاں بنائیں اور اُس کے لیئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ بلکہ اکثر وہ بے علم ہیں

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ یَّهْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

بیقرار کی دعا قبول کیا کرتا ہے اور برائی کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے؟ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ کون ہے جو تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں

وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ

رستہ بتلاتا ہے؟ اور کون خوش خبری کی ہوائیں چلایا کرتا ہے اپنی رحمت سے آگے۔ کیا کوئی اور بھی معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ اللہ پاک ہے اُنکے شرک کرنے سے بھلا کون ہے جو نئی خلقت پیدا کرتا ہے پھر اُسکو دوبارہ بنا دیگا اور کون تم کو

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

آسمان اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ کہو اپنی سند تو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ کہو اللہ کے سوا کوئی آسمانوں اور زمین کا رہنے والا غیب کی بات نہیں جانتا

وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ ع

اور اُنکو کیا خبر کہ وہ کب اُٹھائے جاوینگے بلکہ آخرت کے باب میں اُنکی سمجھ عاجز آگئی بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اُس سے اندھے ہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصہ بیان فرما کر اور اُنکی قوموں پر ہلاکت کا آنا ظاہر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی کہدو کہ سب تعریف اللہ کو ہے کہ جسنے اپنے پاکباز بندوں کو بچا لیا اور سرکشوں کو ہلاک کیا اور ان تمام برگزیدوں پر سلام وصلوٰۃ کہ جنھوں نے خدا کی راہ میں مخالفوں سے کیسے کیسے جور وجفا اُٹھائے ہیں یہ کلام گویا قصص سابقہ کا خاتمہ ہے پر کس خوبی کا خاتمہ کہ جس کا بیان نہیں اور نیز یہ کلام آیندہ باتوں کیلئے تمہید بھی ہے کہ اللہ کی تعریف اور برگزیدوں پر سلام کر کے کوئی نصیحت یا عمدہ کام شروع کرنا چاہیئے اسکے بعد مشرکین کو اپنے عجائب قدرت ملاحظہ کراتا جاتا ہے اور پوچھتا جاتا ہے کہ بتلاؤ اللہ کے سوا یہ کسکے کام ہیں؟ اول تو مجملاً یہ فرما دیا کہ تمھارے معبود بہتر ہیں یا اللہ پھر اسکے بعد یہ چند دلائل اُسکے بہتر اور قادر مطلق وحدہ لاشریک ہونے پر بیان فرماتا ہے (۱) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا پھر اوپر سے پانی برسا کر اُس سے عمدہ عمدہ اور کارآمد باغ اور درخت اُگانا یعنی اُسنے تمھارے لیئے آسمان وزمین کا گھر بنایا اور اُس میں تمھارے لیئے روزی بھی پیدا کی (۲) زمین کو ٹھیرنے کے لیئے بنایا اور اُس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں جو انسان کی راحت کے سامان ہیں دو دریاؤں میں پردہ رکھا (۳) بیقراری کے وقت انسان کی فریادرسی وہی کرتا ہے نہ کہ اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے ایک کے بعد دوسرا وارث ومالک ہوتا آتا ہے یعنی اُسکا احسان بہر پشت در پشت ہے (۴) تمکو جنگل ودریا کی اندھیریوں میں رستہ وہی بتاتا ہے جنگل میں رختوں کی اندھیری پھر رات کی پھر ابر کی اسیطرح سمندر کے سفر میں جب رستہ بھول جاتے ہیں وہاں وہی رہنمائی کرتا ہے (۵) بارش کے آنے سے پیشتر خوشخبری ہوائیں وہی چلاتا ہے (۶) وہی ابتدا پیدا کرتا ہے وہی مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کریگا مبدء ومعاد کیطرف بھی معاش کے بعد اشارہ کر دیا (۷) آسمان سے پانی کے ذریعے سے اور زمین سے نباتات کیواسطے سے ہم ہی تمکو روزی دیا کرتے ہیں یہ سب کام اللہ کرتا ہے یا کوئی اور بھی اگر کوئی معبود نہیں تمھارے بتوں کے معبود ہونے پر کیا دلیل ہے؟ آسمانوں وزمین کی مخفی بات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا پھر وہ خدا کے شریک کس بات سے ہو گئے؟ بلکہ اُنکو یہ بھی معلوم نہیں کہ مر کر کب زندہ ہونگے بل ادارک علمہم انتہی تکامل یعنی باوجودیکہ مشرکین کو معلوم کرا دیا گیا کہ آخرت برحق ہے مگر پھر اُس سے شک میں ہیں یا یہ معنی کہ ادارک بمعنی انتہی وفنی من قولک ادرکت الثمرۃ لان تلک غایتہا التی عندہا تعدم دک کہ ان کا علم آخرت کے بارہ میں نیست ہو گیا جس لیئے وہ شک میں ہیں بلکہ اُس سے اندھے ہیں ان تین باتوں کیلئے تین اضراب ہیں کہ اُنکو حشر کا وقت معلوم نہیں بلکہ اسکو جان بھی نہیں سکتے بلکہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اُس سے اندھے ہیں۔ واللہ اعلم

دلائل توحید

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

اور منکروں نے کہدیا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہوگئے تو کیا ہم پھر زمین سے نکلیں گے اِس کا تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی وعدہ کیا گیا تھا یہ تو صرف پہلوں کی

الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ

کہانیاں ہیں کہو تم زمین میں پھر کر دیکھو کہ کیا انجام ہوا گنہگاروں کا اے نبی تم ان پر غم کھاؤ اور نہ اِنکے مکر کرنے سے دل تنگ ہوا کرو اور وہ کہتے ہیں

مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ

کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کہدو شاید بعض وہ چیزیں کہ جنکی تم جلدی کرتے ہو تمھاری پیٹھ کے پیچھے آلگی ہوں اور البتہ آپ کا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

اِن میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔ اور البتہ آپکا رب جانتا ہے جو کچھ کہ انکے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان وزمین میں ایسی کوئی بھی مخفی بات نہیں کہ جو کتاب مبین میں درج نہ ہو

اذا کا عامل لمخرجون کا مدلول ہو نخرج نہ خود لمخرجون کس لیئے کہ ہمزہ وانّ (**ترکیب**) ولام اسکے عمل کرنیسے مانع ہیں ہمزہ کا مکرر آنا انکار کی تاکید کیلئے ردف لکم تبعکم ولحقکم لام تاکید کے لیئے زیادہ کیا گیا بعض الذی ردف کا فاعل غائبۃ صفات غالبہ سے ہے (**تفسیر**) ۃ مبالغہ کیلئے جیساکہ راوی کو مبالغہ راویۃ کہتے ہیں یا اسم ہے ۃ ایسی ہے جیسے کہ عاقبۃ میں ٭ آب انکے قصور علم اور اندھے ہونیکا بیان کیا جاتا ہے اور اس مناسبت سے مبدء میں کلام کرکے معاد میں کلام واقع ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت میں شک وہی بات پہنچی ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہر بات پر قادر نہ سمجھا جائے دوسرے یہ کہ ممکنات اور اُنکے حالات کے علم اور یادداشت سے اُسکو عاری سمجھا جاوے کہ مرنیکے بعد ہر ایک جاندار کے اجزا کو اُسی کے بدن میں جمع کرنا دشوار سمجھا جاوے انھیں بناؤں پر وہ حشر کے برپا ہونے میں کلام کرتے تھے۔ اپنا کمال قدرت تو آیات گزشتہ میں ثابت کر دیا تھا کہ جنے آسمان و زمین اور سب چیزیں بنائیں اور تمھارے رزق کے کیسے کیسے سامان کیئے اسکے بعد اُسکی قدرت میں شک کرنا کمال حماقت تھا اسلیئے انکے احمقانہ شبہہ کو اسکے بعد نقل کرتا ہے وقال الذین کفروا الخ یہ شبہہ انھیں دونوں باتوں پر مبنی ہے کہ آیا جب ہم مر گئے اور ریزے ریزے ہوگئے پھر انکو کیونکر جمع کیا جائیگا ہے گویا اُسکی قدرت کا بھی انکار کیا اور علم کا بھی کہ ہر ایک کے اجزا اُسکو کیونکر معلوم ہونگے؟ یہ تو اصلی شبہہ تھا و لقد وعدنا الخ اسپر انکی فضول گفتگو تھی کہ یہ ناممکن و غلط بات ہے نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی پہلے انبیاء اور انکے نائب ایسی باتیں کہتے چلے گئے ہیں یہ کہانیاں اور افسانے ہیں اسکے بعد قل سیروا سے اس انکار کا دنیاوی بدنتیجہ بتلاتا ہے کہ ملک میں پھر کر دیکھو ایسے منکروں کا کیا انجام ہوا اُلٹی ہوئی بستیاں اوندھے گرے ہوئے قصور غالباً انکے حال زار پر کیا کیا اَنکھ حسرت بہا رہے ہیں اِس آنیوالی مصیبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کا رنج و ملال ہونا ضروری تھا آپ سراسر رحمت آلہی تھے اسپر آپ کو تسلی دیجاتی ہے ولا تحزن علیہم آپ ان ازلی بدنصیبوں پر کچھ رنج نہ کیجئے ولا تکن فی ضیق مما یمکرون اور نہ انکے مکر و فریب جو آپکے ساتھ کرتے ہیں تنگدل ہوں اس چشمہ آلہی کو اپنی تدابیر کی رنیلی مٹی سے یہ بند نکر سکینگے بلکہ اِسی تو وہ اور بھی چاروں طرف پھوٹ نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسکے بعد وہ بے نصیب بجائے خوف کرنے اور ایمان لانیکے دلیرانہ یہ پوچھا کرتے تھے ہذا الوعد الخ اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ قیامت یا عذاب پھر کب آئیگا اسکا جواب دیتا ہے قل عسیٰ الخ کہ ان سے کہدو جسکی تم بہت جلدی کر رہے ہو شاید تمھارے بہت ہی قریب آلگا ہو چنانچہ قحط اور بدر کا واقعہ بہت جلد پیش آیا اور یوں موت تو سر پر ہی کھڑی ہے جو قیامت کا دروازہ ہے مگر خدا کا فضل و کرم ہے جو جلدی سزا نہیں دیتا اسپر شکر کرنا چاہیئے نہ کہ دلیر ہونا مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ قدرت کی بابت تو پہلے کلام ہو چکا تو یہاں سے علم کامل بھی سمجھا جاتا تھا لیکن وہ لوگ بلید الذہن تھے اسلیئے علم کا اثبات صراحۃً کرتا ہے فرماتا ہے وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون کہ خدا انکی دلکی باتوں کو جانتا ہے یعنی جن کا وجود ذہنی ہے وہ باتیں بھی تو اس سے مخفی نہیں ہیں چہ جائیکہ جن کا وجود خارج میں ہے اور انکے جمیع افعال حرکات و حالات سے واقف ہے یعنی اعراض کہ جو غیر قار ہیں ادہر موجود ہوئے اُدھر مٹ گئے چہ جائیکہ وہ چیزیں جو عرصہ تک قائم رہتی ہیں پھر تعمیم کرتا ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ اِنپر کیا موقوف ہے جو چیزیں آسمان و زمین میں مخفی ہیں ابھی تک میدان ظہور میں نہیں آئی ہیں وہ سب کتاب مبین یعنی علم آلہی میں ہیں جسکو کسی خاص اعتبار سے کتاب مبین اور کبھی لوح محفوظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اِس میں انکے مکر اور مخفی تدابیر پر بھی تہدید ہے۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور البتہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان داروں کے لیئے آپ کا رب ان میں

بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا

اپنے حکم سے فیصلہ کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے خبردار ہے اے نبی پس اللہ پر توکل کر کیونکہ تم صریح حق پر ہو البتہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا

بھاگ پڑیں اور نہ تم اندھوں کو انکی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہو تم تو ان ہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو وہ مان بھی لیتے ہیں اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا انکے لیے ہم زمین سے

لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝

ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کریگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے

ع ۲

(ترکیب) الفاعل عن ضلالتہم ہادی سے متعلق اور ممکن ہے العمی سے متعلق والمعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم تکلمہم من الکلام او من الکلم ای تجرحہم ان الناس بالفتح اکثر یقص کا مفعول ہادی العمی علی الاضافۃ وبالتنوین النصب علی اعمال اسم (تفسیر) سابقے تکلم بان الناس وبالکسر علی الاستیناف۔

دلائل حقانیت قرآن مجید

مبداء و معاد میں کلام کرکے پھر نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید ہے اسلیے سب سے پیشتر قرآن مجید کے ان کمالات کا ذکر کرتا ہے جو اسکے الہامی اور کلام الٰہی ہونیکے صاف شواہد ہیں از انجملہ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون کہ اہل کتاب کو شرائع و حالات انبیاء و دیگر امور دینی کے جاننے کا بڑا دعوی تھا اور آج بھی انکے بعض لوگ یہ کہدیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ عمدہ مطالب ہیں ہمارے ہاں سے لیئے گئے ہیں اور عرب کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ علوم رسمیہ نہیں جانتے تھے لکھے پڑھے نہ تھے حضرت پر وہ قرآن مجید نازل ہوتا جو یقص علی بنی اسرائیل بنی اسرائیل کو بھی ان مواقع میں کہ جہاں وہ خود گرداب اختلاف باہمی میں غوطے کھا رہے ہیں اور تردداتِ گوناگوں اور شکوک و شبہات بوقلموں میں گرفتار ہیں) رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک و صحیح بات ہے وہی نہی تلی بتلا رہا ہے اسکے الہامی ہونیکی صاف دلیل ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ جو قوم علوم کا سرچشمہ خیال کیجاتی تھی جب قرآن انکو صحیح بات بتلاتا ہے تو اب بجز اسکے اور کیا خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن اس کا کلام ہے کہ جو تمام جاننے والوں سے زیادہ اور صحیح بات جاننے والا ہے اور وہ بجز اسکے اور کون ہے پس قرآن اسی کا کلام ہے اب بطور نظیر کے میں چند وہ مقامات بتلاتا ہوں کہ جہاں قرآن مجید نے علماء بنی اسرائیل اور انکی کتب محرفہ تورات و انا جیل کو انکی اغلاط فاحشہ پر متنبہ کیا ہے (۱) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے باب میں بہت سی غلطیاں ان میں تھیں جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی **اول** یہ کہ تورات موجودہ میں ہے کہ خدا نے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا اور ساتویں روز آرام کیا۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے کیونکہ خدا تھکتا نہیں جو آرام کرے اسی لیئے قرآن میں فرماتا ہے وما مسنا من لغوب کہ ہم کو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں تکان نہیں ہوا **دوم** یہ کہ توریت سفر پیدایش اول باب کے ۲۶ ورس میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں حالانکہ خدا کا کوئی مانند نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی کوئی صورت و شکل ہے۔ یہ باتیں جسمانی چیزوں کے لیئے ہوتی ہیں۔ اس لیئے قرآن نے اصلاح دی لیس کمثلہ شئی۔ کہ اس کے مشابہ اور اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے (**سوم** حضرت آدم کے قصہ میں عجب خلط ملط کیا ہے سفر پیدایش کے ۲ باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے عدن کے پورب طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو وہاں رکھا اور اس باغ کے بیچ میں ایک درخت لگایا جو حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اس درخت کے کھانے سے منع کر دیا (دل میں خیال کہ ہمارے برابر نہ ہو جائے) اور پھر آدم نے اسکو کھا لیا تو اسی رشک و حسد میں کر باغ سے نکالدیا جیسا کہ اسی سفر کے ۳ باب کے ۲۲ جملہ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لیئے خداوند نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا۔ اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کس خوبی کے ساتھ صحیح

وہ مواقع جہاں قرآن نے بنی اسرائیل کو تعلیم دی ہے

بیان کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر اسی سفر کے باب ۶ درس ۵-۶ میں ہے تب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچتایا اور نہایت دلگیر ہوا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو کیا ناقبت اندیش اور جاہل سمجھا۔ پھر کتاب خروج کے باب ۱۶ اور باب ۲۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ و دیگر مقامات میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں اترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اُسکے منہ سے آگ اور نتھنوں سے دھواں نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ ہیں خدا کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اُس کا لباس برف سا سفید اور اُسکے سر کے بال صاف اور ستھرے اُون کی مانند تھے۔ اور نیز کتاب خروج کے باب ۲۰ ورس ۵ اور باب ۳۴ ورس ۷ اور کتاب یرمیاہ کے باب ۳۲ ورس ۱۸ میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے اس کا بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اس کی نیکی بدی اسی کے لئے ہے (۲) ملائکہ کی بابت اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی بابت زناکاری بت پرستی شراب خواری دغابازی قتل وغیرہ کی سینکڑوں تہمتیں انکی توریت و اناجیل میں ہیں چنانچہ انجیل[1] میں مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے چور و قزاق تھے۔ ان سب باتوں سے قرآن مجید میں انبیاء کو پاک اور مبرا بتلایا وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار (۳) تاریخی واقعات میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اور طرز بیان میں بدعنوانیاں ہیں کہ جنکو حسب موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلا دیا۔

(۴) خود یہودیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے اس سبب سے کہ جب بار دیگر توریت بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر ہو گیا اور باہم بڑی قیل و قال جوتی پیزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اِس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا (۵) باہم عیسائیوں کے فرقوں میں سخت اختلافات تھے یعقوب حواری کہتے تھے کہ بغیر عمل کئے ایمان معتبر نہیں جیسا کہ اِنکے خط میں مذکور ہے برخلاف اسکے پولوس شریعت کی پابندی کو لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بتلاتا تھا جیسا کہ اسکے نامجات میں متعدد جگہ مذکور ہے اور اسی قسم کے صدہا اختلافات ہیں کہ جنکی قرآن مجید نے صلاح کی اگر ہر ایک کو مفصل بیان کروں تو ایک دفتر کی حاجت پڑے انشاء اللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک آیۃ کی تفسیر ایک ضخیم کتاب میں لکھوں گا ازانجملہ یہ کہ قرآن ہدی ورحمۃ للمؤمنین کہ قرآن ایمانداروں کے لئے ہدایت ہے مبدء و معاد علم اخلاق و احکام قتل و قصاص و نماز و روزہ وغیرہا میں کوئی بات اسنے باقی نہیں چھوڑی اور دوسرا لطف یہ ہے کہ یہ رحمت بھی ہے یعنی احکام میں جو سختیاں پہلے تھیں سب دور کر دی گئیں سہولت کے لباس سے شریعت کو ملبوس کر دیا گیا۔ پھر ایسی کتاب دنیا میں کسی نبی کے بھی ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوئی چہ جائیکہ اُمی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اسکے الہامی اور اسکے خاتم النبیین ہونے میں کون شک ہے؟ پھر اُس پہلی بات کی طرف رجوع کرتا ہے کہ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ وہو العزیز العلیم کہ انکے باہمی اختلاف میں تیرا رب اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے نہ انکی خواہش اور رائے سے کیونکہ وہ زبردست ہے کسی سے نہیں دبتا اور خبردار ہے ہر ایک بات اُسکو ٹھیک معلوم ہے اے نبی فتوکل علی اللہ۔ اللہ پر بھروسہ رکھو جو فریق فیصلہ الٰہی سے ناخوش ہو گا تو آپکا کیا کریگا؟ انک علی الحق المبین آپ تو صاف حق پر ہیں اور حق کا حامی اللہ ہے ان فی ذالک کے بعد عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے انک لا تسمع الموتیٰ الخ کہ یہ تو بوجہ نہ ہونے حس باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مُردوں اور بہروں کے سنانے کیلئے نہیں آئے ہو نہ تم ازلی اندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپ تو انھیں کو سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو کہ جنھیں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے الا من یؤمن بآیاتنا سے یہی مراد ہے اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مُردے زندوں کی بات سُن سکتے ہیں یا نہیں؟ تکلف ہے اسکو اِس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں کیونکہ موتیٰ سے مراد یہاں کفار ہیں واذا وقع علیہم القول الخ یہ قرآن مجید کے لئے ایک اور دلیل ہے جس میں قریب قیامت ایک دابہ یعنی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام کرنیکا ذکر ہے اور نیز اب یہاں سے پھر قیامت کا حال شروع کرتا ہے اور قیامت سے پیشتر اُسکی بڑی علامت بیان فرماتا ہے کہ اذا وقع علیہم القول جب بات پوری ہو جاویگی یعنی انکے گناہوں کا اخیر الزام قائم ہونیکا وقت آئیگا تو اُس سے پہلے

ان سب باتوں کی تحقیقات تمہید میں ذکر کی ہیں ۱۲ منہ

[1] انجیل یوحنا ۱۰ باب ۸

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ○ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا

اور جس روز ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر گروہ کو ہم جمع کرینگے تب وہ سب صف بستہ کھڑے کر دیئے جاینگے یہانتک کہ جب حاضر ہو چکینگے تو اللہ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم انکو

عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ○ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

سمجھے بھی نہ تھے یا کیا کیا کرتے تھے اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائیگا۔ پھر وہ بات بھی نکر سکینگے کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے انکے سکون کے لیئے رات کو اور دیکھنے کے لیئے دن کو بنایا ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ○

البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جس روز کہ صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی تو گھبرا اٹھینگے مگر وہ کہ جسکو اللہ چاہے اور سب اسکے پاس سرنگوں ہو کر چلے آوینگے

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ○ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اور اے مخاطب تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھرینگے اس اللہ کی کاریگری سے کہ جسنے ہر شے کو ٹھیک کر دیا بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو جو کوئی نیکی لاویگا سو اسکو اس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ○ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○

بہتر بدلہ ملیگا اور وہ لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو بدی لیکر آینگے سو وہ منہ کے بل آگ میں ڈالے جاینگے دکھا جاویگا تمکو وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ

(اے نبی کہدو) مجکو تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے اس رب کی عبادت کیا کروں کہ جس نے اسکو محترم کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہوا کہ میں فرمانبردار ہو کر رہوں اور یہ بھی کہ قرآن سنایا کروں پھر جو کوئی

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ ع

راہ پر آگیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہدو کہ بس میں بھی ڈرانے والوں میں سے ہوں اور کہو الحمد للہ وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا تم انکو پہچان لوگے اور آپکا رب آپکے کاموں سے بیخبر نہیں ہے

ع ۱۱ / ۳

ترکیب

یوم منصوب ہے اذکر محذوف سے من کل امۃ من تبعیض کے لیئے ممن یکذب بیان ہے فوجا مفعول نحشر کا ولم تحیطوا جملہ حال کے لیئے ای کذبتم بہا بادی الرای غیر ناظرین فیہا نظر تعمق اماذا ام ای شئی کنتم تعملونہ تحسبہا جملہ حال ہے جبال یا ضمیر تری سے وہی تمر حال ہے ضمیر منصوب سے جو تحسبہا میں ہے ای تمر مرا مثل مر السحاب صنع اللہ مصدر موکد لنفسہ وہو مضمون الجملۃ المتقدمۃ کقولہ تعالی وعد اللہ۔ وان اتلو معطوف ہے ان اکون پر۔

تفسیر

ہم لوگوں کے لیئے زمین سے ایک ایسا جانور یا چار پایہ نکالیں گے کہ جو لوگوں سے کلام کریگا اسلیئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے سو اب دیکھو خدا کی عجیب و غریب نشانی ظاہر ہوئی مگر اب کیا ہوتا ہے یا معنی کہ لوگوں سے وہ دابہ یہ کہیگا کہ یہ لوگ ہماری یعنی اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے یعنی انپر الزام قائم کریگا۔ دابۃ الارض مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی اول نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور دابۃ الارض کا لوگوں پر دن چڑھے ظاہر ہونا ہے اور ان میں سے جو کوئی پہلے ہو تو دوسری علامت اسکے ساتھ ہی ساتھ ہوگی اور بھی احادیث صحیحہ میں اسکا ذکر آیا ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صرف قریب قیامت کے ایک دابہ کا نکلنا ثابت ہوتا ہے جو لوگوں سے کلام کریگا اور قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگا اب قرآن میں یہ نہیں کہ وہ دابۃ الارض کس شکل کا ہوگا کوئی چار پایہ ہوگا یا دو پاؤں کا ہوگا انسان کی صورت ہوگی یا کسی اور چیز کی؟ یہ باتیں علماء نے ثابت کی ہیں معالم التنزیل

ہیں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہو کہ وہ ایسا جانور نہ ہوگا کہ جسکے دم ہو بلکہ ڈاڑھی ہوگی مراد آپکی یہ کہ وہ ایک انسان ہوگا۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جانور ہوگا کہ جو کوہ صفا کے زلزلہ آنے کے بعد اسکی کسی کھوہ میں سے نکلیگا اور لوگوں سے کلام کریگا اور اُس کا عام چرچا ہوگا۔ دابۃ الارض کی حقیقت بوجہ اختلاف اقوال علماء اسلام معلوم نہیں مگر قرب قیامت میں کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نمودار ہوگی کہ جو قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگی۔ آب خواہ وہ کوئی انسان ہو جو ملک میں دورہ کر کے قدرت کے آثار دکھائے یا کوئی عجیب و غریب جانور ہو جو لوگوں سے باتیں کرے اور مشرکین اور منکرین کو الزام دے والعلم عند اللہ آمنا باللہ

علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے ویوم نحشر من کل امۃ فوجًا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک جماعت کو جمع کر کے پوچھیں گے کہ تم نے بے سمجھے بوجھے میری آیتوں کو کیوں جھٹلایا ہو انکو وہاں کچھ جواب نہ آئیگا۔ اولم یروا الخ یہ منکرین کے لیئے الزام دیا جاتا ہے کہ دنیا میں ہم نے اپنی قدرت و کمال کے بہت سے نشان دکھائے تھے منجملہ اُنکے رات اور دن تھے جو کسی سے بھی مخفی نہ تھے ان میں ہماری قدرت اور یکتائی کے بہت سے نمونہ تھے۔ اول یہ کہ زمانہ یعنی رات دن بھی کسی کے قبضۂ قدرت میں تھے جن میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ زمانہ کا اور چیزوں پر اثر ہے بڑھاپا جوانی زمانے کے آثار ہیں مگر زمانہ اُسی کے بس میں ہو۔ برخلاف انکے معبودوں کے کہ وہ زمانے کے بس میں ہیں دوم یہ دن اور رات قیامت اور فنا کا نمونہ ہے رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ دوست دشمن سب دوسرے عالم بیخودی میں ہوتے ہیں پھر صبح ہوتے بیدار اور شور و غل برپا ہو جاتا ہو سوم یہ کہ رات میں ظلمت دن میں نور ہے جس میں اشارہ ہے کہ یہ دنیا ظلمت کدہ ہے شہوات کی اندھیریاں محیط ہیں نیک و بد کچھ نہیں معلوم ہوتا صبح قیامت میں سب روشن ہو جائیگا اور اگر کچھ بھی نہ سمجھا تھا تو ادنی بات یہ تو جانتے تھے کہ رات میں آرام اور دن میں کام ہوتا ہے یہ کسکی طرف سے نشان ہیں ویوم ینفخ فی الصور الخ یہاں سے پھر حشر اور اسکی ابتدا تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتا ہو کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل میں جم جاتی ہے۔ صور پھونکنے کا آلہ تریہی یا بگل کی مانند ہے۔ قیامت کی ابتدا یہیں سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اُسکو مُنہ سے لگا کر بجاویگا اسکی آواز اس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مرجائینگے پھر نباتات فنا ہونگے پھر جمادات اور اسکی ہیبتناک آواز سے آسمان و زمین کے سب لوگ گھبرا اُٹھیں گے مگر جنکو اللہ چاہیگا نہ گھبرائیں گے۔ وہ کون لوگ ہونگے بعض کہتے ہیں ملائکہ حوران جنت بعض کہتے ہیں اہل اللہ انبیاء و اولیاء و شہداء۔ حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ بھی انھیں میں ہونگے وکل اتوہ داخرین اور سب اللہ کے پاس عاجز ہو کر چلے آئینگے یہ جب ہوگا کہ مرکر زندہ کرنے کے لیئے دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ اسلیئے علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ ویوم ینفخ فی الصور سے دوسری بار کا صور مراد ہے اور پہلے صور کا اثر ظاہر کرنے کے لیئے یہ جملہ ہے وتری الجبال کہ یہ پہاڑ جو تمکو جمے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں بادلوں کی طرح اُڑتے پھرینگے اسپر جو وہم ہو کہ یہ کیونکر ہوگا تو فرماتا ہے صنع اللہ الخ کہ یہ کام اُسی اللہ کا ہوگا کہ جسنے ہر شئے کو مستحکم کیا ہے پس جو مستحکم کرنا جانتا ہے وہ اسکو اُکھیڑنا بھی جانتا ہے اُسکو تمھارے سب کام معلوم ہیں۔ یہ تمہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اس لیئے فرماتا ہے کہ اُس روز اس قانون پر عمل ہوگا من جاء بالحسنۃ الخ کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا (ایمان و عمل نیک) وہ اس کا اس سے بہتر بدلہ پاویگا اور اُس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں رہیگا اور جو بُرائی لیکر آویگا کفر و شرک تو جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ فرشتے کہیں گے یہ تمھارے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہیں۔

انما امرت ان اعبد رب ہذہ البلدۃ الخ مبدء و معاد و نبوت میں کلام کر کے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پر تمام کرتا ہے جو تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہو اول یہ کہ لوگوں کو کہدو کہ مجکو صرف اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی مکہ کے رب کی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہوں توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نہ صرف مکہ کا رب ہی بلکہ تمام شہروں کا اور کل مخلوقات کا لیکن ہذہ البلدہ کہنے سے قریش کو انفعال دلانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسنے تمھارے اس شہر کو

متبرک کیا حرمت دی جسکی بدولت تم عرب کی مار دھاڑ سے امن میں ہو اور اسی پر کیا منحصر ہے ولہ کل شئ اسکی اور بہت خوبیاں ہیں اور ہر شئے اسکے قبضہ
میں ہے پس وہی پرستش کے قابل ہے دوم امرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد خدا تعالی کی فرمانبرداری نیک باتوں کا بجالانا بُری باتوں سے بچنا
بھی میرا فرض ہے سوم وان اتلوا القرآن کہ تمکو قرآن سناؤں تبلیغ احکام کروں پھر جو ہدایت پر آویگا اپنا بھلا کریگا نہ مانیگا اپنا بُرا کریگا اس ترتیب میں یہ
بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو اسی کی بات اثر بھی کرتی ہے۔ پھر اس
خاتمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد للہ سب خوبیاں اللہ کے لیئے ہیں وہ تم کو اپنی نشانیاں
ابھی دکھاتا ہے جسکی تمکو جلدی ہے سو ان کو پہچان لوگے چنانچہ بدر اور قحط کا دخان دیکھ لیا
وما ربک بغافل عما تعملون اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہیں ہر ایک
عمل کا بدلہ دیگا۔ ولہ الحمد اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً والصلوۃ والسلام
علی عبادہ المصطفین الاخیار خصوصاً علی محمد سید الابرار
وآلہ الاطہار واصحابہ الاخیار
فقط

تمت

مصنفہ مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب

مصنف تفسیر حقانی بازار بلیماران دہلی

عقائد الاسلام

مخفی نہین کہ خدانے انسان کی نجات اور سعادت کیے دو ہی بازو پیدا کئے ہین جن سے اڑ کر منزل مقصود تک جا سکتا ہے - اول قوۃ نظریہ یعنی عقائد اور علمی حصہ دوسرے قوۃ عملیہ جو اعمال صالحہ کیطرف تحریک دلاتی ہے حضرات انبیا علیہم السلام اور شرائع و ادیان نہین دونوں قوتون کی اصلاح و تہذیب کیلئے آئے ہین جنکی دونون قوتین ناقص رہ گیئن وہ یہ پیکر جسمانی چہوڑنیکے بعد قبر اور حشر مین معذب ہونگے اور اول قوت دوسری سے اشرف و اعلی ہے مرنیکے بعد انسان کے ساتھ رہتی ہے اگر یہ درست ہوگئی تو عذاب ابدی سے محفوظ رہے گا - قوت ثانیہ کا جو علم متکفل ہے اُس کو فقہ کہتے ہین جسمین اردو مین بھی علمانے بہت مفید اور عمدہ تصانیف رائج کین اور قوۃ نظریہ کی اصلاح کا علم کلام متکفل ہے جس کو علم العقائد بھی کہتے ہین اُس مین اس خوبی اور اس ترتیب اور ان دلائل عقلیہ اور نقلیہ کیساتھ صاف اور سلیس اردو مین اب تک کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی تھی کہ جس سے زمانہ حال کے موافق خاص و عام اپنے عقائد کو موجودہ کدورتون سے جو مذاہب مختلفہ اور فلسفہ جدید کے سبب پیدا ہو گئے ہین اور اس آندھی نے زمانہ کو تاریک کر رکھا ہے صاف کر سکین للہ الحمد کہ کتاب عقائد الاسلام جو ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر عمدہ اور صاف کاغذ اور چھپائی کے قالب مین اب پھر بار چہارم بہت سی ترمیم و اضافے کے بعد ظہور مین آئی - اس کی قبولیت کی یہ ایک ادنی دلیل ہے کہ ہزارون جلدین بار بار طبع ہوئین زمانے کی دست قدردانی نے اُن کو ہاتھون پر اٹھالیا اور آنکھون پر رکھ لیا حرز ایمان سمجھکر سینہ سے لگایا یہ کتاب مدارس و اطفال اہل اسلام کے سلسلہ درس مین داخل ہوگئی - اِس کو بچون اور مستورات کے لئے تعلیم مین رکھنا زمانہ کی ضرورتون نے فرض و واجب کردیا ہندوستان کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جہان کے علماء و اعیان نے اسکو قدردانی کی آنکھون سے نہ دیکھا ہو - اس کتاب کی بنظر رفاہ عام قیمت بھی کچھ زیادہ نہین رکھی صرف ایکروپیہ چار آنے جسمین محصولڈاک ہمارے ذمہ اور تاجرون کے لئے ایک خاص رعایت رکھی ہے جو جداگانہ طے ہو سکتی ہے ✦

المشتہر

محمد عبد القیوم کوٹھی نواب لہارو - واقع بازار بلیماران شہر دہلی

تفسیر حقانی

اے راستی کے تلاش کرنیوالے اُن کی پستیوں سے نکلکر ترقی کی سیڑھیوں پر قدم دھرنیوالو! اے زمانہ کی اندھیریوں میں حیران و سرگردان مشعلِ ہدایت کی طالبو! اے خدا پرستو! اللہ کے طالبو! علمِ آخرت کے مشتاقو! ادھر آؤ اور آنکھیں کھولکر دیکھو کہ جس نور نے فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہو کر تھوڑے سے دنوں میں مشرق سے مغرب تک دنیا کو منور کر دیا تھا اور جس آسمانی دستور العمل نے دنیا کی بد اخلاق وحشی قوموں کو تہذیب و خداپرستی پر بٹھا کر بنی آدم کیلئے نظیر قایم کر دیا تھا قرآن مجید ہے کہ جسکی برکات سے لاکھوں طالب لسان بجات عربی زبان نہ جانتے اور اسکے مطالب و حقایق و دقائق پر مطلع نہونیکی وجہ سے محروم بیٹھے اور سیکڑوں قدیم اور نئے مذاہب کے اس بیجا شکوک و شبہات کے گرد و غبار سے جو اس زمانہ میں کالی گھٹا کی طرح سے اٹھا چلا آتا ہے اس آفتاب جہانتاب کی روشنی سے حصہ کافی نہ پا سکتے تھے لہذا اس زمانہ میں اسکی اردو میں سلیس میں ایسی تفسیر لکھی گئی کہ جس کو آجتک چشم فلک نے بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ یہ تفسیر اردو سلیس میں آٹھ جلدوں میں تمام ہوئی ہے **اوّل جلد** کہ جسکو مقدمہ کہتے ہیں تخمیناً بارہ جز کلان پر ہے۔ اسکے اول باب میں خدا تعالی کا دلائل عقلیہ سے ثبوت اور خدا کے منکرین اور ملحدین کے شکوک و شبہات کا جواب شافی پھر اس کی صفات پر بحث ہے ضمن میں تمام مذاہب مخالفہ پر رد و قدح ہے پھر دلائل عقلیہ سے ملائکہ اور ان کی صفات کا ثبوت اور ان کا وجود مستقل و ہر صورت میں متشکل ہونا اور انکی ماہیت اور اسمیں جو کچھ حکما اور اہل ادیان کے اقوال ہیں ان کی تحقیق اور فرقہ نیچریہ کی تاویلات باطلہ کا بڑی شد و مد کے ساتھ رد۔ پھر نبوت کی بحث اور اسکی حقیقت الہام و وحی کے اقسام و خرق عادات اور معجزات کا ثبوت اور انکے متبعین اولیاء کرام میں بھی اس قوت کا ثبوت۔ اس بارہ میں مخالفین نبوت و منکرین معجزات فرقہ نیچریہ کے تمام دلائل ملمع کار کا جواب باصواب پھر روح اور عالم آخرت اور وہاں انسان کا جانا اور اسکے اعمال نیک و بد کا ثمرہ مرتب ہونا ان سب باتوں کی کیفیت اسمیں ادیان باطلہ و ملاحدہ کا رد مع تفصیل اقوال۔ **دوسرے باب** میں نزول قرآن اور اسکے جمع و ترتیب کی کیفیت اور آنحضرت علیہ السلام سے پیشتر عرب کے مذاہب اور انکے رسم و رواج کا تذکرہ اور آنحضرت کے وقائع عمریہ اور مخالفین کے شکوک و شبہات کا جواب مع شہادت محققین فرنگ۔ قرآن کے اعجاز پر بحث اور اسکے علوم خمسہ اور اس کے طرز تکلم کا بیان اس امر میں بھی جو کچھ مخالفوں نے شکوک کئے ہیں سب کا رد پھر شان نزول۔ پھر اختلاف قرأت ائمہ قرا اور انکے تلامذہ اور ہفت قرأت کا بیان اور مخالفین کے شبہات کا جواب پھر اصول تفسیر و ائمہ مفسرین اور انکے طبقات اور دیگر بہت سے امور ضروریہ سے بحث **تیسرے باب** میں توریت و اناجیل ربعہ و رَوید اور دساتیر پر بحث کہ وہ کسکی تصنیف ہیں اور انمیں کیا کیا مضامین ہیں اور کب تصنیف ہوئی ہیں اور الہامی ہیں کہ نہیں اور اگر الہامی ہیں تو ابتک بلا تحریف دستیاب ہوتی ہیں کہ نہیں؟ یہ بحث بڑی طول طویل اور نہایت دلچسپ کئی فصلوں میں ہے **دوسری جلد** جو صرف پارہ الم کی تفسیر ہے اسمیں چند آیات جو ایک مطلب خاص سے علاقہ رکھتی ہیں صرف یہ نقل کیجاتی ہیں انکے نیچے ان کا ترجمہ آجکل کے محاورہ کے موافق لکھا جاتا ہے۔ پھر ایک خط کھینچکر ترکیب نحوی اور مفردات الفاظ سے بحث ہوتی ہے پھر ربط آیات و شان نزول بروایات صحیحہ بیان کر کے آیات کا مطلب واضح کیا جاتا ہے پھر اگر ان آیات میں احکام ہیں تو مسائل منصوصہ کی تصریح اور ائمہ مجتہدین کے اقوال اور انکے دلائل اور صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار اگر وہاں قصص ہیں تو انکی تاریخ کتب مخالفین سے تحقیق چنانچہ بنی اسرائیل کی تمام تاریخ اور انکے مقامات کا جغرافیہ و نقشہ بھی دیا گیا ہے۔ اور پھر آیات کے متعلق نکات محققانہ اور رموز صوفیانہ بھی ہیں۔ اسی طرح دیگر مقامات کا بھی جغرافیہ و نقشہ ہے کوئی قصہ بے اصل نہیں لکھا گیا ہے نہ بے تحقیق مفسرین کے اقوال پر اعتبار کیا گیا ہے احادیث میں تو مع سند اقوال سلف صالحین ہیں تو مع حوالہ باین طرز محققانہ طریقہ اہل سنت والجماعت کی پوری پابندی ہے **تیسری** جلد میں سوا چار پارہ کی تفسیر ہے **چوتھی** جلد میں بھی یوں تک کی تفسیر ہے **پانچویں** میں سورہ حجر سے لیکر سورہ نحل کے آخر تک سوا چھ پارہ کی تفسیر ہے اسمیں بھی جا بجا ہر مقام مناسب پر نقشے دیے گئے ہیں اور ایک مطول تاریخ بیت المقدس کی لکھی گئی۔ یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے دریائے ذخار کا ایک قطرہ ہے۔ الغرض اس زمانہ حال کے جسقدر شکوک و شبہات قرآن شریف اور اسلام پر کئے گئے ہیں ان سب کا جواب شافی دیا گیا ہے۔ پھر بیان کی سلاست اور زبان کی لطافت دیکھنے سے تعلق ہے بہر حال ہر جلد کا یہی حال ہے کل آٹھ جلدیں ہیں مجموعہ کی قیمت پہلے [illegible] تھی اب [illegible] کر دیگئی ہے اور جداگانہ ہر جلد کی قیمت یہ ہے جلد اول [illegible] پھر ہر جلد [illegible] یہ جلدیں مکرر طبع ہوئی ہیں بصیغہ ویلو پی ایبل پارسل یا پیشگی قیمت روانہ کرنے پر مشتہر سے مل سکتی ہیں۔

المشتہر

محمد ابو الحسن منیجر تفسیر حقانی دہلی۔ محلہ بلی ماران